نصر الباری

شرح اردو

صحیح البخاری

مولفہ

حضرت العلامہ مولانا محمد عثمان غنی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث مظاہر العلوم وقف سہارنپور

شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

جلد: سوم — پارہ: ۲-۳ — باب: ۲۸۹-۵۱۸ — حدیث: ۴۱۶-۷۷۴

کتاب الصلوٰۃ، کتاب مواقیت الصلوٰۃ
کتاب الاذان

ناشر

۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔ فون: 021-34935493

besturdubooks.wordpress.com

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَّبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

نصر الباری

شرح اردو

صحیح البخاری

مولفہ

حضرت العلامہ مولانا محمد عثمان غنی دامت برکاتہم
شیخ الحدیث مظاہر العلوم وقف سہارنپور
شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

جلد: سوم | پارہ: ۲-۳ | باب: ۲۸۹-۵۱۸ | حدیث: ۴۱۶-۷۷۴

کتاب الصلوٰۃ، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، کتاب الاذان

ناشر مکتبۃ الشیخ
۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔ فون: 021-34935493

besturdubooks.wordpress.com

پاکستان بھر میں جملہ حقوق ملکیت بحق مکتبۃ الشیخ کراچی محفوظ (C)

نام .... نصر الباری شرح اردو صحیح البخاری ﴿جلد سوم﴾

مؤلف .... حضرت العلامہ مولانا محمد عثمان غنی دامت برکاتہم

ناشر .... مکتبۃ الشیخ ۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔

﴿انتباہ﴾

پاکستان میں نصر الباری مکمل ۱۴ جلدوں کی طباعت کے جملہ حقوق مؤلف سے باہمی معاہدہ کے تحت بحق مکتبۃ الشیخ کراچی محفوظ ہیں۔ کاپی رائٹس آف پاکستان سے رجسٹرڈ ہے اس کتاب کا کوئی حصہ، صفحہ، پیرا ادارہ کی مصدقہ تحریری اجازت کے بغیر پاکستان بھر میں ''طبع'' نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی فرد یا ادارہ اس کی غیر قانونی طباعت وفروخت میں ملوث پایا گیا تو بغیر ''پیشگی اطلاع'' کے ''قانونی کارروائی'' کی جائے گی۔

اسٹاکسٹ: **مکتبہ خلیلیہ**

دوکان ۱۹، سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن، کراچی۔ 0321-2098691

قدیمی کتب خانہ، کراچی

کتب خانہ اشرفیہ، اُردو بازار، کراچی

اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن، کراچی

مکتبۃ العلوم، بنوری ٹاؤن، کراچی

مکتبہ قاسمیہ، لاہور

مکتبہ حقانیہ، ملتان

مکتبۃ العارفی، فیصل آباد

دارالاشاعت، اُردو بازار، کراچی

کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، کراچی

مکتبہ ندوہ، اُردو بازار، کراچی

مکتبہ رحمانیہ، لاہور

مکتبہ حرمین، لاہور

ادارہ تالیفات، ملتان

مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

زم زم پبلشرز، اُردو بازار، کراچی

مکتبہ انعامیہ، اُردو بازار، کراچی

مکتبہ عمر فاروق، شاہ فیصل کالونی، کراچی

ادارہ اسلامیات، لاہور

المیزان، لاہور

مکتبہ امدادیہ، ملتان

مکتبہ عثمانیہ، راولپنڈی

﴿ہر دینی کتب خانہ پر دستیاب ہے﴾

besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۲۸۹
الصَّلٰوۃِ فِی مَرَابِضِ الْغَنَمِ
بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے کا بیان

(۴۱۶) حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی فِی مَرَابِضِ الْغَنَمِ ثُمَّ سَمِعْتُہٗ بَعْدُ یَقُوْلُ کَانَ یُصَلِّی فِی مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَبْلَ اَنْ یُّبْنَی الْمَسْجِدُ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ (ابو التیاح نے کہا) پھر میں نے اس کے بعد (انس رضی اللہ عنہ سے) سُنا وہ فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بکریوں کے باڑے میں مسجد نبوی کی تعمیر سے پہلے نماز پڑھ لیتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ:
"کان یصلی فی مرابض الغنم"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۱ ومر مختصرا ص۳۷ ومطولا ص۵۵۹ تا ص۵۶۰ ومسلم اول ص۲۰۲ وترمذی اول ص۴۶

مقصد ترجمہ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے، گذر چکا کہ اس امت کی خصوصیات میں سے ہے کہ نماز کیلئے کسی مکان کی قید نہیں، امم سابقہ کیلئے عبادت خانہ کی قید تھی لیکن اس امت کا امتیاز ہے ارشاد نبوی ہے جعلت لی الارض مسجدا وطہورا۔

besturdubooks.wordpress.com

پوری تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے حدیث ۲۳۲ کی تشریح۔

باب ۲۹۰

الصَّلٰوۃِ فِی مَوَاضِعِ الْاِبِلِ

اونٹ کی جگہوں میں نماز پڑھنے کا بیان

۴۱۷۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَلِّي اِلٰى بَعِيْرِهٖ وَقَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ۔

ترجمہ نافع سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو اونٹ کی طرف (رخ کرکے) نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "یصلی الی بعیرہ"

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۶۱ ویاتی ص۷۲ مسلم جلد اول ص۱۹۵ ابوداؤد جلد اول فی باب الصلوٰۃ الی الراحلۃ ص۱۰ ترمذی فی الصلوٰۃ الی الراحلۃ ص۴۶۔

مقصد ترجمۃ اس باب سے امام بخاری کا مقصد جمہور کی موافقت وتائید ہے، علامہ عینی رح فرماتے ہیں کہ جمہور ائمہ امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور صاحبینؒ وغیرہ کے نزدیک اونٹوں کی معاطن (تھانوں) میں نماز پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ جگہ پاک ہو اور اس جگہ نجاست نہ ہو۔

امام احمدؒ اور اہل ظاہر کے نزدیک نماز درست نہیں۔ وعن احمدؒ فی روایتہ مشھورۃ عنہ اذا صلی فی اعطان الابل فصلاتہ فاسدۃ وھو مذھب اھل الظاھر (عمدہ) امام بخاریؒ کا مقصد انکی تردید ہے۔

امام بخاریؒ یہ تبلانا چاہتے ہیں کہ جن احادیث میں اونٹوں کے معاطن میں نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے وہ دوسری وجہ سے ہے کہ بعض اونٹ شریر ہوتے ہیں اگر بدک جائیں تو نماز پڑھنی مشکل ہوجائے ورنہ اگر سدھائے ہوں اور سواری کے ہوں تو ان کے پاس نماز پڑھنے میں کوئی فساد نہیں

besturdubooks.wordpress.com

نماز درست ہوگی۔

تشریح البتہ ایک اشکال ہوتا ہے کہ باب تو ہے مواضع ابل یعنی اونٹوں کے رہنے کی جگہ (یعنی تھانوں میں) نماز پڑھنے کا بیان۔

اور جو حدیث نقل کی گئی ہے وہ ہے ایک اونٹ کیطرف رُخ کرکے نماز پڑھنے کا ذکر، اس سے باب کی مطابقت نہیں ہوتی۔

جواب یہ ہے کہ مواضع ابل میں نماز کی ممانعت صرف اونٹوں کے قرب کیوجہ سے ہے بخاری بتلانا چاہتے ہیں کہ اگر اونٹ مانع ہوتا تو استقبال میں بھی ممانعت ہوتی۔ باب سے بخاری نے بتلادیا کہ اونٹ کا قرب نماز میں مخل نہیں۔

اور جن روایتوں میں مبارک ابل میں نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے جیساکہ ابوداؤد جلد اوّل باب النہی عن الصلوٰۃ فی مبارک الابل ۶۷ میں حضرت براء بن عازب رضؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لاتصلوا فی مبارك الابل فانها من الشياطين و سئل عن الصلوٰة فی مرابض الغنم فقال صلوا فيها فانها بركة۔

اس حدیث میں بالتصریح مرابض غنم اور مبارک ابل میں فرق معلوم ہوتا ہے، عند الجمہور جب سب جگہ جائز ہے تو وجہ تفریق کیا ہے؟

علامہ عینیؒ نے لکھا ہے ایک وجہ یہ ہے کہ اصحاب اونٹ اونٹ کی آڑ میں بیٹھکر پیشاب یا پاخانہ کرتے ہیں۔

۲ اونٹ جناتی مخلوق ہے ہمہ وقت خطرہ رہتا ہے جس سے نماز کا خشوع وخضوع مشکل ہے اور اس کا تقاضہ یہی ہے کہ اس سے احتراز کیا جائے۔ معلوم ہوا کہ اونٹ کی شیطنت وشرارت سے تحفظ واطمینان ہو تو اس کے پاس نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

۳ ایک وجہ یہ بھی منقول ہے کہ اونٹ میں بدبو ہے۔ ۴ روایات ممانعت مکروہ تنزیہی پر محمول ہیں۔ واللہ اعلم

باب ۲۹۱ مَنْ صَلّٰى وَقُدَّامَهُ تَنُّوْرٌ اَوْ نَارٌ اَوْ شَيْءٌ مِّمَّا يُعْبَدُ فَاَرَادَ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ وَاَنَا اُصَلِّيْ

جو شخص اس حال میں نماز پڑھے کہ اس کے سامنے تنور یا آگ ہو یا کوئی ایسی چیز ہو جس کی عبادت کیجاتی

besturdubooks.wordpress.com

ہو لیکن اس (نمازی) کی نیت اللہ عزوجل کی عبادت ہو (تو نماز درست ہے) اور زہری نے کہا کہ مجھ کو حضرت انس بن مالکؓ نے خبر دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے جہنم لائی گئی۔ اور میں (اس وقت) نماز پڑھ رہا تھا۔

تشریح والحدیث طرف من حدیث طویل یاتی موصولاً فی الاعتصام ص ۱۰۸۳۔

۴۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اُرِیْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ مَنْظَرًا کَالْیَوْمِ قَطُّ اَفْظَعَ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ سورج گہن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کسوف کی) نماز پڑھی پھر فرمایا مجھے (نماز کی حالت میں) دوزخ دکھائی گئی چنانچہ میں نے آج کی طرح کا خوفناک منظر کبھی نہیں دیکھا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "اریت النار"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص ۶۱ ویاتی ص ۱۰۳ و ص ۱۴۳ تا ص ۱۴۴ و ص ۸۲۲ تا ص ۸۳ مطولاً ومسلم اول ص ۲۹۸ ونسائی اول فی قدر القراءۃ فی صلوٰۃ الکسوف ص ۱۶۸

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد ان حضرات کی تردید ہے جو نماز کو مکروہ قرار دیتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھتا ہے جس کے سامنے جلتی ہوئی آگ یا تنور یا ایسی کوئی چیز ہو جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا پرستش (پوجا) کی جاتی ہو مثلاً پیپل کا درخت سامنے ہو لیکن نمازی کی توجہ اس طرف نہ ہو بلکہ نمازی کی نیت صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت اور رضا حاصل کرنے کی ہو تو اس کی نماز ہو جائے گی۔

البتہ حنفیہ وحنابلہ نیز ابن سیرین رحمہم اللہ مکروہ کہتے ہیں جیسے طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت تشبیہ بعبادۃ الاوثان کی وجہ سے بالاجماع مکروہ ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے انہ کرہ الصلوٰۃ الی التنور وقال ھو بیت نار یعنی ابن سیرین نے تنور کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کو مکروہ کہا ہے اور کہا کہ یہ آگ کا گھر ہے۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کے ترجمہ سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز ہو جائیگی لیکن کراہت وعدم کراہت کی تصریح نہیں ہے لہٰذا یہ دیکھا جائے گا کہ نماز ایسی چیزوں کے ہٹانے یا سامنے

besturdubooks.wordpress.com

سے ادہر ادہر کرنے پر قادر ہے پھر نہیں کر رہا ہے تو نماز مکروہ ہو گی ورنہ نہیں (فتح اول ص۴۱۹)

امام بخاریؒ کا استدلال

امام بخاریؒ نے اثبات ترجمہ کیلئے دو روایتیں نقل کی ہیں۔ پہلی روایت میں حضرت انسؓ سے تعلیقاً ذکر کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جہنم (دوزخ) پیش کی گئی لیکن آپؐ نے نماز نہیں توڑی اور نہ نماز کا اعادہ فرمایا۔

جواب یہ ہے کہ اولاً تو وہ تکوینی امور و عالم غیب کی چیز تھی جو بحث سے خارج ہے اس لئے کہ اس وقت حضور اقدس علیہ السلام بھی عالم غیب میں ہو گئے۔

ثانیاً اس میں یہ احتمال ہے کہ وہ نار دوزخ دائیں یا بائیں ہو بالکل سامنے نہ ہو۔

ثالثاً یہ بھی احتمال ہے کہ دوزخ اپنی جگہ پر ہو اور حضورؐ کیلئے حجابات اٹھا دیئے گئے ہوں۔ رابعاً یہ بھی احتمال ہے سامنے نہ ہو بلکہ پیچھے ہو تو جسطرح حضور اقدس علیہ السلام نمازیوں کے رکوع و سجود دیکھ لیتے تھے اسی طرح دوزخ کو بھی دیکھا۔

اتنے احتمالات کے ہوتے ہوئے استدلال درست نہیں اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

دوسرا استدلال حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث سے ہے، یہاں روایت مختصر ہے مفصل روایت آگے آئیگی وہاں پوری تفصیل بھی آئے گی۔ مختصراً یہ جواب ہے کہ مذکورہ احتمالات اس میں بھی ہیں اس لئے استدلال تام نہیں۔

آخری بات یہ ہے کہ استدلال کمزور ہے اور کوئی صریح حدیث بھی عدم کراہت کی نہیں ہے (واللہ اعلم)

باب ۲۹۲

كَرَاهِيَةِ الصَّلٰوةِ فِي الْمَقَابِرِ

قبرستان میں نماز کی کراہت کا بیان

۴۱۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا۔

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں اپنی نمازوں کا کچھ حصہ پڑھا کرو۔ اور انہیں بالکل قبریں نہ بنالو۔

besturdubooks.wordpress.com

مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "ولا تتخذوھا قبورًا"

کیوں کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم گھروں کو مقابر بنانے سے منع فرما رہے ہیں، معلوم ہوا کہ قبریں محل صلوٰۃ نہیں ہیں لہٰذا قبرستان میں بلا سترہ نماز مکروہ ہوگی۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صفہ ۶۲ وباقی ۱۵۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد قبرستان میں نماز پڑھنے کی کراہت کو بیان کرنا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اجعلوا فی بیوتکم من صلوٰتکم الخ"

اس میں مِن تبعیضا ہے ای بعض صلوٰتکم اور مراد نوافل ہیں یعنی اپنے گھروں میں کچھ نوافل پڑھا کرو۔ ولا تتخذوھا قبورا۔ اور تم اپنے گھروں کو قبریں نہ بنالو یعنی مردے نماز نہیں پڑھتے ہیں تو حضور علیہ السلام گھروں کو مقابر بنانے سے منع فرما رہے ہیں معلوم ہوا کہ قبر محل نماز نہیں ہے مطلب یہ ہوا کہ تم میت کیطرح سے نہ ہوجاؤ کہ گھر تمہارا تمہارے واسطے مثل قبر کے ہوجائے بلکہ تم اپنے گھروں میں کچھ نمازیں پڑھا کرو جیسے زندہ مسلمان پڑھتے ہیں۔

باب ۲۹۳

الصَّلوٰۃِ فی مواضِعِ الخَسْفِ والعَذابِ ویُذکَرُ اَنَّ علیًّا رضی اللہُ عنہ کَرِہَ الصَّلوٰۃَ بِخَسْفِ بَابِلَ۔

ایسے مقامات میں نماز پڑھنے کا حکم جہاں زمین دھنس جانے کا عذاب یا کوئی اور عذاب نازل ہوچکا ہو اور حضرت علی رضہ سے منقول ہے کہ انہوں نے بابل میں زمین دھنسنے کے عذاب کی وجہ سے نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھا۔

۴۲۰۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیلُ بنُ عَبدِ اللہِ قَالَ حَدَّثَنِی مَالِکٌ عَن عَبدِ اللہِ بنِ دِینَارٍ عَن عَبدِ اللہِ بنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنہُ اَنَّ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدخُلُوا عَلٰی ھٰؤُلَاءِ المُعَذَّبِینَ اِلَّا اَن تَکُونُوا بَاکِینَ فَاِن لَّم تَکُونُوا بَاکِینَ فَلَا تَدخُلُوا عَلَیھِم لَا یُصِیبُکُم مَا اَصَابَھُم۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان معذبین کے مقاموں میں داخل نہ ہو مگر یہ کہ (اللہ تعالےٰ کے خوف سے) روتے ہوئے اور اگر تم رو نہ سکو

besturdubooks.wordpress.com

تو ان کے مقاموں میں مت جاؤ کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آجائے جو ان پر آیا تھا۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في "لا تدخلوا على هٰؤلاء المعذبين الخ" کیونکہ معذبین کے مساکن و مقامات میں داخل ہونے سے روکا گیا تو لامحالہ نماز کی کراہت و ممانعت بھی ثابت ہوگئی۔

تعدد موضعه والحديث هٰهنا ص۶۲ وص۴۷۸ تا ص۴۷۹ وفي المغازي ص۶۳۷ وفي التفسير ص۶۸۳۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ ان مقامات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگرچہ ترجمۃ الباب میں کراہت و عدم کراہت کے متعلق کوئی تصریح موجود نہیں ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اثر "کرہ الصلوٰۃ" پیش کر کے مقصد ظاہر کر دیا (عمدہ) مگر یہ بھی جاننا چاہیئے کہ امام کا مقصد کراہت کے ساتھ جواز بتانا ہے۔

تشریح الفاظ مواضع الخسف والعذاب قوله "والعذاب من باب عطف العام على الخاص" امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کر دیا ہے کہ یہ حکم عام ہے یعنی عذاب الٰہی خسف یعنی زمین دھنسنے کی صورت میں ہو یا کسی اور طرح کا عذاب ہو ان جگہوں میں نماز مکروہ ہوگی۔ كما يشير اليه قول النبي صلى الله عليه وسلم لا تدخلوا على هٰؤلاء المعذبين،

بابل علم اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہے كما في القرآن الحكيم وما انزل على الملكين ببابل. الآية (پ۱ ع۱۲)

بابل قدیم زمانہ میں یہ عظیم الشان شہر تھا جو دریائے فرات کے دونوں جانب واقع تھا بابل کی ساحری اور مے خواری مشہور ہے یہ مدت تک سلطنت عراق کا پایہ تخت رہا ہے یہاں نمرود بن کنعان بادشاہ نے ایک بہت بڑا اونچا محل بنوایا تھا جو پانچ ہزار گز بلند تھا جس سے نمرود کا مقصد یہ تھا کہ آسمان کی خبریں سنا کرے گا، علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ قال اصحاب الاخبار بنى نمرود القصر بها وطوله في السماء خمسة آلاف ذراع وهو البنيان الذي ذكره الله تعالى في كتابه العزيز بقوله تعالى فاتى الله بنيانهم من القواعد الاية" (سورہ نحل آیت ۲۶)

(پھر اللہ کا حکم ان کی عمارت کی تباہی کیلئے ان کی بنیادوں کیجانب سے آپہنچا کہ اوپر سے ان پر چھت آگری جس سے دب کر سب ہلاک ہوگئے جو حفاظت کا سامان کیا تھا وہی ہلاکت کا سبب بن گیا)

خلاصہ یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خسف بابل میں نماز کو مکروہ کہتے تھے چونکہ روایت میں ہے عن علی قال

besturdubooks.wordpress.com

ماکنت لاصلی فی الارض خسف اللہ بھا ثلاث مرار (فتح) یعنی حضرت علی رضؓ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی اور سنن ابی داؤد میں حضرت علی رضؓ سے مروی ہے قال ان حِبّی (وفی نسخۃ حبیبی) علیہ السلام نہانی الخ (ابوداؤد اول ص۷۱)

حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ میرے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقبرہ میں نماز ادا کرنے سے منع فرمایا اور نیز مجھ کو منع فرمایا کہ میں سرزمین بابل میں نماز پڑھوں کیوں وہ ملعون جگہ ہے۔

علامہ علینی خطابی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں گفتگو ہے میرے علم میں کسی عالم نے سرزمین بابل میں نماز ادا کرنے کو حرام نہیں کہا۔ علاوہ ازیں اس باب کی پہلی حدیث میں ارشاد نبوی ہے جعلت لی الارض مسجدا وطہورا (میرے لئے ساری زمین سجدہ کے قابل اور پاک کردی گئی ہے)

جو اس سے زیادہ صحیح ہے اور صحیحین کی حدیث ہے اور اس کے معارض ہے، اگر یہ حدیث ثبوت کو پہنچ جائے تو اس کا مطلب ہوگا کہ یہ نہی حضرت علی رضؓ کے ساتھ خاص ہے، جیساکہ نہانی (بصیغۂ متکلم) سے بظاہر مترشح ہے۔ رہا یہ اشکال کہ حضرت علی رضؓ نے کوفہ میں قیام کیا؟

تو جواب یہ ہیکہ خاص ارض بابل مراد ہے جیساکہ گذرا خسف اللہ بھا ثلث مرار۔ اثبات ترجمہ کیلئے امام بخاری رحؒ نے دوسرا استدلال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: لاتدخلوا علی ھؤلاء المعذبین سے کیا ہے جس کا تعلق تبوک کے سفر میں مقام حجر سے ہے اس کی تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری آٹھویں جلد کتاب المغازی ص۴۹۱ کا عنوان "مقام حجر" اور ص۵۰۹ کا باب ۶۳۷ باب نزول النبی صلے اللہ علیہ وسلم الحجر۔

بَابٌ ۲۹۴ الصَّلٰوۃِ فِی الْبِیْعَۃِ وَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنَّا لَا نَدْخُلُ کَنَائِسَکُمْ مِنْ اَجْلِ التَّمَاثِیْلِ الَّتِیْ فِیْھَا الصُّوَرُ وَکَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یُصَلِّیْ فِی الْبِیْعَۃِ اِلَّا بِیْعَۃً فِیْھَا تَمَاثِیْلُ۔

گرجا گھر میں نماز پڑھنے کا بیان۔ اور حضرت علی رضؓ نے فرمایا (او نصرانیو) ہم تمہارے گرجا گھروں میں ان مجسموں کیوجہ نہیں جاتے ہیں کہ اس میں تصویریں (مورتیاں) ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ گرجا گھر میں نماز پڑھ لیتے تھے مگر اس گرجا گھر میں نماز نہیں پڑھتے تھے جس میں مجسمے ہوتے۔

تشریح الفاظ

بیعۃ بکسر الباء الموحدۃ گرجا گھر عیسائیوں کا عبادت خانہ جمع بِیَعٌ کنیسۃ یہودیوں کا عبادت خانہ جمع کنائس لیکن کنیسہ کا اطلاق بیعہ پر ہوتا ہے:

والکنائس ایضا للنصاریٰ کالبیعۃ کما قالہ الجوھری (قس)

besturdubooks.wordpress.com

تماثیل تمثال کی جمع ہے بمعنی مجسمہ، تصویر۔ التی فیہا الصور۔ جملۃ اسمیۃ لان الصور مبتداء مرفوع وقولہ فیہا خبرہ ای فی الکنائس والجملۃ صلۃ الموصول وقعت صفۃ للتمائس لا للکنائس لفساد المعنی لان التماثیل ھی الصور (عمدہ) مطلب یہ ہے کہ الصورُ مبتدا مرفوع ہے اور اسکی خبر فیہا ہے اور ضمیر ھا کنائس کیطرف راجع ہے۔

اور اگر الصورِ مجرور پڑھیں تو تماثیل سے بدل یا عطف بیان ہوگا۔

نیز یہ بھی جائز ہے کہ الصورَ کو منصوب پڑھیں اختصاص کی بناء پر یا اعنی فعل مقدر کا مفعول ہوگا۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بیعہ اور کنائس میں اسوقت نماز مکروہ ہوگی جبکہ اس میں تصاویر (مورتیاں) ہوں۔

۲ یا یہ کہا جائے کہ امام بخاری کا مقصد ان حضرات کی تردید ہے جو بیعہ میں علی الاطلاق نماز پڑھنے کو مکروہ کہتے ہیں۔

یہی حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہ سے منقول ہے کہ کنائس اگر جا گھروں) میں نماز بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ تماثیل وتصاویر (یعنی اسباب شرک) نہ ہوں۔

وقال عمر رض علامہ عینی رح لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رض جب شام پہونچے تو وہاں کے ایک بڑے پادری نے کھانے کی دعوت کی اس پر حضرت عمر رض نے فرمایا کہ ہم تمہارے گرجا گھروں میں ان تصاویر کیوجہ سے نہیں داخل ہوتے ہیں کہ اس میں تصویریں (مورتیاں) ہیں۔ معلوم ہوا کہ اگر تصویر و مورتیوں سے پاک صاف ہو تو نماز جائز ہے۔

۴۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَنِيْسَةً رَاَتْهَا بِاَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ فَذَكَرَتْ لَهُ مَا رَاَتْ فِيْهَا مِنَ الصُّوَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُولٰٓئِكَ قَوْمٌ اِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ اَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اُولٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ۔

ترجمہ حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

besturdubooks.wordpress.com

ایک گرجا گھر کا ذکر کیا جس کو انہوں نے سرزمین حبشہ میں دیکھا تھا جس کو ماریہ کہا جاتا ہے (یعنی اس کا نام ماریہ تھا) حضرت ام سلمہ رضہ نے ان تصویروں (مورتیوں) کا بھی ذکر کیا جنہیں اس میں دیکھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایسے لوگ تھے کہ ان میں جب کوئی نیک بندہ مرجاتا (یا یوں فرمایا نیک شخص) تو وہ اس قبر پر مسجد بنا لیتے اور ان میں تصویریں رکھتے یہ لوگ اللہ کے نزدیک بد ترین مخلوق ہیں۔

مطابقۃ الترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ توخذ من قولہ بنوا علی قبرہ مسجدا وصوروا فیہ تلک الصور، لان الباب فی الصلوٰۃ فی البیعۃ وقد مر انہا تکرہ فی البیعۃ اذا کانت فیہا صور (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۶۲ ومر ص۶۱ ویاتی ص۱۷۹ وفی ھجرۃ الحبشۃ ص۵۴۷ ومسلم اول ص۲۰۱ ونسائی اول فی باب النہی عن اتخاذ القبور مساجد ا ص۸۲

مقصد ترجمہ باب کے تحت مذکور ہے۔

تشریح اس حدیث کی تشریح کیلئے نصر الباری جلد دوم حدیث ۲۱۴ کی تشریح ملاحظہ فرمائیے۔

باب ۲۹۵

غیر منون لان الاعراب لا یکون الا بعد العقد والترکیب (عمدہ)

حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَائِشَةَ وَعبدالله بن عباس قالا لَمَّا نُزِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ یَطْرَحُ خَمِیْصَةً لَهُ عَلٰی وَجْهِهٖ فَاِذَا اغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ یُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا۔

ترجمہ حضرت عائشہ رضہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مرض الوفات نازل ہوا تو (یعنی اخیر وقت میں) اپنی چادر کو اپنے چہرۂ مبارک پر ڈالنے لگے اور جب اس سے گرمی محسوس ہوتی (گھبراہٹ ہوتی) تو اس کو چہرہ سے ہٹا دیتے آپ نے اسی حالت میں ارشاد فرمایا کہ اللہ کی لعنت ہوئی یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا آپ یہ فرما کر (اپنی امت کو) ایسے کاموں

besturdubooks.wordpress.com

سے ڈرار ہے تھے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اتخذوا قبور انبیائھم مساجد، لانھم اذا اتخذوھا مساجد یصلون فیھا ویسمون المساجد البیع والکنائس والباب فی الصلوٰۃ فی البیع (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۲ ویاتی ص۱۷۷ وص۱۸۶ وص۴۹۱ وفی المغازی ص۶۳۹، وفی اللباس ص۸۶۵ ومسلم ص۲۰۱ ونسائی اوّل فی "النھی عن اتخاذ القبور مساجد" ص۸۲

۴۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُسْلَمَۃَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ یہودیوں کو ہلاک کرے انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمہ؟ یہ باب بلا ترجمہ ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں وھو کالفصل من الباب الذی قبلہ (ای کالفصل من الباب السابق) یعنی من وجہ باب سابق ہی سے متعلق ہے۔

مطلب یہ ہے کہ دونوں بابوں میں قبروں کو سجدہ گاہ بنانے پر زجر و توبیخ ہے حتی کہ آپؐ نے مرض الوفات میں خاص طور سے یہود و نصاریٰ کی اس بدعت و مشرکانہ حرکت کا ذکر فرماکر اپنی امت کو ڈرایا کہ کہیں بندگی سے آپؐ کو بڑھا چڑھا کر خدائی تک نہ پہنچا دیں۔ جیسا کہ باب کی پہلی روایت میں تصریح ہے۔ "یحذر ما صنعوا"

حضور اقدسؐ یہودیوں و نصرانیوں کے فعل بد "اتخاذ القبور مساجد" سے ڈرار ہے تھے اور جب پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانا حرام اور باعثِ لعنت ہے تو پیغمبروں کے علاوہ خواہ قطب و ابدال ہی کیوں نہ ہو کسی کی قبر پر سجدہ کرنا حرام اور باعثِ لعنت بطریق اولیٰ ہوگا۔

اشکال نصاریٰ کے صرف ایک نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کو آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا اور حدیث میں صاف ارشاد ہے۔ بینی وبین عیسیٰ لیس نبی اوکما قال علیہ الصلوٰۃ و السلام۔ اب باب کی پہلی حدیث پر اشکال یہ تھا کہ نصاریٰ کا اپنے انبیاء کے قبور کو مساجد بنانے کا کیا مطلب ہے؟

جوابِ ا: یہود کے بہت سارے پیغمبر گذرے ہیں اور ان پیغمبروں کو نصاریٰ بھی مانتے ہیں تو نصاریٰ کے بھی پیغمبر ہوئے۔

نمبر۲. قبور انبیائھم مجموعہ کے لحاظ سے فرمایا گیا ورنہ فی حد ذاتہ مراد یہود ہیں جیسا کہ باب کے دوسری روایت میں اور کتاب المغازی یعنی نصر الباری کی آٹھویں جلد کی روایت ۴۳۸ میں صرف یہود کا لفظ ہے۔

نمبر۳ نصاریٰ چوں کہ حواریین کو بھی پیغمبر جانتے ہیں۔

نمبر۴ ارشادِ نبوی بینی وبین عیسیٰ لیس نبی سے اولوالعزم پیغمبر یا نبی مرسل کی نفی ہے۔

بَابُ ۲۹۶ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ میرے لئے ساری زمین سجدہ اور پاک کرنیوالی بنائی گئی ہے۔ یعنی زمین کے ہر حصّہ پر نماز پڑھنے اور تیمم کرنے کی اجازت ہے جبتک ناپاک ہونے کا علم نہ ہو۔

۴۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ ...... هو ابو الحكم قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الْفَقِيْرُ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا وَاَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ۔

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو نہیں دی گئی تھیں (ایک یہ کہ) ایک مہینہ کی مسافت تک (دشمنوں پر) میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی اور (دوسرے یہ کہ) ساری زمین میرے لئے نماز کی جگہ اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے اس لئے میری امت میں جس شخص کو جہاں بھی نماز کا وقت آجائے وہیں نماز پڑھ لے۔ اور (تیسرے) میرے لئے اموال غنیمت حلال کر دیئے گئے اور (چوتھی چیز) یہ کہ (اگلے زمانے میں) نبی کو خاص اس کی قوم کی جانب بھیجا جاتا تھا لیکن میں تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں، اور

besturdubooks.wordpress.com

(پانچویں) مجھ کو شفاعت کبریٰ ملی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "جعلت لی الارض مسجدا وطھورا"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص٦٢ ومر فی التیمم ص٤٨ وخرجہ مسلم ص١٩٩ و الترمذی اول ص١٨ والنسائی اول فی باب التیمم بالصعید ص٤٨ تا ص٤٩۔

تشریح تشریح کے لئے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد ثانی حدیث ۳۲۷ کی تشریح۔

مقصد ترجمہ روئے زمین کا ہر حصہ سجدہ گاہ بننے کے لائق ہے اور جن جن مقامات میں کراہت منقول ہے وہ عارض کیوجہ سے ہے عوارض کی بنیاد پر ہے، عوارض اگر ختم ہو جائیں تو اصلی حکم یعنی جواز نماز کا حکم لوٹ آئے گا۔ اور نماز پڑھنا درست ہوگا جیسا کہ سیدنا عمر فاروق رضؓ کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے" انا لا ندخل کنائسکم من اجل التماثیل التی فیھا الصور الخ ملاحظہ ہو باب ۲۹۴۔

باب ۲۹۷

نوم المرأۃ فی المسجد

عورت کا مسجد میں سونا/ مسافر عورت جس کا گھر نہ ہو مسجد میں سونا جائز ہے

۴۲۵۔ حدثنا عُبید بن اسمٰعیل قال حدثنا ابو اسامۃ عن ہشام عن ابیہ عن عائشۃ ان ولیدۃ کانت سوداء لحی من العرب فاعتقوھا فکانت معھم قالت فخرجت صبیۃ لھم علیھا وشاح احمر من سیور قالت فوضعتہ او وقع منھا فمرت بہ حدیاۃ وھو ملقی فحسبتہ لحما فخطفتہ قالت فالتمسوہ فلم یجدوہ قالت فاتھمونی بہ قالت فطفقوا یفتشون حتی فتشوا قبلھا قالت واللہ انی لقائمۃ معھم اذ مرت بہ الحدیاۃ فالقتہ قالت فوقع بینھم قالت فقلت ھٰذا الذی اتھمتمونی بہ زعمتم وانا منہ بریئۃ وھو ذا ھو قالت فجاءت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسلمت قالت

besturdubooks.wordpress.com

عَائِشَۃُ فَکَانَ لَھَا خِبَاءٌ فِی الْمَسْجِدِ اَوْحِفْشٌ قَالَتْ فَکَانَتْ تَاتِیْنِیْ فَتَحَدَّثُ عِنْدِیْ قَالَتْ فَلَا تَجْلِسُ عِنْدِیْ مَجْلِسًا اِلَّا قَالَتْ۔

وَیَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِیْبِ رَبِّنَا
اَلَا اِنَّہٗ مِنْ بَلْدَۃِ الْکُفْرِ اَنْجَانِیْ

قَالَتْ عَائِشَۃُ فَقُلْتُ لَھَا مَا شَانُکِ لَا تَقْعُدِیْنَ مَعِیْ مَقْعَدًا اِلَّا قُلْتِ ھٰذَا؟ قَالَتْ فَحَدَّثَتْنِیْ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ۔

ترجمہ حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ عرب کے کسی قبیلہ کی ایک کالی باندی تھی جس کو ان لوگوں نے آزاد کر دیا تھا لیکن پھر بھی وہ ان ہی کے ساتھ رہا کرتی تھی اس باندی نے بیان کیا (ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ) اس قبیلہ کی ایک لڑکی (جو دلہن تھی نہانے کو) نکلی اس نے چمڑے کے تسمہ میں سرخ جڑاؤ والا ہار پہن رکھا تھا، حضرت عائشہ رضؓ نے بیان کیا کہ پھر اس لڑکی نے وہ ہار اتار کر رکھ دیا یا اس کے بدن سے گر گیا پھر ایک چیل اس ہار کے پاس سے گذری وہ پڑا ہوا تھا چیل نے اسے گوشت سمجھا اور اچک لیا۔ قبیلہ والوں نے ہار تلاش کیا مگر انہیں نہیں ملا باندی نے بیان کیا کہ پھر ان لوگوں نے اس ہار کی چوری کی تہمت مجھ پر لگادی اور میری تلاشی لینے لگے۔ یہاں تک کہ شرمگاہ کی تلاشی لی۔ باندی نے بیان کیا خدا کی قسم میں ابھی (چپ چاپ صبر کئے ہوئے) ان لوگوں کے ساتھ کھڑی تھی کہ وہ چیل گذری اور ہار پھینکدیا۔ بیان کیا کہ وہ ہار ان لوگوں کے درمیان گرا۔ باندی نے بتایا کہ اب میں نے کہا یہی وہ ہار ہے جسکی تہمت تم لوگوں نے مجھ پر لگائی تھی حالانکہ میں اس سے بالکل بری ہوں۔ وہ ہار یہ ہے حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ پھر وہ باندی (اپنا ملک چھوڑ کر مدینہ منورہ میں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور مسلمان ہو گئی۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ اس باندی کا خیمہ یا (شک راوی) چھوٹا سا جھونپڑا مسجد نبوی میں پڑا تھا۔ حضرت عائشہ رضؓ نے بیان کیا کہ وہ (کبھی کبھی) میرے پاس آیا کرتی تھی اور باتیں کرتی تھی اور جب کبھی میرے پاس بیٹھا کرتی تو یہ شعر ضرور کہتی۔ ویوم الوشاح الخ

اور ہار کا دن ہمارے پروردگار کے عجائب میں سے ہے، اسی دن انھوں نے مجھ کو کفر کے شہر سے نجات دی ہے حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اس باندی سے کہا کیا بات ہے کہ جب بھی کبھی تو میرے پاس آتی ہے تو یہی شعر پڑھتی ہے تب اس نے یہ واقعہ بیان کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فکان لھا خباء فی المسجد،

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۲ تا ص۶۳ وباقی ص۵۴۱۔

besturdubooks.wordpress.com

مقصد ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں ای ھو جائز وان کان احتمال ورود الطمث الخ (شرح تراجم)

یعنی مسجد میں سونا جائز ہے اگرچہ عورت کے سونے میں حیض آنے کا احتمال ہے حضرت شاہؒ فرماتے ہیں کہ حیض آنے پر مسجد سے نکل جائے گی۔

علامہ عینیؒ استنباط مسائل میں فرماتے ہیں: قال ابن بطال فیه ان من لم یکن مسکن و لامکان مبیت یباح له المبیت فی المسجد سواء کان رجلا او امرأة عند حصول الامن من الفتنة۔

تشریح اس سے معلوم ہوا کہ نوم المرأۃ فی المسجد کا جواز رخصت کے درجہ میں ہے یعنی ضرورت کیوقت وھو ذا علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں ھو مبتدا اور ذا خبر اول اور ھو خبر ثانی ہے یا ھو ثانی اول کی تاکید ہے یا ھو اول مبتدا اور ذا مبتدا ثانی اور ھو ثانی خبر وغیرہ۔

باب ۲۹۸

نَوْمِ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ۔ وَقَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانُوْا فِي الصُّفَّةِ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ كَانَ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ الْفُقَرَاءُ۔

مردوں کے مسجد میں سونے کا بیان (یعنی سونے کا جواز)

اور ابو قلابہ (عبداللہ بن زید) نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کیا کہ قبیلہ عکل کے چند افراد نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں آئے اور صفہ میں رہے۔ اور عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے فرمایا کہ صفہ میں رہنے والے فقیر لوگ تھے۔

۴۲۶ (حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ شَابٌّ اَعْزَبُ لَا اَهْلَ لَهٗ فِيْ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں سویا کرتے تھے۔ درانحالیکہ جوان غیر شادی شدہ تھے اور ان کی بیوی نہ تھی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ فی "کان ینام الخ"

besturdubooks.wordpress.com

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۳ ویاتی بطولہ فی باب فضل قیام اللیل ص۱۵۱ و ص۱۵۵ و ص۵۲۹ ،، و ص۱۰۳۹ و ص۱۰۴۰ تا ص۱۰۴۱۔

۴۲۷ (حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ انْظُرْ أَيْنَ هُوَ فَجَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ وَأَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ قُمْ أَبَا تُرَابٍ قُمْ أَبَا تُرَابٍ)

ترجمہ حضرت سہل بن سعدؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے تو حضرت علیؓ کو گھر میں نہیں پایا آپؐ نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا کہ تمہارے چچا کے بیٹے (حضرت علیؓ) کہاں ہیں؟ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ ایسی بات ہوگئی کہ مجھ پر خفا ہو کر باہر چلے گئے اور (آج) میرے یہاں قیلولہ بھی نہیں کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص (سہل بن سعدؓ) سے فرمایا دیکھو وہ (علیؓ) کہاں ہیں؟ چنانچہ وہ دیکھ کر آئے اور عرض کیا کہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں پھر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد میں) آئے حضرت علیؓ لیٹے ہوئے تھے ان کی چادر ایک طرف سے گر گئی (یعنی کھسک گئی) تھی اور ان کے بدن پر مٹی لگ گئی تھی۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (خود) اپنے دستِ مبارک سے) ان کے بدن سے پونچھنے لگے اور فرمانے لگے ابوتراب اٹھو، ابوتراب اٹھو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی ھو فی المسجد راقد۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۳ ویاتی فی مناقب علی ص۵۲۵ وفی الادب ص۹۱۵ تا ص۹۱۶ و ص۹۲۹ ومسلم ثانی ص۲۸۰

۴۲۸ (حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ

besturdubooks.wordpress.com

مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ إِمَّا إِزَارٌ وَإِمَّا كِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوا فِي أَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرَى عَوْرَتُهُ۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر اصحاب کو دیکھا جن میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جس کے پاس چادر ہو یا تو صرف تہبند تھا اور یا صرف کملی تھی جس کو وہ اپنی گردنوں میں باندھ لیتے ان میں سے بعض کی کملیاں آدھی پنڈلیوں تک پہونچتی اور بعض کی ایسی جو ٹخنوں تک پہنچتی، اور یہ شخص اپنے ہاتھ سے پکڑے رکھتا اس خطرہ سے کہ شرمگاہ نہ دکھائی دے۔

مطابقۃ للترجمۃ مُطابقة الحديث للترجمة "رأيت سبعين من اصحاب الصفة" کیوں کہ صفہ مسجد نبوی میں ایک حصہ تھا جس پر سائبان پڑا ہوا تھا اور اس میں غریب و نادار طلبہ رہتے تھے

والحديث ههنا ص٦٣۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد وہی ہے جو سابق باب میں بیان کیا گیا ہے کہ مسجد میں ضرورت کے وقت سونا جائز ہے خواہ مرد ہو یا عورت؟ اس لئے کہ روایات جو ذکر کی ہیں وہ جواز پر دلالت کرتی ہیں اور اسی کے جمہور قائل ہیں اگرچہ بعض بزرگوں سے کراہت منقول ہے۔

امام بخاری رح نے نوم المرأة کو نوم الرجال پر مقدم کر دیا چونکہ عورت محل فتنہ ہے اس لئے عدم جواز کا وہم ہوتا۔ امام بخاری رح نے اس کو مقدم کر کے جواز کو واضح کر دیا مگر یہ جواز ضرورت کے وقت ہے یعنی جب کوئی گھر نہ ہو بلاضرورت مالکیہ کے نزدیک ناجائز اور عند الجمہور مکروہ ہے والله اعلم

تشریح امام بخاری رح نے ترجمہ کے ثبوت میں دو تعلیقات اور تین روایات ذکر کی ہیں۔ پہلی تعلیق کو امام بخاری رح نے کتاب المحاربین ص١٠٠٥ میں موصولا اسی لفظ سے ذکر کیا ہے جس کا تعلق قبیلہ عکل وعرینہ سے ہے واقعہ کی تفصیل کیلئے دیکھئے نصر الباری، کتاب المغازی یعنی جلد ۸ ص٢٥٤۔ باب قصۃ عکل وعرینہ،

دوسری تعلیق کا تعلق اصحاب صفہ سے ہے کہ یہ حضرات غریب فقراء تھے معلوم ہوا کہ ضرورۃً یہ

besturdubooks.wordpress.com

یہ حضرات مسجد کے ایک گوشہ میں رہتے تھے اور مسجد میں سونے کی اجازت رخصت کے درجہ میں ہے نہ کہ عزیمت۔

اس کے بعد امام بخاریؒ نے تین روایات ذکر کی ہیں ان تینوں سے بھی جواز ثابت کرنا مقصود ہے

این ابن عمک حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے چچا کے لڑکے نہ تھے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے صاحبزادہ تھے۔

جواب ۱۔ یہ ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے ای ابن عم ابیک۔

۲۔ عرب کے محاورہ میں باپ کے عزیزوں کو چچا کا بیٹا کہہ دیتے ہیں۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے خاوند کہاں ہیں؟ بلکہ قرابت کا ذکر فرمایا تاکہ حضرت فاطمہؓ کو محبت پیدا ہو۔

بابٌ ۲۹۹ الصَّلٰوۃِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ۔

سفر سے واپسی پر نماز کا بیان۔ اور حضرت کعب بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لاتے اور وہاں نماز پڑھتے

تشریح سنت یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان سفر سے اپنے محلہ میں آئے تو گھر جانے سے پہلے مسجد میں دو رکعتیں نفل پڑھ کر گھر میں جائے یعنی حق تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے کہ اس کو مع الخیر سفر سے واپس لایا اور گھر پہنچایا یعنی یہ نماز شکرانہ ہے۔

۴۲۹۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ مِسْعَرٌ أُرَاهُ قَالَ ضُحًى فَقَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِي عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي۔

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے مسعر نے کہا میرا خیال ہے کہ محارب نے یہ بتایا کہ وہ چاشت کا وقت تھا تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا دو رکعت نماز پڑھ لو، اور حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میرا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ قرض تھا وہ آپؐ نے ادا کیا اور کچھ زیادہ دیا۔

besturdubooks.wordpress.com

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "صلّ رکعتین"

تعدد موضعہ حافظ عسقلانی لکھتے ہیں قد اخرجہ المصنف ایضا فی نحو من عشرین موضعا مطولا ومختصرا الخ (فتح الباری اول صفحہ ۴۲۶) تفصیل ملاحظہ ہو۔

(۱) ھھنا ص۶۳ (۲) مفصلا ص۲۸۲ (۳) ص۳۰۹ تا ص۳۱۰ (۴) ص۳۲۱ (۵) ص۳۲۲ (۶) ص۳۲۴ (۷) ص۳۳۵ (۸) ص۳۵۵ (۹) ایضا ص۳۵۵ (۱۰) ص۳۷۵ (۱۱) ص۴۰۱ (۱۲) ص۴۱۶ (۱۳) ص۴۳۴ (۱۴) ایضا فی باب الطعام عند القدوم ص۴۳۴ (۱۵) فی النکاح ص۷۶۰ (۱۶) ص۴۸۹ (۱۷) ایضا ص۴۸۹۔

فلھذا قال العلامۃ العینی" اخرجہ البخاری فی سبعۃ عشر موضعا (عمدۃ ج۴ ص۲۰۱)۔

مقصد ترجمہ امام بخاری" کا مقصد تحیۃ القدوم من السفر کا استحباب بتلانا ہے یعنی جب کوئی سفر سے واپس آئے تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جاکر دو رکعت نماز تحیۃ القدوم من السفر پڑھے۔

امام بخاری رح نے ترجمہ کے اثبات کیلئے حضرت کعب بن مالک رض کی روایت تعلیقاً ذکر کی ہے یہاں ترجمۃ الباب میں مفصل حدیث کعب بن مالک کا ایک ٹکڑا نقل کیا گیا ہے جو بخاری ص۶۳۴ کی آخری سطر ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل وعمل ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد امام بخاری" نے حضرت جابر رض بن عبد اللہ رض کی حدیث ذکر کی جس میں حضور اقدس ص کا قول موجود ہے تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے نہیں ہے کیوں کہ آپ ص نے حضرت جابر رض کو بھی اس نماز کا حکم فرمایا۔

اور چونکہ حضرت جابر رض کا یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب سفر سے واپس آئے تھے جیسا کہ ص۲۸۲ کی روایت میں ہے عن جابر بن عبد اللہ قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غزاۃ الخ اور ص۳۰۹ کی آخری حدیث میں ہے عن جابر بن عبد اللہ کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر الخ اس لئے ترجمۃ الباب سے عدم مطابقت کا اشکال درست نہیں واللہ اعلم

فائدہ حضرت کعب بن مالک رض کی مفصل حدیث مع تشریح کیلئے نصر الباری کتاب المغازی یعنی نصر الباری آٹھویں جلد ص۴۸۹ ملاحظہ فرمائیے۔

besturdubooks.wordpress.com

باب ۳۰

إذا دخل أحدكم المسجد فليركع ركعتين قبل أن يجلس

جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں (تحیۃ المسجد کی) پڑھ لے

۴۳۰ حدثنا عبد الله بن يوسف قال أخبرنا مالك عن عامر بن عبد الله بن الزبير عن عمرو بن سليم الزرقي عن أبي قتادة السلمي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا دخل أحدكم المسجد فليركع ركعتين قبل أن يجلس۔

ترجمہ حضرت ابو قتادہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں (تحیۃ المسجد کی) پڑھ لے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ، الترجمۃ ومتن الحدیث سواء۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۳ ویاتی ص۱۵۶ وخرجہ مسلم اول فی باب استحباب تحیۃ المسجد ص۲۴۸ وابوداؤد اول فی "باب ماجاء فی الصلوٰۃ عند دخول المسجد ص۶۷ والترمذی فی باب ماجاء اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین ص۴۲۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں بتانا چاہتے ہیں کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے۔

تشریح فلیرکع اطلق الجزء واراد الکل (یعنی جزء رکوع بولکر کل (نماز) مراد ہے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں قال ابن بطال اتفق ائمۃ الفتوی انہ محمول علی الندب (عمدہ) تقریبًا یہی حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں حاصل یہ ہے کہ ائمہ اربعہ وجمہور فقہاء اسلام کے نزدیک تحیۃ المسجد مستحب ہے یہی ابن حزم ظاہری کا مذہب ہے۔

اور اہل ظاہر یعنی امام داؤد ظاہریؒ نے واجب کہا ہے (عمدہ، فتح)

بعض اہل ظاہر تو تہجد، چاشت اور فجر کی سنت کو بھی واجب کہتے ہیں گویا اتنے فرض وواجب کا اضافہ ہوگیا۔ پانچ نمازوں پر۔ مگر حنفیہ نے اگر حدیث سے نماز وتر کو واجب کہدیا تو یہ اہل حدیث

besturdubooks.wordpress.com

سلفی حضرات طعن کرنے لگے کہ ایک نماز زیادہ کردی فیا للعجب و المستغان خلیں کع ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ امر استحباب کیلئے ہے اگر تحیۃ المسجد واجب ہوتی تو صحابہ کرام رضی ضرور اہتمام کرتے حالانکہ ابن ابی شیبہ نے روایت نقل کی ہے کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدخلون المسجد ثم یخرجون ولا یصلون الخ

قبل ان یجلس امام مالکؒ اس قید سے استدلال کرتے ہیں کہ تحیۃ المسجد اس کیلئے ہے جو مسجد میں بیٹھنے کا ارادہ کرے۔ لیکن ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ یہ قید احترازی نہیں ہے بلکہ ہر اس شخص کیلئے مستحب ہے جو مسجد جائے خواہ بیٹھنے کا ارادہ ہو۔

نیز حنابلہ اور شوافع کے نزدیک جلوس سے تحیۃ المسجد فوت ہو جاتی ہے مگر حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک گرچہ افضل یہی ہے کہ بیٹھنے سے قبل پڑھنا چاہیے لیکن بیٹھنے کے بعد بھی پڑھ سکتا ہے اذا دخل احدکم الخ حضرات شوافع کے نزدیک اپنے عموم کیوجہ سے تحیۃ المسجد ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے اگرچہ وقت مکروہ ہو۔ حضرات شوافع فرماتے ہیں کہ جن نمازوں اور نوافل کے اسباب معلوم ہیں ان کے بارے میں یہ نہی نہیں ہے تحیۃ المسجد کا سبب دخول مسجد معلوم ہے اس لیے اوقات مکروہ میں بھی پڑھنا جائز ہے۔

لیکن حنفیہ اور مالکیہ بلکہ جمہور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک تحیۃ المسجد بھی اوقات مکروہہ میں مکروہ ہے لہٰذا جو شخص اوقات منہیہ میں داخل مسجد ہو اس کیلئے تحیۃ المسجد اور کوئی نماز درست نہیں الا عصر یومہ عند الغروب۔

کیونکہ مسلم شریف میں حضرت عقبہ بن عامر رضی سے روایت موجود ہے۔

ثلاث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہانا ان نصلی فیھن او ان نقبر فیھن موتانا حین تطلع الشمس بازغۃ حتی ترتفع وحین یقوم قائم الظھیرۃ حتی تمیل الشمس وحین تضیف الشمس للغروب حتی تغرب	تین اوقات ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں منع فرماتے تھے کہ ان میں نماز پڑھیں ۱ جس وقت آفتاب طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے ۲ جس وقت ٹھیک دوپہر ہو یہاں تک کہ آفتاب ڈھل جائے ۳ اور جس وقت سورج ڈوبنے لگے یہاں تک کہ غروب ہو جائے

(مسلم شریف اول ص۲۷۶ وغیرہ

معلوم ہوا کہ ان تین اوقات میں نماز فرائض، نوافل ادا اور قضا حتی کہ نماز جنازہ اور سجدہ

besturdubooks.wordpress.com

تلاوت سب ممنوع ہیں الا عصر یومہ عند الغروب۔

اوقات مکروہہ کی مزید تفصیل اپنی جگہ آئے گی۔ انشاء اللہ الرحمان۔

محمد عثمان غنی چلیل بیگو سرائے

بَابُ ۳۰۱ الحَدَثِ فِی المَسْجِدِ

مسجد میں حدث ہونے (یعنی وضو ٹوٹ جانے) کا بیان

۴۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ تُصَلِّیْ عَلٰی اَحَدِکُمْ مَادَامَ فِیْ مُصَلَّاہُ الَّذِیْ صَلّٰی فِیْهِ مَالَمْ یُحْدِثْ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک فرشتے تم میں سے کسی بھی شخص کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ میں وضو ٹوٹنے سے پہلے بیٹھا رہے۔ فرشتے اس طرح دعا کرتے ہیں یا اللہ اسکی مغفرت فرمائے اللہ اس پر رحم کر۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "مادام فی مصلاہ الذی صلی فیہ ای فی المسجد۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۶۳ ویاتی ص۶۹ و ص۸۹ تا ص۹۰ و ص۹۰ تا ص۹۱ و ص۲۸۴ تا ص۲۸۵ و ص۴۵۸ ابوداؤد اول باب فضل القعود فی المسجد ص۶۷

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد حدث فی المسجد کا جواز بتلانا ہے یعنی اگر مسجد کے اندر بیٹھے بیٹھے ریح خارج کرنے کی ضرورت ہوجائے تو خارج کرنا جائز ہے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک بیان جواز کے ساتھ خلاف اولویۃ کو بھی بیان کرنا ہے یعنی کراہت تنزیہی کیطرف اشارہ ہے چونکہ روایت سے معلوم ہوا کہ فرشتے مصلی کے لئے دعا کرتے ہیں مالم یحدث یعنی جب تک باوضوء ہے اور جب بے وضو ہو گیا تو ملائکہ کی دعا سے محروم ہو گیا لہٰذا اس محرومی کے باعث خلاف اولیٰ ہوگا۔

ع غ بیگوسرائے

besturdubooks.wordpress.com

باب ۳۰۲
بُنْيَانِ الْمَسْجِدِ

مسجد کی تعمیر کا بیان (یعنی مسجد بنانے کا بیان)

وَقَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ كَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ مِنْ جَرِيْدِ النَّخْلِ وَاَمَرَ عُمَرُ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ اَكِنَّ النَّاسَ مِنَ الْمَطَرِ وَاِيَّاكَ اَنْ تُحَمِّرَ اَوْتُصَفِّرَ فَتَفْتِنَ النَّاسَ وَقَالَ اَنَسٌ يَتَبَاهَوْنَ بِهَا ثُمَّ لَا يَعْمُرُوْنَهَا اِلَّا قَلِيْلًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى

ترجمہ: اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور فرمایا کہ: لوگوں کو بارش سے بچاؤ اور (مسجد کو) سرخ رنگ یا زرد رنگ کرنے سے بچاؤ کہ (ایسا نہ ہو کہ رنگ کر کے) لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کر دو (یعنی مسجد کے نقش ونگار دیکھ کر اس میں مشغول ہو جائیں گے اور نماز میں خیال ہٹ جائے گا) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ مساجد کے بنانے میں فخر و مباہات کریں گے (مفخریہ مقابلہ کریں گے جیسا کہ فی زمانہ شروع ہو گیا ہے) مگر عبادت سے آباد بہت کم لوگ کریں گے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم بھی (آئندہ) مساجد کو ایسا ہی آراستہ اور منقش کرو گے جیسے یہود و نصاریٰ نے (اپنے عبادت خانوں) کو کیا تھا۔

۴۳۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ ثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ وَسَقْفُهُ الْجَرِيْدُ وَعَمَدُهُ خَشَبُ النَّخْلِ فَلَمْ يَزِدْ فِيْهِ اَبُوْبَكْرٍ شَيْئًا وَزَادَ فِيْهِ عُمَرُ وَبَنَاهُ عَلٰى بُنْيَانِهِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالْجَرِيْدِ وَاَعَادَ عُمُدَهُ خَشَبًا ثُمَّ غَيَّرَهُ عُثْمَانُ فَزَادَ فِيْهِ زِيَادَةً كَثِيْرَةً وَبَنٰى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوْشَةِ وَالْقَصَّةِ وَجَعَلَ عُمُدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوْشَةٍ وَسَقَفَهُ بِالسَّاجِ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد نبوی کچی اینٹوں سے تیار کی گئی تھی اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور اس کے ستون کھجور کی لکڑی

besturdubooks.wordpress.com

کے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے (اپنی خلافت میں) اس میں کسی قسم کی زیادتی نہیں کی البتہ حضرت عمرؓ نے مسجد کو بڑھایا اور اس کی تعمیر و توسیع کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بنائی ہوئی عمارت کے مطابق کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے کی اور اس کے ستون (نئے) کھجور کی لکڑی کے لگائے پھر حضرت عثمان رضؓ نے اس کو بدل دیا اور اس میں بہت زیادہ اضافہ فرمایا اور اسکی دیواریں منقش پتھر اور گچ سے بنوائیں اور اس کی چھت ساگون کی کر دی۔

مطابقتہ للترجمہ | مطابقة الحديث للترجمة. مبنيًا باللبن الخ والحديث ههنا[۶۴]

مقصد ترجمہ | امام بخاری رحؒ کا اس باب سے دو مقصد ہیں (۱) تعمیر مساجد کے اہتمام کو بیان کرنا کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے جو کام آپؐ نے کیا وہ مسجد کی تعمیر تھی۔

دوسرا مقصد یہ ہے کہ مساجد بنانے میں ایسے نقش و نگار، زیبائش و آرائش سے اجتناب و پرہیز کریں جس سے نمازی کا خشوع و خضوع متأثر ہو اور نماز میں خلل انداز ہو۔

تشریح | امام بخاری رحؒ نے اثبات ترجمہ کیلئے چار صحابہ کے آثار پیش فرمائے۔

(۱) حضرت ابوسعید خدری رضؓ کا اثر مسجد نبوی کے متعلق ہے کہ حضور اقدس صلعم نے سب سے پہلے مسجد بنانے کا اہتمام فرمایا اور بالکل سادہ نقش و نگار سے پاک و صاف بنایا۔

دوسرا اثر حضرت عمر رضؓ کا ہے جس میں دونوں مقصد واضح اور ظاہر ہیں کہ مسجد بنانے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ آرائش و زیبائش سے اجتناب کا حکم موجود ہے پھر حضرت انس رضؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے آثار پیش فرمائے ان آثار سے بھی مزخرفات سے ممانعت ظاہر ہے کیوں کہ مساجد کا مقصد نماز اور ذکر اللہ ہے

آخر میں امام بخاری رحؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کی روایت پیش کی ہے جس میں مسجد نبوی کا پورا نقشہ آگیا ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت سے خلفاء راشدین تک مسجد کی کس طرح توسیع اور ترقی ہوئی۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ ضرورت کے مطابق عالیشان و عظیم الشان مسجدیں بھی بنانی جائز ہیں۔ کہ من احکام تختلف باختلاف الزمان والمکان۔ لیکن ایسے نقش و نگار و زیبائش سے اجتناب ضروری ہیں جو نمازی کے نماز میں خلل انداز ہو اور لہو و لعب کا سبب بنائے بالخصوص قبلہ کیجانب بالکل سادہ رکھنا چاہیئے اور فضول خرچی سے پرہیز لازم ہے۔

الفاظ کی تشریح | جريد النخل کھجور کی وہ شاخ جس کی پتی نکال لی گئی ہو وان لم يجرد ليسمى

besturdubooks.wordpress.com

سعفا یعنی اگر پتے صاف نہ کئے گئے ہوں بلکہ پتے موجود ہوں تو اس شاخ کو سعف کہتے ہیں۔

وقال اکنّ الناس علامہ عینیؒ فرماتے ہیں " فیہ اوجہ " یعنی اکن میں مختلف لغات ہیں۔

ما بفتح الھمزہ وکسر الکاف وفتح النون علی صورۃ الامر (عمدہ) یعنی باب افعال اکنان سے امر کا صیغہ ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ وھی الاظھر۔

۲ اُکِنّ بضم الھمزہ وکسر الکاف وتشدید النون المضمومہ الخ (عمدہ) یعنی مضارع متکلم کا صیغہ اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔ میں لوگوں کو بارش سے بچانا چاہتا ہوں۔

۳ کِنّ بحذف الھمزہ وکسر الکاف وتشدید النون اس صورت میں بھی امر ہی کا صیغہ ہوگا اور معنی اکن ہوگا ۴ بضم الکاف الخ

بَابُ ۳۰ التعاوُنِ فی بناءِ المسجِدِ وقولِ اللہ عزّ وجلّ ما کان لِلمُشرِکِینَ اَن یَّعمُرُوا مساجِدَ اللہِ الآیۃ۔

۴۳۳ (حدّثنا مُسَدّدٌ قال حدّثنا عَبدُ العزیزِ بنُ مُختارٍ قال حدّثنا خالدُ الحذّاءُ عن عِکرِمَۃَ قال قال لی ابنُ عبّاسٍ ولابنِہٖ علیٍّ انطَلِقَا الی ابی سعیدٍ فاسمعا من حدیثِہٖ فانطلقنا فاذا ھو فی حائطٍ یُصلِحُہٗ فاخذَ رِدَاءَہٗ فاحتَبیٰ ثُمّ اَنشَأَ یُحَدِّثُنا حتّیٰ اتی علیٰ ذکرِ بناءِ المسجدِ فقال کنّا نحمِلُ لَبِنَۃً لَبِنَۃً وعمّارٌ لَبِنَتَینِ لَبِنَتَینِ فرآہُ النبیُّ صلّی اللہُ علیہِ وسلّمَ فجعل یَنفُضُ التُّرابَ عنہُ و یقولُ ویحَ عمّارٍ تقتُلُہُ الفِئَۃُ الباغِیَۃُ یدعُوھُم الی الجنّۃِ ویدعُونَہٗ الی النّارِ قال یقولُ عمّارٌ اعوذُ باللہِ من الفِتَنِ۔

باب۔ مسجد کی تعمیر میں باہمی تعاون کا بیان۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، مشرکوں کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں درانحالیکہ وہ خود اپنے کفر (کی باتوں) کا اقرار کر رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے سب اعمال اکارت (اور ضائع) ہیں اور دوزخ میں وہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔

(سورۃ توبہ آیت ۱۷ و ۱۸)

ترجمہ حضرت عکرمہؓ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ نے مجھ سے اور اپنے صاحبزادے علیؓ سے کہا کہ تم دونوں حضرت ابوسعید خدریؓ کی خدمت میں جاؤ اور ان کی حدیثیں سنو چنانچہ ہم لوگ گئے تو دیکھا کہ وہ ایک باغ میں ہیں اور اس کی اصلاح کر رہے تھے (انھوں نے ہمیں دیکھا تو) آپ

چادر لی اور احتباء کر کے بیٹھے (یعنی سُرین زمین پر رکھ کر گھٹنے کھڑے کر لئے) اور چادر کو کمر سے گھٹنوں تک لپیٹ کر بیٹھ گئے، پھر ہم نے حدیث بیان کرنے لگے حتیٰ کہ مسجد نبوی کی تعمیر کا ذکر آیا تو فرمایا ہم تو مسجد کی تعمیر میں حصہ لیتے وقت، ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے۔ اور عمارؓ دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو ان کے جسم سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے افسوس ہے عمار پر اس کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی عمار انہیں جنت کی دعوت دینگے اور وہ عمار کو جہنم بلائیں گے۔ حضرت ابو سعیدؓ نے بیان کیا کہ حضرت عمارؓ کہا کرتے تھے میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "کنا نحمل لبنۃ" لبنۃ الخ

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صـ۶۴ ویاتی فی الجہاد صـ۳۹۴۔

مقصد ترجمہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اس میں اجر و ثواب ہے۔

۲ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے ایک وہم کا ازالہ ہے کہ جب حضور اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر کیلئے بنی نجار سے ان کے باغ کے متعلق گفتگو کی اور ثمن (قیمت) دریافت فرمائی تو بنی نجار نے صاف کہا لا نطلب ثمنہ الا الی اللہ عز وجل الخ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فی سبیل اللہ لینے سے انکار فرمایا۔

اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ مسجد کی تعمیر میں کسی سے اعانت و مدد نہ لینی چاہیے۔

امام بخاریؒ نے باب التعاون فی بناء المسجد، کا ترجمہ قائم کر کے اس وہم کو دور کر دیا اور فرمایا کہ مسجد مسلمان باہمی تعاون سے تعمیر کریں اس لئے کہ مساجد عامۃ المسلمین کی ہیں اس کی تعمیر صرف مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ باہمی تعاون سے مساجد کی تعمیر کریں۔

اس کے اثبات کیلئے امام بخاریؒ نے آیت کریمہ ذکر فرما کر تبلا دیا کہ مسجد کی تعمیر میں مسلمانوں سے تعاون لیا جائے گا مشرکین سے نہیں۔

لیکن اگر کوئی مشرک عقیدت اور محبت سے از خود مسجد میں چندہ دے تو اسکی دلجوئی کیلئے قبول کرنا جائز ہے اور مسجد کا غسل خانہ، بیت الخلاء وغیرہ میں لگانا درست ہے مگر اصل مسجد کی بنیادی جگہ، نماز پڑھنے کی جگہ سے ہر حال میں پرہیز کرنا افضل و بہتر ہے۔ واللہ اعلم

محمد عثمان غنی چلبل

besturdubooks.wordpress.com

باب ۳۰۴

(الاستعانۃ بالنجار والصناع فی اعواد المنبر والمسجد)

بڑھئی اور کاریگروں سے مسجد کی تعمیر اور منبر کی لکڑیوں کو بنوانے میں مدد لینے کا بیان

۴۳۴۔ حدثنا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا عبد العزیز عن ابی حازم عن سھل بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی امرأۃ مری غلامک النجار یعمل لی اعوادا اجلس علیھن۔

ترجمہ حضرت سہل (ابن سعد ساعدی رض) نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت (عائشہ) کو کہلا بھیجا کہ اپنے بڑھئی غلام کو حکم دے کہ میرے لئے (منبر کی) لکڑیاں بنا دے کہ میں ان پر بیٹھا کروں گا۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ فی (مری غلامک النجار یعمل لی الخ

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۶۴ ومر ص۵۵ ویاتی ص۱۲۵ و ص۲۸۱ و ص۳۴۹ ومسلم اول ص۲۰۶ ابوداؤد جلد اول ص۱۵۴ تا ص۱۵۵ نسائی اول کتاب المساجد الصلوٰۃ علی المنبر ص۸۵ تا ص۸۶ ابن ماجہ اول باب ماجاء فی بدء شان المنبر ص۱۰۳۔

۴۳۵۔ حدثنا خلاد بن یحیی قال حدثنا عبد الواحد بن ایمن عن ابیہ عن جابر بن عبد اللہ ان امرأۃ قالت یا رسول اللہ الا اجعل لک شیئا تقعد علیہ فان لی غلاما نجارا قال ان شئت فعملت المنبر۔

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں آپ کیلئے ایک چیز (یعنی منبر) نہ بنوا دوں جس پر آپ (خطبے کیوقت) بیٹھا کریں۔ کیونکہ میرا ایک غلام ہے بڑھئی۔ آپ نے فرمایا اگر تم چاہو (یعنی اگر تیری مرضی ہو تو بنوا دو) چنانچہ اس نے منبر بنوا دیا۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۶۴ وھو طرف من حدیث یاتی فی الجمعۃ فی باب الخطبۃ علی المنبر ص۱۲۵ وفی البیوع فی باب النجار ص۲۸۱ وایضا ص۵۰۶۔

besturdubooks.wordpress.com

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ مسجد کی تعمیر اور اس کے متعلقات مثلاً دروازے اور کھڑکی کی تیاری میں معماروں اور دوسرے کاریگروں کی ضرورت ہو تو ہر طرح کے کاریگروں سے مدد لینا جائز ہے چونکہ قاعدہ ہے کہ ہر کارے را ہر مردے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر کام ہر آدمی نہیں کر سکتا ہے بلکہ مختلف کام مختلف لوگوں کے ہوتے ہیں۔ اس لئے یہاں منبر بنانے کیلئے بڑھئی کی ضرورت تھی کہ لکڑیوں کے تختوں سے منبر تیار کروایا گیا۔ امام بخاری رح کے ترجمہ میں تعمیم بعد التخصیص سے صاف اشارہ ہے کہ بڑھئی کے علاوہ دوسرے کاریگروں سے بھی مسجد کی تعمیر میں مدد لینا جائز ہے۔

۲ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام بخاریؒ نے اس ترجمۃ الباب سے کنز العمال کی ایک روایت کی طرف اشارہ کیا۔ جنّبوا مساجدکم من النجار والصناع اوکما قال ۲ بظاہر حدیث الباب سے تعارض ہے۔

جواب ۱ یہ ہے کہ بخاری شریف کی روایت کے مقابلے میں مرجوح ہے قابل استدلال نہیں

۲ بہتر جواب یہ ہے کہ کنز العمال کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ صُنّاع خود اپنا کام و پیشہ مسجد میں کرنے لگیں یہ جائز نہیں لیکن اگر مسجد کا کام مسجد میں کریں تو بلا شبہ جائز ہے یہی حدیث الباب سے ثابت ہے

تشریح نجّار بتشدید الجیم بمعنی بڑھئی۔ صُنّاع بضم الصاد وتشدید النون جمع صانع بمعنیٰ کاریگر۔

اشکال باب کی دونوں حدیثوں میں بظاہر تعارض ہے پہلی روایت ۴۳۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائش کی اور دوسری حدیث ۴۳۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ خود عورت نے حضور اقدس ص سے درخواست کی۔

جواب: تطبیق کیصورت یہ ہے کہ پہلے خود عورت نے درخواست کی تھی اس وقت حضور اکرم ص نے ضروری نہیں سمجھا اور عورت کی مرضی پر چھوڑ دیا تو چونکہ حضور اکرم ص نے عورت کو اختیار دیا تھا اور اس کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ اِن شِئتِ، اس لئے عورت نے کوئی خاص عجلت نہیں سمجھی بعد میں تاخیر دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یاددھانی کیلئے عورت کو بلا بھیجا۔ فلا اشکال۔

besturdubooks.wordpress.com

باب ۳۰۵ مَن بَنیٰ مَسجِدًا

ای ھذا باب فی بیان فضل من بنیٰ مسجدا

یعنی اس شخص کی فضیلت کا بیان جس نے کوئی مسجد بنائی

۴۳۶ - حدثنا یحییٰ بن سلیمان قال حدثنا ابن وھب قال اخبرنی عمرو ان بکیرا حدثه ان عاصم بن عمر بن قتادۃ حدثه انه سمع عبیداللّٰہ الخولانی انه سمع عثمان بن عفان رضی اللّٰہ عنه یقول عند قول الناس فیه حین بنی مسجد الرسول صلی اللّٰہ علیه وسلم انکم اکثرتم وانی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول من بنی مسجدا قال بکیر حسبت انه قال یبتغی به وجه اللّٰہ بنی اللّٰہ له مثله فی الجنة۔

ترجمہ عبیداللہ خولانی رحؒ نے حضرت عثمان بن عفان رضؓ سے سنا جب آپ (حضرت عثمان رضؓ) نے مسجد کی (اپنے ذاتی خرچ سے منقش پتھر اور گچ سے) تعمیر فرمائی تو لوگوں کے اعتراضات کو سنکر فرمایا کہ تم لوگ بہت زیادہ تنقید کرنے لگے حالانکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ جس نے مسجد بنائی، بکیر نے کہا میرا خیال ہے کہ عاصم نے کہا اس سے مقصود اللہ تعالےٰ کی رضا ہو تو اللہ تعالےٰ اس کیلئے جنت میں مسجد کے مثل گھر بنائیں گے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة لان الباب فی بیان فضل من بنی المسجد۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا فی البخاری ص۶۴ وفی مسلم اول ص۲۰۱ والترمذی اول ص۴۳ وابن ماجه اول ص۵۴۔

مقصد ترجمہ اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد تعمیر مسجد کی فضیلت کا بیان ہے۔

تشریح اس سے دو باب قبل باب ۳۰۲ کی حدیث ۴۳۳ میں گذر چکا ہے کہ مسجد نبوی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت عمر فاروق رضؓ اضافہ کر چکے تھے پھر نمازیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر جب حضرت عثمان رضؓ نے مسجد نبوی میں اپنے دورِ خلافت ۳۰ھ میں اچھا خاصا

besturdubooks.wordpress.com

اضافہ فرمایا اور اس کی دیواریں منقش پتھر اور چونے سے بنوائیں اور جاندار اور شاندار بنوادیا۔ اس پر لوگوں نے کثرت سے اعتراضات کرنے شروع کئے۔ جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت محمود بن لبید سے روایت ہے۔

عن محمود بن لبید ان عثمان بن عفان رضؓ اراد بناء المسجد فکرہ الناس ذالک فاحبوا ان یدعہ علی ھیئتہ فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من بنی مسجد اللہ بنی اللہ لہ فی الجنۃ مثلہ۔

(مسلم شریف جلد اول ص۲۰۱ و ثانی ص۴۱۲)

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضؓ نے جب مسجد (نبوی) کی تعمیر (جدید) کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس کو ناپسند کیا اور لوگوں نے چاہا کہ اس مسجد کو اپنی سابق ہیئت پر باقی رکھیں اس پر حضرت عثمان رضؓ نے (لوگوں کے جواب میں) فرمایا (یعنی ایک حدیث سنائی) کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ فرماتے تھے من بنی مسجد اللہ الخ

من بنی مسجدا۔ التنوین فیہ للشیوع فیتناول من بنی مسجد اکبیرا او صغیرا (عمدہ) للہ یعنی خالصا لوجہ اللہ ہو۔ ریا و نمود اور شہرت کیلئے نہ ہو حتی قال ابن الجوزی رحمہ من کتب اسمہ علی المسجد الذی یبنیہ کان بعیدا من الاخلاص (عمدہ)
یعنی جس نے اپنا نام کندہ کرایا وہ مخلص نہیں۔

اشکال و جواب ارشادِ ربانی ہے: من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا الآیۃ (انعام آیت ۱۶۰) اور اس حدیث میں ہے مثلہ فی الجنۃ جو باعثِ اشکال ہے۔

جواب ۱۔ حدیث میں مثلہ فرمایا گیا لیکن یہ نہیں کہ ایک گھر ہوگا یعنی کیفیت کے اعتبار سے جنت میں چھوٹا بڑا گھر ہوگا اور آیت کریمہ میں کمیت بتایا ہے۔ ای بنی اللہ لہ عشرۃ ابنیۃ مثلہ اذ الحسنۃ بعشر امثالھا فلا اشکال۔

۲۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ حدیث نزول آیت سے قبل کی ہے۔

۳۔ وقال البعض مثلیت سے زیادہ کی نفی نہیں ہے۔

۴۔ مثلیت سے مراد نفس مکان کی مثلیت مراد ہے لیکن جنت کا مکان نہایت قیمتی ہوگا۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ مسجد بنانے والے کو جنت میں یاقوت اور موتیوں سے مرصع گھر ملے گا۔

۵۔ والاصل ان جزاء الحسنۃ الواحدۃ واحد بحکم العدل والزیادۃ علیہ بحکم الفضل

besturdubooks.wordpress.com

(قس) یعنی ہر عمل کے اجر میں برابری تو عدل ہے اور کم وکیف میں زیادتی اللہ تعالیٰ کا فضل وانعام ہے۔
(محمد عثمان غنی جلیل بیگوسرائے)

باب ۳۰۶

یاخُذُ بِنصُولِ النَّبلِ اِذا مَرَّ فِی المسْجِدِ

جب کوئی مسجد میں (تیر لئے ہوئے) جائے تو تیر کا پھل (دھار) تھامے رہے (تاکہ کسی کو زخم نہ لگ جائے)

۴۳۷۔ حدَّثنا قُتَیبَۃُ بنُ سَعِیدٍ قالَ حدَّثنا سُفیانُ قالَ قُلتُ لِعَمرٍو اَسَمِعتَ جابِرَ بنَ عَبدِ اللّٰہِ یَقولُ مَرَّ رَجلٌ فِی المسجِدِ وَمَعَہٗ سِھامٌ فقالَ لہٗ رسولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علَیہِ وَسلَّمَ اَمسِكْ بِنِصَالِھا۔

ترجمہ سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ میں نے عمرو بن دینار سے کہا کہ تم نے حضرت جابر بن عبداللہ سے یہ حدیث سنی ہے؟ کہ ایک شخص مسجد (نبوی) میں آیا اور اس کے ساتھ تیر تھے تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیر کے پھل (یعنی ان کی نوکیں) پکڑے رہو۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی آمسِك بِنِصالِھا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۴ ویاتی فی الفتن ص۱۰۴۷ وخرجہ مسلم فی کتاب البر والصلۃ والادب ص۳۲۸ ونسائی اول فی "اظہار السلاح فی المسجد ص۸۳ تا ص۸۴ وابن ماجہ جلد ثانی ص۲۷۶۔

مقصد ترجمہ مقصد ظاہر ہے کہ اگر ضرورۃً کوئی شخص جارح چیز لیکر مسجد سے گذرے تو اسکی دھار کو تھامے رکھے تاکہ کسی کو زخم نہ لگ جائے۔

باب ۳۰۷ المُرورِ فِی المسْجِدِ

مسجد میں سے گذرنے کا بیان (یعنی تیر وغیرہ لیکر)

۴۳۸۔ حدَّثنا موسَی بنُ اِسماعِیلَ قالَ حدَّثنا عبدُ الواحِدِ قالَ حدَّثنا ابوبُردَۃَ بنُ عبدِ اللّٰہِ قالَ سمعتُ ابا بُردَۃَ عن ابیہِ عنِ النبیِ

besturdubooks.wordpress.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَرَّ فِی شَیْئٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا أَوْ أَسْوَاقِنَا بِنَبْلٍ فَلْیَأْخُذْ عَلٰی نِصَالِہَا لَا یَعْقِرُ بِکَفِّہٖ مُسْلِمًا۔

ترجمہ ابوبردہ اپنے والد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تیر لیکر ہماری مسجدوں یا بازاروں میں سے گذرے تو اسے اس کے پھلوں کو پکڑ لینا چاہیے ایسا نہ ہو کہ اپنے ہاتھ سے کسی مسلمان کو زخمی کر دے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی من مرفی شئی من مساجدنا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۴ ویاتی فی کتاب الفتن ص۱۰۴۷ ومسلم جلد ثانی ص۳۲۸ ابوداؤد اول کتاب الجہاد ص۳۴۹ ابن ماجہ ابواب الادب ص۲۷۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد بالکل واضح ہے کہ جب کوئی شخص ضرورت کے وقت مسجد سے گذرے یا بازار سے تو اس بات کا خیال ضرور رکھے کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے اگر اسکے ہاتھ میں کوئی جارح (زخمی کرنے والی) کوئی چیز ہو تو اس کے پھل نوک کو ہاتھ سے تھامے رہے تاکہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

تشریح سند کے اندر ہے حدثنا ابوبردۃ بن عبد اللہ قال سمعت ابا بردۃ عن ابیہ الخ ابوبردۃ بضم الباء وسکون الراء ہے۔ اس میں ابوبُردہ دو مرتبہ آیا ہے اول کا نام بُرید بضم الباء مصغر ہے۔

اور ثانی ابوبردہ کا نام عامر ہے جو ابوبردہ اول کا دادا ہے اسکی وضاحت ابن ماجہ کی روایت سے ہوتی ہے۔ عن برید عن جدہ ابی بردۃ عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ (ابن ماجہ ص۲۷۶)

بَابُ الشِّعْرِ فِی الْمَسْجِدِ

مسجد میں شعر پڑھنے کا بیان

۴۳۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْیَمَانِ الْحَکَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّہْرِیِّ قَالَ أَخْبَرَنِی أَبُو سَلَمَۃَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّہٗ سَمِعَ

besturdubooks.wordpress.com

حسّانَ بنَ ثابتٍ الانصاریَ یَسْتَشْهِدُ اباهُرَیْرَةَ اَنشُدُكَ اللّٰهَ هل سمعتَ النبیَّ صلی اللّٰه علیهِ وَسَلَّمَ یقولُ یاحسّانُ اَجِبْ عن رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللّٰهُ علیهِ وسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَیِّدْهُ بِرُوحِ القُدُسِ قالَ ابوهُرَیْرَة نعم۔

ترجمہ ابو سلمہ بن عبدالرحمان بن عوف تابعی نے حضرت حسّان بن ثابت انصاری رضؓ سے سنا کہ وہ (حسان رضؓ) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے گواہی چاہتے تھے کہ (اے ابوہریرہ) میں تمہیں اللہ تعالےٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے حسان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سے (مشرکوں کو) جواب دو، اے اللہ روح القدس (حضرت جبرئیلؑ) کے ذریعہ حسّان کی مدد فرما حضرت ابوہریرہ نے کہا ہاں (بے شک میں شہادت دیتا ہوں)

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ غیر ظاهرة لانه لیس فیه صریحا انه کان فی المسجد والترجمۃ هو الشعر فی المسجد ولکن البخاری روی هذا الحدیث فی کتاب بدء الخلق وفیه التصریح انه کان فی المسجد (عمدہ)

یعنی امام بخاریؒ یہی روایت کتاب بدء الخلق صفحہ ۴۵۶ میں لائے ہیں جس میں صراحۃً مسجد کی قید ہے مر عمر فی المسجد وحسان ینشد فقال کنت انشد فیه وفیه من هو خیر منك الخ بخاری ص ۴۵۶۔

حاصل یہ کہ ایک روز حضرت حسّان رضؓ حضرت فاروق اعظم رضؓ کے عہد میں مسجد نبوی میں اشعار پڑھ رہے تھے کہ حضرت فاروق اعظم رضؓ کا گذر ہوا تو حضرت فاروق اعظم رضؓ نے گھور کر دیکھا اور ناگواری کا اظہار کیا اس پر حضرت حسّان رضؓ نے فرمایا کہ میں تو مسجد نبوی میں اشعار سنایا کرتا تھا جب کہ تم سے بہتر ذات یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے اور حضرت ابوہریرہ رضؓ کی شہادت سے فاروق اعظم رضؓ کو مطمئن کیا۔ بہرحال مسجد میں اچھے اشعار کا پڑھنا اور سننا جائز ہے جو حمد، نعت اور دین اسلام کی خوبیوں پر مشتمل ہوں۔ یا دشمنانِ اسلام کے حملوں کا جواب دیا گیا۔ البتہ برے اشعار جو فرضی معشوقوں کے لب و رخسار و خرافات پر مشتمل ہوں پڑھنا جائز نہیں ایسے ہی خرافات کے بارے میں ارشاد ہے لان یمتلی جوف احدکم قیحا خیر من ان یمتلی شعرا (ابوداؤد ثانی کتاب الادب ص ۶۸۳۔

یعنی کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہ بہتر ہے اس سے کہ اشعار سے بھرے۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص ۶۴ تا ص ۶۵ وباقی ص ۴۵۶ وفی باب هجاء المشرکین ص ۹۰۹ ومسلم جلد ثانی فی فضائل حسان ص ۳۰۰ ابوداؤد جلد ثانی کتاب الادب فی ما جاء فی

besturdubooks.wordpress.com

الشعر ص۸۴ ج۲ والنسائی جلد اول فی "الرخصۃ فی انشاد الشعر الحسن فی المسجد ص۸۳

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اشعار حسنہ یعنی جو اشعار اچھے ہوں مثلاً حمد باری تعالیٰ یا نعت رسول وغیرہ مسجد میں پڑھنا جائز ہے یہی جمہور علماء اسلام کا قول ہے۔ واللہ اعلم

بَاب ۳۰۹ اَصْحَابِ الْحِرَابِ فِی الْمَسْجِدِ

مسجد میں نیزے والوں کے آنے (کے جواز) کا بیان

حِرَاب بکسر الحاء جمع ہے حَرْبَۃ بفتح الحاء کی بمعنی نیزہ۔

اگر جہاد فی سبیل اللہ کی نیت سے مشق و تمرین کیلئے آپس میں مظاہرہ کریں، کرتب دکھائیں تو جائز ہے خواہ مسجد ہی میں کیوں نہ ہو۔

۴۴۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاہِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ کَیْسَانَ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَۃَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا عَلٰی بَابِ حُجْرَتِیْ وَالْحَبَشَۃُ یَلْعَبُوْنَ فِی الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتُرُنِیْ بِرِدَائِہٖ اَنْظُرُ اِلٰی لَعِبِہِمْ زَادَ اِبْرَاہِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَہْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْحَبَشَۃُ یَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِہِمْ

ترجمہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرہ کے دروازے پر دیکھا اس وقت حبشہ کے لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے (یعنی ہتھیار کی مشق کر رہے تھے) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی چادر سے مجھ کو ڈھانپے ہوئے تھے میں ان کا کھیل دیکھ رہی تھی۔ ابراہیم بن منذر نے اپنی سند سے اس روایت میں یہ اضافہ کیا ہے، ابراہیم بن منذر نے کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا کہ مجھ کو یونس نے خبر دی انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ حبشہ کے لوگ اپنے نیزوں سے کھیل رہے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "والحبشۃ یلعبون بحرابہم"

besturdubooks.wordpress.com

نیز امام بخاری نے اس دوسری روایت کو ذکر کر کے یہ بھی تبلادیا کہ پہلی روایت جو صالح بن کیسان کی ہے اس میں اگرچہ مطلقاً لعب ہے لیکن مقصد وہاں بھی لعب بحرابہم ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۶۵ ویاتی فی کتاب العیدین ص۱۳۰ و ص۱۳۵ و ص۴۰۷ وص۵۰۰ و فی النکاح ص۷۸۰ و ص۷۸۸ ومسلم اول ص۹۱ تا ص۹۲

مقصد ترجمہ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ نیزہ وغیرہ ساتھ لے کر بوقت ضرورت مسجد میں داخل ہونا جائز ہے اور ایک باب پہلے جو گذرا ہے جس میں حکم تھا امسك بنصالها اس کا مطلب یہ ہے کہ سرور کے وقت پھل کو تھامے رکھے۔ کنٹرول میں رکھے تاکہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے لیکن اگر جہاد کی نیت سے تمرین و مشق مقصود ہو تو چونکہ غفلت نہیں ہوتی ہے اس لئے مشق و مظاہر بھی کر سکتا ہے اوقات نماز کے علاوہ۔ واللہ اعلم

باب نمبر ۳۱

ذِکرِ البیعِ والشراءِ علی المِنبرِ فی المسجدِ

مسجد کے منبر پر خرید و فروخت کے ذکر کرنے کا بیان

۴۴۴۔ حدثنا علیُّ بن عبدِ اللہِ قال حدثنا سفیانُ عن یحییٰ عن عمرۃَ عن عائشۃَ قالت اَتَتْہا بریرۃُ تَسْأَلُہا فی کتابتِہا فقالت إن شئتِ اَعطیتُ اَہلَکِ ویکونُ الولاءُ لی وقال اَہلُہا إن شئتِ اَعطیتِہا ما بقیَ وقال سفیانُ مرۃً إن شئتِ اَعتقتِہا ویکونُ الولاءُ لنا فلما جاءَ رسولُ اللہِ صلی اللہُ علیہِ وسلم ذکرتُہُ ذلک فقال ابتاعیہا فاعتقیہا فانّ الولاءَ لمن اَعتقَ ثم قام رسولُ اللہِ صلی اللہُ علیہِ وسلم علی المنبرِ وقال سفیانُ مرۃً فصعدَ رسولُ اللہِ صلی اللہُ علیہِ وسلم علی المنبرِ فقال ما بالُ اقوامٍ یشترطونَ شروطاً لیس فی کتابِ اللہِ مَن اشترطَ شرطاً لیس فی کتابِ اللہِ فلیس لہٗ وَ إن اشترطَ مائۃَ مرۃٍ ورواہُ مالکٌ عن یحییٰ عن عمرۃَ۔ انّ بریرۃَ ولم یذکر صعدَ المنبرَ قال علیٌّ قال یحییٰ وعبدُ الوہابِ عن یحییٰ

besturdubooks.wordpress.com

عن عمرۃ نحوہٗ وقال جعفر بن عون عن یحییٰ سمعت عمرۃ قالت سمعت عائشۃ۔

ترجمہ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ حضرت بریرہ رضؓ اپنے بدل کتابت کے سلسلہ میں ان کے پاس مدد مانگنے آئیں اس پر حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارے آقا کو (بدل کتابت) دیدوں اور ولاء (یعنی تیرا ترکہ) میرے لئے ہوگا اور بریرہؓ کے مالکوں نے کہا (حضرت عائشہ رضؓ سے) اگر آپ چاہیں تو جو بدل کتابت اس کے ذمہ باقی ہے وہ دیدیں۔ اور سفیان نے ایک مرتبہ اس طرح بیان کیا (کہ مالکوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے کہا) اگر آپ چاہیں تو اس کو (بدل کتابت دیکر) آزاد کردیں اور حق ولاء (ترکہ) ہمارا ہی ہوگا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عائشہ نے (یعنی میں نے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپؐ نے فرمایا تو اس (بریرہ رضؓ) کو بے تامل خرید لے اور اس کو آزاد کردے اس کے ولاء کا حق اسی کیلئے ہے جس نے آزاد کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور کبھی سفیان نے کہا بجائے قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صعد علی المنبر (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے) اور فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ معاملہ میں ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں جو شخص کسی معاملہ میں ایسی شرط لگائے گا جو کتاب اللہ میں نہیں ہے تو اس شرط کا اس کو کوئی فائدہ نہ ہوگا اگرچہ سنو شرطیں لگالے۔

اس حدیث کو امام مالک رحؒ نے یحییٰ سے روایت کیا انھوں نے عمرہ سے پھر حضرت بریرہؓ کا قصہ بیان کیا اور منبر پر چڑھنے کا ذکر نہیں کیا۔ علی بن مدینی نے کہا یحییٰ بن سعید قطان اور عبدالوہاب نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انھوں نے عمرہ سے ایسا ہی روایت کیا اور جعفر بن عون نے یحییٰ بن سعید سے یوں نقل کیا میں نے عمرہ سے سنا عمرہ نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضؓ سے سنا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ،، علی المنبر فقال ما بال اقوام یشترطون شروطا الخ

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۵ ویاتی ص۲۰۲ وص۲۸۸ وص۲۹۰ وص۳۴۴ وص۳۴۸ چھ طریقے سے وص۳۴۹ فی باب اذا قال المکاتب اشترنی الخ وفی الھبۃ ص۳۵۰ وص۳۷۵ وص۳۷۶ وص۳۷۷ وص۳۸۱ وص۶۹۵ تا ص۶۹۶ وص۸۱۶ تا ص۸۱۷ وص۹۹۴ وص۹۹۹ و ص۱۰۰۰ ومسلم اول جلد مطولا ومختصرا ص۴۹۳ تا ص۴۹۴ ابوداؤد جلد ثانی کتاب العتق باب فی

besturdubooks.wordpress.com

بیع المکاتب الخ ص۵۴۸ وترمذی جلد ثانی ابواب الوصایا ص۳۴ ونسائی جلد ثانی کتاب البیوع۔ بیع المکاتب ص۲ وابن ماجہ ثانی ابواب العتق ص۱۸۴ موطا امام مالک باب بیع الولاء ص۳۴۵ تا ص۳۴۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ جو معاملہ خرید و فروخت کا گذر چکا ہے اس کا منبر پر آکر ذکر کر دیا جائے تو جائز ہے نیز بیع و شراء، خرید و فروخت کے مسائل کا بیان کرنا بھی درست ہے یہی مقصد حافظ عسقلانی وغیرہ نے بیان کیا ہے یعنی امام بخاری رح کی غرض یہ ہے کہ عقد بیع یعنی باضابطہ ایجاب و قبول مسجد میں ممنوع ہے البتہ معتکف کیلئے ضرورتاً بغیر احضار مبیع ایجاب و قبول کی اجازت ہے۔

لیکن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح فرماتے ہیں کہ امام بخاری رح کی غرض یہ ہے کہ اگر مبیع حاضر نہ ہو تو عقد بیع یعنی ایجاب و قبول کرنا جائز ہے۔

لیکن حدیث الباب سے یہ مقصد واضح نہیں ہوتا ہے روایت سے تو صرف مسائل کے بیان کا ذکر ثابت ہوتا ہے۔

تشریح یہ حدیث بخاری میں تقریباً پچیس ۲۵ جگہ ہے جیسا کہ اوپر بقید صفحات مذکور ہے: قالت اتتھا بریرۃ قالت کے فاعل میں دو احتمال ہے اگر حضرت عائشہ رض فاعل ہو تو التفات من الحاضر الی الغائب ہوگا۔ حضرت بریرہ رض کے شوہر کا نام اصح الاقوال میں مغیث بضم المیم ہے تسالھا فی کتابتھا الخ حضرت بریرہ مکاتبہ تھیں۔

مکاتب اور مکاتبہ اس غلام اور باندی کو کہتے ہیں جو اپنے آقا (مالک) کے ساتھ ایک معین رقم پر معاملہ طے کرلے کہ اتنی رقم کی ادائے گی پر آپ مجھکو آزاد کر دیں اور آقا قبول کرلے تو اس معاملہ کو مکاتبت کہتے ہیں اور اس معینہ رقم کو بدل کتابت۔ اب خواہ بدل کتابت ایک ساتھ ادا کرلے یا طے شدہ معاملہ کے مطابق قسط وار ادا کرے۔

حضرت بریرہ رض نے اپنے آقا سے قسط وار نو ۹ اوقیہ پر مکاتبت کرلی تھی اسی رقم (بدل کتابت) کے سلسلے میں مدد حاصل کرنے کیلئے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کے پاس آئیں جب کہ ان کے ذمہ پانچ اواقی رہ گئے تھے۔

ذکرتہ ذالک بخاری شریف کے اکثر نسخوں میں اسی طرح بتشدید الکاف تذکیر سے ہے جس کے معنی آتے ہیں یاد دلانا۔ اس پر بعض لوگوں نے یہ اشکال فرض کرلیا کہ حضور اقدس صلی اللہ

besturdubooks.wordpress.com

علیہ وسلم کو اس واقعہ کا علم تو پہلے سے نہیں تھا اسلئے مؤطا امام مالکؒ کی روایت راجح ہے مؤطا کے الفاظ ہیں فذکرت ذالک الخ بلاشبہ اس صورت میں تو اشکال ہی نہیں، لیکن روایت بخاری کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بہت ممکن ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو حضرت عائشہؓ کے بیان سے قبل معلوم ہو چکا تھا مگر عائشہؓ نے جب ولاء کی شرط سنکر ارادہ ملتوی کر دیا تو حضور اکرم ﷺ نے معلوم فرمایا اور حضرت عائشہؓ نے تذکیر کی فلا اشکال۔

بیع مکاتب احناف و شوافعؒ کے نزدیک مکاتب کی بیع جائز نہیں لیکن اگر خود مکاتب راضی ہو تو جائز ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں خود مکاتبہ حضرت بریرہؓ نے حضرت عائشہؓ سے اظہار خیال کیا ہے فلا اشکال ولا اعتراض۔

سوال وجواب حدیث الباب میں ہے من اشترط لیس فی کتاب اللہ الخ یہاں سوال یہ ہے کہ کتاب اللہ سے کیا مراد ہے؟

جواب ۱۔ کتاب اللہ سے حکم اللہ مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم جس میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم داخل ہے لقولہ تعالیٰ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔
۲۔ اور ہو سکتا ہے کہ کتاب اللہ سے مراد لوح محفوظ ہو فلا اشکال۔

(باب ۳۱۱ التقاضی والملازمۃ فی المسجد)

۴۴۳۔ حدثنا عبد اللہ بن محمد قال حدثنا عثمان بن عمر قال اخبرنی یونس عن الزھری عن عبد اللہ بن کعب بن مالک عن کعب انہ تقاضی ابن ابی حدرد دینا کان علیہ فی المسجد فارتفعت اصواتھما حتی سمعھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی بیتہ فخرج الیھما حتی کشف سجف حجرتہ فنادی یا کعب قال لبیک یا رسول اللہ قال ضع من دینک ھذا واومأ الیہ ای الشطر قال لقد فعلت یا رسول اللہ قال قم فاقضہ۔

باب، مسجد میں (قرضدار سے) تقاضا کرنا اور قرضدار کا پیچھا کرنا۔

ترجمہ حضرت کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے عبد اللہ بن ابی حدرد پر اپنے قرض کا مسجد نبوی میں تقاضا کیا اور ان دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی

besturdubooks.wordpress.com

اللہ علیہ وسلم نے ان آوازوں کو حجرہ میں سن لیا۔ اور آپؐ باہر تشریف لائے یہاں تک کہ اپنے حجرہ کا پردہ ہٹایا اور آپ ؐ نے پکارا اے کعب! کعب نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ، آپ نے فرمایا اپنے اس قرض میں سے اتنا معاف کر دے اور آپؐ نے اشارہ کیا نصف کی طرف، کعبؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے کر دیا (یعنی حکم کے مطابق میں نے آدھا معاف کر دیا) پھر آپؐ نے ابن ابی حدردؓ سے فرمایا اٹھو اور ان کا قرض ادا کر دو۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة "تقاضى ابن ابى حدرد دينا الخ" دراصل ترجمۃ الباب کے دو جزء ہیں یہاں صرف ایک جزء میں قرض کے تقاضا کا ذکر ہے اور دوسرے جزء یعنی قرضدار کے پیچھا کرنیکا ذکر نہیں ہے لیکن بخاری اول کتاب الصلح باب الملازمة ص۳۲۷ میں اسکی تصریح ہے فلقیه فلزمه۔

امام بخاری رح نے اپنی عادت کے مطابق دوسرے جزء کیلئے اشارہ کر دیا ہے۔

تعدد موضعه والحديث هٰهنا ص۶۵ وباقی ص۶۷ تا ص۶۸ و ص۳۲۶ و ص۳۲۷ و ص۳۷۳ و ص۳۷۴ ومسلم جلد ثانی ص۱۷ ابوداؤد ثانی، باب فی الصلح ص۵۰۶ ونسائی ثانی اشارة الحاكم على الخصم بالصلح ص۲۶۳

مقصد ترجمہ امام بخاری کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مسجد میں اپنے قرض وغیرہ کا تقاضا کرنا اور قرضدار کا پیچھا کرنا جائز ہے۔

اس ترجمہ کی ضرورت اسلئے ہوئی کہ ابن ماجہ میں ایک مرفوع حدیث ہے۔

جنبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم وشراءكم وبيعكم وخصوماتكم الخ ص۵۵

بخاری رح نے بتایا کہ بوقت ضرورت جائز ہے بالخصوص جب مسجد سے باہر قرضدار سے ملاقات نہ ہوتی ہو۔

بَابُ ۳۱۲ كَنْسِ الْمَسْجِدِ وَالْتِقَاطِ الْخِرَقِ وَالْقَذٰى وَالْعِيْدَانِ۔

۴۴۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَسْوَدَ أَوِ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَقَالُوا مَاتَ فَقَالَ أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُوْنِي بِهِ دُلُّوْنِي عَلٰى قَبْرِهٖ أَوْ قَالَ قَبْرِهَا فَأَتٰى قَبْرَهُ فَصَلّٰى عَلَيْهَا۔

besturdubooks.wordpress.com

(باب مسجد میں جھاڑو دینے اور مسجد سے چیتھڑے، کوڑے کرکٹ کو چننا)

کنس مصدر از باب نصر جھاڑو دینا التقاط مصدر زمین سے اٹھانا خِرَق بکسر الخار وفتح الرار جمع خِرقۃ چیتھڑا، کپڑے کا ٹکڑا۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک کالا مرد یا کالی عورت مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی پھر اس کا انتقال ہو گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (نہیں دیکھا تو) اس کے متعلق دریافت فرمایا تو لوگوں نے بتلایا کہ اس کا انتقال ہو گیا آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ پھر تم لوگوں نے اس کی اطلاع مجھے کیوں نہیں دی؟ مجھے اس کی قبر بتلاؤ چنانچہ آپؐ اسکی قبر پر تشریف لائے اور اس پر نماز پڑھی۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "کان یقم المسجد، ای یکنسہ

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۶۵ ویاتی ص۱۷۸ واخرجہ مسلم فی الجنائز ص۳۰۹ تا ص۳۱۰ وابوداؤد ثانی فی کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی القبر ص۴۵۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد اس باب سے مسجد میں جھاڑو دینے اور ہر طرح کے کوڑے کرکٹ سے مسجد کو صاف ستھرا رکھنے کی فضیلت بیان کرنا ہے۔

علامہ عینی رحؒ نے ابن بطال سے نقل کیا ہے قال ابن بطال فیہ الحض علی کنس المساجد وتنظیفہا الخ

تشریح حدیث الباب سے ترجمۃ الباب کا صرف جزء اول یعنی کنس المسجد ثابت ہوتا ہے باقی اجزاء کو امام بخاری رحؒ نے اسی پر قیاس کر لیا ہے۔ والجامع التنظیف۔

ظاہر ہے کہ مسجد میں جھاڑو دینا تنظیف کے واسطے ہوتا ہے اور خس وخاشاک لکڑیوں کے تنکے وغیرہ چن لینے میں بھی تنظیف وصفائی ہی ہے۔

ان رجلا الخ اس روایت میں شک کے ساتھ ہے اور یہ شک ثابت بنانی رحؒ کو ہوا ہے یا ابو رافع تابعی رحؒ کو۔ فالشک ھنا من ثابت علی الراجح وسماھا فی روایۃ البیھقی ام محجن (قسطلانی)

چنانچہ ایک باب کے بعد یعنی باب ص۳۱۲ میں یہی روایت آرہی ہے جس میں ابو رافع رحؒ کے الفاظ ہیں، ولا اراہ الا امرأۃ، جس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ عورت ہی تھی جس کا نام خرقاء اور کنیت ام محجن ہے۔

صلوٰۃ علی القبر نقال مالک رحؒ لا یصلی علی القبر وقال ابوحنیفۃ رحؒ لا یصلی علی القبر الا الولی فقط اذا فاتتہ الصلوٰۃ علی الجنازۃ۔

یعنی اگر جنازہ کی نماز ہو چکی ہے تو قبر پر نہیں پڑھی جائے گی البتہ اگر ولی دور رہنے یا اور کسی

besturdubooks.wordpress.com

وجہ سے نماز جنازہ میں شریک نہیں تھا تو قبر پر پڑھ سکتا ہے۔ وقال الشافعی واحمد وداؤد و جماعۃ یصلی علی القبر من فاتتہ الصلوٰۃ علی الجنازۃ۔ (بدایۃ المجتہد جلد اول)

یعنی حضرات شوافع وحنابلہ رح کے نزدیک جو لوگ نماز جنازہ میں شریک نہیں ہو سکے تھے وہ قبر پر نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔

رہا یہ سوال کہ ام محجن کی نماز جنازہ ہو چکی تھی پھر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے قبر پر نماز پڑھی

جواب ۱ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے چنانچہ خود آپ کا ارشاد ہے:

ثمّ قال ان ھٰذہ القبور مملوءۃ ظلمۃً علی اھلھا وان اللہ ینورھا لھم بصلوٰتی علیھم۔ (مسلم اول ص ۳۱)

(قبر پہ نماز پڑھنے کے بعد) آپؐ نے فرمایا قبر والوں پر یہ قبریں تاریک رہتی ہیں اور بلاشبہ ان پر میرے نماز پڑھنے سے اللہ تعالےٰ قبر والوں کیلئے منوّر کر دیتا ہے۔

اس سے حضور ؐ کی خصوصیت صاف معلوم ہوئی جو دوسروں کیلئے ثابت نہیں ہے۔

۲ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کے ولی ہیں تو آپؐ نے بحیثیت ولی میّت قبر پر نماز ادا فرمائی۔ واللہ اعلم

باب ۳۱۳
تحریم تجارۃ الخمر فی المسجد

باب۔ مسجد میں شراب کی تجارت کی حرمت کا اعلان

۴۴۴۔ حدّثنا عبدان عن ابی حمزۃ عن الاعمش عن مُسلمٍ عن مسروقٍ عن عائشۃ قالت لمّا اُنزلت الاٰیاتُ من سورۃ البقرۃ فی الرّبٰو اخرج النبیُّ صلّی اللہ علیہ وسلّم الی المسجد فقرأھنّ علی النّاس ثمّ حرّم تجارۃ الخمر۔

ترجمہ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا جب ربوا (سود) کے متعلق سورہ بقرہ کی آیتیں نازل ہوئیں تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور ان آیتوں کو پڑھکر لوگوں کو سنایا پھر آپؐ نے شراب کی تجارت کو حرام قرار دیا۔

besturdubooks.wordpress.com

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "ثم حرم تجارۃ الخمر"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۵ و یاتی ص۲۷۹ و ص۲۹۷ وفی کتاب التفسیر ص۶۵۱ وایضا متصلا ص۶۵۱ " " " وسلم ثانی ص۲۲ تا ص۲۳ وابوداؤد ثانی کتاب البیوع ص۴۹۳ وابن ماجہ جلد ثانی ابواب الاشربۃ فی باب التجارۃ فی الخمر ص۲۵۰

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ مسجدیں عبادت کیلئے بنائی جاتی ہیں اس میں فواحش ومنکرات سے اجتناب لازم ہے اس لئے یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ شراب وسود جیسی حرام وخبیث چیز کا تذکرہ بھی مسجد میں نہ ہونا چاہیئے ان خبیث اشیاء کا نام لینا بھی مسجد میں ادب واحترام کے خلاف ہے۔

امام بخاریؒ نے بتلادیا کہ یہ اشیاء بلاشبہ حرام وخبیث ہیں لیکن انکی حرمت کا مسئلہ بتانا جائز ہے باقی اشکال وجواب کیلئے نصر الباری کتاب التفسیر ص۹۳ ملاحظہ فرمائیے۔

بَابُ ۳۱۴ الْخَدَمِ لِلْمَسْجِدِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا مُحَرَّرًا لِلْمَسْجِدِ يَخْدِمُهُ۔

۴۴۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً أَوْ رَجُلًا كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا امْرَأَةً فَذَكَرَ حَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى عَلَى قَبْرِهَا۔

مسجد کیلئے خدام مقرر کرنا۔ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آیتِ کریمہ نذرت لک الآیۃ (اے پروردگار میں نے تیرے لئے نذر مانی ہے کہ جو بچہ میرے پیٹ میں ہے وہ آزاد رہے گا) کے متعلق فرمایا کہ وہ مسجد اقصیٰ کیلئے آزاد رہے گا کہ مسجد کی خدمت کرتا رہے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت مسجد (نبوی) میں جھاڑو دیا کرتی تھی یا ایک مرد مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا ابو رافع کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ وہ عورت ہی تھی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی (جو ایک باب قبل گذر چکی ہے) کہ آپؐ نے اس کی قبر پہ نماز پڑھی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "کانت تقم المسجد"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۵ تا ص۶۶ وص۶۵ ویاتی ص۱۷۸۔ باقی مواضع کیلئے حدیث

besturdubooks.wordpress.com

۴۴۳ کے مواضع ملاحظہ فرمائیے۔

مقصد ترجمہ اس باب سے امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ مسجد کیلئے خادم مقرر کرنا چاہیے جو مسجد کی صفائی کرتا رہے خواہ اس کا وظیفہ مسجد کے مال یعنی مال وقف سے ہو تب بھی جائز ہے اور امام بخاری رح نے قال ابن عباس سے یہ ثابت کیا ہے کہ مسجد کی خدمت کیلئے خادم مقرر کرنا سنتِ قدیمہ ہے البتہ اگر کوئی مسلمان اپنے آپ کو خدمت کیلئے پیش کرے تو نورٌ علی نور۔

بَابٌ ۳۱۵ الْاَسِيْرِ اَوِ الْغَرِيْمِ يُرْبَطُ فِي الْمَسْجِدِ

قیدی یا قرضدار کا بیان کہ مسجد میں باندھ دیا جائے تو جائز ہے

۴۴۶۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عِفْرِيْتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ اَوْ قَالَ كَلِمَةً نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلٰوةَ فَاَمْكَنَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ فَاَرَدْتُ اَنْ اَرْبِطَهُ اِلٰى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تُصْبِحُوْا وَتَنْظُرُوْا اِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ اَخِيْ سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِيْ قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهُ خَاسِئًا۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنات میں سے ایک سرکش جن گذشتہ رات اچانک میرے پاس آیا یا اسی طرح کی کوئی بات آپ نے فرمائی تاکہ میری نماز میں خلل ڈالے پھر اللہ تعالے نے اس پر مجھے قدرت دیدی تو میں نے ارادہ کرلیا کہ اس کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون سے باندھ دوں تاکہ تم صبح کو آؤ اور تم سب اس کو دیکھو پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان ع کی یہ دعا یاد آئی (جو سورہ ص میں ہے) پروردگار مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی اور کو میسر نہ ہو روح نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو ذلیل کرکے واپس کردیا۔

مُطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث " فاردت ان اربطہ الی ساریۃ من سواری المسجد۔

besturdubooks.wordpress.com

تعدد موضع والحدیث ھٰھنا ص۶۶ وسیاتی ص۱۶۱ وص۲۶۲ وص۴۸۶ تا ص۴۸۷ وجلد ثانی ص۷۰۱ ومسلم اول ص۲۰۵۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اسیر یعنی قیدی یا قرضدار کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا جائے تو جائز ہے۔

اسیر کا مقید کرنا تو روایت سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قید شیطان پر قادر کر دیا تھا۔ جیسا کہ حدیث الباب میں مصرح ہے فامکننی اللہ منہ فاردت ان اربطہ۔

لیکن غریم یعنی قرضدار کے باندھنے کا اثبات روایت سے معلوم نہیں ہوتا ہے علامہ کرمانی رحؒ فرماتے ہیں کہ قلت بالقیاس علی الاسیر۔ یعنی قرضدار کو قیدی پر قیاس کر لیا۔ چونکہ وجوب حق میں دونوں شریک ہیں۔

تشریح عفریت سرکش دیو، وہ جن جو موذی اور خبیث ہو۔ تفلّت بفتح الفاء وتشدید اللام ای تعرض لی فلتۃً یعنی اچانک میرے سامنے آگیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنات کا وجود ہے اور یہی علماءِ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ فاردت ان اربطہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ اس کو باندھ دوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے شیطان کو دیکھا ہے۔ وفی القرآن الحکیم انہ یرٰکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونھم (اعراف) بظاہر تعارض ہے لیکن غور کرنے کے بعد معلوم ہوگا کہ قرآن حکیم کا جملہ قضیہ مطلقہ ہے دائمہ نہیں ہے یعنی بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جنات ہم کو دیکھتے ہیں اور ہم جنات کو نہیں دیکھتے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی وقت بھی کوئی شخص کسی صورت میں ان کو نہ دیکھ سکے۔ پس آیت سے رویتِ جن کی بالکلیہ نفی پر استدلال کرنا کوتاہ نظری ہے۔

۲ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اغلب احوال واکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ انسان نہیں دیکھتا ہے اور جن انسان کو دیکھتا ہے۔

سوال وجواب سوال یہ ہے کہ جن ہو یا شیطان انسان کیطرح خاکی مخلوق نہیں ہے بلکہ لطیف ہے پھر اس کو کیسے باندھتے۔؟

جواب: جن یا شیطان کو اللہ تعالےٰ نے یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ اپنی اصلی صورت کے علاوہ انسان، حیوان، سانپ، بچھو، بلّی اور کتّا کی شکلوں میں متشکل ہو سکتے ہیں۔ تو جب انسان کی شکل میں ہوگا تو انسان

besturdubooks.wordpress.com

کے لوازمات اس میں آجاتے ہیں۔ من تزیابن حق شئ یاخذ حکمہ پھر اس کو باندھنے میں کیا اشکال ہے!
۲ بعض روایات میں ہے کہ یہ عفریت بلی کی شکل میں آیا تھا لہٰذا باندھنے میں کوئی اشکال نہیں۔ اور اگر یہ عفریت اپنے اصلی صورت میں آیا ہو تو اس شکل میں دیکھنا حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہوگی۔ دوسرا کوئی نہیں دیکھ سکتا ہے۔ واللہ اعلم

بَابُ[۳۱۶] الْاِغْتِسَالِ اِذَا اَسْلَمَ وَرَبْطِ الْاَسِيْرِ اَيْضًا فِى الْمَسْجِدِ

وَكَانَ شُرَيْحٌ يَاْمُرُ الْغَرِيْمَ اَنْ يُّحْبَسَ اِلٰى سَارِيَةِ الْمَسْجِدِ.

۴۴۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ سَعِيْدٍ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِىْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِى الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ اِلَيْهِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ اِلٰى نَخْلٍ قَرِيْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

باب۔ قبول اسلام کے وقت غسل کرنیکا بیان اور قیدی کو مسجد میں باندھنے کا بیان۔ اور قاضی شریح رح قرضدار کے بارے میں حکم دیا کرتے تھے کہ اس کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا جائے۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سواروں کو (جو تیس ۳۰ سوار تھے) نجد کی طرف بھیجا وہ لوگ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ کر لائے جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا اور صحابہ نے اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھ دیا پھر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور (تیسرے روز) فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو، پھر وہ مسجد کے قریب ایک باغ میں گئے اور غسل کیا پھر مسجد میں آئے اور یہ کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ ترجمہ کے دو جز ہیں ۱ اغتسال الکافر اذا اسلم ۲ ربط الاسیر۔ لیکن بعض نسخوں میں یہاں باب بلا ترجمہ ہے علامہ عینی رح فرماتے ہیں والصواب ھنا النسخۃ التی فیہا ذکر الباب مفردا بلا ترجمۃ۔ اس صورت میں کوئی اشکال ہی نہیں کہ باب در باب ہے اور بعض نسخہ میں باب الاغتسال اذا اسلم ہے۔ اس صورت میں بھی تکرار ترجمہ کا اشکال

besturdubooks.wordpress.com

نہیں ہوگا۔ باقی ترجمہ سے مطابقت کیلئے یہ کافی ہے فاغتسل ثم دخل المسجد الخ کیونکہ ثمامہ نے یہ غسل قبول اسلام ہی کیلئے کیا تھا۔

ہمارے ہندوستانی نسخہ کے مطابق ترجمۃ الباب کے دو جز ہیں اور حدیث کی مطابقت جزء ثانی یعنی ربط الاسیر سے بالکل ظاہر ہے لیکن چونکہ اس حدیث سے ایک مستقل مسئلہ بھی ثابت ہوتا تھا اس لئے اغتسال اذا اسلم کو بھی ثابت کر دیا۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ربط الاسیر فی المسجد جائز ہے چونکہ عہد رسالت میں باقاعدہ قید خانہ نہیں تھا اس لئے مسجد ہی میں قید کیا جاتا تھا۔

۲ یہ بھی احتمال ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد اغتسل اذا اسلم ہو اور ربط الاسیر ضمناً ہو

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۶ وباتی ص۶۷ و ص۳۲۶ تا ص۳۲۷ وایضا متصلا فی الباب الآتی ص۳۲۷ وفی کتاب المغازی ص۶۲۷ یطولا۔ ومسلم ثانی ص۹۳ تا ص۹۴ وابوداؤد جلد ثانی ص۳۶۳ تا ص۳۶۴ ونسائی اول تقدیم غسل الکافر اذا اراد ان یسلم ص۲۳۔

اقوال ائمہ امام احمد حنبل کے نزدیک غسل کرنا واجب ہے خواہ موجب غسل پایا گیا ہو یا نہیں اور خواہ قبول اسلام سے قبل غسل کیا ہو یا نہیں اسلام قبول کرنے کے بعد غسل لازم ہے۔

۲ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اگر کوئی موجب غسل پایا جا رہا ہو مثلاً احتلام یا جماع اور عورت کیلئے حیض و نفاس تو غسل واجب ہے ورنہ مستحب۔

۳ پھر اگر اسلام لانے سے پہلے موجب غسل پایا گیا اور اس نے بحالت کفر یعنی قبول اسلام سے پہلے غسل کر لیا تو حنفیہ کے نزدیک غسل معتبر ہوگا۔ اسلئے کہ ان کے نزدیک وضوء اور غسل کے اندر نیت شرط نہیں ہے بخلاف حضرات شوافع وغیرہ کے نزدیک وضوء اور غسل میں نیت شرط ہے اس لئے قبول اسلام کے بعد غسل لازم ہے اور کفر کی حالت کا غسل معتبر نہیں ہوگا۔

تشریح حضرت ثمامہ بن اثال رضؓ کی پوری تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیے۔ نصر الباری کتاب المغازی ص۴۴۹
محمد عثمان غنی غفرلہ چکلل ضلع بیگوسرائے

besturdubooks.wordpress.com

باب ۳۱۷

الخیمۃ فی المسجد للمرضیٰ وغیرھم

مسجد میں بیماروں اور دوسرے لوگوں کیلئے خیمہ لگانے کا بیان

۴۴۸۔ حدثنا زکریا بن یحییٰ قال حدثنا عبد اللّٰہ بن نمیر قال حدثنا ہشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت اُصیب سعد یوم الخندق فی الاکحل فضرب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم خیمۃ فی المسجد لیعودہ من قریب فلم یرعھم وفی المسجد خیمۃ من بنی غفار الا الدم یسیل الیھم فقالوا یا اھل الخیمۃ ما ھذا الذی یاتینا من قبلکم؟ فاذا سعد یغذو جرحہ دما فمات فیھا۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ غزوہ خندق کے دن حضرت سعد بن معاذؓ کے بازو کی ایک رگ اکحل میں (تیر کا) زخم لگا تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک خیمہ نصب کرادیا تھا تاکہ نزدیک سے انکی عیادت کر سکیں۔ اور مسجد میں ایک خیمہ قبیلہ بنی غفار کا تھا۔ تو وہ لوگ اس وقت گھبرا گئے جب خون انکی طرف بہہ بہہ کر آنے لگا۔ توان لوگوں نے کہا اے خیمہ والو یہ کیا چیز ہے جو تمہاری جانب سے ہماری طرف بہہ کر آرہی ہے؟ دیکھا تو حضرت سعدؓ کے زخم سے خون بہہ رہا ہے چنانچہ حضرت سعدؓ کا اسی میں انتقال ہوگیا۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فضرب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم خیمۃ فی المسجد الخ

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۶ ویاتی ص۵۵۲ وفی المغازی مفصلا ص۵۹۱ ومسلم جلد ثانی فی کتاب الجھاد والسیر ص۹۵ وابوداؤد جلد ثانی فی الجنائز فی باب فی العیادۃ ص۴۴۲ ونسائی اول کتاب المساجد فی ضرب الخباء فی المساجد ص۸۳

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ضرورت اور مصلحت کیوقت مسجد کے ایک طرف خیمہ لگانا جائز ہے خواہ مریض کیلئے ہو یا دیگر مسافروں کیلئے، اگرچہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں مریضوں کیلئے خیمہ لگانا درست نہ ہو اس لئے کہ مریضوں کا کوئی بھروسہ نہیں کہ کس وقت کیا گذرے، اور مسجد کی نظافت کا حکم دیا گیا ہے لیکن امام بخاریؒ نے حدیث کے پیش نظر بتلادیا کہ جائز ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

تشریح | احیب سعد یوم الخندق حضرت سعد بن معاذ رض کے اکحل میں حبّان بن عرقہ کا تیر لگا تھا۔

حبّان بکسر الحاء المھملة وتشدید الباء الموحدة ابن العرقہ بفتح العین المھملة وکسر الراء وبالقاف والعرقہ امّہ وابوہ قیس کما فی بعض النسخ وھو حبّان بن قیس عمدہ ج ۲ ص ۱۹۱۔ الاکحل بفتح الھمزہ وسکون الکاف وباللام وھو عرق فی وسط الذراع (عمدہ)

فی المسجد مراد مسجد نبوی ہے جیساکہ احقر نے نصر الباری کتاب المغازی ص ۱۷۶ حدیث ص ۱۹۲ کے ترجمہ میں مسجد نبوی کی تصریح کردی ہے۔ یہی امام بخاری رح کا رجحان معلوم ہوتا ہے۔

بعض اہل سیر نے اس کو مسجد لغوی یعنی نماز پڑھنے کی جگہ مراد لی ہے۔ اس صورت میں امام بخاریؒ کا ترجمہ ثابت نہ ہوگا۔ فیھا ای فی الخیمہ اور فی تلک المرضة وفی روایة المستملی فمات منھا ای من الجراحتہ۔

باقی واقعہ کی تفصیل کیلئے نصر الباری کتاب المغازی ص ۱۷۶ کی مفصل روایت دیکھئے۔

باب ۳۱۸

اِدْخَالِ الْبَعِیْرِ فِی الْمَسْجِدِ لِلْعِلَّةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَافَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی بَعِیْرِہٖ

۴۴۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَکَوْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنِّیْ اَشْتَکِیْ فَقَالَ طُوْفِیْ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاکِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ اِلٰی جَنْبِ الْبَیْتِ یَقْرَاُ بِالطُّوْرِ وَکِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ۔

باب ۔ کسی ضرورت (بیماری وغیرہ) کی وجہ سے اونٹ کو مسجد میں داخل کرنے کا بیان۔ اور حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ پر بیٹھکر طواف کیا۔

ترجمہ حدیث | ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رض نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (حجۃ الوداع) میں عرض کیا کہ میں بیمار ہوں (یعنی پیدل طواف پر قادر نہیں ہوں) تو آپ نے فرمایا کہ لوگوں کے پیچھے سواری پر بیٹھ کر طواف کرلو چنانچہ میں نے طواف کیا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے آپ سورہ والطور وکتاب مسطور کی تلاوت کررہے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله طوفی من وراء الناس وانت راکبة

besturdubooks.wordpress.com

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۶۶ ویاتی فی الحج ص۲۱۹ وص۲۲ وص۲۲۱ وفی کتاب التفسیر ص۷۱۹ تا ص۷۲۰ ومسلم اول ص۴۱۳ وابوداؤد جلد اول فی کتاب المناسك فی باب الطواف الواجب ص۲۵۹ ونسائی جلد ثانی فی کتاب الحج باب کیف طواف المریض ص۲۹ ابن ماجہ ثانی ابواب المناسك باب المریض بطوف راکبا ص۲۱۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ علالت یا نقاہت کی مجبوری کے وقت اونٹ کو مسجد میں داخل کرنا جائز ہے، اس کیلئے امام بخاری رحؒ نے پہلے تو حضرت ابن عباس رضؓ کا ایک ارشاد پیش کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا پھر اس ارشاد کو کتاب المناسک (یعنی کتاب الحج) میں مستقل ترجمہ باب المریض بطوف راکبا قائم کر کے حضرت ابن عباس رضؓ کی یہ حدیث بسند متصل ذکر فرمائی ہے۔ (ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طاف بالبیت وھو علی بعیر الخ بخاری اول ص۲۲۱) معلوم ہوا کہ یہاں بھی للعلۃ سے مراد مرض ہی ہے نیز ممکن ہے کہ امام بخاریؒ نے ابوداؤد کی روایت کیطرف اشارہ کیا ہو عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم مکۃ وھو یشتکی نطاف علی راحلتہ الخ (ابوداؤد باب الطواف الواجب ص۲۵۹)

تشریح امام بخاریؒ نے اثبات مقصد کیلئے باب کے تحت ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضؓ کی روایت پیش کی ہے کہ انہوں نے حجۃ الوداع میں اپنی علالت ونقاہت کی مجبوری ظاہر کی تو آپؐ نے فرمایا کہ سواری پر سوار ہو کر طواف کر لو۔

اس سے امام بخاری رحؒ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ چونکہ بیت اللہ مسجد حرام میں ہے اسلئے اس کا طواف سوار ہو کر کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ضرورت کے بنا پر مسجد میں اونٹ وغیرہ لیجانا جائز ہے۔

لیکن یہ استدلال بایں وجہ محل نظر ہے کہ عہد مبارک میں مسجد حرام کی یہ صورت نہیں تھی بلکہ مسجد حرام مطاف تک تھی بخاری میں ہے۔

لم یکن علی عهد النبی صلی اللہ علیه وسلم حول البیت حائط کانو یصلون حول البیت حتی کان عمر فبنی حوله حائطا۔	نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بیت اللہ کے چاروں طرف کوئی دیوار نہیں تھی مسلمان بیت اللہ کے چاروں طرف نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کا دور آیا تو بیت اللہ کے گرد دیوار
(بخاری اول ص۵۴)	بنوا دی الخ

بہرحال بغیر مجبوری کے جانوروں کو مسجد میں داخل کرنے کی گنجائش نہیں ہے البتہ اگر تلویث کا خطرہ نہ ہو اور معقول عذر ہو تو گنجائش ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

بہت ممکن ہے بلکہ اغلب ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ام سلمہ رضؓ کا اونٹ سدھایا ہوا ہو۔ معلّم و ٹرینڈ ہو اس۔ لئے ہر ایک کو اس پر قیاس کرنا درست نہیں۔ واللہ اعلم

باب ۳۱۹

۴۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِی اَبِی عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ رَجُلَیْنِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَدُهُمَا عَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ وَاَحْسِبُ الثَّانِیْ اُسَیْدَ بْنَ حُضَیْرٍ فِیْ لَیْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَیْنِ یُضِیْئَانِ بَیْنَ اَیْدِیْهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَاحِدٌ حَتّٰی اَتٰی اَهْلَهٗ۔

ترجمہ حدیث حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو شخص اندھیری رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے ایک عباد بن بشرؓ اور دوسرے کے بارے میں میرا خیال ہے کہ وہ حضرت اسید بن حضیرؓ تھے ان دونوں اصحاب کے ساتھ (نور کے) دو چراغ ہو گئے۔ جو ان کے آگے آگے روشنی دے رہے تھے۔ پھر جب وہ دونوں (راستے میں) الگ الگ ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک چراغ رہا یہانتک کہ وہ اپنے گھر پہونچ گئے۔

مطابقۃ الحدیث یہ باب بلا ترجمہ ہے اس سلسلے میں احقر نے نصر الباری جلد اول کے مقدمہ میں قدرے تفصیل سے بیان کردیا ہے ملاحظہ ص۵۰ تا ص۵۲۔ یہاں باب بلا ترجمہ ہے اور بخاری شریف کے باب بلا ترجمہ کے متعلق اکثر یہ توجیہہ چل جاتی ہے کہ کالفصل من الباب السابق یعنی آئندہ مضمون نہ تو باب سابق سے بالکل متحد ہے اور نہ بالکل مغائر بلکہ من وجہٍ باب سابق سے متعلق ہوتا ہے اس لئے ترجمۃ الباب کی ضرورت نہیں اور چونکہ من وجہٍ مغائر ہے اس لئے باب لکھدیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں یہ مراد لینا دشوار ہے اس لئے کہ اس کے ذیل میں جو روایت مذکور ہے سابق ترجمہ ادخال البعیر۔ سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا کہ کالفصل من الباب السابق کہا جاسکے۔ البتہ ابواب مساجد سے اس باب کو مربوط کیا جاسکتا ہے کہ باب سابق میں ادخال البعیر فی المسجد للحاجۃ تھا اور اس باب میں اخراج السراج من المسجد للحاجۃ کا تذکرہ ہے۔ اور ادخال و اخراج میں باہمی ربط ظاہر ہے۔

۲۔ ابواب مساجد سے ربط و مناسبت اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ دونوں صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں دیر تک بیٹھے رہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تاریک رات میں بیٹھنا نماز عشاء

besturdubooks.wordpress.com

کیلئے انتظار میں تھے خداوند قدوس نے ان کو نور عطا فرمادیا جو ان کی کرامت تھی اور حضور اقدس ﷺ کا معجزہ۔

۳ امام بخاریؒ کا مقصد کلام فی المسجد کا جواز ثابت کرنا ہے۔

۴ امام بخاریؒ کبھی کبھی ترجمۃ الباب کو چھوڑ کر طلبہ حدیث کا امتحان اور ان کے ذہن کی تمرین کرانا چاہتے ہیں۔ کہ وہ از خود حدیث ذیل سے کوئی مناسب ترجمہ قائم کرلیں۔ فضل المشی الی المسجد فی اللیلۃ المظلمۃ مطلب یہ ہے کہ مساجد تحصیل نور کا ذریعہ ہیں گویا اس میں حدیث بریدہ رضؓ کی طرف اشارہ ہوگا۔

بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامۃ۔ (ابوداؤد جلد اول ص۸۳)

تعدد موضعہٗ والحدیث ھھنا ص۶۶ ویاتی ص۵۱۶ و ص۵۳۷

بَابُ ۳۲۰ الْخَوْخَةِ وَالْمَمَرِّ فِی الْمَسْجِدِ

مسجد میں کھڑکی اور راستہ رکھنے کا بیان

۴۵۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ نَا فُلَيْحٌ قَالَ نَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ فَبَكٰى أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي مَا يُبْكِي هٰذَا الشَّيْخَ إِنْ يَكُنِ اللّٰهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْعَبْدَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ لَا يُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوسعید خدری رضؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو (خطبہ میں) فرمایا کہ بے شک اللہ سبحانہٗ تعالےٰ نے (اپنے) ایک بندہ کو اختیار دیا ہے چاہے وہ دنیا میں رہے چاہے وہ ان نعمتوں کو اختیار کرے جو اللہ کے پاس ہے چنانچہ اس بندے نے ان نعمتوں کو پسند کرلیا جو

اللہ کے پاس ہیں (یعنی آخرت کو پسند کر لیا) یہ سنکر حضرت ابوبکرؓ رونے لگے حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان شیخ کو کس چیز نے رُلایا؟ (حضرت ابوسعید خدریؓ پہلے یہ نہیں سمجھ سکے کہ بندے سے کون مراد ہے تو حضرت ابوبکرؓ کے رونے سے ان کو تعجب ہوا کہ رونے کیوں ہیں؟) اگر اللہ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا اور اس بندے نے آخرت کو اختیار کر لیا پھر بعد میں مجھکو معلوم ہوا کہ اس بندے سے مراد خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابوبکرؓ ہم سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ پھر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ آپ روئیے مت بلاشبہ اپنی صحبت اور اپنی دولت کے ذریعہ تمام لوگوں سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے ابوبکرؓ ہیں اگر میں امت میں سے کسی کو اپنا خلیل (جانی دوست) بناتا تو ابوبکر کو بناتا (یعنی جانی دوستی تو پیغمبر کو سوائے خدا کے کسی سے نہیں ہو سکتی) لیکن اسلامی اخوت و محبت ہے مسجد میں ابوبکرؓ کے دروازہ کے سوا تمام دروازے بند کر دیئے جائیں۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "لا یبقین فی المسجد باب الا سُدّ الا باب ابی بکر۔"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ۶۶ تا ۶۷ ویاتی ۵۱۶ و ۵۵۲ ومسلم ثانی ۲۷۲۔

۴۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيْمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ عَاصِبًا رَأْسَهُ بِخِرْقَةٍ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنْ خُلَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ سُدُّوْا عَنِّي كُلَّ خَوْخَةٍ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرَ خَوْخَةِ أَبِي بَكْرٍ۔

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مرض وفات میں ایک کپڑے سے سر باندھے ہوئے باہر نکلے (یعنی مسجد میں تشریف لائے) پھر منبر پر بیٹھ گئے پھر اللہ تعالے کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا لوگوں میں سے کوئی بھی ایسا شخص نہیں جس نے ابوبکر بن ابی قحافہ سے زیادہ مجھ پر اپنی جان و مال کے ذریعہ احسان کیا ہو اور اگر میں انسانوں میں سے کسی کو خلیل (دلی دوست) بناتا تو ابوبکرؓ

besturdubooks.wordpress.com

کو خلیل بناتا لیکن اسلام کی دوستی سب سے افضل ہے (دیکھو) اس مسجد میں جتنی کھڑکیاں ہیں سب کو بند کردو. سوائے ابوبکرؓ کی کھڑکی کے (یعنی ابوبکرؓ کی کھڑکی رہنے دو)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ، "سُدُّوا عنی کل خوخۃ فی هٰذا المسجد. غیر خوخۃ ابی بکر"

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۶۷ ویاتی مختصرا ص۵۱۶ " " " و فی الفرائض ص۹۹۸.

مقصد ترجمہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ والظاہر ان مراد البخاری من وضع هٰذہ الترجمۃ الاشارۃ الی جواز اتخاذ الخوخۃ والممر فی المسجد لان حدیث الباب یدل علی ذالك. یعنی اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مسجد میں آنے جانے کیلئے کہ جس سے بوقت ضرورت مسجد میں حاضری آسان ہو کھڑکی کھولنا جائز ہے بالخصوص اہل علم وفضل کیلئے کہ بمقابلہ عوام الناس ان کو حاضری کی زیادہ ضرورت ونوبت آتی ہے۔

تشریح خوخہ، روشندان، چھوٹی کھڑکی جو دیوار میں اذان کی آواز اور ہوا کیلئے کھولدیں یا بڑے پھاٹک میں چھوٹا دروازہ جس سے ضرورت کے وقت آنا جانا ہو۔

مَمَرّ: بفتح المیم وتشدید الراء، یہ مصدر میمی بھی ہوسکتا ہے لیکن یہاں ظرف مکان راجح ہے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ اس کا ترجمہ لکھتے ہیں "موضع المرور" یعنی گذرگاہ اور یہ خوخہ کی تفسیر ہے چونکہ خوخہ مطلقا کھڑکی کو کہتے ہیں جس میں صرف ہوا آنے کا دریچہ ہو۔ تو امام بخاریؒ نے خوخہ کے بعد ممر کا لفظ لاکر اشارہ کردیا کہ یہاں وہ خوخہ مراد ہے جو گذرگاہ ہو جس سے ضرورت کیوقت آمد ورفت ہو۔

لو کنت متخذا الخ سوال یہ ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی حضرت ابوبکرؓ سے اسلام سے پہلے ہی تھی۔ اور ضرب المثل تھی۔ نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ان امنّ الناس علیّ الخ شاہد وناطق ہے کہ سب سے زیادہ جان ومال کی قربانی کرنے والے اور دوستی میں پورا اترنے والے ابوبکرؓ ہیں پھر اس کا کیا مطلب ہے کہ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا؟

جواب یہ ہے کہ خلّۃ اس محبت کو کہتے ہیں جو خلل قلب میں ہو کما قال المتنبی:

عذل العواذل حول قلبی التائہ۔ وهوی الاحبۃ منہ فی سودائہ۔

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھرا ہوا تھا پھر اس میں دوسرے کیلئے کیسے محبت کی جگہ ہوسکتی ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خلیل اللہ اور حبیب اللہ دونوں تھے، چنانچہ حبیب اللہ ہونا تو دارمی وغیرہ میں مصرح ہے اور زبان زد خلائق ہے۔

اور صحیح مسلم شریف میں ہے وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا (مسلم ثانی ص۲۷۳)

اور جب خلّۃ خاص صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے تو اب کسی دوسرے کی گنجائش نہیں لیکن اس سے کمتر درجہ اخوت اسلامی اور مودّت اسلامی کا ہے اور اس میں حضرت ابوبکرؓ سب سے اعلیٰ وافضل ہیں۔

لا یبقین فی المسجد باب الاسد یہ ارشادِ گرامی چونکہ مرض وفات کا ہے جس میں آپؐ نے امامت صغریٰ کیلئے فرمایا تھا۔ لا یؤمہم الا ابوبکر۔

الا باب ابی بکر علامہ خطابی اور ابن بطال فرماتے ہیں۔ فی ھذا الحدیث اختصاص ظاھر لابی بکر وفیہ اشارۃ قویۃ الی استحقاقہ للخلافۃ الخ (فتح الباری ص۱۱)

خلاصہ یہ ہے کہ تمام دروازوں کے بند کرنیکا حکم خلافت سے کنایہ ہے۔ ای لا یطلبن احد الخلافۃ الا ابا بکر فانہ لاحرج علیہ فی طلبھا والی ھذا اجنح ابن حبان فقال بعد ان اخرج ھذا الحدیث،

فی ھذا الحدیث دلیل علی انہ الخلیفۃ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ حسم بقولہ سدوا عنی کل خوخۃ فی المسجد اطماع الناس کلھم علی ان یکونوا خلفاء بعدہٗ (فتح الباری ص۱۱)

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ خلیفہ (جانشین) ہونگے کیوں کہ آپؐ نے یہ کہکر کہ مسجد میں سوائے ابوبکر کے ساری کھڑکیاں بند کردی جائیں تمام لوگوں کی حرص خلافت کو بالکل ختم کردیا۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ طبع سلیم رکھنے والوں کیلئے اس خطبے میں حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کیلئے استدلال بالکل واضح ہے۔ واللہ اعلم

بَابُ ۳۲ ۔ الْأَبْوَابِ وَالْغَلَقِ لِلْكَعْبَةِ وَالْمَسَاجِدِ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللهِ وَقَالَ لِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ يَا عَبْدَ الْمَلِكِ لَوْ رَاَيْتَ مَسَاجِدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبْوَابَهَا۔

۴۵۳ - حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَكَّةَ فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ فَفَتَحَ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ ثُمَّ اَغْلَقَ الْبَابَ فَلَبِثَ فِيْهِ

besturdubooks.wordpress.com

سَاعَةً ثُمَّ خَرَجُوا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَبَدَرْتُ فَسَأَلْتُ بِلَالًا فَقَالَ صَلّٰى فِيهِ فَقُلْتُ فِي أَيٍّ فَقَالَ بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَذَهَبَ عَلَيَّ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلّٰى۔

باب۔ خانہ کعبہ اور مساجد میں دروازے بنانا اور ان کو قید کرنیکا بیان۔ امام بخاری نے کہا اور مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا انھوں نے عبدالملک بن جریج سے انہوں نے کہا ابن ابی ملیکہ نے مجھ سے کہا اے عبدالملک (یہ ابن جریج کا نام ہے) اگر تم ابن عباس کی مسجدیں اور ان کے دروازوں کو دیکھتے (تو تعجب کرتے، یعنی نہایت مضبوط اور پائیدار تھے) یہ ترجمہ بصورت شرطیہ ہے۔ لیکن اگر لو رایت مساجد الخ میں لو تمنی کے واسطے ہو تو حذف عبارت کی ضرورت نہیں۔

ابن ابی ملیکہ نے یہ اس وقت کہا جب مدت گذرنے کی وجہ سے مسجد مندرس ہو چکی تھی تو فرمایا کاش تم دیکھتے۔

ترجمہ حدیث | حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ کے سال) مکہ تشریف لائے تو آپؐ نے عثمان بن طلحہ کو بلایا (جو کلید بردار تھے) انھوں نے بیت اللہ کا دروازہ کھولا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور بلالؓ اور اسامہ بن زیدؓ اور عثمان بن طلحہؓ (چاروں حضرات) اندر تشریف لیگئے پھر آپؐ نے دروازہ بند کر لیا اور کچھ دیر اندر رہے پھر سب باہر آگئے، حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں (یہ خبر سنکر) جلدی سے آگے بڑھا اور بلال سے پوچھا (کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے اندر کیا کیا؟) تو بلال نے بتلایا کہ آپؐ نے اندر میں نماز پڑھی تو میں نے پوچھا کس جگہ؟ تو انھوں نے بتلایا کہ دو ستونوں کے درمیان۔ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپؐ نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔

مطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "ثم اغلق الباب" معلوم ہوا کہ دروازہ تھا۔ اور آپؐ نے بند کیا تاکہ ہجوم نہ ہو جائے۔

روایت میں صرف خانہ کعبہ کا تذکرہ ہے اور مساجد کو قیاساً ثابت فرمایا علت جامعہ دونوں میں بیت اللہ ہونا ہے۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھھنا ص۶۷ ومر ص۵۷ ویاتی ص۷۲ ۔ ۔ وص۱۵۶ وص۲۱۷ وص۴۱۹ وفی المغازی ص۶۱۴ وص۶۳۱ ومسلم اول فی الحج ص۴۲۵ وابوداؤد فی الحج ص۲۷۴ نسائی کتاب المساجد "الصلوٰۃ فی الکعبۃ ص۸۰"

مقصد ترجمہ | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مسجد کے اموال و اسباب کی حفاظت کیلئے یا اور کوئی ضرورت

besturdubooks.wordpress.com

و مصلحت ہو تو مسجد میں دروازے لگانا اور بند کرنا جائز ہے۔

قال ابن بطال اتخاذ الابواب للمساجد واجب (عمدہ)

اور ظاہر ہے کہ اموال مسجد کی حفاظت چوروں سے ضروری ہے نیز اگر دروازے نہ ہوں تو ہر طرح کے جانور کتنے وغیرہ آمد و رفت کریںگے تو احترام مسجد کا تقاضا بھی یہی ہے کہ باضابطہ دروازے ہوں اور اوقات نماز کے وقت کھولدی جائے اور الحمد للہ عام طور پر اس پر تعامل بھی ہے۔

تشریح مسجدوں میں دروازے اور قفل لگانا بظاہر اچھا نہیں معلوم ہوتا کیوں کہ اس کو تو عبادت اور نماز کیلئے ہمہ وقت کھلا رہنا چاہیئے لہذا تالا لگانا، دروازوں کو بند کرنا بظاہر مسجد جانے سے روکنا ہے جبکہ آیاتِ قرآنی و احادیثِ نبوی میں مساجد سے روکنے کی ممانعت آئی ہے۔

من اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیہا اسمہ (بقرہ)	اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے کہ جو اللہ کی مسجدوں کو اس بات سے روکتا ہے کہ ان میں اللہ کا نام لیا جائے۔

اسی طرح ایک دوسری آیت ہے ارایت الذی ینھٰی عبداً اذا صلّٰی (سورہ علق)

بہرحال ان آیات سے بظاہر وہم ہو سکتا ہے کہ منع اور بسبب منع داخل ظلم ہوگا۔

امام بخاریؒ نے بتلادیا کہ آیات کا موقع و محل الگ ہے اموال مساجد کی حفاظت ضروری ہے، لیکن اگر کہیں کسی طرح کا خطرہ نہ ہو تو تالا لگانا اور بند کرنا ضروری نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

بَابٌ ۳۲۲ دُخُولِ الْمُشْرِكِ فِى الْمَسْجِدِ

مسجد میں مشرک کے داخل ہونیکا بیان

۴۵۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ سواروں کو (جو تیس سوار تھے) نجد کی طرف بھیجا وہ لوگ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ کر لائے جس کا نام ثمامہ

besturdubooks.wordpress.com

بن اثال تھا اور صحابہ نے اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھ دیا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی ربطہ بساریۃ من سواری المسجد۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۷ و مر ص۶۶۔ باقی مواضع کیلئے باب الاغتسال کی حدیث ص۴۴ ملاحظہ فرمائیے۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ کسی مشرک یا غیر مسلم کا مسجد میں داخل ہونا جائز اور درست ہے، احناف کا مشہور قول یہی ہے گویا امام بخاریؒ اس مسئلے میں احناف کی موافقت کر رہے ہیں کیونکہ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں کوئی قید ذکر نہیں فرمائی جس سے معلوم ہوا کہ مطلقاً جواز کے قائل ہیں۔

ائمہ کے اقوال اس مسئلے میں اکابر امت کا اختلاف ہے ۱۔ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً جواز ہے علامہ شوکانیؒ کہتے ہیں کہ ایک دوسری حدیث بھی اس باب میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ثقیف کے قاصدوں کو جو مشرک تھے مسجد میں اتارا تھا۔

۲۔ مالکیہ کے نزدیک مطلقاً عدم جواز

۳۔ شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک مسجد حرام میں داخلہ ناجائز ہے اور دیگر مساجد میں داخل ہونا جائز ہے۔

امام محمدؒ کے نزدیک بھی شوافع کیطرح مسجد حرام میں دخول مشرک ناجائز ہے۔ کمافی السیر الکبیر والشامی علامہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ امام محمدؒ کا مذہب اختیار کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ہمارے بعض فقہاء نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو درمختار۔

مجوزین کی دلیل امام بخاریؒ نے استدلال کیا ہے کہ حضرت ثمامہ کافر تھے جس وقت آپؐ نے مسجد میں باندھا تھا۔

۲۔ علامہ شوکانی نے بنو ثقیف کے وفد سے استدلال کیا ہے کہ یہ لوگ مشرک تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد میں اتارا تھا۔ ۳۔ امام ابوداؤدؒ نے ضمام بن ثعلبہ کے قصہ سے بھی اس پر استدلال کیا ہے۔

حضرات شوافع وغیرہ کی دلیل ارشاد الٰہی ہے انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھٰذا (سورہ توبہ)

یعنی مشرکین بالکل ناپاک ہیں اس لئے اس سال (یعنی ۹ھ) کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ آنے پائیں۔ اس آیت میں دو باتیں ہیں ۱۔ مشرکین ناپاک ہیں۔ ۲۔ ان کی نجاست و ناپاکی کا خاص دخل مسجد حرام میں ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

جواب یہ ہے کہ آیتِ کریمہ میں نجاست سے مراد نجاست اعتقاد ہے نہ کہ نجاست ابدان جیسا کہ ہو ثقیف کے وفد کے سلسلے میں ارشادِ نبوی ہے :-

انہ لیس علی الارض من انجاس الناس شئ انما انجاس الناس علی انفسھم (احکام القرآن جلد سوم ص۸۸)

انسان کے باطنی نجاستوں کا زمین پر (خارج میں) کوئی اثر نہیں ہوتا، ان کی نجاست کا اثر تو ان کے دلوں پر ہے۔ فلا اشکال

رہ گیا سوال مسجد حرام کی ممانعت؟ دراصل مقصد حج وطواف سے روکنا ہے لیکن احترام مسجد اور احتیاط کا تقاضا بہرحال یہی ہے کہ مسجد حرام میں اجازت نہ ہونی چاہیئے چنانچہ اس وقت حکومت سعودیہ کا عمل بھی یہی ہے۔ واللہ اعلم

باب ٣٢٣ رَفعِ الصَّوتِ فی المَسجِدِ

مسجد میں آواز بلند کرنیکا بیان

٤٥٥ - حدّثنا علیُّ بنُ عبدِ اللہ بنِ جعفرِ بنِ نجیحٍ المدینی قال نا یحییٰ بنُ سعیدٍ القطّانُ قال نا الجُعَیدُ بنُ عبدِ الرحمٰنِ قال حدّثنی یزیدُ بنُ خُصَیفۃَ عن السّائبِ بنِ یزیدَ قال کنتُ قائمًا فی المسجدِ فحصَبَنی رجلٌ فنظرتُ الیہِ فاذا عمرُ بنُ الخطابِ فقال اِذھَب فأتِنی بِھٰذَینِ فجئتُہٗ بِھِمَا فقال مِمَّن انتُمَا اَو مِن اَینَ انتُمَا قالا مِن اھلِ الطائفِ قال لو کُنتُمَا من اھلِ البلدِ لَاَوجَعتُکُمَا ترفعانِ اَصواتَکُمَا فی مسجدِ رسولِ اللہِ صلّی اللہُ علیہِ وسلّمَ۔

ترجمہ حدیث | حضرت سائب بن یزید رضؓ نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں کھڑا تھا اتنے میں ایک شخص نے مجھ پر کنکر پھینکا میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضؓ تھے پھر انہوں نے فرمایا کہ جاؤ اور ان دو شخصوں کو میرے پاس بلاؤ چنانچہ میں ان دونوں کو بلا کر لایا تو حضرت عمر رضؓ نے پوچھا تم دونوں کس قبیلہ کے ہو یا فرمایا کہاں سے آئے ہو؟ انھوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں حضرت عمر رضؓ نے فرمایا اگر تم اس شہر (مدینہ منورہ) کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو۔

مطابقتہ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ: لو کنتما من اھل البلد لاوجعتکما

besturdubooks.wordpress.com

ترفعان اصواتکما الخ
معلوم ہوا کہ مسجد میں شور مچانا ممنوع ہے۔
والحدیث ھٰھنا ص۶۷۔

۴۵۶۔ حَدَّثَنَا احمدُ بنُ صالحٍ قَالَ نا ابنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يونسُ بنُ يَزِيدَ عَنِ ابنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بنُ كعبِ بنِ مَالِكٍ اَنَّ كعبَ بنَ مَالِكٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ تَقَاضٰى ابنَ اَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي المَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهٖ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ وَنَادٰى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ يَا كَعْبُ فَقَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ اَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قُمْ فَاقْضِهٖ۔

ترجمہ حضرت کعب بن مالکؓ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن ابی حدرد پر اپنے قرض کا مسجد نبوی میں تقاضا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ان دونوں کی آواز بلند ہوگئیں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آوازوں کو اپنے حجرہ میں سنا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرہ کا پردہ ہٹایا اور باہر تشریف لائے اور کعب بن مالک رضؓ کو آواز دی اور فرمایا۔ اے کعب! حضرت کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں پھر آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنے قرض میں سے آدھا چھوڑ دو حضرت کعب نے کہا یا رسول اللہ میں نے حکم کی تعمیل کی پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی حدرد سے فرمایا۔" اٹھو اور ان کا قرض ادا کردو۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث " فارتفعت اصواتھما "، اور یہ قصہ مسجد نبوی میں پیش آیا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۷ و ص۶۵ و باقی ص۳۲۶ و ص۳۲۷ و ص۳۷۳ و ص۳۷۴ باقی مواضع کیلئے حدیث ۴۴۲ کے مواضع دیکھئے۔

مقصد ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں ای ھو مکروہ ولا ینبغی ان یقع من المتقی (شرح تراجم)

besturdubooks.wordpress.com

امام بخاری رحؒ نے ترجمۃ الباب میں کوئی حکم نہیں لگایا صرف دونوں طرح کی روایت ذکر کردی۔ پہلی روایت سے رفع صوت کی کراہت صاف معلوم ہوئی کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے رفع صوت کیوجہ سے سزا کی دھمکی دی۔

اور دوسری روایت سے جواز معلوم ہوتا ہے کہ ارتفعت اصواتھما کے باوجود حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان پر نکیر نہیں فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت اور عدم ضرورت کا فرق ہے۔ اسی وجہ سے احناف رح کے نزدیک بلاضرورت مکروہ ہے لیکن اگر دینی تعلیم اور وعظ ونصیحت کیلئے رفع صوت کی ضرورت ہو تو جائز ہے۔

امام مالکؒ کے نزدیک علی الاطلاق مکروہ ہے، خواہ ضرورت بھی ہو۔

شاہ ولی اللہ صاحب رح فرماتے ہیں والحدیث الاول من الباب بحسب الظاھر موقوف الخ یعنی باب کی پہلی حدیث بظاہر موقوف ہے چونکہ اس میں آپؐ کے زمانے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے لیکن بخاری رح کے نزدیک یہ روایت مرفوع ہے چونکہ اس میں مسجد نبوی کا تذکرہ ہے، ایسی تین ہو روایات ہیں۔ جن کو بخاری رحؒ نے مرفوع مانا ہے اور مسلم نے موقوف۔

بہر حال مسجد نبوی میں شور کرنا مکروہ ہے جس طرح حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ادب ضروری ہے اسی طرح جہاں آپؐ آرام فرما ہیں یعنی مسجد نبوی میں ادب ضروری ہے۔

واللہ اعلم۔ ع۔غ بہاری

بَابُ الْحِلَقِ وَالْجُلُوْسِ فِي الْمَسْجِدِ

۴۵۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا تَرٰى فِي صَلٰوةِ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلَّى وَاحِدَةً فَأَوْتَرَتْ لَهُ مَا صَلّٰى وَإِنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اِجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِهٖ۔

باب۔ مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھنا اور یوں ہی بیٹھنا۔ یعنی موقع ومحل کے اعتبار سے دونوں صورتیں جائز ہیں۔

ترجمہ حدیث | حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور

besturdubooks.wordpress.com

آپؐ اس وقت منبر پر تھے کہ آپ رات کی (یعنی تہجد کی نماز) کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا دو دو رکعت پڑھو۔ پھر جب تم میں سے کوئی صبح صادق کے طلوع ہو جانے کا خطرہ محسوس کرے تو ایک رکعت اور پڑھ لے وہ ایک رکعت اس کی ساری نماز کو وتر (یعنی طاق) بنا دے گی۔ اور حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رات کے وقت اپنی آخری نماز کو وتر بنالو اسلئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ، سال رجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو علی المنبر اور ظاہر ہے کہ جب حضورؐ منبر پر تھے تو لوگ آپ کے سامنے حلقہ بنائے ہوئے بیٹھے ہونگے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص٦٧ ایضا ص٦٨ و یاتی ص١٣٥ ص١٣٥ تا ص١٣٦ و ص١٥٣ واخرجہ الطحاوی فی معانی الاثار من اثنی عشر طریقا (قالہ العینیؒ)

٤٥٨ - حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ فَقَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ تُوْتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ وَقَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَجُلًا نَادَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ۔

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ اس وقت خطبہ دے رہے تھے اس شخص نے عرض کیا رات کی نماز کس طرح پڑھیں؟ آپؐ نے فرمایا دو دو رکعت پھر جب تمہیں طلوع صبح صادق کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت ملا کر وتر (طاق) پڑھ لو وہ تمہاری پڑھی ہوئی پوری نماز کو طاق کر دے گی۔ اور ولید بن کثیر نے کہا مجھ سے عبید اللہ بن عبد اللہ عمری نے بیان کیا کہ ان سے ان کے باپ عبد اللہ بن عمرؓ نے یہ بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس وقت پکارا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ان رجلا نادی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی المسجد۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص٦٨ مر الحدیث آنفا ص٦٨ و ص١٣٥ " " ص١٥٣۔

besturdubooks.wordpress.com

۴۵۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ اَنَّ اَبَا مُرَّۃَ مَوْلٰی عَقِیْلِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَخْبَرَہٗ عَنْ اَبِیْ وَاقِدِ اللَّیْثِیِّ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ فَاَقْبَلَ نَفَرٌ ثَلٰثَۃٌ فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذَھَبَ وَاحِدٌ فَاَمَّا اَحَدُھُمَا فَرَاٰی فُرْجَۃً فِی الْحَلْقَۃِ فَجَلَسَ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَھُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَدْبَرَ ذَاھِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلٰثَۃِ اَمَّا اَحَدُھُمْ فَاَوٰی اِلَی اللّٰہِ فَاٰوَاہُ اللّٰہُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْیٰی فَاسْتَحْیَ اللّٰہُ مِنْہُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

ترجمہ حضرت ابو واقد لیثی رضؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اتنے میں تین آدمی (باہر سے) آئے دو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مسجد میں) آگئے اور ایک چلا گیا۔ ان دو آنے والوں میں سے ایک نے حلقہ میں خالی جگہ دیکھی وہ وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا سب سے پیچھے بیٹھا اور رہا تیسرا تو (باہر ہی سے) پیٹھ موڑ کر چلا گیا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وعظ سے) فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو ان تین آدمیوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ ان میں سے ایک نے اللہ کے پاس ٹھکانا لیا تو اللہ نے ٹھکانا دیا۔ اور دوسرا شخص تو (لوگوں میں گھسنے سے شرم) کی تو اللہ نے بھی اس سے شرم کی اور رہا تیسرا تو اس نے اللہ سے منہ پھیر لیا تو اللہ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمہ ‹‹ فرأی فرجۃ فی الحلقۃ فجلس ››

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۸ و مر فی کتاب العلم ص۱۵ تا ص۱۶ و خرجہ فی الترمذی ثانی ص۹۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ بتانا ہے کہ مسجد میں حلقہ بنا کر بیٹھنا بھی بوقت ضرورت جائز ہے مثلاً خطبہ سننے کیلئے وعظ و نصیحت کے وقت اسی طرح تعلیم کیلئے حلقہ بنا کر بیٹھنا درست ہے۔

تشریح علامہ عینیؒ فرماتے ہیں یجوز ذلک خصوصا اذا کان لعلم او ذکر او قرأۃ قرآن (عمدہ)
حِلَق بفتح الحاء المھملۃ و یجوز کسرھا واللام مفتوحۃ علی کل حال جمع حلقۃ باسکان اللام (فتح) یعنی حلقہ بسکون اللام کی جمع ہے قوم کا دائرہ، گول۔

besturdubooks.wordpress.com

اشکال وجواب اشکال یہ ہے کہ بعض روایات سے حلقہ بنا کر بیٹھنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن التحلق قبل الصلوٰۃ یوم الجمعۃ (ابوداؤد جلد اول ص۱۵۴)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں صحابہ کرام کو حلقہ بنا کر بیٹھا ہوا دیکھ کر فرمایا۔ مالی اراکم عزین، کیا بات ہے کہ میں تم لوگوں کو الگ الگ ٹکڑوں میں دیکھ رہا ہوں؟

اس سے بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کو مختلف حلقوں میں بیٹھنا آپ کو پسند نہ آیا اور آپ نے ناگواری کا اظہار فرمایا، بظاہر تعارض ہے۔

جواب: امام بخاری رح نے مستقل ترجمہ قائم کر کے بتایا کہ دونوں طرح کی روایات کا محمل الگ ہے۔

جمعہ کے روز نماز جمعہ سے قبل حلقہ بنا کر بیٹھنا تو اس لئے منع ہے کہ جمعہ کے روز بڑا اجتماع ہوتا ہے حلقہ کی صورت میں صف بندی میں دشواری ہوگی۔

۲۔ اصل مقصد یہ ہے کہ بلا ضرورت حلقہ بنانا درست نہیں لیکن اگر بضرورت تعلیم یا وعظ سننے کیلئے بیٹھے تو اجازت واباحت ہے۔ واللہ اعلم

صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ رات کی نماز دو دو رکعت ہیں

نفل نماز دو دو رکعت پڑھنا افضل ہے یا چار چار؟ ائمہ کے اقوال مختلف ہیں۔

(۱) امام اعظم ابو حنیفہ رح کے نزدیک نوافل نماز میں مطلقاً چار چار رکعات افضل ہیں۔ خواہ دن کی نفلیں ہوں یا رات کی۔

(۲) امام شافعی رح وامام احمد رح کے نزدیک نفل نماز صرف مثنیٰ مثنیٰ یعنی دو دو رکعت ہے یعنی رات کو ایک سلام سے چار رکعت نفلیں پڑھنا جائز نہیں۔

(۳) حضرات صاحبین رح کے نزدیک دن کی نفلوں میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعت اور رات میں دو دو رکعت کر کے پڑھنا افضل ہے۔

خلاصہ یہ کہ ائمہ ثلاثہ اور صاحبین رح یعنی جمہور کا مسلک یہ ہے کہ رات کی نفلوں کو دو دو رکعت پڑھنا افضل ہے لیکن امام اعظم رح کے نزدیک چار چار رکعات کر کے پڑھنا افضل ہے مگر دو دو رکعات کی نیت باندھنا امام اعظم رح کے نزدیک صحیح اور درست ہے اور روایات سے ثابت ہے جیسا کہ زیر بحث باب کی دو حدیثوں میں مثنیٰ مثنیٰ کی تصریح ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

امام اعظم کی دلیل صحیحین میں حضرت عائشہ رض کی روایت ہے۔

یصلی اربعا فلا تسأل عن حسنهن و طولهن ثم یصلی اربعا فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی ثلثا الخ (بخاری اوّل کتاب التہجد ص۱۵۴ ومسلم ص۲۵۴)

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چار رکعت پڑھتے تھے اور تم ان کے حسن اور طول کے بارے میں نہ پوچھو کہ وہ کیسا تھا پھر چار رکعت پڑھتے اور تم انکی خوبی اور درازی کے بارے میں نہ پوچھو پھر تین رکعت (وتر) پڑھتے۔

نیز قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے اسلئے کہ چار رکعت میں طول تحریمہ کیوجہ سے مشقت زیادہ ہے: والاجر علی قدر النصب یعنی ثواب بقدر مشقت ایک قاعدہ کلیہ ہے۔

جمہور کیطرف سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ صحیح مسلم کی روایت میں یہ تصریح ہے کہ یہ چار چار رکعتیں آپ دو سلاموں کے ساتھ پڑھتے تھے۔

بہرحال امام اعظم کے نزدیک مثنیٰ مثنیٰ یعنی دو دو رکعت کرکے پڑھنا بھی درست ہے۔ باب کی تیسری حدیث کی تشریح کیلئے نصر الباری جلد اوّل ص۱۶۵ ص۳۸۷ تا ص۳۸۸ ضرور ملاحظہ فرمالیجیے۔

بَابُ ۳۲۵ الِاسْتِلْقَاءِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں چت لیٹنے کا بیان

۴۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ۔

ترجمہ حدیث عباد بن تمیم اپنے چچا حضرت عبداللہ بن زید رض سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں اس طرح چت لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپ نے اپنا ایک پاؤں دوسرے پر رکھ رکھا تھا اور ابن شہاب (یعنی امام زہری رح) سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رض اور حضرت عثمان رض ایسا کرتے تھے (یعنی مسجد میں پاؤں پر پاؤں رکھ کر چت لیٹتے تھے)

besturdubooks.wordpress.com

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۶۸ ویاتی ص۸۸۲ و ص۹۳ ومسلم ثانی ص۱۹۸ وابوداؤد جلد ثانی کتاب الادب ص۶۶۸ وترمذی جلد ثانی ابواب الاستیذان والادب ص۱۰۰ ونسائی اول کتاب المساجد ص۸۲۔

مقصد ترجمہ اس باب سے امام بخاریؒ دو چیزوں کا جواز ثابت کرنا چاہتے ہیں ایک مسجد میں چت لیٹنا۔ دوسرے پاؤں پر پاؤں رکھ کر لیٹنا جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ ثبت فی الباب جواز الامرین الاستلقاء ووضع الرجل علی الرجل (شرح تراجم)

اشکال وجواب بعض روایات میں چت لیٹنے اور پاؤں پر پاؤں رکھ کر لیٹنے کی ممانعت آئی ہے۔ ارشادِ نبوی ہے۔

لایستلقِ احدکم ثم یضع احدی رجلیہ علی الاخریٰ۔ تم میں سے کوئی چت نہ لیٹے ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھکر (مسلم جلد ثانی کتاب اللباس ص۱۹۸)

مسلم ہی کی ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں لا تضع احدیٰ رجلیك علی الاخریٰ. نیز اس مفہوم کی روایت ابوداؤد جلد ثانی ص۶۶۸ میں بھی ہے۔ بظاہر تعارض ہے۔

جواب: دونوں روایتوں کا محمل اور محل الگ الگ ہے اگر کشف عورت کا اندیشہ ہو تو ممانعت ہے اور کشف عورت کا کوئی اندیشہ نہ ہو جیسے پائجامہ پہنکر یا کپڑا ہی اتنا بڑا ہے کہ ستر کھلنے کا اندیشہ نہیں ہے تو اجازت ہے۔

۲ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ ممانعت والی روایت منسوخ ہے۔

علامہ کرمانیؒ نے ابن بطال سے نقل کیا ہے کہ کان البخاری ذھب الی ان حدیث جابر منسوخ بھذا الحدیث واستدل علیٰ نسخہ بعمل الخلیفتین الخ

(شرح کرمانی ج۴ ص۱۳۷)

۳ اگر خلوت وتنہائی میں لیٹے تو اباحت واجازت اور مجامع ومحافل میں ممانعت وغیرہ واللہ اعلم

بَابُ ۳۲۶ الْمَسْجِدِ يَكُونُ فِي الطَّرِيقِ مِنْ غَيْرِ ضَرَرٍ بِالنَّاسِ فِيهِ وَبِهِ قَالَ الْحَسَنُ وَأَيُّوبُ وَمَالِكٌ۔

۴۶۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمُرَّ

besturdubooks.wordpress.com

عَینیا یومٌ الا یاتینا فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفی النھار بکرۃ وعشیۃ ثم بدا لابی بکر فابتنی مسجداً بفناء دارہ فکان یصلی فیہ ویقرأ القراٰن فیقف علیہ نساء المشرکین وابناؤھم یعجبون منہ وینظرون الیہ وکان ابو بکر رجلاً بکاءً ولا یملک عینیہ اذا قرأ القراٰن فافزع ذلک اشراف قریش من المشرکین۔

باب۔ راستے میں مسجد کی تعمیر جائز ہے بشرطیکہ اس سے لوگوں کو نقصان نہ پہونچے۔

مسجد کی تعمیر اپنی مملوکہ زمین میں بالاجماع جائز ہے اور غیر کی زمین میں مسجد بنانا بالاجماع ناجائز ہے۔ اور مباحات میں (رفاہ عام جو کسی کی مملوکہ نہ ہو) مسجد بنا دینا جائز ہے۔ بشرطیکہ کسی کا ضرر نہ ہو۔ حسن بصری رح اور ایوب سختیانی رح اور امام مالک رح سب جواز کے قائل ہیں۔

ترجمہ حدیث نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا اس وقت سے اپنے والدین کو اسلام کا متبع پایا یعنی میرے ہوش سے پہلے ہی وہ دین اسلام قبول کر چکے تھے اور ہم پر کوئی دن ایسا نہیں گزرا جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دن کے دونوں وقت صبح اور شام ہمارے یہاں تشریف نہ لائے ہوں پھر حضرت ابوبکر رض کے دل میں ایک بات آئی تو انہوں نے اپنے گھر کے سامنے کے میدان میں ایک مسجد بنائی اور وہ اسی میں نماز پڑھتے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے اور مشرکین کی عورتیں اور ان کے بچے ان کے پاس تعجب سے کھڑے ہو جاتے اور آپ کی طرف دیکھتے رہتے اور حضرت ابوبکر رض بڑے رونے والے شخص تھے اور جب قرآن مجید پڑھتے تو اپنی آنکھوں سے آنسو روک نہ سکتے تھے، چنانچہ مشرکین قریش کے اشراف کو حضرت ابوبکر رض کے اس طرز عمل نے گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فابتنی مسجدا بفناء دارہ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۸ تا ص۶۹ ویاتی ص۲۸۷ وص۳۰۷ ویاتی فی باب ھجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ مفصلا ومطولا ص۵۵۲ تا ص۵۵۵ وفی المغازی ص۵۸۷ ویاتی ص۸۶۴ وص۸۹۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ عام راستہ جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو بلکہ عام

besturdubooks.wordpress.com

انسانوں کا حق مشترک ہو اس میں مسجد کی تعمیر جائز ہے بشرطیکہ ضرر نہ ہو۔ یعنی ضرورت کیمطابق گذرنے کا راستہ چھوڑ کر مسجد بنائے کہ گذرنے والوں کو تکلیف نہ ہو تو مسجد بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

امام مالک وحسن بصری اور ایوب سختیانی رحمہم اللہ سے بھی یہی جواز منقول ہے علامہ عینی رح اور حافظ عسقلانی رح وغیرہ نے لکھا ہے کہ جمہور کی یہی رائے ہے لیکن چونکہ امام بخاری رح کو ان تین بزرگوں کی رائے صراحت اور صحیح نقل کے ساتھ معلوم ہوئی تھی اس لیئے ان حضرات کے ناموں کی تصریح کی ہے۔

لیکن امام بخاری رح کے، استاذ ربیعۃ الرائی کا اختلاف ہے یعنی جائز نہیں کہتے ہیں۔ امام بخاری رح نے انکی تردید فرمائی۔

تشریح پوری تفصیل تو بخاری کتاب الکفالہ میں آئے گی۔ انشاء اللہ الرحمٰن

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رح مشرکین مکہ کی ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کرلی ابھی کچھ دور ہی گئے تھے کہ راستہ میں ابن الدغنہ سے ملاقات ہوگئی اس نے پوچھا کہاں جارہے ہیں؟ حضرت صدیق اکبر رض نے جواب دیا کہ میری قوم نے مکہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا، ابن الدغنہ نے کہا اے ابو بکر آپ میرے ساتھ مکہ چلیئے میری ذمہ داری ہے آپ جیسا انسان رہنا چاہیئے چنانچہ ابن الدغنہ اپنے ساتھ لے گئے اور قریش مکہ کے سامنے صدیق اکبر رض کے اوصاف پیش کر کے اعلان کر دیا کہ میں نے انکو امن دیدیا ہے قریش نے ان کی بات مان لی اور ابو بکر رض سے تعرض نہ کرنے کا وعدہ کرلیا لیکن قریش نے یہ شرط لگادی کہ ابو بکر رض سے کہدو کہ وہ اپنے گھر ہی میں عبادت کریں۔ حضرت ابو بکر رض نے چند دنوں اس پر عمل کیا۔ ثم بدا لابی بکر رض الخ پھر حضرت ابو بکر رض نے اپنے گھر کے سامنے یعنی گھر سے باہر میدان میں مسجد بنالی۔ اس کا ترجمہ دیکھیئے۔

باب ۳۲۷ الصلوٰۃ فی مسجد السوق وصلی ابن عون فی مسجد فی دار یغلق علیہم الباب

بازار کی مسجد میں نماز پڑھنے کا بیان، اور عبداللہ بن عون نے گھر کی ایسی مسجد میں نماز پڑھی جس کا دروازہ بند کیا جاتا تھا

۴۶۲۔ حدثنا مسدد قال نا ابو معاویۃ عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال صلوٰۃ الجمیع تزید

besturdubooks.wordpress.com

عَلٰی صَلٰوتِہٖ فِی بَیْتِہٖ وَصَلٰوتِہٖ فِی سُوْقِہٖ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَاَتَی الْمَسْجِدَ لَا یُرِیْدُ اِلَّا الصَّلٰوۃَ لَمْ یَخْطُ خُطْوَۃً اِلَّا رَفَعَہُ اللّٰہُ بِھَا دَرَجَۃً اَوْحَطَّ عَنْہُ بِھَا خَطِیْئَۃً حَتّٰی یَدْخُلَ الْمَسْجِدَ وَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ کَانَ فِی صَلٰوۃٍ مَا کَانَتْ تَحْبِسُہٗ وَتُصَلِّی الْمَلٰئِکَۃُ عَلَیْہِ مَادَامَ فِی مَجْلِسِہِ الَّذِی یُصَلِّی فِیْہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ مَالَمْ یُؤْذِ یُحْدِثْ فِیْہِ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی نماز انسان کا اپنے گھر میں یا بازار میں تنہا نماز پڑھنے سے پچیس۲۵ گنا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے کہ تم میں سے جب کوئی اچھی طرح وضو کرے (یعنی فرائض کے ساتھ سنن و مستحبات کا لحاظ کرکے وضو کرے) اور مسجد میں صرف نماز ہی کی غرض سے آئے تو اس کے ہر قدم پر اللہ تعالےٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کا ایک گناہ معاف کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جائے اور جب وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے تو جب تک کہ نماز اس کو مسجد میں روکے تو وہ نماز ہی میں ہے (یعنی جب تک وہ نماز کے انتظار میں مسجد میں رکا رہے گا اس کو نماز کا ثواب ملتا رہے گا۔) اور جب تک وہ اس جگہ بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے اس وقت تک فرشتے اس کیلئے یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کو بخش دے اور اے اللہ اس پر رحم فرما جبتک کہ وہ مسجد میں حدث کرکے (یعنی ریاح خارج کرکے کسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "وصلوٰتہ فی سوقہ"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۹ و مر ص۶۳ ویاتی ص۸۹ و ص۹۰ و ص۲۵۴ تا ص۲۸۵ و ص۲۵۸ ومسلم اول ص۲۳۱ وابوداؤد باب ماجاء فی فضل المشی الی الصلوٰۃ ص۸۲ والترمذی ابواب الصلوٰۃ فی باب ماجاء فی فضل الجماعۃ ص۳۰ وابن ماجہ فی الصلوٰۃ باب المشی الی الصلوٰۃ ص۵۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مسجد سوق یعنی بازار کی مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے اور اس ترجمہ کی ضرورت اس لئے ہوئی کہ بعض روایات میں آیا ہے جیسا کہ حافظ عسقلانیؒ نے مسند بزار کے حوالہ سے نقل کیا ہے شر البقاع اسواقھا الخ یعنی بازار بدترین مقامات ہیں۔ اور مساجد خیر البقاع۔ برتر و بہتر مقامات ہیں (فتح)

besturdubooks.wordpress.com

اور ظاہر ہے کہ بازار میں شور وغل، مکر وفریب اور جھوٹی قسموں کی اس قدر کثرت ہوتی ہے کہ اسے شیاطین کا مستقر وخرافات کا مرکز سمجھنا چاہیئے اس لیئے اس کو شر البقاع کہا گیا۔ اس سے وہم ہوسکتا ہے کہ بازار میں نماز پڑھنا اور مسجد بنانا (یعنی نماز پڑھنے کیلیئے جگہ مقرر کرنا) جائز نہ ہو۔

امام بخاری رحؒ نے بتادیا کہ نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور مسجد السوق کہکر یہ بتادیا کہ بازار میں نماز پڑھنے کیلیئے جگہ مقرر کرنا بھی جائز ہے۔

اس کے لئے امام بخاری رحؒ نے پہلے ابن عون کا اثر ذکر کیا ہے جس سے صاف ثابت ہوگیا کہ گھر کی مسجد یعنی گھر میں نماز کیلیئے مقرر کردہ جگہ اگرچہ شرعی واصطلاحی مسجد نہیں ہے مگر نماز درست ہے۔

بعض فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر کوئی شخص گھر کی مسجد جو شرعی واصطلاحی مسجد اگرچہ نہیں ہے لیکن نماز باجماعت پڑھے تو تارک جماعت نہ ہوگا بلکہ باجماعت نماز کا ثواب ہوگا۔ البتہ مسجد کی جماعت کا ثواب نہیں ملیگا۔ واللہ اعلم

تشریح

صلی ابن عون فی مسجد الخ بظاہر ترجمہ سے مناسبت نہیں ہے:۔

جواب یہ ہے کہ امام بخاری رحؒ نے مسجد سوق کو قیاس کیا ہے مسجد دار پر جو بند کردیجائے تو جیسے گھر کی مسجد (جائے نماز) محجوب ہے عام اجازت نہیں ہوتی ہے اسی طرح بازار میں نماز پڑھنے کی جگہ بھی محجوب ومخصوص ہوتی ہے پس مناسبت واضح ہوگئی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باجماعت نماز میں بہ نسبت تنہا نماز کے جو گھر میں پڑھے یا بازار میں پچیس ۲۵ گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔

یعنی تنہا اور باجماعت نماز کے ثواب میں تفاوت کو بیان کرنا مقصود ہے۔ لیکن اسی بخاری ص۸۹ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال صلوٰۃ الجماعۃ تفضل صلوٰۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ۔ بظاہر تعارض ہے؟

جوابات: عدد اقل اکثر کی نفی نہیں کرتا۔ ۲ یہ اجر وثواب کی زیادتی وکمی نمازی کے خشوع وخضوع کے اختلاف پر مبنی ہے کہ بعض کو ستائیس ۲۷ گنا اور بعض کو پچیس ۲۵ گنا۔ ۳ الزائد اولیٰ من الناقص ۴ صلوٰۃ جہریہ میں ستائیس ۲۷ گنا اور سریہ میں پچیس ۲۵ گنا۔ ۵ بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر بڑی جماعت ہے تو ستائیس ۲۷ گنا ورنہ پچیس ۲۵ گنا۔

بَابُ ۳۲۸ تَشْبِيْكِ الْاَصَابِعِ فِي الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ۔

۴۶۳۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بِشْرٍ نَا عَاصِمٌ نَا وَاقِدٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ

besturdubooks.wordpress.com

ابنِ عُمَرَ او ابنِ عَمْرٍو قال شَبَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَابِعَهُ وَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ نَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ. هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ اَبِيْ فَلَمْ اَحْفَظْهُ فَقَوَّمَهُ لِيْ وَاقِدٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ وَهُوَ يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو كَيْفَ بِكَ اِذَا بَقِيْتَ فِيْ حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ بِهٰذَا۔

باب۔ مسجد اور غیر مسجد میں انگلیوں کو قینچی کرنے (یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنے) کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ یا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو قینچی کیا (یعنی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایکدوسرے میں داخل کیا) اور عاصم بن علی نے کہا کہ ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث اپنے والد محمد بن زید سے سُنی پھر وہ مجھے یاد نہ رہی تو میرے بھائی واقد نے اس کو اپنے والد سے صحیح طریقہ پر بیان کیا کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن عمرو اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو کوڑا کرکٹ جیسے خراب لوگوں میں باقی رہ جائے گا اس طرح (یعنی آپؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے میں کرکے صورت واضح کر دی)

مُطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "شبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصابعہ، والحدیث ھھنا مر ۶۹۔

۴۶۴۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَشَبَّكَ اَصَابِعَهٗ۔

ترجمہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن دوسرے مومن کیلئے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصّہ دوسرے حصّہ کو قوت پہنچاتا ہے (یعنی اعانت و مدد کرتا ہے) اور آپؐ نے (تمثیلاً) ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا (یعنی مسلمانوں کو اس طرح آپس میں شیروشکر ہوکر مل جل کر رہنا چاہیے)

besturdubooks.wordpress.com

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "شبک اصابعہ"

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۶۹ ویاتی ص۱۳۳ و ص۱۸۹ ومسلم ثانی ص۲۱۳ والترمذی جلد ثانی ابواب البر والصلۃ ص۱۵ نسائی اول کتاب الزکوٰۃ ص۲۷۵۔

۴۶۵ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ نَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ اَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰى صَلٰوتَيِ الْعَشِيِّ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ قَدْ سَمَّاهَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَلٰكِنْ نَسِيْتُ اَنَا قَالَ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ اِلٰى خَشَبَةٍ مَعْرُوْضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَاَنَّهٗ غَضْبَانُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْاَيْمَنَ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَخَرَجَتِ السَّرَعَانُ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا قَصُرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِي الْقَوْمِ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَاهُ اَنْ يُكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِيْ يَدَيْهِ طُوْلٌ يُقَالُ لَهٗ ذُوالْيَدَيْنِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسِيْتَ اَمْ قَصُرَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ اَكَمَا يَقُوْلُ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَاَلُوْهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُوْلُ نُبِّئْتُ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شام کی دو نمازوں (ظہر اور عصر) میں سے ایک نماز پڑھائی۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضؓ نے تو اس نماز کا نام لیا تھا لیکن میں بھول گیا حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا پھر مسجد میں پڑی ہوئی ایک لکڑی کی جانب تشریف لے گئے اور اس سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ غصے میں ہیں اور آپؐ نے داہنا ہاتھ بائیں پر رکھا اور اپنے انگلیوں کے درمیان تشبیک کی (یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا) اور آپ نے اپنے داہنے رخسار مبارک کو اپنے بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھا اور جلد باز لوگ مسجد کے دروازوں سے باہر نکل گئے اور (آپس میں) کہنا شروع کیا کہ نماز میں کمی کردی گئی ہے اور اس وقت لوگوں میں حضرت ابوبکر رضؓ

besturdubooks.wordpress.com

حضرت عمرؓ بھی تھے مگر ان دونوں حضرات پر آپؐ سے بات کرنے میں ہیبت مانع ہوئی (کیونکہ نزدیکاں رابیش بود حیرانی) اور لوگوں میں ایک شخص تھے جن کے دونوں ہاتھ کچھ لمبے تھے انہیں ذوالیدین کہا جاتا تھا انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپؐ بھول گئے ہیں یا نماز (کی رکعتیں) کم کردی گئی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز میں کمی ہوئی ہے، پھر آپؐ نے (لوگوں کیطرف مخاطب ہوکر) پوچھا ایسا ہی ہوا ہے جیسا ذوالیدین کہتے ہیں؟ حاضرین نے عرض کیا جی ہاں "یہ معلوم کرکے آپؐ آگے بڑھے اور جتنی نماز چھوڑ دی تھی وہ پڑھی پھر سلام پھیرا۔ پھر اللہ اکبر کہا اور (سہو کا) سجدہ کیا۔ عام سجدہ کی طرح یا اس سے کچھ طویل سجدہ کیا۔ پھر سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا۔ لوگوں نے بہت بار ابن سیرینؒ سے پوچھا کہ پھر آپؐ نے سلام پھیرا؟ (یعنی سجدہ سہو کے بعد آپؐ نے سلام پھیرا یا نہیں؟ تو ابن سیرینؒ" جواب دیتے تھے کہ مجھکو خبر دی گئی ہے کہ عمران بن حصینؓ نے فرمایا کہ پھر آپؐ نے سلام پھیرا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "وشبّک بین اصابعہ"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۹ ویاتی ص۹۹ "فی باب اذا سلّم فی رکعتین ص۱۶۳ و ص۱۶۴" وایضا فی باب یکبر فی سجدۃ السھو ص۱۶۴ وص۸۹۴ وص۱۰۷۰ مسلم اوّل ص۲۱۳ وص۲۱۴، ابوداؤد اوّل فی باب فی سجدتی السھو ص۱۴۴ ونسائی جلد اوّل "ما یفعل من اثنتین ناسیا ص۱۳۷ وابن ماجہ اوّل فی الصلوۃ فی" باب فیمن سلّم من ثنتین او ثلث ساھیا ص۸۵ وایضا طحاوی شریف۔

مقصد ترجمہ تشبیک کے معنی ہیں ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا۔ امام بخاری کا مقصد تشبیک کا جواز بیان کرنا ہے۔

یہی حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں: غرضہ اثبات جواز ذلک الخ (شرح تراجم) تقریباً یہی حضرت شیخ الہندؒ فرماتے ہیں "جنوح البخاری الی جوازہ فی غیر الصلوٰۃ الخ (الفیض الجاری)

اشکال بعض روایات میں تشبیک کی ممانعت آئی ہے چنانچہ امام ترمذیؒ نے تشبیک کی کراہت پر مستقل باب قائم کرکے حضرت کعب بن عجرہؓ کی روایت نقل کی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم
اذا توضأ احدکم فاحسن وضوءہ ثم	میں سے کوئی اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد کا ارادہ
خرج عامدا الی المسجد فلا یشبکن	کرکے نکلے تو اپنی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں

besturdubooks.wordpress.com

میں نہ ڈالے کیونکہ وہ نماز (کے حکم) میں ہے بین اصابعہ فانہ فی صلوٰۃ۔
(ترمذی اول ص۵۱) نیز ابوداؤد جلد اول ص۸۲

اس سے معلوم ہوا کہ تشبیک اصابع جائز نہیں ہے۔

بلکہ بعض روایت میں تو آیا ہے اذا صلی احدکم فلا یشبکن بین اصابعہ فان التشبیک من الشیطان (عمدہ)

امام بخاری بتانا چاہتے ہیں کہ دونوں روایتوں کا محمل الگ الگ ہے۔

اگر تشبیک علی وجہ العبث کرے خواہ مسجد میں یا خارج مسجد ممنوع ہے اسی طرح اگر نماز کی حالت میں ہو تو بھی ممنوع ہوگا کیونکہ اس سے تکاسل پیدا ہوتا ہے اور نیند آنے لگتی ہے اس لئے اجازت نہ ہوگی۔

لیکن اگر کسی صحیح مقصد کیلئے ہو جیسے کسی اہم بات کو سمجھانے کیلئے ہو تو بلاشبہ جائز ہے، اور یہ تشبیک مسجد اور غیر مسجد دونوں میں درست ہے جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے فلا تعارض ولا اشکال۔

کلام فی الصلوٰۃ کا مسئلہ اور ائمہ عظام کے اقوال

حنفیہ کے نزدیک اور حنابلہ کے راجح قول پر کلام فی الصلوٰۃ عمداً ہو یا نسیاناً قلیل ہو یا کثیر، جہلاً عن الحکم ہو یا خطاءً، اصلاح صلوٰۃ کی غرض سے ہو یا اس غرض سے نہ ہو بہر صورت ناجائز اور مفسد صلوٰۃ ہے۔

۲ شافعیہ فرماتے ہیں کہ کلام اگر نسیاناً ہو اور مختصر ہو تو مفسد صلوٰۃ نہیں۔

۳ مالکیہ کے نزدیک کلام قلیل اگر اصلاح صلوٰۃ کیلئے ہو تو جائز ہے مفسد صلوٰۃ نہیں۔ حضرات شافعیہ اور مالکیہ رحمہم اللہ حضرت ذوالیدین کی اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ اس میں آپ اور صحابہؓ سب کا کلام کرنا ثابت ہے۔

حضرات احناف رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ذوالیدین کی روایت اس زمانہ کی ہے جب نماز میں گفتگو کی اجازت تھی بعد میں یہ اجازت منسوخ ہوگئی جیسا کہ حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے:

قال کنا نتکلم فی الصلوٰۃ یکلم الرجل صاحبہ وھو الی جنبہ فی الصلوٰۃ حتی نزلت وقوموا للہ قانتین فامرنا بالسکوت ونھینا عن الکلام مسلم اول ص۲۰۴ ایضاً بخاری جلد ثانی کتاب التفسیر ص۶۵ واللفظ لمسلم ایضاً بخاری اول ص۱۶۰ ابوداؤد جلد اول فی "باب

besturdubooks.wordpress.com

النہی عن الکلام فی الصلوٰۃ ص۱۳۷۔

حنفیہؒ کہتے ہیں کہ حدیث ذوالیدین ان احادیث سے منسوخ ہے۔

مزید تفصیل آئے گی جہاں امام بخاریؒ کلام فی الصلوٰۃ کیلئے مستقل ترجمہ باب ماینہیٰ من الکلام فی الصلوٰۃ منعقد کرینگے۔ بخاری اول ص۱۶۰) بہرحال اس پر اجماع ہے کہ کلام فی الصلوٰۃ اگر عمداً ہو اور اصلاح صلوٰۃ کیلئے نہ ہو تو مفسد صلوٰۃ ہے۔ ع غ چلبلوی

بَابُ (۳۲۵) المَسَاجِدِ الَّتِی عَلٰی طُرُقِ المَدِیْنَةِ وَالمَوَاضِعِ الَّتِی صَلّٰی فِیْھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۴۶۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِی بَکْرٍ المُقَدَّمِیُّ قَالَ ثَنَا فُضَیْلُ بْنُ سُلَیْمٰنَ قَالَ نَا مُوسٰی بْنُ عُقْبَةَ قَالَ رَاَیْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یَتَحَرّٰی اَمَاکِنَ مِنَ الطَّرِیْقِ فَیُصَلِّیْ فِیْھَا وَیُحَدِّثُ اَنَّ اَبَاہُ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْھَا وَاَنَّہٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ تِلْکَ الْاَمْکِنَةِ قَالَ وَحَدَّثَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ تِلْکَ الْاَمْکِنَةِ وَسَاَلْتُ سَالِمًا فَلَا اَعْلَمُہٗ اِلَّا وَافَقَ نَافِعًا فِی الْاَمْکِنَةِ کُلِّھَا اِلَّا اَنَّھُمَا اخْتَلَفَا فِیْ مَسْجِدٍ بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ۔

باب: ان مسجدوں کا بیان جو مدینہ منورہ کے راستے پر (یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان) واقع ہیں اور (اس راستہ کے) ان مواضع کا بیان جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔

ترجمہ | موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ میں نے سالم بن عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ وہ (مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے) راستے میں ان مقامات کو ڈھونڈھتے تھے (جہاں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی) پھر وہاں نماز پڑھتے تھے۔ اور بیان کرتے تھے کہ ان کے والد (حضرت عبداللہ بن عمرؓ) ان مقامات میں نماز پڑھتے تھے اور یہ کہ عبداللہ بن عمرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مقاموں میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔ موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا ابن عمرؓ سے کہ وہ (عبداللہ بن عمرؓ) ان مقامات میں نماز پڑھتے تھے اور میں نے سالم سے (ان مقاموں کے متعلق) پوچھا تو انہوں نے وہی تمام مقامات بتلائے جو نافعؒ نے بتائے تھے مگر یہ کہ شرف روحاء کی مسجد کے بارے میں دونوں کا اختلاف رہا۔

مطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی تلک الامکنۃ"۔

تعدد موضوعہ | والحدیث ھھنا ص۶۹ تام ص۶۹ ویاتی متصلا من طریق نافع ص۶۹ ویاتی ص۲۰۵ و

besturdubooks.wordpress.com

ص ۳۱۴ و مقطعا مـ ۱۰۹۱۔

۴۶۷۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ نَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ نَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِى الْحُلَيْفَةِ حِيْنَ يَعْتَمِرُ وَفِىْ حَجَّتِهٖ حِيْنَ حَجَّ تَحْتَ سَمُرَةٍ فِىْ مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ الَّذِىْ بِذِى الْحُلَيْفَةِ وَكَانَ اِذَا رَجَعَ مِنْ غَزْوَةٍ وَكَانَ فِىْ تِلْكَ الطَّرِيْقِ اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ هَبَطَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ فَاِذَا ظَهَرَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ اَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِىْ عَلٰى شَفِيْرِ الْوَادِى الشَّرْقِيَّةِ فَعَرَّسَ ثَمَّ حَتّٰى يُصْبِحَ لَيْسَ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الَّذِىْ بِحِجَارَةٍ وَلَا عَلَى الْاَكَمَةِ الَّتِىْ عَلَيْهَا الْمَسْجِدُ كَانَ ثَمَّ خَلِيْجٌ يُصَلِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ عِنْدَهٗ فِىْ بَطْنِهٖ كُثُبٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَّ يُصَلِّىْ فَدَحَا فِيْهِ السَّيْلُ بِالْبَطْحَاءِ حَتّٰى دَفَنَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ الَّذِىْ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّىْ فِيْهِ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے مولیٰ نافع سے روایت ہے کہ ان سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ کیلئے سفر فرماتے اسی طرح حجۃ الوداع میں جب حج کی نیت سے گئے تو ذوالحلیفہ میں ببول کے درخت کے نیچے اس جگہ نزول فرماتے جہاں اب ذوالحلیفہ کی مسجد ہے اور جب آپ کسی غزوہ سے یا حج و عمرے سے (مدینہ منورہ کو) واپس آتے اور اس (ذوالحلیفہ والے) راستہ میں ہوتے تو وادی (عقیق) کے نشیب میں اترتے پھر جب وادی کے نشیب سے اوپر چڑھتے تو اپنی اونٹنی کو بطحاء میں بٹھاتے جو وادی کے مشرقی کنارے پر واقع ہے چنانچہ آخر شب میں وہاں اتر کر صبح تک آرام کرتے۔ یہ مقام اس مسجد کے پاس نہیں ہے جو پتھر سے بنی ہے اور نہ اس ٹیلہ پر ہے جس پر مسجد ہے بلکہ وہاں ایک گہرا نالہ تھا حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کے پاس نماز پڑھا کرتے تھے اس وادی کے نشیب میں ریت کے تودے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر سیلاب (پانی کی رو) نے وہاں کنکریاں لاکر ڈالدیں یہاں تک کہ اس جگہ کو پاٹ دیا (یعنی برابر کر دیا) جہاں عبداللہ بن عمرؓ نماز پڑھا کرتے تھے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم یصلی "۔

besturdubooks.wordpress.com

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا مختصر ویاتی مختصرا فی المناسك فی " باب الصلوٰۃ بذی الحلیفة " ص۲۰۷ ویاتی متصلا فی " باب خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الطریق الشجرة ص۲۰۷ وایضا ص۲۴۲۔

۴۶۸- وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی حَیْثُ الْمَسْجِدُ الصَّغِیْرُ الَّذِیْ دُوْنَ الْمَسْجِدِ الَّذِیْ بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ وَقَدْ کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ یُعْلِمُ الْمَکَانَ الَّذِیْ کَانَ صَلّٰی فِیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ثَمَّ عَنْ یَمِیْنِكَ حِیْنَ تَقُوْمُ فِی الْمَسْجِدِ تُصَلِّیْ وَذٰلِكَ الْمَسْجِدُ عَلٰی حَافَةِ الطَّرِیْقِ الْیُمْنٰی وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰی مَکَّةَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْمَسْجِدِ الْاَکْبَرِ رَمْیَةٌ بِحَجَرٍ اَوْ نَحْوُ ذٰلِكَ۔

ترجمہ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی جہاں اب چھوٹی مسجد ہے اس مسجد کے قریب جو شرف الروحاء میں ہے اور عبد اللہ بن عمرؓ اس جگہ کا پتہ تبلاتے تھے۔ جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی فرماتے تھے کہ جب تم مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوگے تو وہ جگہ تمہارے داہنے ہاتھ کی طرف پڑے گی اور یہ (چھوٹی) مسجد مکہ کیطرف جاتے ہوئے داہنی راہ کے کنارے پر واقع ہے اور اس چھوٹی مسجد اور بڑی مسجد کے درمیان ایک پتھر کی مار کا فاصلہ ہے۔ یا اس سے کچھ کم وبیش (یعنی دونوں کے درمیان کچھ کم وبیش اتنا فاصلہ ہے کہ ایک مسجد سے پتھر پھینکا جائے تو دوسری مسجد میں گرے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقة الحدیث للترجمة " یعلم المکان الذی کان صلی فیه النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴۶۹- وَاَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یُصَلِّیْ اِلَی الْعِرْقِ الَّذِیْ عِنْدَ مُنْصَرَفِ الرَّوْحَاءِ وَذٰلِكَ الْعِرْقُ اِنْتِهَاءُ طَرَفِهٖ عَلٰی حَافَةِ الطَّرِیْقِ دُوْنَ الْمَسْجِدِ الَّذِیْ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْمُنْصَرَفِ وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰی مَکَّةَ وَقَدِ ابْتُنِیَ ثَمَّ مَسْجِدٌ فَلَمْ یَکُنْ عَبْدُ اللّٰهِ یُصَلِّیْ فِیْ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ کَانَ یَتْرُکُهٗ عَنْ یَسَارِهٖ وَوَرَائَهٗ وَیُصَلِّیْ اَمَامَهٗ اِلَی الْعِرْقِ نَفْسِهٖ وَکَانَ عَبْدُ اللّٰهِ یَرُوْحُ مِنَ الرَّوْحَاءِ فَلَا یُصَلِّی الظُّهْرَ حَتّٰی یَاْتِیَ ذٰلِكَ الْمَکَانَ فَیُصَلِّیْ فِیْهِ الظُّهْرَ وَاِذَا اَقْبَلَ مِنْ مَکَّةَ فَاِنْ مَرَّ بِهٖ قَبْلَ الصُّبْحِ بِسَاعَةٍ اَوْ مِنْ آخِرِ السَّحَرِ عَرَّسَ حَتّٰی

besturdubooks.wordpress.com

يُصَلِّيَ بِهَا الصُّبْحَ -

ترجمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس چھوٹی پہاڑی کیطرف نماز پڑھتے جو روحاء کے اخیر کنارے پر ہے اور یہ چھوٹی پہاڑی (عرق الظبیہ) وہاں ختم ہوتی ہے جہاں راستہ کا کنارہ ہے اس مسجد کے قریب جو اس کے اور روحاء کے آخری حصہ کے درمیان میں ہے مکہ کو جاتے ہوئے اور اب اس جگہ ایک مسجد بن گئی ہے عبداللہ بن عمرؓ اس مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ اس کو اپنے بائیں طرف اور پیچھے چھوڑ دیتے تھے۔ اور اس کے آگے خاص عرق الظبیہ میں نماز پڑھتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ دوپہر ڈھلنے کے بعد روحاء سے چلتے مگر ظہر کی نماز اس وقت تک نہیں پڑھتے جبتک اس جگہ نہیں پہونچ جاتے پھر اس جگہ پہنچکر ظہر کی نماز پڑھتے اور جب وہ مکہ سے (مدینہ منورہ) آتے تو اگر صبح سے ایک ساعت پہلے یا اخیر سحری کے وقت وہاں سے گذرتے تو وہاں اتر پڑتے یہاں تک کہ فجر کی نماز یہیں پڑھتے۔

۴۷۰- وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ تَحْتَ سَرْحَةٍ ضَخْمَةٍ دُوْنَ الرُّوَيْثَةِ عَنْ يَمِيْنِ الطَّرِيْقِ وَوِجَاهَ الطَّرِيْقِ فِيْ مَكَانٍ بَطْحٍ سَهْلٍ حَتّٰى يُفْضِيَ مِنْ اَكَمَةٍ دُوَيْنَ بَرِيْدِ الرُّوَيْثَةِ بِمِيْلَيْنِ وَقَدِ انْكَسَرَ اَعْلَاهَا فَانْثَنٰى فِيْ جَوْفِهَا وَهِيَ قَائِمَةٌ عَلٰى سَاقٍ وَفِيْ سَاقِهَا كُثُبٌ كَثِيْرَةٌ -

ترجمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافعؒ سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑے درخت کے نیچے نزول فرماتے جو (درخت) راستہ کے داہنی طرف اور راستہ کے سامنے کشادہ ہموار نرم جگہ میں مقام رویثہ کے قریب واقع ہے یہانتک کہ آپؐ اس ٹیلے سے پار ہو جاتے جو رویثہ کے ڈاک گھر سے دو میل کے قریب ہے جس درخت کے نیچے آپؐ نزول فرماتے اس کے اوپر کا حصہ ٹوٹ گیا ہے اور بیچ میں سے دوہرا ہو کر جڑ پر کھڑا ہے اور اس کی جڑ میں ریت کے بہت سارے ٹیلے ہیں۔

۴۷۱- وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ طَرَفِ تَلْعَةٍ مِنْ وَّرَاءِ الْعَرْجِ وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰى هَضْبَةٍ عِنْدَ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ قَبْرَانِ اَوْ ثَلَاثَةٌ عَلَى الْقُبُوْرِ رَضْمٌ مِنْ حِجَارَةٍ عَنْ يَمِيْنِ الطَّرِيْقِ عِنْدَ سَلِمَاتِ الطَّرِيْقِ بَيْنَ اُولٰئِكَ السَّلِمَاتِ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَرُوْحُ مِنَ الْعَرْجِ بَعْدَ اَنْ تَمِيْلَ الشَّمْسُ بِالْهَاجِرَةِ فَيُصَلِّيْ

besturdubooks.wordpress.com

الظُّهْرَ فِي ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ۔

ترجمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے (یہ بھی) بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ٹیلے کے کنارے پر نماز پڑھی جو کہ مقام عرج کے پیچھے ہے۔ ہضبہ پہاڑی کیطرف جاتے ہوئے۔ اس مسجد کے پاس دو یا تین قبریں ہیں ان قبروں پر بڑے بڑے پتھر رکھے ہوئے ہیں۔ یہ راستے کی داہنی جانب ان درختوں کے پاس واقع ہیں جو راستے میں ہیں۔ ان درختوں کے درمیان (نماز پڑھی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ دوپہر کو سورج ڈھلنے کے بعد مقام عرج سے چلتے پھر ظہر کی نماز اس مسجد میں پڑھتے۔

۴۷۲۔ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عِنْدَ سَرَحَاتٍ عَنْ يَسَارِ الطَّرِيْقِ فِيْ مَسِيْلٍ دُوْنَ هَرْشٰى ذٰلِكَ الْمَسِيْلُ لَاصِقٌ بِكُرَاعِ هَرْشٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الطَّرِيْقِ قَرِيْبٌ مِنْ غَلْوَةٍ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّيْ اِلٰى سَرْحَةٍ هِيَ اَقْرَبُ السَّرَحَاتِ اِلَى الطَّرِيْقِ وَهِيَ اَطْوَلُهُنَّ۔

ترجمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافع رح سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بڑے درختوں کے پاس اترتے جو راستے کے بائیں طرف اس نالہ (یعنی نشیبی حصہ) میں واقع ہیں جو ہرشیٰ پہاڑی کے قریب ہے وہ نالہ ہرشیٰ کے کنارے سے مل گیا ہے اسمیں اور راستہ میں ایک تیر پھینکنے کے بقدر فاصلہ ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس بڑے درخت کی طرف نماز پڑھتے جو سب درختوں میں راستہ سے قریب تر ہے اور سب سے اونچا ہے (مگر اب نہ درخت موجود ہے اور نہ ہی علامات کے ذریعہ معلوم کرنا ممکن ہے۔

۴۷۳۔ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ فِي الْمَسِيْلِ الَّذِيْ فِيْ اَدْنٰى مَرِّ الظَّهْرَانِ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ حِيْنَ يَهْبِطُ مِنَ الصَّفْرَاوَاتِ يَنْزِلُ فِيْ بَطْنِ ذٰلِكَ الْمَسِيْلِ عَنْ يَسَارِ الطَّرِيْقِ وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰى مَكَّةَ لَيْسَ بَيْنَ مَنْزِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الطَّرِيْقِ اِلَّا رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ۔

ترجمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس نالہ (نشیبی حصہ) میں نزول فرماتے تھے جو مرّ الظہران کے قریب ہے (جس کو اب بطن مرو کہتے ہیں) مدینہ کیطرف (یعنی مدینہ سامنے پڑتا ہے) صفراوات سے اترتے وقت آپؐ اس نالہ کے نشیب میں اترتے یہ مکہ کو جاتے ہوئے راستہ کے بائیں طرف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل اور راستہ کے درمیان

besturdubooks.wordpress.com

ایک پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہے۔

۴۷۴ - وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَہٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَنْزِلُ بِذِی طُوًی وَیَبِیْتُ حَتّٰی یُصْبِحَ یُصَلِّی الصُّبْحَ حِیْنَ یَقْدَمُ مَکَّۃَ وَمُصَلّٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذٰلِکَ عَلٰی اَکَمَۃٍ غَلِیْظَۃٍ لَیْسَ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِی بُنِیَ ثَمَّ وَلٰکِنْ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِکَ عَلٰی اَکَمَۃٍ غَلِیْظَۃٍ۔

ترجمہ | اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوی میں نزول فرماتے تھے اور صبح تک رات وہیں گذارتے اور صبح کی نماز پڑھ کر مکہ مکرمہ تشریف لاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ (ذی طوی میں) ایک بڑے ٹیلے پر تھی یہ ٹیلہ اس مسجد میں نہیں جہاں اب مسجد بنا دی گئی ہے بلکہ اس سے نیچے ایک بڑے ٹیلے پر ہے۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۷۱ ویاتی ص۲۳۷ ایضا ص۲۳۸ وخرجہ مسلم فی کتاب الحج ص۴۱۱۔

۴۷۵ - وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَہٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَقْبَلَ فُرْضَتَیِ الْجَبَلِ الَّذِی بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجَبَلِ الطَّوِیْلِ نَحْوَ الْکَعْبَۃِ فَجَعَلَ الْمَسْجِدَ الَّذِی بُنِیَ ثَمَّ یَسَارَ الْمَسْجِدِ بِطَرَفِ الْاَکَمَۃِ وَمُصَلَّی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْفَلَ مِنْہُ عَلَی الْاَکَمَۃِ السَّوْدَاءِ تَدَعُ مِنَ الْاَکَمَۃِ عَشَرَۃَ اَذْرُعٍ اَوْ نَحْوَھَا ثُمَّ تُصَلِّی مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَیْنِ مِنَ الْجَبَلِ الَّذِی بَیْنَکَ وَبَیْنَ الْکَعْبَۃِ۔

ترجمہ | اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہاڑ کے دونوں کونوں کیطرف رخ کیا جو پہاڑ آپؐ کے اور اس لمبے پہاڑ کے بیچ میں تھا کعبہ کیطرف تو ابن عمرؓ اس مسجد کو جو وہاں تعمیر ہوئی ہے اس مسجد کے بائیں طرف کیا جو ٹیلے کے کنارے پر واقع ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ اس سے نیچے سیاہ رنگ کے ٹیلے پر ہے، تم اس ٹیلے سے دس ہاتھ یا کم وبیش چھوڑ دو پھر اس پہاڑ کے دونوں کونوں کیطرف رخ کر کے نماز پڑھو جو تیرے اور کعبہ کے درمیان ہے۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۷۱ ومسلم شریف اول ص۴۱۱۔

besturdubooks.wordpress.com

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن مقامات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیں پڑھی ہیں ان مقامات کو خاص شرف اور تقدس حاصل ہوگیا ہے اس لئے وہاں پہنچکر نماز کیلئے خاص طور سے اہتمام کرنا اور ان سے خیر و برکت حاصل کرنا جائز و مستحسن ہے۔

اور اس کو حضرت ابن عمرؓ کے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ باقاعدہ اہتمام کرتے تھے ویسے بھی حضرت ابن عمرؓ کی اتباع سنت میں شدت و اہتمام مشہور ہے حتی کہ اگر کسی جگہ حضور اقدس ﷺ نے پیشاب کیا تو حضرت ابن عمرؓ اس جگہ پیشاب کرنے کیلئے بیٹھ جاتے تھے گو اس وقت پیشاب کی حاجت نہ رہی ہو۔

حضرت گنگوہیؒ سے بھی تقریباً یہی قول منقول ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر حج کے مواضع نزول کا ذکر ہے تاکہ لوگ ان مقامات میں نمازیں پڑھ کر برکت حاصل کریں اور دعائیں کریں (لامع)

بہر حال یہ استبراک خود حضور اقدس ﷺ کے زمانہ سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت عتبان بن مالکؓ کی روایت میں گذر چکا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی حضورؐ میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھ لیں تاکہ میں اسی کو اپنے لئے نماز گاہ بنالوں اور آپؐ نے ان کی درخواست کو قبول کرلیا یہ واضح دلیل ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام کے آثار سے استبراک یعنی برکت حاصل کرنا مستحسن ہے۔

اشکال حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے والد محترم سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا طرز عمل تو استبراک کے مسئلہ میں بالکل برعکس نظر آتا ہے اور اس معاملہ میں بہت زیادہ سخت واقع ہوئے تھے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو ایک جگہ جمع ہوتے دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی تو حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا جہاں نماز کا وقت ہوجائے وہاں نماز پڑھ لینی چاہیئے ورنہ آگے بڑھ جانا چاہیئے۔

انما هلك اهل الكتاب انهم كانوا اتبعوا الآثار انبيائهم فاتخذوها كنائس وبيعاً (عمدہ)

سیدنا عمر فاروقؓ لوگوں کے اس دوڑ دھوپ اور شدت اہتمام پر نکیر فرمارہے ہیں کہ امر مستحسن و مستحب کو واجب کا درجہ دیا جارہا ہے اب اگر عمر فاروقؓ نکیر نہ فرماتے اور تائید کرتے تو بعد کو آنیوالے لوگ واجب و فرض ہی قرار دیتے چونکہ سیدنا فاروقؓ خلفاء راشدین میں تھے اور ارشاد نبوی ﷺ ہے:

besturdubooks.wordpress.com

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین پر عمل کرنے کیلئے تیار ہوجاتے اور ظاہر ہے کہ ایک مستحب کو فرض واجب کا درجہ دینا غلط ہے اور اس کا ترک ضروری ہے ورنہ بجائے استبراک کے بدعات میں داخل ہوجائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اکابرینِ امت نے اہتمام کو نہیں اپنایا چنانچہ اب وہ مقاماتِ نزول ومواضع صلوٰۃ مٹ چکے ہیں صرف مسجد ذی الحلیفہ اور مسجد روحاء باقی ہیں جنہیں وہاں کے لوگ پہچانتے ہیں لیکن حضرت ابن عمرؓ سے یہ خطرہ قطعاً نہیں تھا حضرت ابن عمرؓ فرق مراتب سے خوب واقف تھے۔

تشریحات

امام بخاریؒ نے اس باب میں دو روایتیں ذکر کی ہیں۔

باب کی دوسری روایت یعنی ۴۶۷ اس لمبی حدیث کو امام بخاریؒ نے ایک سیاق میں نقل کیا ہے حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ سیاق نو۹ حدیثوں پر مشتمل ہے، علامہ قسطلانیؒ نے ان احادیث کو الگ الگ نو۹ اجزاء میں تقسیم کر دیا ہے اور باقاعدہ سب پر نمبر شمار لگایا ہے اسی کے مطابق ان احادیث کی الگ الگ مختصر شرح کی جاتی ہے۔

اس لمبی حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ان منازل کا تذکرہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وعمرہ میں جاتے ہوئے نزول فرمایا ہے اور جہاں آپؐ نے نمازیں پڑھی ہیں ایسے کل مقامات دس ہیں اور جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نزول فرمایا ہے وہ کل سات منازل ہیں۔

منازل سبعہ ۱ ذوالحلیفہ ۲ شرف الروحاء ۳ رُویثہ ۴ عرج ۵ ہرشٰی ۶ مرّ الظہران ۷ ذوطویٰ۔

کان ینزل بذی الحلیفۃ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقام ذوالحلیفہ میں ببول کے درخت کے نیچے نزول فرماتے تھے۔

ذوالحلیفہ اہل مدینہ کا مشہور میقات ہے وھو من المدینۃ علی اربعۃ امیال (عمدہ) یعنی مدینہ منورہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ آجکل اس کو بیر علی کہتے ہیں۔

سمرۃ یضم المیم ببول کا درخت بطحاء وہ کشادہ نالہ جہاں پانی بہنے کیوجہ سے کنکریاں جمع ہوجائیں الشرقیۃ یہ بطحاء کی صفت ہے (عمدہ، قس، کرمانی)

یعنی بطحا کے دو جانب ہیں، شرقیہ، وغربیہ، یا یہ وادی کی صفت ہے عرس ثم تعریس کے معنی ہیں مسافر کا اخیر رات میں تھوڑی دیر استراحت کیلئے اترنا۔

لیس عند المسجد ای لیس تعریسہ صلے اللہ علیہ وسلم عند المسجد الخ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استراحت کی جگہ اس مسجد کے پاس نہیں تھی جو پتھر کی ہے اور نہ اس ٹیلے پر بلکہ بطحاء شرقیہ میں آپ کا

besturdubooks.wordpress.com

قیام ہوتا تھا ثمر ثاء مثلثہ کو فتحہ ہے یعنی ہناک خلیج نہر، کسی سمندر یا بڑے دریا سے جو نالہ نکلے۔ یعنی دھانہ۔

اس میں ایک منزل یعنی پہلی منزل کا بیان تھا اور دو جگہ نماز پڑھنے کا۔

دوسری منزل یعنی حدیث ۴۶۸ اب یہاں سے دوسری منزل کا ذکر کرتے ہیں۔ دوسری منزل شرف روحار ہے جو مدینہ منورہ سے دو رات کی مسافت پر ہے (یعنی دو دن کے فاصلے پر ہے)

اس کا مختصر تعارف باب کی پہلی حدیث یعنی حدیث ۴۶۶ کے ذیل میں گذر چکا ہے۔
اب دوسری منزل میں دو مسجدوں کا ذکر ہے ایک چھوٹی مسجد ہے جو شرف روحار کی بڑی مسجد کے قریب ہے ان دونوں کے درمیان صرف اتنا فاصلہ ہے کہ اگر ایک مسجد سے پتھر پھینکا جائے تو وہ دوسری مسجد میں گریگا۔ (باقی ترجمہ دیکھئے)
حاصل یہ کہ مکہ جاتے وقت راستہ کی تین مسجدوں اور دو منزلوں کا بیان ہوا ایک منزل ذوالحلیفہ دوسری کا روحار۔

وکان عبد اللہ یروح اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا قاعدہ یہ تھا کہ جب روحار سے چلتے تھے تو وہاں نماز نہیں پڑھتے تھے۔ بلکہ آخر روحار میں نماز پڑھتے تھے اور جب مکہ سے (مدینہ) واپس آتے تھے رات کا کچھ حصہ باقی ہوتا تو وہیں رات گذارتے تھے پھر صبح کی نماز پڑھ کر آگے چلتے تھے۔

حدیث ۴۶۹ ترجمہ گذر چکا ہے علامہ قسطلانی رح اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وان ابن عمر کان یصلی الی العرق بکسر العین وسکون الراء المهملتين وبالقاف، الجبل الصغير او عرق الظبية الوادي المعروف الذي عند منصرف الروحاء، بفتح الراء فيهما اى عند آخرها. وذلك العرق انتهاء طرفه على حافة الطريق، ولابي ذرعن الكشميهني انتهى طرفه بالقصر ورفع طرفه "دون" اى قريب او تحت "المسجد الذي بينه

اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ عرق کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے عرق عین کے کسرہ اور سکون راء سے ہے یعنی چھوٹی پہاڑی یا اس سے مراد عرق الظبیہ ہے جو ایک مشہور وادی ہے جو روحار کے موڑ پر پڑتی ہے جہاں روحار کا مقام ختم ہوجاتا ہے اور الروحاء کی راء بھی مفتوح ہے اور منصرف کی راء بھی مفتوح ہے مراد روحار کا آخری حصہ ہے (وذلك العرق مبتدا ہے اور اسکی خبر پورا جملہ علی حافة الطريق تک ہے پس اس میں انتهاء طرفه مبتدا اور علی

besturdubooks.wordpress.com

وبين المنصرف يفتح الراء وانت ذاهب الى مكة وقد ابتنى. بضم المثناة الفوقية مبنيا للمفعول "ثم اى هناك مسجد فلم يكن عبد الله يصلى" وللاصيلى فلم يكن عبد الله بن عمر يصلى" فى ذلك المسجد كان" وللاصيلى وكان يتركه عن يساره ووراءه" بالنصب على الظرفية بتقدير فى او الجر عطفا على سابقه "ويصلى امامه" اى قدام المسجد" الى العرق نفسه وكان عبد الله يروح من الروحاء" فلا يصلى الظهر حتى ياتى ذلك المكان فيصلى فيه الظهر واذا اقبل من مكة فان مر به قبل الصبح بساعة" او من اخر السحر ما بين الفجر الكاذب والصادق والفرق بينه وبين قوله قبل الصبح بساعة" انه اراد باخر السحر اقل من ساعة وحينئذ فيغاير اللاحق السابق عرس حتى يصلى بها الصبح۔

حافة الطريق کائن سے متعلق ہو کر خبر پھر پورا جملہ ذلك العرق کی خبر ہے) اور ابو ذر نے کشمیہنی سے یوں نقل کیا ہے وذلك العرق مبتدا انتهى طرفه ماضی معروف اس کا فاعل طرفه مرفوع اور على حافة انتهى سے متعلق ہے (حافة تخفیف فاء بمعنی کنارہ ہے) دون کے معنی قریب یا نیچے۔ المسجد الذى بينه وبين المنصرف اس میں بھی راء کو فتحہ ہے، دون، ذلك العرق کا ظرف مستقر ہے اور بينه کی ضمیر بھی عرق کیطرف لوٹتی ہے یعنی وہ مسجد عرق اور منصرف کے بیچ میں پڑتی ہے مکہ جاتے وقت اب وہاں ایک مسجد بن گئی ہے مگر وہ عین نماز گاہ کے پاس نہیں ہے اسلئے عبد اللہ بن عمرؓ اس نئی بنی ہوئی مسجد میں بھی نماز نہیں پڑھتے تھے قوله ابتنى ماضی مجہول ہے ثم بمعنی ہناک ہے، اصیلی کے نسخہ میں یہاں بھی عبد اللہ کے بعد ابن عمر کا اضافہ ہے اور اس بنی ہوئی مسجد کو بائیں طرف پیچھے چھوڑ دیتے تھے (اسمیں عن يساره موضع ظرف میں ہے اور عن کیوجہ سے مجرور ہے اور وراءه میں دونوں حرکتیں جائز ہیں منصوب تو بتقدیر فی کا مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے اور یسارہ پر عطف کیوجہ سے مجرور۔ ويصلى امامه اور اس مسجد کے آگے نماز پڑھتے تھے۔ خود عرق الظبیہ پہاڑی کے پاس، اور عبد اللہ بن عمرؓ (مدینہ سے جاتے ہوئے) منصرف الروحاء سے دن ڈھلنے کے بعد روانہ ہوتے تھے مگر اس عرق الظبیہ تک پہنچنے سے پہلے ظہر کی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ عرق الظبیہ پہنچکر ہی ظہر پڑھتے تھے اور جب مکہ سے آتے ہوئے مدینہ کو جانا ہوتا تو اگر منصرف الروحاء سے گذر صبح ہونے سے ایک گھنٹہ یا اس سے کم بھی موقع ملتا تو یہیں منصرف الروحاء میں اتر پڑتے اور عرق الظبیہ کے پاس نماز فجر پڑھتے اور من اخر السحر سے مراد صبح کاذب اور صبح صادق کے بیچ کا حصہ ہے جس میں ایک گھنٹہ سے بھی کم وقت ملتا ہے اس طرح قبل الصبح بساعة اور اخر السحر معطوفین کے درمیان مناسبت

besturdubooks.wordpress.com

ہوگئی عرس آرام کرنے کیلئے یہاں اترتے اور یہیں صبح کی نماز پڑھتے تھے۔

حدیث ۴۷۰ تیسری منزل وان عبد اللہ حدثہ یہاں سے تیسری منزل رویثہ کا ذکر ہے یہ ایک قریہ جامعہ یعنی بڑی آبادی ہے اور یہ رُویثہ مدینہ منورہ سے سترہ فرسخ یعنی اکاون میل کے فاصلہ پر ہے اور روحاء سے چودہ میل کا فاصلہ ہے۔

عبد اللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ آپؐ (رویثہ) میں ایک بہت بڑے درخت کے نیچے نزول فرماتے اور غالبا اسی درخت کے نیچے نماز پڑھتے تھے اور یہ درخت راستہ کے دائیں طرف اور سامنے تھا (مطلب یہ ہیکہ سڑک پورے طور پر سیدھی نہیں تھی بلکہ ایسا گھوم تھا کہ دائیں طرف ہونے کے باوجود سامنے معلوم ہوتا تھا) اس کے بعد پھر ترجمہ پر نظر ڈالئے کہ حضرت ابن عمرؓ نے اس بڑے درخت کی کتنی علامتیں بتائیں۔ بہرحال آپؐ ٹیلہ سے گذرتے ہوئے بڑے درخت کے نیچے نزول فرماتے اور نماز پڑھتے۔

حدیث ۴۷۱ چوتھی منزل ان عبد اللہ بن عمر حدثہ یہاں سے چوتھی منزل عَرْج کا بیان ہے عرج بفتح العین المہملہ وسکون الراء ثم جیم قریۃ جامعۃ علی طریق مکۃ من المدینۃ بینہا وبین الرویثۃ اربعۃ عشر میلا (عمدہ) یعنی عرج مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک بڑی لبستی ہے اس کے اور رویثہ کے درمیان چودہ میل کا فاصلہ ہے۔ باقی حدیث کا ترجمہ دیکھئے سلمات جمع ہے سلمۃ کی بمعنی پتھر۔

حدیث ۴۷۲ پانچویں منزل یہاں سے پانچویں منزل ہرشٰی کا بیان ہے ہرشٰی بفتح الھاء و سکون الراء وفتح الشین المعجمۃ اس کے بعد الف مقصورہ بروزن فعلٰی (عمدہ)

یہ ہرشٰی ایک پہاڑی ہے جو مکہ مکرمہ کے راستہ میں ایسی جگہ واقع ہے جہاں شام اور مدینہ منورہ کے راستے مل جاتے ہیں سرحات سرحۃ کی جمع ہے بمعنی بڑا درخت مسیل پانی بہنے کی جگہ نالہ۔ کُراع کے معنی ہیں کنارہ۔ اس کے علاوہ کُراع گائے بکری کے پائے کو بھی کہتے ہیں لیکن یہاں بمعنی کنارہ ہے مزید وضاحت کیلئے ترجمہ دیکھئے۔

حدیث ۴۷۳ چھٹی منزل یہاں چھٹی منزل مرّ الظہران کا تذکرہ ہے یہ میم کے فتحہ، راء کی تشدید ظاء کے فتحہ اور ہاء کے سکون کے ساتھ ہے۔

یہ ایک وادی ہے جہاں سے مکہ مکرمہ کا فاصلہ سولہ میل رہ جاتا ہے آپؐ مرّ الظہران کی وادی میں بائیں جانب نزول فرماتے تھے جبکہ جانے والا مکہ مکرمہ کا قصد کررہا ہو آپؐ راستے سے اتنی دور نزول فرماتے تھے

besturdubooks.wordpress.com

کہ مقام نزول اور راستہ کے درمیان صرف پتھر پھینکنے کے بقدر فاصلہ رہتا۔ (باقی ترجمہ دیکھئے)

حدیث ۴۷۴ ساتویں منزل

یہ آپ کی ساتویں منزل اور آخری منزل ذی طوی ہے۔ طُوىٰ بضم الطاء للاکثر (فتح، عمدہ) یعنی اکثر کی روایت بضم الطاء ہے۔ وقال النووی رح ذوطوی بالفتح افصح ویجوز ضمہا وکسرھا الخ (عمدہ) یعنی اکثر کی روایت بضم الطاء ہے وقال النووی رح ذوطوی بالفتح افصح ویجوز ضمہا و کسرھا الخ (عمدہ)

خلاصہ یہ کہ طاء پر تینوں حرکتیں جائز ہیں اور واؤ کے بعد الف مقصورہ ہے یہ مکہ مکرمہ کے قریب ہے صرف تین میل کا فاصلہ ہے۔

اس کے بعد حدیث ۴۷۴ کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوی میں نزول فرماتے تھے۔ اور صبح تک وہاں قیام کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازگاہ ایک بڑے ٹیلے پر ہے وہاں جو مسجد بنی ہے اسمیں نہیں بلکہ اس سے نیچے ہے۔

بعض روایت میں ہے حتی یصبح ویغتسل ثم یدخل مکۃ نہارا، ان تمام روایات کے پیش نظر چند باتوں کا استحباب معلوم ہوا۔

(۱) جس شخص کے راستے میں ذوطوی پڑے اس کو وہاں رات گذارنا مستحب ہے۔

(۲) صبح کی نماز ذوطوی میں پڑھنا مستحب ہے (۳) دخول مکہ کیلئے غسل کرنا مستحب ہے گرچہ وضو کر لینا بھی کافی ہے (۴) مکہ مکرمہ میں بجائے رات کے دن کو داخل ہونا افضل ہے گرچہ رات کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونا مکروہ نہیں کیوں کہ رات کو داخل ہونا عمرہ جعرانہ سے ثابت ہے۔

حدیث ۴۷۵ آٹھویں مسجد فرضتی الجبل

فرضۃ کا تثنیہ فرضتین ہے اضافت کی وجہ سے نون گر گیا تو فرضتی الجبل ہوگیا۔ فرضۃ الجبل کے معنی ہیں مدخل الطریق الی الجبل (عمدہ) یعنی پہاڑ پر جانے کا راستہ ۲، پہاڑ کا نشیبی حصہ خواہ بیچ پہاڑ میں ہو یا کونے میں، یہاں دو مسجدیں ہیں ایک تو وہ ہے جو اکمہ یعنی اونچے ٹیلے پر ہے اور دوسری اس سے بائیں طرف ہٹ کر ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں نماز نہیں پڑھی بلکہ آنحضور ؐ مسجدوں کو بائیں طرف چھوڑ کر کالی پہاڑی میں سے دس ہاتھ نیچے اتر کر نماز پڑھتے تھے۔

لیکن یہ مستقل کوئی منزل نہیں ہے بلکہ صرف آپ کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

اس موقع پر نصر الباری آٹھویں جلد کتاب المغازی ص۲۰۲ کا مطالعہ مفید ہوگا انشاء اللہ

محمد عثمان غنی پھلپلوی

بَابٌ [۳۲] سُتْرَةُ الْإِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهُ

امام کا سترہ ان لوگوں کا بھی سترہ ہے جو اس امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں یعنی مقتدیوں کو علیحدہ سترہ لگانا ضروری نہیں امام کا سترہ کافی ہے

۴۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ نَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى حِمَارٍ أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِمِنًى إِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ۔

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ نے فرمایا کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اور میں ان دنوں جوانی کے قریب تھا (لیکن جوان نہیں ہوا تھا) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منیٰ میں دیوار کے علاوہ (کسی اور چیز کا) سترہ کر کے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے تو میں صف کے بعض حصہ کے سامنے سے گذرا اور اتر گیا اور میں نے گدھی کو چرنے کیلئے چھوڑ دیا اور خود صف میں شامل ہو گیا پھر کسی نے اس سلسلہ میں مجھ پر اعتراض نہیں کیا (یعنی نہ حضور اقدس ﷺ نے اور نہ ہی کسی صحابی نے اعتراض کیا۔)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة مستنبط من قوله الى غير جدار، علامہ عینی فرماتے ہیں کہ لفظ غیر جدار، یعنی دیوار کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف منہ کر کے یعنی سترہ بنا کر نماز پڑھا رہے تھے۔

قابلِ غور یہ ہے کہ جدار کی نفی کا فائدہ تو جب ہی ہوگا کہ دوسری چیز یعنی لاٹھی، نیزہ وغیرہ کا سترہ ہو پس ترجمۃ الباب سے مطابقت ظاہر ہو گئی۔

اشکال یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع بھی ہوئی؟ ہو سکتا ہے کہ ابن عباس رضؓ دوسری صف یا آخری صف میں شامل ہوئے ہوں، علامہ قسطلانی رحؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یری فی الصلوٰۃ

besturdubooks.wordpress.com

من ورائه كما يرى من امامه (قس) فلا اشكال۔
اس حدیث کی مزید تشریح کیلئے نصر الباری جلد اول حدیث ۷۵ کی تشریح کا مطالعہ مفید ہوگا انشاء اللہ

تعدد موضعہ والحديث ههنا ملك ومر مئلا ويأتي مـ۱۱۹ و منـ۲۵ وفى المغازى مـ۶۳۳۔

۴۷۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ أَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَاءَهُ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے دن (نماز کیلئے) نکلتے تو (اپنے خادم کو) نیزہ لے چلنے کا حکم دیتے چنانچہ وہ نیزہ آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا اور آپ اس کیطرف رُخ کرکے نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے رہتے اور آپ سفر میں بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ اسی وجہ سے امراء نے اس کو اختیار کیا ہے (یعنی نیزہ ساتھ رکھنے کی عادت بنالی ہے۔)

مطابقتہ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة فى امر بالحربة "فتوضع بين يديه فيصلى اليها والناس وراءه۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا ملك ويأتي فى باب الصلوٰة الى الحربة مـلك وفى العيدين مـ۱۳۳ وفى باب حمل العنزة او الحربة بين يدى الامام يوم العيد مـ۱۳۳۔

۴۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ بِالْبَطْحَاءِ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ تَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ۔

ترجمہ حضرت جحیفہؓ (وہب بن عبداللہ) سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو (میدان) بطحاء میں ظہر کی نماز دو رکعت اور عصر کی دو رکعت نماز پڑھائی (اور مسافر ہونے کی وجہ سے) اور آپ کے سامنے چھوٹا نیزہ تھا۔ آپ کے سامنے سے عورتیں اور گدھے گذرتے رہتے تھے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة فى بين يديه عنزة۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا ملك ومر مـ۳۱ و مـ۵۲ ويأتي ايضا باب الصلوة الى العنزه مـلك

besturdubooks.wordpress.com

وصـ۲ وصـ۸۸ ، وصـ۵۰۲ وصـ۵۰۳ وصـ۸۶۱ وصـ۸۷۱ واخرجہ مسلم فی کتاب الصلوٰۃ صـ۱۹۵ تا صـ۱۹۶

مقصد ترجمہ شیخ المشایخ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں "غرض المؤلف من عقد هذا الباب ان سترة الامام کاف للقوم الخ (شرح تراجم)

یعنی جماعت کی نماز میں ہر شخص کو الگ الگ سترہ قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ امام کیلئے جو سترہ قائم کیا گیا ہے وہی سترہ پوری قوم کیلئے ہے۔

یعنی امام کا سترہ مقتدیوں کیلئے کافی ہوگا۔ مقتدیوں کو علیحدہ سترہ قائم کرنیکی ضرورت نہیں۔

تشریحات سترہ بضم السین ما یستر بہ یعنی سترہ کے لغوی معنی ہیں ہر وہ چیز جس کے ذریعہ پردہ یا آڑ قائم کیجائے۔

فقہاء کی اصطلاح میں سترہ وہ چیز ہے جو نمازی کے آگے گذرنے والوں سے آڑ قائم کیجائے جس کی اونچائی یعنی طول کے اعتبار سے ایک ذراع اور موٹائی میں ایک انگلی کے برابر ہو تو کافی ہے اور سترہ بالکل پیشانی کی سیدھ میں نہ رکھنی چاہئے بلکہ دائیں یا بائیں آنکھ کے سامنے کر لینا چاہیئے۔

امام بخاریؒ مسجد کے احکام سے فراغت کے بعد سترہ کے احکام کو بیان کر رہے ہیں چونکہ عام طور پر مسجد میں سترہ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اس لئے احکام مسجد کے بعد سترہ کا بیان شروع فرمایا کہ اگر مسجد کے علاوہ کھلے میدان میں نماز پڑھنے کا اتفاق ہو تو سترہ قائم کر لینا چاہیئے۔

اور یہ سترہ قائم کرنا ائمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق مستحب ہے صرف امام احمدؒ سے بعض حضرات نے وجوب کا قول نقل کیا ہے واللہ اعلم

اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ جماعت کی نماز میں امام کیلئے سترہ قائم کر لینا کافی ہے۔ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ جو سترہ امام کا ہوتا ہے وہی مقتدیوں کیلئے بھی ہوتا ہے یا مقتدیوں کا سترہ خود امام ہے۔

جمہور ائمہ ثلاث حنفیہ شافعیہ اور حنابلہ تو یہی کہتے ہیں کہ جو سترہ امام کا ہے وہی مقتدی کا ہے۔ لیکن مالکیہ کے یہاں معتمد اور مشہور قول یہ ہے کہ امام کا سترہ تو وہی ہے جو امام کے سامنے قائم کیا گیا ہے لیکن مقتدیوں کا سترہ خود امام ہے۔

بَابُ (۳۳) قَدْرِ كَمْ يَنْبَغِي أَنْ يَكُوْنَ بَيْنَ الْمُصَلِّي وَالسُّتْرَةِ

نمازی اور سترہ کے درمیان کتنی مقدار کا فاصلہ ہونا چاہیئے؟

۴۷۹ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ

besturdubooks.wordpress.com

اَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ مُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاةِ۔

ترجمہ حضرت سہل بن سعدؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز (یعنی موضع سجود) اور دیوار قبلہ کے درمیان ایک بکری کے گذر سکنے کے بقدر فاصلہ تھا۔

مطابقة للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في "كان بين مصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وبين الجدار ممر الشاة۔

تعدد موضعہ والحديث هٰهنا ملك ويأتي في كتاب الاعتصام ص۱۹۰ واخرجه مسلم في الصلوٰة ص۱۹۷ وابوداؤد في كتاب الصلوٰة ص۱۰۱۔

۴۸۰۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ نَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ جِدَارُ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ مَا كَادَتِ الشَّاةُ تَجُوْزُهَا۔

ترجمہ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے بیان کیا کہ مسجد نبوی کی دیوار منبر سے اتنی قریب تھی کہ بمشکل بکری گذر سکے۔

ثلاثیات بخاری هٰذا الحديث من ثلاثيات البخاري اى بينه وبين النبي صلى الله عليه وسلم ثلاثة رجال۔

مطابقة للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة۔ كان جدار المسجد عند المنبر ما كادت الشاة تجوزها۔

مقصد ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے یہ ہے کہ مصلی (نمازی) کیلئے سترہ سے جو فاصلہ باب کے دونوں حدیثوں میں مذکور ہے اس سے تجاوز نہ کرنا چاہیے۔ یعنی سترہ نمازی کے سجدہ گاہ سے بالکل قریب ہونا چاہیے اتنا قریب کہ ایک بکری بھی بمشکل گذر سکے۔

اس سے ایک فائدہ یہ ہوگا کہ گذرنے والوں کا راستہ بھی تنگ نہ ہوگا۔

بَابُ ۳۳۲ الصَّلٰوةِ اِلَى الْحَرْبَةِ

نیزہ کیطرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا بیان

۴۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ

عن عبد اللہ بن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرکز
لہ الحربۃ فیصلی الیہا۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نیزہ گاڑ دیا جاتا تھا اور آپؐ اسکی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی کان یرکز لہ الحربۃ فیصلی الیہا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ۷۱ ویاتی ص۱۳۳ ،، و مر ۷۱ برقم ۴۷۷۔

مقصد ترجمہ اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد ایک شبہ کا ازالہ ہے چونکہ بعض اقوام ہتھیاروں کی پرستش کرتے ہیں۔ اور بت پرستوں کے تشبہ سے بچنا شریعت مطہرہ کا ایک اصول ہے جیسے آگ کیطرف رخ کر کے نماز پڑھنا ممنوع ہے۔

اس سے شبہ ہو سکتا تھا کہ ہتھیاروں کا سترہ بنانا، انکی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا جائز نہ ہو۔ امام بخاریؒ نے حدیث پیش کر کے اس کا جواز ثابت کر دیا چنانچہ آنے والا باب سے بھی یہی مقصد ہے۔

باب ۳۳۳ الصلوٰۃ الی العنزۃ

عنزہ (یعنی چھوٹے نیزے) کیطرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا بیان

۴۸۲۔ حدثنا آدم قال نا شعبۃ قال نا عون بن ابی جحیفۃ قال سمعت ابی قال خرج الینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالھاجرۃ فاتی بوضوء فتوضأ فصلی بنا الظھر والعصر وبین یدیہ عنزۃ والمرأۃ والحمار یمران من ورائھا۔

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ "وھی اقصر من الحربۃ" (قسطلانی)

ترجمہ حدیث حضرت ابو جحیفہؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے تو وضو کا پانی لایا گیا اور آپؐ نے وضو کیا اور آپؐ نے ہمیں ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی اور آپؐ کے سامنے (بطور سترہ) چھوٹا نیزہ تھا۔ اور عورتیں اور گدھے اس کے پیچھے سے گذر رہے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی فصلی بنا الظھر والعصر وبین یدیہ

besturdubooks.wordpress.com

عنزۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ۷۱ ومر ص ۳۱ و ۵۴ ویاتی ۴۲ و ۸۸ و ۵۰۲ و ۵۰۳ ومسلم ۱۶۹۔

۴۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ نَا شَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ تَبِعْتُهُ اَنَا وَغُلَامٌ وَمَعَنَا عُكَّازَةٌ اَوْ عَصًا اَوْ عَنَزَةٌ وَمَعَنَا اِدَاوَةٌ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ نَاوَلْنَاهُ الْاِدَاوَةَ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالک ؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضاء حاجت کیلئے نکلتے تو میں اور ایک لڑکا آپ کے پیچھے چلتے درانحالیکہ ہمارے ساتھ سنان دار ڈنڈا یا لاٹھی یا چھوٹا نیزہ ہوتا تھا اور ہمارے ساتھ پانی کا ایک لوٹا ہوتا تھا پھر جب آپ اپنی حاجت سے فارغ ہوجاتے تو ہم آپ کو لوٹا دیدیتے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ومعنا عکازۃ او عصا او عنزۃ۔ اس میں او تنویع کیلئے ہے یعنی ان تین چیزوں سے کوئی ایک چیز ساتھ ہوتی تھی جس سے دیگر فوائد کے ساتھ ساتھ سترہ کا کام بھی لیا جاتا تھا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ۷۱ ومر ص ۲۷ ″ ″ و ص ۳۵

مقصد ترجمہ امام بخاری ؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ سترہ میں تعمیم ہے خواہ بڑا نیزہ ہو یا چھوٹا نیزہ۔ تو سابق باب میں بڑے نیزے کا بیان تھا اور اس باب میں چھوٹے نیزے کا بیان ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک ہاتھ کا بھی سترہ ہو تو کافی ہے باقی تفصیل کیلئے نصر الباری جلد دوم حدیث ۱۵۱ اور حدیث ۱۵۲ کا مطالعہ کیجئے۔

باب ۳۳ السُّتْرَةِ بِمَكَّةَ وَغَيْرِهَا

مکہ معظمہ اور اسکے علاوہ دوسری جگہوں میں سترہ قائم کرنیکا بیان

۴۸۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَصَلَّى بِالْبَطْحَاءِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَنَصَبَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةً وَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَمَسَّحُونَ بِوَضُوئِهِ۔

besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ حضرت جحیفہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور آپؐ نے بطحا میں ظہر اور عصر کی دو دو رکعتیں پڑھائیں اور اپنے سامنے ایک چھوٹا سا نیزہ قائم کر لیا اور آپؐ نے وضوء کیا تو لوگ آپؐ کے وضو کے پانی کو (بطور تبرک) اپنے منہ پر ملنے لگے

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "ونصب بین یدیہ عنزۃ"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۲ ومر ص۳۱ وص۵۴ ویاتی ص۸۸ وص۵۰۲ وص۵۰۳ وص۸۶۱ و ص۸۷۱ باقی حوالہ کیلئے باب ص۲۵ کی حدیث ص۳۶۸ ملاحظہ فرمایئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ سترہ کے مسئلہ میں مکہ مکرمہ اور دوسرے مقامات میں کوئی فرق نہیں ہے جس طرح غیر مکہ میں کھلے میدان میں نماز پڑھنے کیلئے سترہ قائم کیا جاتا ہے اسی طرح اگر مکہ مکرمہ میں نماز پڑھنی ہو اور لوگوں کے آمد و رفت کا امکان ہو تو سترہ قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

حکمت سترہ سترہ میں دو حکمت ہے (۱) ربط خیال یعنی نمازی کا خیال منتشر نہ ہو یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیطرف پوری توجہ رہے خشوع ضائع نہ ہو۔

دوسری حکمت ہے حد بندی یعنی مصلی اپنی جائے نماز کو محدود کر لیتا ہے گویا زبان حال یعنی اپنے عمل سے گذرنے والے کو تبلا رہا ہے کہ یہ جگہ محدود و محفوظ ہے یہاں غلام اپنے مالک کے سامنے بصد تعظیم کھڑا ہو کر ہمکلامی کا شرف حاصل کر رہا ہے ایسی حالت میں درمیان سے گذرنا سخت منع اور بے ادبی ہے اس لئے سترہ قائم کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس حکمت کا تقاضا ہے کہ جہاں بھی کسی کے گذرنے کا امکان ہو۔ خواہ مکہ مکرمہ ہو یا اور کہیں سترہ کا حکم ہو گا۔ واللہ اعلم ع غ بیگوسرائے

باب ۳۳۵ الصلوٰۃ الی الاسطوانۃ وقال عمر المصلون احق بالسواری من المتحدثین الیھا وراٰی ابن عمر رجلا یصلی بین اسطوانتین فادناہ الی ساریۃ فقال صل الیھا۔

۴۸۵۔ حدثنا المکی بن ابراھیم قال نا یزید بن ابی عبید قال کنت آتی مع سلمۃ بن الاکوع فیصلی عند الاسطوانۃ التی عند المصحف فقلت یا ابا مسلم اراک تتحری الصلوٰۃ عند ھذہ الاسطوانۃ قال فانی رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتحری الصلوٰۃ عندھا۔

besturdubooks.wordpress.com

باب۔ ستون کیطرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا بیان۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نماز پڑھنے والے ستونوں کے زیادہ مستحق ہیں۔ ان لوگوں سے جو اس پر ٹیک لگا کر باتیں کریں۔

اور حضرت ابن عمرؓ نے ایک شخص کو دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھتے دیکھا تو اس کو پکڑ کر ایک ستون کے قریب کر دیا اور فرمایا اس طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔

تشریح اسطوانہ بضم الہمزہ ستون، کھما جمع اساطین المصلون احق نمازی زیادہ مستحق ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھنے والے اور باتیں کرنے والے ستون کی ضرورت میں دونوں مشترک ہیں یعنی باتیں کرنیوالوں کو ٹیک لگانے کی ضرورت ہے اور نماز پڑھنے والوں کو سترہ بنانے کی ضرورت ہے لیکن نمازی چونکہ عبادت میں ہے اس لئے زیادہ حقدار ہے (عمدہ)

سواری ساریۃ کی جمع ہے، بمعنی ستون، اب ترجمۃ الباب سے اثر کی مطابقت بھی واضح ہو گئی لان السواری ھی الاساطین۔

ترجمہ حدیث یزید بن ابی عبیدؒ (مولیٰ سلمہ بن اکوعؓ) نے بیان کیا کہ میں حضرت سلمہ بن اکوعؓ کے ساتھ (مسجد نبوی میں) آیا تھا تو وہ اس ستون کے پاس نماز پڑھتے تھے جہاں مصحف یعنی قرآن شریف رکھا رہتا تو میں نے کہا اے ابو مسلم (کنیت حضرت سلمہؓ ہے) میں دیکھتا ہوں کہ آپ کوشش کر کے اس ستون کے پاس نماز پڑھتے ہیں (اسکی کیا وجہ ہے؟) تو حضرت سلمہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ کوشش کر کے اس ستون کے پاس نماز پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "فیصلی عند الاسطوانۃ"۔

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَقَدْ أَدْرَكْتُ كِبَارَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ يَبْتَدِرُونَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ وَزَادَ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَنَسٍ حَتَّى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابۂ کرامؓ کو دیکھا کہ مغرب کی اذان کے وقت ستون کیطرف (دو رکعت پڑھنے کیلئے) لپکتے اور شعبہ نے عمرو بن عامر سے انھوں نے حضرت انسؓ سے اس حدیث میں اتنا اضافہ کیا ہے یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے حجرہ سے) باہر تشریف لائیں۔

besturdubooks.wordpress.com

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی یبتدرون السواری عند المغرب، لان السواری ھی الاساطین کما مرّ آنفا

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص ۷۲ ویاتی ص ۸۷

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے سترہ کے معاملہ میں توسع وتعمیم کی وضاحت ہے کہ ایک تو سترہ کیلئے حربہ، عنزہ اور لاٹھی ہی ضروری نہیں ہے بلکہ سترہ سے مقصود حدبندی ہے خواہ جس چیز سے بھی ہو۔

دوسرے یہ کہ سترہ کی ضرورت اگرچہ میدان میں زیادہ ضروری ہے مسجد میں سترہ کی ضرورت نہیں ہے لیکن بہتر اور مستحب یہ ہے کہ فرض سے قبل یا بعد کے سنن ونوافل بھی کسی ستون کی آڑ میں پڑھے تاکہ نمازیوں کو نکلنے میں یا اندر جانے میں سہولت ہو، سنن ونوافل میں اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ کسی ستون کے قریب پڑھے کسی آنے جانیوالوں کیلئے رکاوٹ نہ بنے۔

باب ۳۳۶ الصلوٰۃ بین السواری فی غیر جماعۃ

دوستونوں کے درمیان تنہا نماز پڑھنے کا بیان (یعنی جائز ہے)

۴۸۷ - حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ نَا جُوَیْرِیَۃُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْبَیْتَ وَاُسَامَۃُ بْنُ زَیْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَۃَ وَبِلَالٌ فَاَطَالَ ثُمَّ خَرَجَ وَکُنْتُ اَوَّلَ النَّاسِ دَخَلَ عَلٰی اَثَرِہٖ فَسَاَلْتُ بِلَالًا اَیْنَ صَلّٰی فَقَالَ بَیْنَ الْعَمُوْدَیْنِ الْمُقَدَّمَیْنِ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے اندر تشریف لیگئے اور آپؐ کے ساتھ) اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ (کلید بردار) اور بلالؓ (بھی اندر گئے) آپ دیر تک اندر رہے پھر باہر نکلے اور میں پہلا شخص تھا جو آپؐ کے بعد داخل ہوا اور حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی؟ تو انھوں نے کہا آگے کے دوستونوں کے درمیان

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فسالت بلالا این صلی فقال بین العمودین المقدمین۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص ۷۲ ویاتی متصلا ص ۷۲ ومر ص ۵۷ وص ۷۶ وص ۲۱۷ و ص ۴۱۹ و ص ۶۱۴ وص ۶۳۱ ومسلم فی الحج ص ۴۲۸ وابوداؤد فی المناسک فی باب الصلوٰۃ

besturdubooks.wordpress.com

فی الکعبہ ص۲۷۷ ونسائی کتاب المساجد فی الصلوٰۃ فی الکعبہ ص۸۰

۴۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْکَعْبَۃَ وَاُسَامَۃُ بْنُ زَیْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَۃَ الْحَجَبِیُّ فَاَغْلَقَھَا عَلَیْہِ وَ مَکَثَ فِیْھَا فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِیْنَ خَرَجَ مَاصَنَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ یَسَارِہٖ وَعَمُوْدًا عَنْ یَمِیْنِہٖ وَثَلٰثَۃَ اَعْمِدَۃٍ وَرَائَہٗ وَکَانَ الْبَیْتُ یَوْمَئِذٍ عَلٰی سِتَّۃِ اَعْمِدَۃٍ ثُمَّ صَلّٰی وَقَالَ لَنَا اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ فَقَالَ عَمُوْدَیْنِ عَنْ یَمِیْنِہٖ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اسامہ بن زیدؓ حضرت بلالؓ اور حضرت عثمان بن طلحہ حجبیؓ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے پھر عثمان بن طلحہؓ نے اندر سے دروازہ بند کر دیا اور آپؐ کعبہ کے اندر ٹھہرے رہے پھر جب آپؐ باہر نکلے تو میں نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر کیا کام کیا؟ تو انھوں نے تبلایا کہ آپؐ نے ایک ستون کو تو اپنے بائیں طرف کیا اور ایک ستون کو اپنے داہنی طرف کیا اور تین ستونوں کو اپنے پیچھے چھوڑا اور اس زمانہ میں بیت اللہ میں چھ ستون تھے۔ پھر آپؐ نے نماز پڑھی۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں اور ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے کہا کہ مجھ سے امام مالکؒ نے یہ حدیث یوں بیان کی کہ آپؐ نے اپنے داہنی طرف دو ستونوں کو کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "جعل عمودا عن یسارہ وعمودا الی اٰخرہ"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۲ باقی صفحات کیلئے حدیث مذکورہ بالا دیکھئے۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں "ای ھی جائزۃ والکراھۃ لیس الا فی الصلوٰۃ بین السواری فی الجماعۃ"

یعنی ستونوں کے درمیان نماز پڑھنا جائز ہے کراہت تو صرف جماعت کی نماز میں ہے یعنی اگر کوئی شخص اکیلا نماز پڑھنا چاہے تو دو ستونوں کے درمیان پڑھ سکتا ہے جیسا کہ امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں "فی غیر جماعۃ" کی قید لگا کر واضح کر دیا کہ بعض روایات میں جو ستونوں کے درمیان نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے اس کا تعلق نماز جماعت سے ہے امام بخاریؒ نے اس باب میں دو روایات

besturdubooks.wordpress.com

ذکر کرکے ثابت کردیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے اندر ستونوں کے درمیان نماز پڑھی۔ معلوم ہوا کہ ستونوں کے درمیان تنہا نماز پڑھنا جائز ہے۔

اشکال باب کی دوسری روایت یعنی امام مالکؒ کی روایت میں یہ اشکال ہے کہ جعل عمودا عن یسارہ اور عمودا عن یمینہ تو یہ دو یعنی دو ستون ہوئے اس کے بعد فرمایا: وثلاثۃ اعمدۃ وراءہ۔ یعنی تین ستون آپؐ نے پیچھے چھوڑے تو مجموعہ پانچ ہوئے۔ پھر فرماتے ہیں وعان البیت الخ یعنی اس زمانے میں بیت اللہ میں چھ ستون تھے (عمدہ)

علامہ عینیؒ علامہ کرمانی کے حوالہ سے جواب نقل کرتے ہیں کہ لفظ عمود جنس ہے ایک اور دو سب کا احتمال ہے جیسا کہ امام مالکؒ ہی سے دوسری روایت ذکر کرکے اشکال کو دور کردیا حدثنی مالك فقال عمودین عن یمینہ۔ اس سلسلہ میں امام مالکؒ سے مختلف الفاظ منقول ہیں چنانچہ مسلم شریف کی روایت میں ہے عمودین عن یسارہ وعمودا عن یمینہ۔

مزید تفصیل کیلئے عمدۃ القاری کا مطالعہ کیجئے۔

بابٌ ۳۳۷ بلا ترجمہ

۴۸۹- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ نَا اَبُوْ ضَمْرَةَ قَالَ نَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا دَخَلَ الْكَعْبَةَ مَشٰى قِبَلَ وَجْهِهٖ حِيْنَ يَدْخُلُ وَجَعَلَ الْبَابَ قِبَلَ ظَهْرِهٖ فَمَشٰى حَتّٰى يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِيْ قِبَلَ وَجْهِهٖ قَرِيْبًا مِّنْ ثَلٰثَةِ اَذْرُعٍ صَلّٰى يَتَوَخَّى الْمَكَانَ الَّذِيْ اَخْبَرَهٗ بِهٖ بِلَالٌ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْهِ قَالَ وَلَيْسَ عَلٰى اَحَدِنَا بَاْسٌ اِنْ صَلّٰى فِيْ اَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ۔

بابٌ ھذا باب بالتنوین من غیر ترجمۃ۔

ترجمہ حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب کعبہ کے اندر داخل ہوتے تو اپنے سامنے کی جانب بڑھتے چلے جاتے اور خانہ کعبہ کے دروازے کو اپنی پشت کی طرف کرلیتے اور آگے بڑھتے یہاں تک کہ جب انکے درمیان اور اس دیوار کے درمیان جو سامنے کی جانب میں تھی قریب تین ہاتھ کے فاصلہ رہ جاتا تو نماز پڑھتے اور اسی جگہ قصد کرکے نماز پڑھتے جس جگہ کے بارے میں حضرت بلال رضؓ نے انہیں اطلاع دی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ ہم میں سے کسی کیلئے اس بات میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ وہ بیت اللہ کے جس گوشہ میں چاہے نماز پڑھے

besturdubooks.wordpress.com

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ؟ یہ باب بلا ترجمہ ہے اور کالفصل من الباب السابق ہے باب سابق میں بین السواری نماز کا بیان تھا اور اس باب روایت میں بین السواری نماز کی تصریح نہیں ہے اس لئے پورے طور پر باب سابق سے متعلق نہیں ہے کہ آپ نے دیوار کعبہ سے تین ذراع کے فاصلہ پر نماز پڑھی ہے اور یہ جگہ ستونوں کے درمیان ہی تھی اس لئے باب سابق سے ایک گونہ تعلق ہے۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ | والحدیث ھھنا ص۷۲ و مر ص۵۷ و ص۲۱۶۔ باقی کیلئے حدیث سابق دیکھئے۔

مقصد | امام بخاری نے خود حضرت ابن عمرؓ کے قول سے وضاحت کر دی کہ حضرت ابن عمرؓ کا اتباع وتتبع واجب وضروری سمجھ کر نہیں تھا صرف مندوب و مستحب خیال کر کے کرتے تھے جیسا کہ فرمادیا: ولیس علی احدنا الخ یعنی بیت اللہ کے اندر جہاں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے۔

بابٌ ۳۴۵ الصَّلٰوۃِ اِلَی الرَّاحِلَۃِ وَالْبَعِیْرِ وَالشَّجَرِ وَالرَّحْلِ۔

سواری اور اونٹ اور درخت اور کجاوہ کیطرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا بیان

۴۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ الْمُقَدَّمِیُّ الْبَصْرِیُّ قَالَ نَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یُعَرِّضُ رَاحِلَتَہٗ فَیُصَلِّیْ اِلَیْھَا قُلْتُ اَفَرَاَیْتَ اِذَا ھَبَّتِ الرِّکَابُ قَالَ کَانَ یَاْخُذُ الرَّحْلَ فَیُعَدِّلُہٗ فَیُصَلِّیْ اِلٰی آخِرَتِہٖ اَوْ قَالَ مُؤَخَّرِہٖ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَفْعَلُہٗ۔

ترجمہ حدیث | حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری کو سامنے عرض (چوڑائی) میں بٹھالیتے پھر اسکی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے۔ نافع کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے پوچھا بتائیے تو کہ اگر سواری حرکت کرنے لگے (پیاس سے پانی پینے یا چرنے چلی جائے) تو آپؐ کیا کرتے تھے؟ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ آپؐ کجاوہ لیتے اور اس کو اپنے سامنے سیدھا رکھتے پھر اسکی پچھلی لکڑی کیطرف رخ کر کے نماز پڑھتے۔ نافع کہتے ہیں کہ اور ابن عمرؓ بھی ایسا کیا کرتے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ یعرض راحلتہ فیصلی الیھا۔

besturdubooks.wordpress.com

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھُنا ص۷۲ و مرّ ص۶۱ و مسلم ص۱۹۵

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ نمازی کیلئے سترہ میں توسع ہے جیسے درخت دیوار کو سترہ بنا کر نماز پڑھ سکتے ہیں اسی طرح اونٹ وغیرہ کو بھی سترہ کے طور پر استعمال کرنا درست ہے حیوان کو سترہ بنانے کے مسئلہ میں امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ سے کراہت منقول ہے۔

لیکن جمہور حنفیہ و حنابلہ کے نزدیک حیوان کو سترہ بنانا درست ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔ یہی امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی مذہب ہے گویا امام بخاری رحمہ اللہ جمہور حنفیہ و حنابلہ کی موافقت و تائید کر رہے ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کر دی۔ یعرض راحلتہ فیصلی الیہا۔

اس سلسلہ میں امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے مستقل باب قائم کیا ہے باب الصلوٰۃ الی الراحلۃ، اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی الی بعیرہ۔

(ابوداؤد اول ص۱۰۰)

بابُ ۳۳۹ الصّلوٰۃِ اِلی السَّرِیْرِ

تخت (یا چارپائی) کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا بیان

۴۹۱ - حدّثنا عثمانُ بنُ ابی شیبۃَ قالَ نا جریرٌ عن منصورٍ عن ابراھیمَ عن الاسودِ عن عائشۃَ قالتْ اَعدلتمونا بالکلبِ والحمارِ لقد رأیتُنی مُضطجعۃً علی السَّریرِ فیجیءُ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فیتوسّطُ السَّریرَ فیُصلّی فاکرہُ ان اُسنحَہٗ فانسلُّ من قِبلِ رِجلَیِ السَّریرِ حتّی انسلَّ من لحافی۔

ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے ہم (عورتوں) کو کتے اور گدھے کے برابر کر دیا بلاشبہ میں نے اپنے تئیں دیکھا (یعنی بے شک مجھے خوب یاد ہے) کہ میں چارپائی پر لیٹی رہتی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور چارپائی کے بیچ میں آجاتے اور نماز پڑھتے پھر مجھے برا معلوم ہوتا کہ آپ کے سامنے رہوں تو میں چارپائی کی پائنتی کی طرف سے کھسک کر لحاف سے نکل جاتی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "فیتوسط السریر فیصلی"

besturdubooks.wordpress.com

تعددموضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۳ ومر ص۵۶ ،، ویاتی ص۷۳ ،، ،، وص۷۴ ،، وص۱۳۶ وص۱۶۱ وص۹۲۸ ومسلم فی الصلوٰۃ ص۱۹۷ تا ص۱۹۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ اس باب سے سترہ کے مسئلہ میں مزید توسع اور عموم بتانا چاہتے ہیں کہ سترہ کیلئے اگر لاٹھی و نیزہ کے علاوہ گھر کی چارپائی و پلنگ وغیرہ کو سترہ بنا کر نماز پڑھے تو یہ بھی درست ہے۔

باب ۳۴۷ لِيَرُدَّ الْمُصَلِّي مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَرَدَّ ابْنُ عُمَرَ فِي التَّشَهُّدِ وَفِي الْكَعْبَةِ وَقَالَ إِنْ أَبَى إِلَّا أَنْ يُقَاتِلَهُ قَاتَلَهُ۔

۴۹۲ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ نَا يُونُسُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ نَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَدَوِيُّ قَالَ نَا أَبُو صَالِحٍ السَّمَّانُ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ يُصَلِّي إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ شَابٌّ مِنْ بَنِي أَبِي مُعَيْطٍ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَدَفَعَ أَبُو سَعِيدٍ فِي صَدْرِهِ فَنَظَرَ الشَّابُّ فَلَمْ يَجِدْ مَسَاغًا إِلَّا بَيْنَ يَدَيْهِ فَعَادَ لِيَجْتَازَ فَدَفَعَهُ أَبُو سَعِيدٍ أَشَدَّ مِنَ الْأُولَى فَنَالَ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ ثُمَّ دَخَلَ عَلَى مَرْوَانَ فَشَكَا إِلَيْهِ مَا لَقِيَ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ وَدَخَلَ أَبُو سَعِيدٍ خَلْفَهُ عَلَى مَرْوَانَ فَقَالَ مَا لَكَ وَلِابْنِ أَخِيكَ يَا أَبَا سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ۔

باب۔ اگر کوئی نمازی کے سامنے سے گذرنا چاہے تو اسے روک دینا چاہیئے، حضرت ابن عمرؓ نے التحیات پڑھتے وقت اور کعبہ میں (گذرنے والے کو) روکا اور فرمایا کہ اگر کوئی گذرنے والا لڑائی کے بغیر باز نہ آئے تو اس سے لڑنا چاہیئے۔

ترجمہ حدیث ابوصالح السمان نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوسعید خدریؓ کو دیکھا وہ جمعہ کے دن لوگوں سے آڑ کیے ہوئے (یعنی کسی چیز کا سترہ قائم کر کے) نماز پڑھ رہے ہیں، ابومعیط کی اولاد میں سے ایک جوان (ولید بن عقبہ) نے ان کے سامنے سے گذرنا چاہا تو حضرت ابوسعیدؓ نے اس کے

besturdubooks.wordpress.com

سینے پر ہاتھ مار کر ہٹا دیا اس پر جوان نے (ادھر ادھر) دیکھا مگر سوائے ان کے سامنے گذرنے کے کوئی راستہ نہیں پایا پھر دوبارہ گذرنا چاہا تو حضرت ابوسعیدؓ نے پہلے سے بھی زیادہ سختی سے دھکا دیا تو اس (ابن ابی معیط) نے حضرت ابوسعید خدریؓ کو گالی دی پھر مروان کے پاس پہنچا اور حضرت ابوسعیدؓ سے جو تکلیف اسے پہنچی تھی۔ اس کی شکایت کی اور حضرت ابوسعیدؓ بھی اس کے پیچھے ہی مروان کے پاس پہنچے، مروان نے کہا اے ابوسعید آپ کے اور آپ کے بھتیجے کے درمیان کیا معاملہ ہے؟ حضرت ابوسعیدؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جب تم سے کسی چیز کو سترہ بنا کر نماز پڑھے اور کوئی اس کے سامنے گذرنا چاہا تو وہ اس کو روکدے پھر اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے قتال کرے کیونکہ وہ گذرنے والا شیطان ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فاراد احد ان یجتاز بین یدیہ فلید فعہ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۳۷ و باقی ص۴۶۳ و مسلم فی الصلوٰۃ ص۱۹۷ و ابوداؤد اول فی الصلوٰۃ ص۱۰۱

مقصد ترجمہ چونکہ حدیث پاک کے فلیدفعہ میں اختلاف ہے کہ یہ امر کیا ہے؟ حنفیہ کے نزدیک اباحت کیلئے ہے یعنی رخصت ہے۔

۲ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک استحباب کیلئے ہے ۳ ظاہریہ کے نزدیک وجوب کیلئے۔ امام بخاریؒ کا مقصد جمہور یعنی ائمہ ثلاث رحؒ کی موافقت وتائید ہے یعنی دفع المار مستحب ہے۔

تشریح اس حدیث میں دو چیزیں مذکور ہیں (۱) دفع المار یعنی گذرنے والے کو دفع کرنا، روکنا۔ (۲) مقاتلہ یعنی گذرنے والا اگر اشارے سے یا تسبیح سے باز نہ آئے تو سختی کرے یعنی دھکا دیدے۔

دفع المار کا ایک فائدہ تو مصلی کا ہے کہ خشوع زائل نہ ہو، اور دوسرا فائدہ گذرنے والے کا ہے کہ نمازی کے آگے گذرنے کے گناہ سے بچ جائے گا۔

دوسری چیز مقاتلہ ہے قال عیاض اجمعوا علیٰ انہ لا تلزمہ مقاتلتہ بالسلاح ولا بما یؤدی الیٰ ھلاکہ الخ (عمدہ)

مطلب یہ ہے کہ ہتھیار سے یا ہتھیار جیسے مہلک اشیاء سے لڑنا لازم نہیں کیونکہ اس صورت میں عمل کثیر ہوگا جو مفسد صلوٰۃ ہوگا۔

اس لئے محتاج تاویل ہے ۱ یہ ارشاد بطور تغلیظ ہے فی الواقع قتال کی اجازت مقصود نہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

۲؎ قتال مراد لعنت ہے۔
۳؎ یہ منسوخ ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب نماز کے اندر افعال واقوال جائز تھے لیکن جب آیت شریفہ قوموا للہ قانتین نازل ہوئی تو یہ سب منسوخ ہو گئے۔
۴؎ بعض حضرات نے بعد الصلوٰۃ پر محمول کیا ہے کہ نماز کے بعد تنبیہ کرے بہر حال نمازی کو تو حالت نماز میں دفع المار سے بھی پرہیز کرنا ہی بہتر ہے۔ چہ جائے کہ قتال و فساد۔

واللہ اعلم

باب ۳۲۴ اِثْمِ الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي

نمازی کے سامنے سے گذرنیوالے کے گناہ کا بیان

۴۹۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ اَرْسَلَهٗ اِلٰى اَبِي جُهَيْمٍ يَسْاَلُهٗ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي فَقَالَ اَبُوْ جُهَيْمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَهٗ مِنْ اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا اَدْرِيْ قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَةً۔

ترجمہ حدیث بسر بن سعید رضہ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن خالد جہنی انصاری رضہ نے انہیں (یعنی بسر بن سعید کو) حضرت ابو جہیم انصاری رضہ کی خدمت میں بھیجا کہ وہ حضرت ابو جہیم رضہ سے یہ پوچھیں کہ انھوں نے نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے تو حضرت ابو جہیم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والا یہ جانتا کہ اس گذرنے پر کتنا گناہ ہوگا تو البتہ چالیس تک کھڑا رہنا اس کو پسند ہوتا اس سے کہ سامنے گذرے۔ ابو النضر کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ بسر بن سعید رضہ نے چالیس دن کہا تھا یا چالیس مہینے یا چالیس سال؟

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " لو یعلم المار بین یدی المصلی

besturdubooks.wordpress.com

ماذا علیہ الخ

تعدد موضعہ | والحدیث ھھنا ص۷۳ وخرجہ مسلم اوّل ص۱۹۷ وابن ماجہ ص۶۸۔

مقصد ترجمہ | باب سابق کی حدیث میں تھا فلید فعہ، اس کی تشریح میں بتایا گیا تھا کہ اس میں دو احتمال ہے ۱ مصلی کا فائدہ کہ وصلہ خداوندی ختم نہ ہو، خشوع زائل نہ ہو۔ دوسرا فائدہ دفع المار سے گذرنے والے کا ہے۔

امام بخاریؒ کا رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔

امام بخاریؒ نے اس مقصد کا استدلال حدیث پاک کے "ماذا علیہ" ای من الاثم سے کیا ہے۔ یعنی گذرنے والا اگر مصلی کے سامنے سے گذرے گا تو گنہگار ہوگا لہٰذا اس گناہ اور اس گناہ کے وبال سے بچانے کیلئے فلید فعہ کا حکم دیا جیسے کوئی اندھا جا رہا ہو اور اس کے آگے کنواں آجائے جس میں اس اندھے کے گر جانے کا احتمال ہو تو اس مصلی کو نماز توڑ دینی ہوگی اسی طرح یہاں چونکہ گذرنے والا ایک بڑے وبال سے گذر رہا ہے لہٰذا اس سے اس کو بچانا ضروری ہے اور حکم ہوا فلید فعہ۔

قال اربعین یہاں روایت میں ابہام ہے لیکن بعض روایت میں تصریح ہے وقد وقع فی مسند البزار من طریق ابن عیینۃ التی ذکرھا ابن القطان لکان ان یقف اربعین خریفا (فتح الباری جلد اوّل ص۶۹۷)

اس سے متعین ہو گیا کہ چالیس سال کھڑا رہنا پسند کریگا لیکن گذرنے کی ہمت نہیں ہوگی۔

باب ۳۴۲ اِسْتِقْبَالِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ وَهُوَ يُصَلِّي

ذَكَرَهُ عُثْمَانُ اَنْ يَسْتَقْبِلَ الرَّجُلُ وَهُوَ يُصَلِّي وَهٰذَا اِذَا اشْتَغَلَ بِهٖ فَاَمَّا اِذَا لَمْ يَشْتَغِلْ بِهٖ فَقَدْ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا بَالَيْتُ اِنَّ الرَّجُلَ لَا يَقْطَعُ صَلٰوةَ الرَّجُلِ۔

۴۹۴ - حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ قَالَ اَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهٗ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالُوْا يَقْطَعُهَا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ فَقَالَتْ لَقَدْ جَعَلْتُمُوْنَا كِلَابًا لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَاِنِّي لَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَاَنَا مُضْطَجِعَةٌ عَلَى السَّرِيْرِ فَتَكُوْنُ لِيَ الْحَاجَةُ وَاَكْرَهُ اَنْ اَسْتَقْبِلَهٗ فَاَنْسَلُّ

besturdubooks.wordpress.com

اِنسلاً وعن الاعمش عن ابراھیم عن الاسود عن عائشۃ نحوہ۔

باب۔ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہو دوسرے شخص کا اس نمازی کیطرف منہ کرنے کا بیان۔ اور حضرت عثمان نے مکروہ قرار دیا ہے کہ کوئی شخص نمازی کے سامنے منہ کرکے بیٹھے۔

امام بخاری رح کہتے ہیں کہ یہ کراہت اس صورت میں ہے کہ جب کہ نمازی کا دھیان بٹے لیکن اگر اس کا دھیان نہ بٹے تو حضرت زید بن ثابت رض نے فرمایا کہ میں اس کی پرواہ نہیں کرتا کیوں کہ مرد کا سامنے سے آنا مرد کیلئے قاطع نماز نہیں ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ ان کے (یعنی حضرت عائشہ رض کے) سامنے ان چیزوں کا تذکرہ ہوا جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے چنانچہ لوگوں نے کہا کہ کتا، گدھا اور عورت نماز کو توڑ دیتی ہیں۔ (یعنی اگر نمازی کے آگے ان میں سے کوئی آجائے) اس پر حضرت عائشہ رض نے فرمایا! تم لوگوں نے ہم عورتوں کو کتا بنا دیا (یعنی کتے کے برابر کر دیا) حالانکہ میں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نماز پڑھ رہے ہیں اور میں آپؐ کے اور آپ کے قبلہ کے درمیان تخت پر لیٹی رہتی پھر مجھے کوئی ضرورت ہوتی۔ تو میں آپؐ کے سامنے منہ کرنا ناپسند کرتی تو میں (پائنتی سے) کھسک جاتی۔ اس حدیث کو اعمش نے ابراہیم سے انہوں نے اسود سے انھوں نے حضرت عائشہ رض سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " واکرہ ان استقبلہ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۳ و مرّ ص۵۶ " " وص۷۲ ویاتی ص۷۳ " وص۷۴ " وص۱۳۶ و ص۱۶۱ و ص۹۲۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ عورت کا نمازی کے سامنے ہونا قاطع صلوٰۃ نہیں ہے

اشکال اشکال یہ ہے کہ ترجمۃ الباب ہے استقبال الرجل الرجل یعنی مرد کا مرد کے سامنے ہونا اور روایت میں عورت کا مرد کے سامنے ہونا ہے۔

جواب: جب عورت کے سامنے آنے سے نماز میں کوئی خلل وفساد نہیں آتا تو مرد کے سامنے آنے سے بدرجہ اولیٰ فساد نہ ہوگا۔

باب ۳۴۳ الصلوٰۃ خلف النائم

سونے والے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا بیان

besturdubooks.wordpress.com

۴۹۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ نَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلَى فِرَاشِهِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ أَيْقَظَنِي فَأَوْتَرْتُ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے اور میں آپ کے بچھونے پر آڑے (جنازے کی طرح) سوتی رہتی پھر جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھے بیدار کر دیتے اور میں وتر پڑھتی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "یصلی وانا راقدۃ معترضۃ علی فراشہ"

اشکال ترجمۃ الباب خلف النائم ہے اور حدیث شریف میں خلف النائمۃ ہے۔ فکیف التطبیق؟

جواب ۱: احکام شرعیہ میں مرد وعورت یکساں ہیں۔ الا ما خصہ الدلیل۔

۲: جب سونے والی عورت کے پیچھے نماز جائز ہے تو سونے والے مرد کے پیچھے بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

۳: ترجمۃ الباب میں خلف النائم سے مراد خلف الشخص ہے خواہ مرد ہو یا عورت (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۳ ومر ص۵۶ " وص۷۲ ویاتی ص۷۳ " " وص۱۴۲ وص۱۳۶ وص۱۶۱ وص۹۳۸۔

مقصد ترجمہ چونکہ ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت سے سونے والے اور باتیں کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے صاف کر دیا کہ یہ ممانعت علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ تفصیل یہ ہے کہ اگر سونے والے کے کسی حرکت سے نماز کے خشوع کے قاطع وزائل ہونے کا اندیشہ ہو۔

ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تصلوا خلف النائم و لا المتحدث۔ (ابوداؤد جلد اول ص۱۰۱)

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سونے اور باتیں کرنے والے کے پیچھے نماز مت پڑھو۔

ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے باتیں کرنے والے

besturdubooks.wordpress.com

یصلی خلف المتحدث والنائم۔ اور سونے والے کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے ص۷۹۔

امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ ان روایتوں میں بھی وہی تاویل کیجائے گی کہ سونے والا مثلاً زور سے خراٹے لیتا ہے یا باتیں کرنے والا زور سے باتیں کرتا ہے جس سے نمازی کی طبیعت میں انتشار پیدا ہو جائے۔ یا سونے والے کو ضراط وغیرہ خارج ہو تو خشوع میں فرق پڑے۔ تو ان صورتوں میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے کہ نماز میں وصلہ خداوندی نے فاسد ہونے کا خطرہ ہے۔ لیکن اگر سونے والے یا باتیں کرنے والے سے اس طرح کی کسی حرکت کا اندیشہ نہ ہو تو نماز جائز ہے جیسا کہ امام بخاری رحؒ نے حضرت عائشہ رضؓ کی روایت پیش کرکے ثابت کیا ہے اور اس طرح کی روایت مسلسل آرہی ہیں۔

بابٌ ۳۴۳ التطوع خلف المرأۃ

عورت کے پیچھے نفل نماز پڑھنے کا بیان

۴۹۶۔ حدثنا عبدُ اللهِ بن یوسفَ قال انا مالكٌ عن ابی النضرِ مولیٰ عمرَ بنِ عُبیدِ اللهِ عن ابی سلمةَ بنِ عبدِ الرحمٰنِ عن عائشةَ زوجِ النبیِّ صلی اللهُ علیهِ وسلم انها قالت كنتُ انامُ بینَ یدی رسولِ اللهِ صلی اللهُ علیهِ وسلم ورجلای فی قبلتِهٖ فاذا سجدَ غمزنی فقبضتُ رجلیَّ فاذا قام بسطتُها قالت والبیوتُ یومئذٍ لیس فیها مصابیحُ۔

ترجمہ حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوئی ہوتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے قبلہ کی جگہ میں ہوتے پھر جب آپ سجدہ کرنے لگتے تو ہاتھ سے مجھکو چھو دیتے (یعنی پاؤں پر ہاتھ رکھدیتے) تو میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی پھر جب آپ کھڑے ہوتے تو میں پاؤں پھیلا لیتی حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ ان دنوں گھر میں چراغ نہ ہوتے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة فی "كنت انام بین یدی رسول الله صلی علیه وسلم ورجلای فی قبلته

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۷۳ باقی صفحات کے لئے حدیث سابق حدیث ص۴۹۵ کے صفحات دیکھیے۔

besturdubooks.wordpress.com

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ اگر عورت سامنے لیٹی ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے رہا یہ اشکال کہ یہ جواز کا حکم تو فرض نماز ہو یا نفل سب جائز ہے پھر نفل کی خصوصیت کیوں ؟

جواب: چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرائض ہمیشہ مسجد ہی میں ادا فرماتے تھے گھر میں تو سنن ونوافل ہی پڑھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ بعض حضرات سے جو خلف المرأۃ کی کراہت منقول ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو تسلیم نہیں ہے۔ اس لئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف ابواب کے اندر مختلف طور سے جواز ثابت کر دیا۔

یا یہ کہا جائے کہ کراہت اس وقت ہے جبکہ نمازی کے خشوع میں خلل کا اندیشہ ہو تو مکروہ ہے ورنہ نہیں نیز اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ مس مرأۃ ناقض وضو نہیں ہے

بَابٌ ۳۴۵ مَنْ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ

ان لوگوں کی دلیل کا بیان جو کہتے ہیں کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی

۴۹۷۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ نَا الْأَعْمَشُ قَالَ نَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ ح قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِي مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ فَقَالَتْ شَبَّهْتُمُونَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَإِنِّي عَلَى السَّرِيرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةٌ فَتَبْدُو لِي الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَجْلِسَ فَأُوذِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے سامنے ان چیزوں کا ذکر کیا گیا جو نماز توڑ دیتی ہیں یعنی کتا، گدھا اور عورت (یعنی ان چیزوں کا نمازی کے سامنے گذرنا قاطع صلوٰۃ ہے) تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم لوگوں نے ہم (عورتوں) کو گدھوں اور کتوں کے مشابہ قرار دیا، خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور چارپائی پر آپ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی رہتی پھر مجھے کوئی ضرورت پیش آتی تو میں اس بات کو پسند نہ کرتی کہ میں آپ کے سامنے بیٹھ کر آپ کو تکلیف دوں تو میں چارپائی کی پائنتی سے کھسک کر نکل جاتی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث انہ یدل علی ان الصلوٰۃ لا یقطعها شیئ۔

besturdubooks.wordpress.com

یعنی حدیث پاک کا مضمون و مفہوم صاف دلالت کر رہا ہے کہ نماز کسی بھی چیز کے سامنے آنے سے نہیں ٹوٹتی۔

رہا یہ اشکال کہ مسلم شریف وغیرہ کی روایت یقطع الصلوٰۃ المرأۃ والحمار والکلب ویقی ذٰلک مثل موخرۃ الرحل (مسلم اوّل ص۱۹۷)

امام نووی لکھتے ہیں کہ "قال مالک وابوحنیفۃ والشافعی رضی اللہ عنہم والجمہور العلماء من السلف والخلف لا تبطل الصلوٰۃ بمرور شئ من ھؤلاء ولا من غیرھم (شرح نووی ص۱۹۷)

جمہور علماء نے ان روایتوں کی تاویل کی ہے۔

قطع صلوٰۃ سے مراد وصلہ خداوندی اور خشوع صلوٰۃ کا انقطاع ہے۔

۲۔ قطع صلوٰۃ والی روایات ابتداء اسلام پر محمول ہیں اور لا یقطع الصلوٰۃ شئ متاخر ہے۔ لہٰذا قطع صلوٰۃ والی روایت منسوخ ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۳ ومر مرارا۔

۴۹۸ - حَدَّثَنِی إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ قَالَ أَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ قَالَ نَا ابْنُ أَخِی ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَمَّهُ عَنِ الصَّلٰوةِ یَقْطَعُهَا شَیْءٌ قَالَ لَا یَقْطَعُهَا شَیْءٌ أَخْبَرَنِی عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْمُ فَیُصَلِّی مِنَ اللَّیْلِ وَإِنِّی الْمُعْتَرِضَةُ بَیْنَهُ وَبَیْنَ الْقِبْلَةِ عَلٰى فِرَاشِ أَهْلِهِ۔

ترجمہ ابن شہاب کے بھتیجے (محمد بن عبد اللہ) نے اپنے چچا ابن شہاب زہری سے پوچھا کہ کیا نماز کو کوئی چیز توڑتی ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی ہے مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھتے اور (تہجد کی) نماز پڑھتے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان آپ کے گھر کے بچھونے پر عرض میں (جنازے کی طرح) لیٹی رہتی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قول الزھری لا یقطعھا شئ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۳ ومر مرارا۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد جمہور کی موافقت و تائید ہے کہ کوئی چیز قاطع صلوٰۃ نہیں ہے۔ خلافاً للظاھریہ۔

besturdubooks.wordpress.com

بَابٌ ۳۴۶ اِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيْرَةً عَلٰى عُنُقِهٖ فِي الصَّلٰوةِ

جب نماز میں چھوٹی بچی کو اپنی گردن پر اُٹھالے؟ (تو نماز فاسد نہیں ہوگی)

۴۹۹ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ حَامِلٌ اُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِاَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَاِذَا قَامَ حَمَلَهَا ۔

ترجمۂ حدیث حضرت ابو قتادہ انصاری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُمامہ (اپنی نواسی) کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینب کی اور ابو العاص بن ربیعہ بن عبد شمس (آپ ؐ کے داماد) کی بیٹی تھیں چنانچہ جب آپ ؐ سجدہ کرتے تو ان کو اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو ان کو اٹھا لیتے (یعنی اپنی گردن پر اٹھا لیتے)

مطابقۃ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة فی "كان يصلی وهو حامل امامة بنت زينب ۔

تعدد موضعہ والحديث ھٰهنا ص۷۴ وياتی ص۸۸۷ مسلم اول فی الصلوٰة ص۲۰۵ وابوداؤد فی باب العمل فی الصلوٰة ص۱۳۲ ۔

مقصد ترجمہ قال ابن بطال اراد البخاری ان حمل المصلی الجارية" اذا كان لا يضر الصلوٰة فمرورها بين يديه لا يضر الخ (فتح الباری اوّل ص۵۰۳) یعنی جب بچی کا اٹھانا قاطع صلوٰۃ نہیں تو پھر عورت کا سامنے سے گذر جانا بدرجہ اولیٰ قاطع نہ ہوگا ۔

مطلب یہ ہے کہ بخاری رحؒ جواز بتانا چاہتے ہیں ۔

چنانچہ علامہ قسطلانی رحؒ فرماتے ہیں کہ انما فعل ذٰلك عليه الصلوٰة والسلام لبيان الجواز وهو جائز لنا وشرع مستمر الى يوم الدين وهٰذا مذهبنا الخ

اور یہی جمہور علماء حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے کہ یہ صورت مفسد صلوٰۃ نہیں اور نہ یہ اس کو عمل کثیر کہا جا سکتا ہے اس لئے کہ آنحضرت ؐ کو ہاتھ تک لگانے کی ضرورت نہ ہوتی تھی بلکہ امامہ خود ہی

besturdubooks.wordpress.com

چڑھ جاتی تھی پھر رکوع اور سجود میں جاتے وقت گرنے کے خوف سے اتر جاتیں اور پھر سجدہ سے اٹھتے وقت کاندھے پر (یا گردن پر) بیٹھ جاتیں۔

عمل کثیر تو اس وقت ہوتا جب دونوں ہاتھ کا استعمال ہو۔

ؔ سب سے بہتر تعریف تو یہ ہے کہ دیکھنے والے شک میں پڑ جائے کہ نماز پڑھ رہا ہے یا نہیں؟ واللہ اعلم

بَابٌ إِذَا صَلّٰى إِلٰى فِرَاشٍ فِيهِ حَائِضٌ

۵۰۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ نَا هُشَيْمٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ أَخْبَرَتْنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ قَالَتْ كَانَ فِرَاشِي حِيَالَ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُبَّمَا وَقَعَ ثَوْبُهُ عَلَيَّ وَأَنَا عَلٰى فِرَاشِي۔

۵۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ نَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُونَةَ تَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا عَلٰى جَنْبِهِ نَائِمَةٌ فَإِذَا سَجَدَ أَصَابَنِي ثَوْبُهُ وَأَنَا حَائِضٌ۔

باب۔ ایسے بستر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھے جس پر حیض والی عورت پڑی ہو (تو نماز درست ہے)

ترجمہ حدیث ۵۰۰ عبداللہ بن شداد بن ہاد نے کہا کہ میری خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضہ بنت حارث نے مجھ سے بیان کیا کہ میرا بستر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ کے برابر میں ہوتا پھر کبھی ایسا ہوتا کہ آپ کا کپڑا میرے بدن پر پڑ جاتا جب کہ میں اپنے بستر پر ہوتی (یعنی حیض کی حالت میں جیسا کہ اگلی روایت میں تصریح آرہی ہے۔

ترجمہ حدیث ۵۰۱ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح نماز پڑھتے تھے کہ میں آپ کے پہلو میں سوتی رہتی پھر جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا میرے جسم پر آ پڑتا اور میں حیض کے حالت میں ہوتی۔

مطابقۃ الحدیثین للترجمہ مطابقت واضح ہے صرف پہلی روایت میں حیض کی تصریح نہیں تھی لیکن دوسری روایت سے وضاحت ہوگئی کہ پہلی روایت بھی اسی پر محمول ہوگی۔ الحدیث یفسر بعضہ بعضا۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوتی جب کہ حائضہ نمازی کے پہلو میں ہو یا برابر

besturdubooks.wordpress.com

میں تو عورت کے گذرنے سے بطریق اولیٰ نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اور ترجمۃ الباب میں اِلیٰ کا لفظ ہے یعنی بچھونے کیطرف۔ توشاید الیٰ عام ہے خواہ بچھونا سامنے ہو یا بائیں طرف، بہرحال نماز درست ہے۔

بَابٌ ۳۴۸ هَلْ يَغْمِزُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ عِنْدَ السُّجُودِ لِكَيْ يَسْجُدَ ؟

کیا مرد سجدہ کرتے وقت اپنی عورت کا بدن چھو سکتا ہے سجدہ کیلئے؟

۵۰۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ نَا يَحْيٰى قَالَ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ نَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ بِئْسَمَا عَدَلْتُمُونَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ غَمَزَ رِجْلَيَّ فَقَبَضْتُهُمَا۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے بہت برا کیا کہ ہم (عورتوں) کو کتے اور گدھے کے برابر کر دیا۔ بلاشبہ میں نے خود اپنے تئیں دیکھا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قبلہ کے درمیان لیٹی رہتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے پھر جب آپؐ سجدہ کرنا چاہتے تو میری پیروں کو چھو دیتے تو میں ان کو سمیٹ لیتی۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فاذا اراد ان یسجد غمز رجلی"

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۷۴، ومر ص۵۵ تا ص۵۶ " " وص۷۲ وص۷۳ " وياتى ص۱۳۶ ص۱۶۱ وص۹۲۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جب نماز میں عورت کا چھو دینا مفسد نماز نہیں ہے تو صرف آگے سے عورت کا گذر جانا بطریق اولیٰ قاطع نماز نہ ہوگا۔

بَابٌ ۳۴۹ الْمَرْأَةُ تَطْرَحُ عَنِ الْمُصَلِّي شَيْئًا مِنَ الْأَذٰى

باب، عورت اگر نمازی کے بدن پر سے کچھ گندگی پھینکدے؟ (تو کیا حکم ہے؟)

۵۰۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السَّرْمَارِيُّ قَالَ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ نَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

besturdubooks.wordpress.com

قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِي مَجَالِسِهِمْ إِذْ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ أَلَا تَنْظُرُوْنَ إِلَى هٰذَا الْمُرَائِي أَيُّكُمْ يَقُوْمُ إِلَى جَزُوْرِ آلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ إِلَى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا فَيَجِيْءُ بِهِ ثُمَّ يُمْهِلُهُ حَتَّى إِذَا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ أَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوْا حَتَّى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنَ الضِّحْكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ إِلَى فَاطِمَةَ وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ فَأَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثُمَّ سَمّٰى اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ شَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا إِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے پاس کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور کفار قریش کی ایک جماعت اپنی مجلسوں میں بیٹھی تھی اتنے میں ان میں سے ایک کہنے والے (ابوجہل) نے کہا کہ کیا تم اس ریاکار کو نہیں دیکھتے؟ تم میں کون ہے جو آل فلاں کی ذبح کی ہوئی اونٹنی کے پاس جائے اور اس کا گوبر، خون اور بچہ دانی اٹھالائے پھر ان صاحب کا انتظار کرے یہانتک کہ جب وہ سجدہ کریں تو ان کے مونڈھوں کے درمیان رکھدے چنانچہ اس جماعت کا سب سے بدبخت انسان (عقبہ بن ابی معیط ملعون) اٹھا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو اس نے یہ سب آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھدیا اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ ہی میں ٹھہرے رہے کفار ہنسنے لگے یہاں تک کہ ہنسی کے سبب بعض بعض پر جھک جاتے ایک جانیوالا حضرت فاطمہؓ کے پاس گیا حضرت فاطمہؓ چھوٹی لڑکی تھیں یہ سنکر وہ دوڑتی ہوئی آئیں اور آپؐ اس وقت تک سجدہ ہی کی حالت میں تھے یہانتک کہ حضرت فاطمہؓ نے حضور اقدس ؐ کے کاندھے سے گرادیں پھر حضرت فاطمہؓ نے کفار کو مخاطب کرکے انہیں برا بھلا کہا پھر جب رسول

besturdubooks.wordpress.com

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے تو دعا کرنے لگے اے اللہ قریش کو اپنی گرفت میں لے لے۔ اے اللہ قریش کو اپنی گرفت میں لے لے۔ اے اللہ قریش کو اپنی گرفت میں لیلے۔ پھر آپؐ نے نام لیکر فرمایا اے اللہ عمرو بن ہشام (ابوجہل) اور عقبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عقبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو اپنی گرفت میں لیلے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے ان تمام نامزد لوگوں کو غزوہ بدر والے دن مردہ حالت میں پڑے دیکھا پھر ان کی لاشوں کو کھینچکر بدر کے کنویں میں ڈال دیا گیا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کنویں والوں پر لعنت مسلّط کر دی گئی (یعنی آخرت میں بھی مزید ذلیل وخوار ہوں گے)

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ، فاقبلت تسعیٰ وثبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساجدا حتی القتہ عنہ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۴ ومر ص۳۷ ح ، ویاتی ص۴۱۱ ص۴۵۲ وص۵۴۳ تا ص۵۴۴ وص۵۶۵۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد عورت کے غیر قاطع صلوٰۃ ہونیکا اثبات ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ نمازی کے بدن پر سے کوئی بھاری چیز ہٹانے کیلئے عورت ہو تو جس طرف سے بھی سہولت ہو خواہ نمازی کیسامنے سے ہی ہوہٹا سکتی ہے اس سے نماز فاسد ہوگی

اس سے صاف معلوم ہوا کہ عورت کا نمازی کے سامنے ہونا یا سامنے سے گذرنا مفسد صلوٰۃ نہیں۔

ع۲ بہت ممکن ہے کہ امام بخاری رحنے اس سے اشارہ کیا ہو کہ مسّ مرأۃ ناقض وضو نہیں ہے جیسا کہ حنفیہ کا مذہب ہے تو اس صورت میں حنفیہ کی تائید ہو گی۔ واللہ اعلم ع ۶ چلل بیگوسرائے۔

ؕ

besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب مواقیت الصلوٰۃ

کتاب اوقات نماز کا بیان

باب ۳۵ مواقیت الصلوٰۃ وفضلها وقوله تعالیٰ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا موقتا وقته علیهم۔

۵۰۴ - حدثنا عبد اللہ بن مسلمة قال قرأت علی مالك عن ابن شهاب ان عمر بن عبد العزیز اخر الصلوٰۃ یوما فدخل علیه عروة بن الزبیر فاخبره ان المغیرة بن شعبة اخر الصلوٰۃ یوما وهو بالعراق فدخل علیه ابو مسعود الانصاری فقال ما هذا یا مغیرة ؟ الیس قد علمت ان جبرئیل علیه السلام نزل فصلی فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم صلی فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم صلی فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم قال بهذا امرت فقال عمر لعروة اعلم ما تحدث به او ان جبرئیل هو اقام لرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وقت الصلوٰۃ ؟ قال عروة كذلك كان بشیر بن ابی مسعود یحدث عن ابیه قال عروة ولقد حدثتنی عائشة ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم كان یصلی العصر والشمس فی حجرتها قبل ان تظهر۔

باب، نماز کے اوقات اور ان کی فضیلت کا بیان۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورۂ نساء میں) بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے مقررہ وقتوں میں۔

فرماتے ہیں موقوت صیغہ اسم مفعول بمعنی موقت ہے۔ موقت کہتے ہیں جسکی حدبندی کی گئی ہو اور وقته علیهم یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر نماز کا وقت مقرر کر دیا ہے۔

(یہی آیت کریمہ اوقات نماز میں اصل ہے جو نماز کی صحت کیلئے شرط ہے) امام بخاری رح نے یا تو استدلالاً ذکر فرمائی ہے کہ اس کا ثبوت قرآن حکیم سے بھی ہے۔

یا استبراک کیواسطے یہ آیت ذکر فرمائی ہے۔

ترجمہ حدیث | ابن شہاب (یعنی محمد بن مسلم بن شہاب زہری رح) سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رح نے

besturdubooks.wordpress.com

ایک دن (عصر کی) نماز میں تاخیر کر دی تو ان کے پاس عروہ بن زبیر پہونچے اور ان سے بیان کیا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضؓ نے ایک دن جبکہ وہ عراق میں تھے نماز میں تاخیر کر دی تو حضرت ابو مسعود انصاری رضؓ ان کے پاس گئے اور کہا اے مغیرہ یہ کیا ہے؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جبرئیل علیہ السلام (لیلۃ المعراج کی صبح کو آسمان سے) اترے اور نماز پڑھی (ظہر کی) تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھی پھر انھوں نے نماز (عصر) پڑھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھی پھر انھوں نے نماز (مغرب) پڑھی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز پڑھی پھر انہوں نے (عشاء) کی نماز پڑھی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز پڑھی پھر انہوں نے (فجر کی) نماز پڑھی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز پڑھی پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے ایسا ہی حکم ہوا ہے (یعنی ان اوقات میں نماز پڑھنے کا)

اس پر عمر بن عبد العزیز رضؓ نے عروہ سے کہا خوب سوچ سمجھ لو کہ تم کیا بیان کر رہے ہو کیا جبرئیل عؑ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے نماز کا وقت مقرر کیا تھا؟ عروہ نے کہا کہ بشیر بن ابی مسعود اپنے والد (حضرت ابو مسعود انصاری رضؓ) سے اسی طرح حدیث بیان کرتے تھے۔

عروہ نے کہا کہ مجھ سے حضرت عائشہ رضؓ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب دھوپ ان کے حجرے ہی میں رہتی ابھی اوپر نہ چڑھتی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ان جبرئیل علیہ السلام نزل فصلی الی آخرہ وھی خمس مرات فدل ان الصلوٰۃ موقتۃ بخمسۃ اوقات (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص ۷۵، ویاتی ص ۴۵۷ ایضا فی المغازی ص ۵۷۱ تا ص ۵۷۲ وحدیث عائشۃ رضؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی العصر الخ ھھنا ص ۷۵، ویاتی ص ۷۷ و ص ۷۸ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ نے پہلے تو استقبال قبلہ کے ابواب ذکر کئے تھے جو نماز کی ایک شرط ہے اس کے بعد قبلہ کی حفاظت کیلئے سترہ کے ابواب ذکر کئے اب نماز کی دوسری شرط اوقات صلوٰۃ کو بیان فرما رہے ہیں یعنی امام بخاری رحؒ کا مقصد اوقات نماز کی فرضیت و فضیلت کو بیان کرنا ہے۔

تشریحات ہمارے ہندی نسخوں میں اسی طرح ہے کہ بسملہ کے بعد کتاب مواقیت الصلوٰۃ ہے اور اسی طرح اکثر نسخوں میں ہے مثلاً عمدۃ القاری ارشاد الساری وغیرہ لیکن بعض نسخوں میں ہے کتاب مواقیت وفضلھا۔ باب مواقیت الصلوٰۃ، کما فی الحاشیۃ۔

حضرت شیخ الحدیث رحؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہی نسخہ راجح ہے جو حاشیہ پر ہے یعنی کتاب میں مواقیت وفضل دونوں کا ذکر ہونا افضل و مراجح ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ کتاب جملہ مضامین کے واسطے

besturdubooks.wordpress.com

جامع ہوتی ہے اس واسطے اس میں مواقیت اور فضل دونوں ہوں گے۔ لیکن اگر یہی نسخہ ہو جو ہمارے سامنے ہے تب بھی کوئی اشکال نہیں رہے گا چونکہ امام بخاریؒ یہاں مواقیت و فضل مواقیت دونوں کو ذکر فرما رہے ہیں مواقیت تو ابومسعودؓ کی روایت میں ہے اور فضل اس طرح ثابت ہوگا کہ عروہ نے عمر بن عبدالعزیز کی تاخیر پر انکار فرمایا تھا یہ انکار بنا پر فضیلت ہی کے تھا۔

اخر الصلوٰۃ یوما یعنی ایک دن تاخیر کر دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ عادت تاخیر کی نہ تھی بلکہ ایک روز کسی مشغولیت کی وجہ سے تاخیر ہو گئی تھی اگرچہ ان کے خاندان کے لوگ یعنی بنو امیہ تاخیر صلوٰۃ کے عادی تھے اور یہ عصر کی نماز تھی جیسا کہ بخاری بدء الخلق ص۴۵۷ میں تصریح ہے اخر العصر شیئاً، نیز لفظ شیئاً سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تاخیر زائد نہیں تھی معمولی سی تھی کہ آپؒ کا معمول جس وقت مستحب پر پڑھنے کا تھا اس میں کچھ تاخیر ہو گئی اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ آپ ولید بن عبدالملک بن مروان کی طرف سے مدینہ کے امیر تھے۔

اس تاخیر پر عروہؒ نے عمر بن عبدالعزیزؒ پر نکیر کی اور فرمایا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے تاخیر کی تھی۔ تو حضرت ابو مسعودؓ انصاری ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: ما ھذا یا مغیرہ! کیا تم کو معلوم نہیں کہ اوقات نماز کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو حضور اقدس ﷺ کے پاس بھیجکر اوقات کی تعیین فرمائی پھر کوتاہی کیوں؟

اخر الصلوٰۃ یوما وھو بالعراق یہ بھی نماز عصر ہی تھی حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے عصر کی نماز میں تاخیر کر دی تھی جیسا کہ کتاب المغازی ص۵۷۱ کی روایت میں ہے کہ اخر المغیرۃ بن شعبۃ العصر وھو امیر الکوفۃ، یہاں لفظ عراق اور کوفہ سے اشکال نہ ہونا چاہیئے کہ کوفہ عراق ہی کا ایک مشہور و معروف شہر ہے اور یہ مغیرہ بن شعبہؓ حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے۔ ان جبرئیل صلی اللہ علیہ وسلم الخ امام المغازی محمد بن اسحاق نے لکھا ہے کہ لیلۃ المعراج کی صبح میں اترے تھے اور صبح سے مراد معراج کی رات گذرنے کے بعد آنیوالا دن ہے اور سب سے پہلے ظہر کی نماز پڑھی گئی ہے جیسا کہ ترمذی کی روایت میں تصریح ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔ امنی جبرئیل عند البیت مرتین فصلی الظہر فی الاولیٰ منھما۔

(ترمذی اوّل ص۲۱)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فجر کی نماز کیوں نہ پڑھی؟

جواب ۱: حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں فجر کی نماز پڑھ کر واپس تشریف لائے تھے۔

نمبر۲۔ بلاشبہ نماز کی فرضیت رات میں ہو چکی تھی لیکن بیان سے قبل ادا کا وجوب نہیں ہوا تھا اور فجر کے وقت سے بیان کا سلسلہ اس لئے شروع نہیں کیا گیا کہ وہ سونے اور منفلت کا وقت ہوتا ہے اسلئے سب کی موجودگی

besturdubooks.wordpress.com

دشوار تھی۔ اور مقصود یہ تھا کہ بیان اوقات ایسے وقت سے شروع کیا جائے جب کہ سب موجود ہوں اس لئے فجر کی نماز کے بجائے ظہر کا وقت اختیار کیا گیا۔

فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فاء تعقیب مع الوصل کیلئے آتی ہے مگر یہ تعقیب اجزاء صلوٰۃ کے اعتبار سے ہے یعنی آپؐ ہر ہر جزء جبرئیل علیہ السلام کے کرنیکے بعد فرماتے تھے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کے ساتھ ساتھ نماز پڑھی جیساکہ ترمذی کی روایت مذکور ہے امنی جبرئیل الخ

ثم صلی فصلی الخ۔ ثم تراخی کیلئے آتا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ الگ الگ مختلف اوقات میں نزول ہوا اور اوقات کی فضیلت بھی ثابت ہوگئی کہ حق تعالےٰ کے نزدیک اوقات صلوٰۃ کی اتنی اہمیت و فضیلت ہے کہ اس کی تعیین کیلئے حضرت جبرئیلؑ کو بھیجا اور الگ الگ پانچ اوقات میں بھیجکر اوقات کی ابتداء و انتہاء واضح فرمادی۔

سوال روایت میں اوقات صلوٰۃ کا بظاہر بیان نہیں ہے بلکہ صرف صلوٰۃ جبرئیلؑ اور اقتداء رسولؐ کا تذکرہ ہے۔

جواب: روایت سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیل پانچ دفعہ آئے یہ آمد اوقات کی تعیین ہی کیلئے تو تھی، تفصیلی روایت ابوداؤد وغیرہ میں ہے۔

اشکال حضرت جبرئیلؑ فرشتہ ہیں فرشتے نماز پنجگانہ کے مکلف نہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض ہوچکی تھی۔ اس سے اقتداء المفترض خلف المتنفل کا جواز معلوم ہوتا ہے جو حنفیہ کے خلاف ہے۔

جواب: حضرت جبرئیلؑ حق تعالےٰ کے حکم سے امامت کیلئے آئے تھے تو امامت پر مامور ہونے کی وجہ سے جبرئیلؑ پر امامت فرض ہوگئی اس لئے اقتداء المفترض خلف المفترض ہے جیساکہ خود روایت میں موجود ہے۔ بھذا امرت۔ تفصیل اپنی جگہ آئے گی۔ انشاء اللہ

اعلم ما تحدث بہ یہ امر کا صیغہ ہے کہ اب یا تو علم سے ہے اس میں معنی ہوگا۔ سوچ سمجھ لو کیا بیان کررہے ہو۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو امامت جبرئیل والی حدیث کا علم پہلے سے نہ تھا اس لئے ان کو اشکال ہوا کہ امامت تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے شایان شان ہے اس لئے اس صورت میں مفضول کی امامت لازم آتی ہے۔

اور اگر اعلام سے امر کا صیغہ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ نشاندہی کرو یعنی سند بیان کرو چنانچہ عروہ نے سند بیان کردی قال عروۃ کذلک کان بشیر بن ابی مسعود الخ

اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے اس جملہ اوان جبرئیل ھو اقام الخ سے یہی انسب معلوم ہوتا ہے

besturdubooks.wordpress.com

اس لئے کہ عروہ نے اس کے بعد سند بیان کردی اور سند بیان کرنے کے بعد مزید فرمایا ولقد حدثتنی عائشۃ الخ یعنی مجھ سے حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے جب دھوپ ان کے حجرے ہی میں رہتی ابھی اوپر نہ چڑھتی اس اثر کے ذکر کرنیکی وجہ یہ ہے کہ عروہ جو اشکال کیا تھا اس کا تعلق نماز عصر ہی سے تھا۔ اور نماز عصر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اول وقت میں پڑھنے کا تھا تو اس کی تائید میں عروہ نے حضرت عائشہ رضؓ کی روایت کو ذکر فرمایا ہے اس سے نماز عصر میں تعجیل و تاخیر کا مسئلہ نکلتا ہے اسکی تفصیل عنقریب آئے گی۔ " باب وقت العصر، بخاری ص۷۸" میں انشاء اللہ الرحمان۔

بَابٌ ۳۱۵ قولِ اللهِ عزّ وجلّ مُنِيبِينَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔

۵۰۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَبَّادٌ وَهُوَ ابْنُ عَبَّادٍ عَنْ اَبِي جَمْرَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا اِنَّا مِنْ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ رَبِيعَةَ وَلَسْنَا نَصِلُ اِلَيْكَ اِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَاْخُذُهُ عَنْكَ وَنَدْعُوا اِلَيْهِ مَنْ وَرَائَنَا فَقَالَ آمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ الْاِيمَانُ بِاللهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنِّي رَسُولُ اللهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيتَاءُ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوا اِلَيَّ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُقَيَّرِ وَالنَّقِيرِ۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ روم میں) اللہ ہی کی طرف رجوع کرو اور اس سے ڈرتے رہو اور اور نماز کو قائم کرو اور مشرکین میں سے مت بنو۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ قبیلہ عبد القیس کا وفد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ قبیلہ ربیعہ کی ایک شاخ ہیں اور ہم لوگ آپ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینے میں پہونچ سکتے ہیں اس لئے آپ ہمیں ایسی بات بتلائیے جس کو ہم بھی اپنا معمول بنالیں اور جو لوگ ہمارے پیچھے (وطن میں) رہ گئے ہیں ان کو بھی اس کی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم کو چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں (جن باتوں کا حکم دیتا ہوں وہ یہ ہیں اللہ پر ایمان لانا پھر آپ نے ان لوگوں کے سامنے اسکی تفسیر کی اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود

besturdubooks.wordpress.com

نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ میرے پاس داخل کرنا اور میں تم کو منع کرتا ہوں کدو کے تونبے سے، سبز ٹھلیا سے، روغنی برتن سے اور لکڑی کے کریدے ہوئے برتن سے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاهرة من حيث ان في الاية المذكورة اقتران نفي الشرك باقامة الصلوٰة وفي الحديث اقتران اثبات التوحيد باقامتها (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۷۵ وص۱۳ وص۱۹ وغیرہ ملاحظہ ہو نصر الباری جلد اول ص۳۵۶

تشریح مفصل بحث گذر چکی ہے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد اول ص۳۵۱ تا ص۳۵۶

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد اس باب سے نماز کی اہمیت اور اوقات نماز کی اہمیت کا بیان ہو کیوں نماز اہم ترین عبادت اور کفر و اسلام کے درمیان حد فاصل ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے تو منقول ہے کہ تارک صلوٰۃ کافر ہے تفصیل عنقریب آئے گی۔ انشاء اللہ

بَابٌ ۳۵۲ اَلْبَيْعَةِ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ

نماز کے قائم رکھنے پر بیعت لینے کا بیان

۵۰۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے قائم رکھنے اور زکوٰۃ کے ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اقام الصلوٰۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۷۵ ومر ص۱۳ وص۱۲ وياتي ص۱۸۸ وص۲۸۹ وص۳۷۹ وص۱۰۶۹۔

مقصد ترجمہ مقصد نماز کی فضیلت بیان کرنا ہے جو بالکل واضح ہے کہ نماز کی اہمیت اس قدر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اقامت صلوٰۃ پر بیعت لی ہے اور اقامت

besturdubooks.wordpress.com

صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو اس کے تمام شرائط وارکان وآداب کے ساتھ ادا کیا جائے۔ اور چوں کہ اقامۃ صلوٰۃ مواقیت ہی میں ہوگی اس لئے مواقیت سے بھی مطابقت ہو جائے گی۔

تشریح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم توحید کے بعد نماز پر بیعت لیتے تھے کیوں کہ نماز ساری بدنی عبادات میں اہم اور اصل ہے پھر زکوٰۃ پر جو ساری مالی عبادات میں اہم ہے۔ اس کے بعد چونکہ جریرؓ اپنی قوم کے سردار تھے۔ اس لئے انہیں تمام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کی تاکید کی گئی تھی جیسے عبد القیس کے لوگوں کو مالِ غنیمت میں پانچواں حصہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا چوں کہ یہ لوگ مجاہدین تھے۔ کفار مضر سے مقابلہ رہا کرتا تھا۔ اس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ مشائخ کو بیعت کے وقت ہر شخص کے مناسب جو بات ہو اس کو ذکر کرکے بیعت لینی چاہیئے۔ بحمد اللہ مشائخ عظام اس کا خیال ولحاظ بھی کرتے ہیں۔

بَابٌ الصَّلٰوۃُ کَفَّارَۃٌ

نماز گناہوں کا کفارہ ہے

۵۰۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِیْقٌ قَالَ سَمِعْتُ حُذَیْفَةَ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ اَیُّکُمْ یَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْفِتْنَةِ قُلْتُ اَنَا کَمَا قَالَهٗ قَالَ اِنَّكَ عَلَیْهِ اَوْ عَلَیْهَا لَجَرِیْءٌ قُلْتُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِیْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ وَجَارِهٖ تُکَفِّرُهَا الصَّلٰوۃُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ وَالنَّهْیُ قَالَ لَیْسَ هٰذَا اُرِیْدُ وَلٰکِنَّ الْفِتْنَةَ الَّتِیْ تَمُوْجُ کَمَا یَمُوْجُ الْبَحْرُ قَالَ لَیْسَ عَلَیْكَ مِنْهَا بَاْسٌ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّ بَیْنَكَ وَبَیْنَهَا لَبَابًا مُغْلَقًا قَالَ اَیُکْسَرُ اَمْ یُفْتَحُ قَالَ یُکْسَرُ قَالَ اِذًا لَا یُغْلَقُ اَبَدًا قُلْنَا اَکَانَ عُمَرُ یَعْلَمُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ کَمَا اَنَّ دُوْنَ الْغَدِ اللَّیْلَةَ اِنِّیْ حَدَّثْتُهٗ بِحَدِیْثٍ لَیْسَ بِالْاَغَالِیْطِ فَهِبْنَا اَنْ نَسْاَلَ حُذَیْفَةَ فَاَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَاَلَهٗ فَقَالَ الْبَابُ عُمَرُ۔

ترجمہ حدیث حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے (لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر) فرمایا تم میں سے کسی کو فتنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد ہے۔؟ میں نے (یعنی حذیفہؓ نے) کہا مجھے اسی طرح یاد ہے جس طرح کہ آپؐ نے فرمایا تھا حضرت

besturdubooks.wordpress.com

عمرؓ نے فرمایا کہ بیشک تم تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم (کی بات بیان کرنے) پر یا اس روایت کے بیان کرنے پر جری ہو (حذیفہؓ کہتے ہیں کہ) میں نے کہا کہ انسان جو اپنے اہل وعیال اور اپنے مال واولاد اور ہمسایہ کے بارے میں مبتلائے فتنہ ہوتا ہے تو نماز، روزہ، صدقہ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر اس کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرا مقصد اس فتنہ کے بارے میں معلوم کرنا نہیں ہے میرا مقصد وہ فتنہ ہے جو سمندر کی موج کیطرح جوش زن ہوگا (یعنی وہ عالمگیر فتنہ جو امنڈ آئے گا) حذیفہؓ نے کہا اے امیرالمؤمنین آپ کو اس فتنہ سے کوئی خطرہ نہیں ہے بلاشبہ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا، تبلاؤ وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا توڑا جائے گا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر کبھی بند نہ کیا جاسکے گا۔ شقیق کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے حضرت حذیفہؓ سے کہا "ہاں اسی طرح جانتے تھے جیسے تم کل سے پہلے رات ہونے کو جانتے ہو، حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے (یعنی عمرؓ سے) وہ حدیث بیان کی جو پہیلی نہ تھی (یعنی غلط نہ تھی) شقیق کہتے ہیں کہ ہمیں (دروازہ) کے متعلق حضرت حذیفہؓ سے دریافت کرنے میں ڈر لگا (یعنی ان کا رعب مانع ہوا) تو ہم نے مسروق سے کہا تو انہوں نے پوچھا تو حذیفہؓ نے فرمایا کہ وہ دروازہ خود حضرت عمرؓ تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ تکفرھا الصلوٰۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۵ ویاتی ص۱۹۳ وص۲۵۴ وص۵۰۷ وص۱۰۵۱۔

۵۰۸۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ عَنْ سُلَیْمٰنَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّھْدِیِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنِ امْرَاَۃٍ قُبْلَۃً فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ فَقَالَ الرَّجُلُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلِیْ ھٰذَا قَالَ لِجَمِیْعِ اُمَّتِیْ کُلِّھِمْ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے اپنا قصور بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے (سورہ ہود کی) یہ آیت نازل فرمائی، دن کے دونوں کناروں (صبح وشام) اور رات کے کچھ حصوں میں

besturdubooks.wordpress.com

نماز قائم رکھو بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ حکم خاص میرے لئے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا میری تمام امت کیلئے یہی حکم ہے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "ان الحسنات یذھبن السیّأت"

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۵ و یاتی ص۶۷۵۔

مقصد ترجمہ اب یہاں امام بخاریؒ نماز کی بڑی فضیلت بیان فرما رہے ہیں کہ نماز اتنی بڑی اور عظیم ترین فضیلت کی چیز ہے کہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ان الحسنات یذھبن السیّأت۔

تشریحات تکفرھا الصلوٰۃ الخ حافظ عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ مرجیہ نے اس باب کی دونوں حدیثوں کے ظاہر سے یہ استدلال کیا ہے کہ افعال خیر کبائر و صغائر سب معاصی کیلئے کفارہ ہو جاتے ہیں لیکن جمہور اہل سنت کے نزدیک صرف صغائر معاف ہوتے ہیں کیوں کہ بعض روایت میں قید مذکور ہے اذا اجتنب الکبائر (مسلم)

نیز قرآن مجید کی آیت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے:۔

ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم (سورۃ النساء آیت ۳۱) اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچو گے جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہوں کو معاف کر دینگے۔

بہر حال کبائر کی معافی کیلئے ضابطہ ہے توبہ کما فی قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیئاتکم (سورۃ التحریم)

اہل سنت کے نزدیک بلا توبہ بھی معاف ہو سکتا ہے لیکن ضابطہ توبہ ہے۔

ایکسر ام یفتح ممکن ہے کہ حضرت عمرؓ نے کسر سے کنایہ کیا ہو قتل سے اور فتح سے کنایہ کیا ہو موت سے۔

دوسری روایت ۵۰۳ میں ہے ان رجلا اصاب الخ اس رجل کے سلسلہ میں اصح الاقوال یہ ہے کہ حضرت ابوالیسرؓ (بفتح الیاء والسین المھملۃ (عمدہ)

مزید تشریح کیلئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری کتاب التفسیر یعنی جلد نہم ص۲۹۷ تا ص۲۹۸

التنویر بصلوٰۃ الفجر افضل علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ "وفی الآیۃ المذکورۃ اقم الصلوٰۃ طرفی النھار الخ دلیل علیٰ قول ابی حنیفۃؒ الخ (عمدہ)

فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں ابو حنیفہؒ کی دلیل ہے کہ فجر میں اسفار اور عصر میں تاخیر افضل ہے اس لئے کہ دن

besturdubooks.wordpress.com

کے دو کنارے طلوع و غروب ہیں ان دونوں اوقات میں بالاتفاق نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اس لئے مجازی معنی یعنی قریب طلوع اور قریب غروب متعین ہوگا یعنی فجر کی نماز طلوع آفتاب کے قریب پڑھی جائے یعنی اسفار میں۔

اسی طرح عصر کی نماز غروب آفتاب کے قریب پڑھی جائے لیکن چونکہ غروب آفتاب سے قبل اصفرار شمس وقت مکروہ ہے اس لئے وقت مکروہ میں یعنی اصفرار شمس سے پہلے پڑھی جائے گی۔

نیز آیت کریمہ میں زلفا من اللیل ہے اور زلف جمع زلفۃ کی اور اقل جمع تین ہے اس لئے رات کے حصے میں تین وقت ایسے ہونے چاہیں کہ جن میں نماز پڑھی جائے جن میں دو یعنی مغرب اور عشاء تو بالکل ظاہر ہے اور تیسری نماز وتر ہے۔

تفصیل اپنی جگہ آئے گی انشاء اللہ۔ محمد عثمان غنی بیگوسرائے

باب ۳۳ فَضْلِ الصَّلٰوۃِ لِوَقْتِهَا

نماز کو اپنے وقت پر پڑھنے کی فضیلت کا بیان

۵۰۹۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِکِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْوَلِیْدُ بْنُ الْعَیْزَارِ اَخْبَرَنِیْ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَمْرٍو الشَّیْبَانِیَّ یَقُوْلُ حَدَّثَنَا صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَاَشَارَ اِلٰی دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِهَا قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهٗ لَزَادَنِیْ۔

ترجمہ حدیث ابو عمرو سعد بن ایاس شیبانی کہتے ہیں کہ ہم سے اس گھر والے نے بیان کیا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا گھر بتلایا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک کونسا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے تو آپؐ نے فرمایا نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس کے بعد کونسا؟ آپ نے فرمایا ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا۔ پھر پوچھا اس کے بعد کونسا عمل؟ ارشاد فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ (تین) باتیں مجھ سے بیان کیں اور اگر میں اس سے زیادہ پوچھتا تو آپؐ اور زیادہ بیان فرماتے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی الصلوٰۃ علی وقتها۔

besturdubooks.wordpress.com

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۵ تا ص۷۶ ویاتی فی کتاب الجہاد ص۳۹۰ و ص۴۸۲ و ص۱۱۲۴ مسلم اول ص۶۲۔

مقصد ترجمہ باب سابق میں بیان کیا گیا تھا الصلوٰۃ کفارۃ۔ اس باب سے امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ گناہوں کا کفارہ نماز ہوگی جو وقت پر پڑھی جائے جیسا کہ ترجمہ میں امام نے تصریح کردی ہے "لوقتھا"۔ اگر بے وقت پڑھی جائے گی تو یہ فضیلت وانعام تو درکنار اس پر استغفار کی ضرورت ہوگی۔ حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ ترجمہ شارحہ ہے چونکہ حدیث الباب میں الصلوٰۃ علی وقتھا تھا اس لئے امام نے شرح فرمادی کہ یہاں علیٰ لام کے معنی میں ہے اس لئے کہ علیٰ سے بظاہر شبہ ہوتا تھا کہ وقت سے پہلے پڑھے کیونکہ علیٰ استعلاء کیلئے ہے اس لئے وضاحت کردی اور مطلب یہ ہے کہ نماز وقت پر پڑھی جائے قضا نہ کیجائے۔

ای العمل احب الخ اس کی پوری تفصیل جلد اول میں آچکی ہے کہ جوابات کے اختلاف کا سبب مختلف ہے کبھی سائل کے احوال کا اختلاف اور کبھی اختلاف ازمنہ وواقعات وغیرہ تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد اول ص۲۱۹ بعنوان اشکال۔

لو استزدتہ لزادنی یعنی اگر میں اور اعمال واشیاء کے متعلق پوچھتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مزید بتلاتے لیکن ملول کے خیال سے میں نے مزید سوال چھوڑ دیا۔

بَابٌ الصَّلَوٰاتُ الْخَمْسُ كَفَّارَةٌ لِلْخَطَايَا إِذَا صَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ فِي الْجَمَاعَةِ وَغَيْرِهَا۔

۵۱۰۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا مَا تَقُولُ ذٰلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ قَالُوا لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا قَالَ فَذٰلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللهُ بِهَا الْخَطَايَا۔

باب، پانچوں نمازیں گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں جب کوئی ان نمازوں کو جماعت سے یا (عند العذر) بغیر جماعت کے اپنے وقت پر پڑھے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ

فرماتے تھے کہ بتاؤ تو اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو جس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو تم کیا کہتے ہو کہ یہ پانچ مرتبہ کا غسل کرنا اس کے میل کچیل کو باقی رہنے دے گا؟ صحابہ نے عرض کیا جی نہیں یہ غسل اس میل کچیل میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہنے دے گا. آپ نے فرمایا بس یہی پانچوں نمازوں کی مثال ہے کہ اللہ انکے ذریعہ سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ ذلک مثل الصلوات الخمس یمحو اللہ بہا الخطایا۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۷۶ ومسلم اول ص۲۳۵ وترمذی ثانی فی ابواب الامثال ص۱۱۱ ونسائی فی الصلوٰۃ۔

مقصد ترجمہ | امام بخاری بتانا چاہتے ہیں کہ صلوات خمسہ کفارہ ہیں جب کہ ان کو اپنے اوقات میں ادا کیا جائے۔

اور ایک باب پہلے جو گذرا ہے باب ۳۵۵ اس میں خمسہ کی قید نہیں ہے اور یہاں قید ہے تو معلوم ہوا کہ پہلا باب عام ہے اور یہ باب خاص ہے پس تکرار کا اشکال ختم ہو گیا۔

تشریح کیلئے حدیث ۵۰۵ ملاحظہ فرمائیے مرجیہ کا استدلال وجواب۔

بَابٌ ۳۵۶ فِی تَضْیِیْعِ الصَّلٰوۃِ عَنْ وَقْتِهَا

باب، نماز کو بیوقت کر کے ضائع کر دینے کے بیان میں

۵۱۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِیٌّ عَنْ غَیْلَانَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَعْرِفُ شَیْئًا مِمَّا کَانَ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قِیْلَ الصَّلٰوۃُ قَالَ اَلَیْسَ صَنَعْتُمْ مَا صَنَعْتُمْ فِیْهَا۔

ترجمہ حدیث | حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو باتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھیں انمیں سے میں اب کوئی بات باقی نہیں پاتا ہوں عرض کیا گیا کہ نماز؟ (یعنی نماز تو باقی ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا یہ بات نہیں ہے کہ نماز کے اندر بھی تم نے وہ ہیر پھیر کر رکھی ہے جو کر رکھی ہے؟

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ الیس صنعتم ما صنعتم فیہا۔ بعض نسخہ میں ہے الیس ضیعتم ما ضیعتم فیہا

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں: وھو اوضح فی مطابقۃ الترجمۃ۔ یعنی یہ نسخہ ترجمۃ الباب

besturdubooks.wordpress.com

کے زیادہ مناسب ہے

۵۱۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ اَبُوْعُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِيْ رَوَّادٍ اَخِيْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ دَخَلْتُ عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِدِمَشْقَ وَهُوَ يَبْكِيْ فَقُلْتُ مَا يُبْكِيْكَ فَقَالَ لَا اَعْرِفُ شَيْئًا مِّمَّا اَدْرَكْتُ اِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ وَهٰذِهِ الصَّلٰوةُ قَدْ ضُيِّعَتْ وَقَالَ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ رَوَّادٍ نَحْوَهٗ۔

ترجمہ ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالواحد بن واصل ابو عبیدہ حدّاد نے بیان کیا اور ان سے عثمان بن ابی روّاد نے جو عبدالعزیز بن روّاد کے بھائی ہیں۔ بیان کیا کہ انھوں نے کہا کہ میں نے امام زہری سے سُنا وہ فرمارہے تھے کہ میں دمشق میں (جو ملک شام کا عظیم و مشہور شہر ہے) حضرت انس بن مالکؓ کے پاس گیا وہ رُو رہے تھے میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ (یعنی رونے کا سبب کیا ہے؟) تو فرمایا میں نے جو چیزیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں) دیکھی ہیں اب ان میں سے کوئی چیز نہیں پاتا۔ صرف ایک نماز ہے اور یہ نماز بھی برباد کردی گئی ہے اور بکر بن خلف نے کہا کہ ہم سے محمد بن بکر برسانی نے بیان کیا کہ ہم سے عثمان بن ابی روّاد نے اسی طرح بیان کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وھذہ الصلوٰۃ قد ضیّعت"۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ اس سے پہلے بتلایا کہ نمازوں کو وقت پر پڑھنا بڑی فضیلت کی چیز ہے اور مکفر سیئات ہے اب اپنی عادت کریمہ قدیمہ کے طور پر اسکی ضد بیان کر رہے ہیں کہ جو وقت چھوڑ کر بے وقت ادا کریگا اس پر گناہ لازم۔

۲۔ بہت ممکن ہے کہ امام بخاریؒ نے ترجمہ سے سورہ مریم کی اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہو:

فخلف من بعد ھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشہوات فسوف یلقون غیا۔ (سورہ مریم آیت ۵۹)

پھر ان (سلف صالحین) کے بعد کچھ ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے لگ گئے۔ سو یہ لوگ عنقریب گمراہی (یعنی عذاب) میں مبتلا ہوں گے۔

❁ ❁ ❁

اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امام بخاریؒ کے نزدیک وقت مستحب سے تاخیر مراد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ نماز کا وقت بالکل نکال کر وقت کے بعد پڑھے اور بتادیا کہ یہ لوگ اس وعید میں داخل ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

تشریح امام بخاری نے اس باب میں حضرت انس بن مالکؓ کی دو روایتیں پیش کی ہیں پہلی روایت میں اختصار ہے مسند احمد میں تفصیل ہے: عثمان بن سعد کہتے ہیں کہ:

سمعت انس بن مالك يقول ما اعرف شيئا مما عهدت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اليوم فقال ابو رافع يا ابا حمزة ولا الصلوٰة فقال اوليس قد علمت ما صنع الحجاج في الصلوٰة۔

میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں آج ان چیزوں میں سے ایک چیز بھی محفوظ نہیں پاتا جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دیکھا تھا تو ابو رافع نے کہا اے ابو حمزہ اور نہ نماز کو؟ تو فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حجاج نے نماز میں کیا کیا۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۲۰۸)

اشکال بخاری کی اس ص۷۶ کی روایت میں تو یہ ہے کہ نماز بھی صحیح نہ تھی لیکن بخاری ص۱۰۰ پر حضرت انسؓ سے منقول ہے ما انكرت شيئا الا انكم لا تقيمون الصفوف۔

بظاہر دونوں میں تعارض ہے اس لئے کہ اس باب کی روایت کا تقاضا تو یہ ہے کہ انہوں نے سب کچھ ضائع کر دیا اور ص۱۰۰ کی روایت کا تقاضا یہ ہے کہ سب کچھ ٹھیک تھا صرف صفوں کے اندر خرابی تھی۔

جواب: اس باب والی روایت کا تعلق دمشق سے ہے اور ص۱۰۰ والا واقعہ مدینہ کا ہے جیسا کہ خود روایت تصریح ہے۔

صورت یہ ہے کہ حضرت انسؓ اس نیت سے دمشق تشریف لیگئے کہ وہاں جا کر ولید بن عبدالملک کے پاس حجاج کی شکایت کریں وہاں جا کر دیکھا کہ ان لوگوں (یعنی بنی امیہ والے) نے جس طرح اور چیزوں کو ضائع کر رکھا تھا نماز کو بھی ضائع کر رکھا تھا وقت پر ادا نہ کرتے تھے یہ منظر دیکھ کر حضرت انسؓ رونے بیٹھ گئے اور یہ فرمایا لا اعرف الخ اور جب وہاں سے لوٹ کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ مدت کے بعد آئے ہیں ہمارے اندر کوئی تغیر تو نہیں پایا تو فرمایا کہ سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے صرف اتنی بات ہے کہ صفوں کے اندر سیدھا پن نہیں ہوتا یہ کوتاہی ہوتی ہے۔

باب ۳۵۷ المُصَلِّي يُنَاجِي رَبَّهُ

نمازی نماز میں اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے

۵۱۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى يُنَاجِي رَبَّهُ

besturdubooks.wordpress.com

فَلَا یَتْفُلَنَّ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَلٰکِنْ تَحْتَ قَدَمِہٖ الْیُسْرٰی۔

ترجمہ حدیث حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے اس لئے اسے چاہیئے کہ اپنی داہنی جانب نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ اذا صلّی یناجی ربّہ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا م۷۶ ومرّ الحدیث م۳۸ م۵۸ و م۵۹ 〃 〃 و م۱۶۳۔

۵۱۴۔ حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا یزید بن ابراھیم قال حدثنا قتادۃ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اعتدلوا فی السجود ولا یبسط احدکم ذراعیہ کالکلب واذا بزق فلا یبزقن بین یدیہ ولا عن یمینہ فانہ یناجی ربہ وقال سعید عن قتادۃ لا یتفل قدامہ او بین یدیہ ولکن عن یسارہ او تحت قدمہ وقال شعبۃ لا یبزق بین یدیہ ولا عن یمینہ ولکن عن یسارہ او تحت قدمہ وقال حمید عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یبزق فی القبلۃ ولا عن یمینہ ولکن عن یسارہ او تحت قدمہ۔

ترجمہ حضرت انس رضی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ سجدوں میں اعتدال کرو اور تم میں سے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ کتے کی طرح نہ بچھائے اور جب تھوکنا چاہے تو اپنے سامنے یا داہنی جانب ہرگز نہ تھوکے اس لئے کہ وہ اس وقت اپنے پروردگار سے سرگوشی کر رہا ہے، اور سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے روایت کی اس میں یوں ہے کہ اپنے آگے یا سامنے (شک راوی) نہ تھوکے لیکن اپنے بائیں طرف یا اپنے قدم کے نیچے تھوک سکتا ہے اور شعبہ نے قتادہ سے یہ نقل کیا ہے کہ نمازی اپنے سامنے یا داہنی طرف نہ تھوکے۔ لیکن اپنے بائیں جانب یا اپنے قدم کے نیچے تھوک سکتا ہے اور حمید نے حضرت انس رضی سے روایت کیا کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ قبلہ کیطرف نہ تھوکے اور نہ اپنی داہنی جانب البتہ اپنے بائیں طرف یا اپنے قدم کے نیچے تھوک سکتا ہے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فانہ یناجی ربہ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا م۷۶ ومرّ آنفا م۷۶ وباقی م۱۶۳۔

مقصد ترجمہ مقصد یہ ہے کہ جب نمازی نماز میں اپنے پروردگار سے مناجات و سرگوشی کا شرف حاصل

besturdubooks.wordpress.com

کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ پروردگار سے مناجات وسرگوشی عظیم ترین مرتبہ وبلند درجہ ہے تو اس سے لازم ہے کہ مومن اپنے اندر نماز کی لگن پیدا کرے اور سبقت کرے، فرائض کو اس کے وقت پر ادا کرنے کا پورا پورا اہتمام کرے چونکہ نماز مواقیت ہی میں ادا ہوتی ہے ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا فافہم سجدہ کی حالت میں سب سے زیادہ قرب ہوتا ہے اس لئے پورے شرائط وآداب کا لحاظ ضروری ہے کہ ناک اور پیشانی زمین پر رکھے اور دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں زمین پر رکھ کر کلائیاں اٹھائے رکھے۔

تشریح امام بخاریؒ نے متعدد سندوں سے تھوکنے کے متعلق روایات ذکر کی ہیں. تو چونکہ اس کی حدیث ۳۹۵ سے باب ۲۶۹ حدیث ۴۰۵ تک۔

خلاصہ یہ ہے کہ سامنے تھوکنے کی ممانعت مناجات وسرگوشی کیوجہ سے ہے اور داہنی طرف کی ممانعت فرشتوں کیوجہ سے۔

بَابُ ۳۵۸ الْاِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ

باب. گرمی کی شدت میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنے کا بیان

۵۱۵ ـ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ حَدَّثَنَا الْاَعْرَجُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُهٗ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَنَافِعٌ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

ترجمہ حدیث صالح بن کیسان کا بیان ہے کہ ہم سے عبدالرحمان بن ہرمز اعرج وغیرہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) نافعؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی اور ان دونوں حضرات ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے صالح بن کیسان کے شیخ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ اس لئے کہ گرمی کی سختی جہنم کے جوش سے ہوتی ہے (یعنی جہنم کی حرارت کے انتشار کیوجہ سے ہے)

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ابردوا بالصلوٰۃ" لان المراد بالصلوٰۃ صلوٰۃ الظھر.

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ۵۱۶ وسیاتی الحدیث ۵۱۷ مع زیادۃ ذکر اشتکاء النار ویاتی

besturdubooks.wordpress.com

تلك الزیادۃ نقط فی بدء الخلق فی باب صفۃ النار ص۴۶۲ وابن ماجہ ص۴۹ وابوداؤد فی باب وقت صلوٰۃ الظہر ص۵۸ تا ص۵۹ ومسلم ص۲۲۴۔

۵۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ اَبِی الْحَسَنِ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ اَذَّنَ مُؤَذِّنُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَالَ اَبْرِدْ اَوْ قَالَ اِنْتَظِرْ اِنْتَظِرْ وَقَالَ شِدَّةُ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰی رَاَيْنَا فَیْءَ التُّلُوْلِ۔

ترجمہ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ (ایک مرتبہ گرمی میں) نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مؤذن (بلالؓ) نے اذان دینے کا ارادہ فرمایا تو آپؐ نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دو ٹھنڈا ہونے دو یا فرمایا ٹھہر جا ٹھہر جا اور فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے (یعنی جہنم کی حرارت کے انتشار سے ہوتی ہے) اس لئے جب گرمی شدید ہو تو نماز کو ٹھنڈا وقت کے انتظار میں مؤخر کر دیا کرو یہانتک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا۔

تلول بضم التاء المثناۃ الفوقیۃ وتخفیف اللام جمع تل بفتح اولہ الخ یعنی ٹیلا قسطلانی

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی اذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوٰۃ لان المراد بالصلوٰۃ صلوٰۃ الظہر۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۶ تا ص۷۷ ویاتی فی باب الابراد بالظہر فی السفر ص۷۷ و یاتی ص۸۸ تا ص۸۸ و ص۴۶۱ تا ص۴۶۲۔

۵۱۷۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَدِيْنِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَاشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰی رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ اَكَلَ بَعْضِیْ بَعْضًا فَاَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِی الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِی الصَّيْفِ وَهُوَ اَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت پڑھا کرو اس لئے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے اور یہ کہ جہنم نے اپنے پروردگار سے شکایت کی کہ اور کہا اے پروردگار میرے بعض حصے نے بعض حصے کو

besturdubooks.wordpress.com

کھالیا تو پروردگار نے اس کو (سال میں) دو سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں اور وہی سخت گرمی ہے جس کو تم (موسم گرما میں) محسوس کرتے ہو اور سخت سردی ہے جو تم (جاڑے میں) سخت سردی محسوس کرتے ہو۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰۃ"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا مکرر وھذا الحدیث لہ طرفان اما طرفہ الاول وھو طرف الابراد بالصلوٰۃ فقد مر ملک واما طرفہ الثانی وھو طرف اشتکاء النار فسیاتی ملک۲ واخرجہ النسائی فی الصلوٰۃ۔

۵۱۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْرِدُوْا بِالظُّھْرِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ تَابَعَہٗ سُفْیَانُ وَیَحْیٰی وَاَبُوْ عَوَانَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ۔

ترجمہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو اس لئے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے اس روایت کو اعمش سے بیان کرنے میں سفیان ثوری، یحییٰ بن سعید القطان اور ابو عوانہ نے حفص بن غیاث کی متابعت کی ہے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ابردوا بالظھر فان شدۃ الحر من فیح جھنم۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا مکرر یاتی ملک۲۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد اس باب الابراد سے ان حضرات کی تردید ہے جو لوگ نماز ظہر میں علی الاطلاق تعجیل کو مستحب قرار دیتے ہیں اور ابراد کے منکر ہیں۔

نیز ان حضرات کی بھی تردید داخل مقصود ہے جو ابراد کے واسطے شروط وقیود کو مانتے ہیں مثلاً جس کا مکان مسجد سے دور ہو اور راستہ سایہ دار نہ ہو (۲) گرم ملک ہو (۳) مسجد جماعت میں آنا ہو تو اس وقت ابراد مستحب ہے جیسا کہ حضرات شوافع رحمہم اللہ سے منقول ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے رد کر دیا کہ انفراد و جماعت دور و نزدیک کی کوئی قید نہیں بلکہ ابراد کا سبب فقط شدت حر (گرمی کی شدت) ہے چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب کو مطلق رکھکر تبلادیا کہ جب گرمی کی شدت ہو تو

besturdubooks.wordpress.com

ابراد اولیٰ وافضل ہوگا خواہ کسی وقت ہو، کسی مکان میں ہو، جماعت کی نماز ہو یا منفرد کی، ہر حال میں گرمی کی شدت کے وقت ابراد افضل ہوگا۔

یعنی امام بخاریؒ نے جمہور بالخصوص احناف کی موافقت کی ہے۔

تشریح امام بخاریؒ نماز کی فضیلت کے بعد اوقات نماز کا بیان شروع کر رہے ہیں اور پانچوں نمازوں کے الگ الگ اوقات تفصیل سے بیان کر رہے ہیں اس سلسلے میں سب سے پہلے نماز ظہر کا ذکر کیا ہے اس وجہ سے کہ امامت جبرئیلؑ کی روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیلؑ نے حضور اقدسؐ کو سب سے پہلے ظہر کی نماز پڑھائی تھی۔

سوال قاعدہ کے مطابق امام بخاریؒ کو چاہیئے تھا کہ پہلے ظہر کا بیان کرتے اس کے بعد ابراد بالظہر کو ذکر فرماتے کیونکہ ابراد بالظہر اوصاف میں سے ہے اور اوصاف موصوف کے تابع ہوتا ہے۔

جواب: علامہ عینیؒ فرماتے ہیں انما قدم ابراد بالظہر علی باب وقت الظہر للاھتمام بہ (عمدہ) یعنی ابراد بالظہر کا اہتمام بیان کرنے کیواسطے اس کو مقدم کر دیا۔

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ باب سابق میں امام بخاریؒ نے مناجات کا باب قائم کیا کہ نماز کے اندر اللہ تعالیٰ سے مناجات ہوتی ہے، مسلمانوں کی معراج ہوتی ہے تو یہ باب باب سابق کیلئے بطور تکملہ کے ذکر فرمایا کہ جب نماز پروردگار عالم کے ساتھ مناجات وسرگوشی ہے تو ابراد کے وقت صحیح ہوگی جو سکون واطمینان کا وقت ہے شدت گرمی میں صحیح نہیں ہوسکتی اسکی وجہ ایک یہ ہے کہ سکون قلب میسر نہ ہوگا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ شدت گرمی غضب خداوندی کے مظاہرہ کا وقت ہے اس لئے اس وقت تاخیر کر کے ٹھنڈے وقت میں پڑھنا مستحب ہے اور یہی حنفیہ کا مذہب ہے۔

تیسری حدیث یعنی حدیث ۵۱۷ میں ہے اشتکت النار ای قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشتکت النار الخ اکثر علماء کی رائے ہے کہ یہ شکایت بزبان قال تھی علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام عیاض، قرطبی اور امام نوویؒ کی یہی رائے ہے بلاشبہ حق تعالیٰ کو قدرت ہے کہ کسی بھی مخلوق کو قوت گویائی عطا کر دے جیسا کہ ہُدہُد کا واقعہ شاہد ہے۔ تفصیل کیلئے عمدۃ القاری دیکھئے۔

اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ شکایت نار کنایہ ہے غلیان جوش مارنے سے اور اکل کنایہ ہے بعض اجزاء کے ازدہام سے تنفسہا مجاز عن خروج ما یبرز منہا (عمدہ)

سوال جہنم نے شکایت کیوں کی؟ جواب: یہ تو حق تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ البتہ بیان اس واسطے کر دیا کہ جہنم کی

besturdubooks.wordpress.com

شدت معلوم ہوجائے پھر بندہ اعمال صالحہ اختیار کرے۔

نفس فی الشتاء ونفس فی الصیف الخ جہنم کے دو سانس کا مطلب یہ ہے کہ جہنم کے دو طبقے ہیں ایک نار اور دوسرا زمہریر کا، جہنم اپنے طبقہ نار کے سانس سے گرمی پھینکتی ہے اور طبقہ زمہریر کے سانس سے سردی پس دونوں طبقوں کو شکایت ہوگئی تھی جیسا کہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں: وھو اشد ما تجدون من الحر الخ

بَابُ (۳۵۹) الإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي السَّفَرِ

باب سفر میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنے کا بیان

۵۱۹ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُهَاجِرٌ أَبُو الْحَسَنِ مَوْلًى لِبَنِي تَيْمِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَتَفَيَّؤُ يَتَمَيَّلُ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ذر غفاری رضؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ مؤذن نے ظہر کی نماز کیلئے اذان دینے کا ارادہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہوجانے دو پھر (کچھ دیر بعد) مؤذن (حضرت بلال رضؓ) نے اذان دینے کا ارادہ فرمایا تو آپؐ نے اس سے فرمایا ٹھنڈا ہوجانے دو۔ یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا۔ پھر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے اس لئے جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ اور حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا یتفیؤ کے معنی ہیں یتمیل یعنی جھکتے ہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ کنا فی سفر فاراد المؤذن ان یؤذن للظہر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابرد "

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۷ ومر ص۷۶ ویاتی ص۸۵ تا ص۸۸ وص۴۶۱ تا ص۴۶۲ ومسلم فی الصلوٰۃ۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد غالباً امام شافعیؒ پر رد ہے کیوں کہ امام شافعیؒ ابراد کے واسطے اتیان من بعید کی قید لگاتے ہیں یعنی یہ ابراد اس وقت پر محمول ہے جب لوگ دور سے نماز پڑھنے

besturdubooks.wordpress.com

کیلئے مسجد میں آتے ہوں ان لوگوں کی رعایت سے نماز مؤخر کرنا بہتر ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث الباب سے رَدّ کرو یا کہ حدیث الباب میں سفر کا واقعہ ہے اور سفر میں انتیاب من بعید کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ سفر میں تمام نمازی ساتھ تھے۔ کسی شخص کے دور سے آنے کا احتمال نہیں تھا اس کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بار بار ابراد کا حکم دیا۔ چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ باوجود شافعی ہونے کے فرماتے ہیں۔

قال ابو عیسیٰ ومعنی من ذهب الی تاخیر الظهر فی شدة الحر هو اولی واشبه بالاتباع واما ما ذهب الیه الشافعی ان الرخصة لمن ینتاب من البعد وللمشقة علی الناس فان فی حدیث ابی ذر ما یدل علی خلاف ما قال الشافعی الخ (ترمذی ص۲۳)

حافظ عسقلانی کی تاویل

حافظ عسقلانی رحمہ اللہ نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ قد کان ذلک فی السفر فلعله اخر الظهر حتی یجمعها مع العصر (فتح)

حافظ فرماتے ہیں کہ یہ سفر کا واقعہ ہے اس لئے آپ کا قصد نماز ظہر کو عصر کے وقت میں پڑھنا تھا یعنی یہ تاخیر جمع بین الصلوٰتین کیلئے تھی۔ نہ کہ اس وجہ سے کہ ظہر کا وقت مثلین تک رہتا ہے۔

جواب: یہ تاویل بالکل درست نہیں اس لئے کہ اسطرف نہ روایت میں کوئی اشارہ ہے اور نہ ہی ترجمۃ الباب میں۔ یہاں تو امام بخاری رحمہ اللہ ابراد فی السفر کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ باب سابق میں ابراد فی الحضر کو بیان فرمایا ہے نیز خود الفاظ روایت میں غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ آپ نے ابرد ابرد فرمایا اگر مقصد جمع بین الصلوٰتین ہوتا تو فرماتے۔ "اخر حتی نجمع"۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے مقصد کا خلاصہ یہ ہے کہ گرمی کی شدت کے موقع پر ظہر کی نماز میں ابراد کا حکم (یعنی ٹھنڈا ہو جانے تک تاخیر کا حکم) سفر و حضر دونوں میں عام ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی عادتِ مبارکہ

امام بخاری رحمہ اللہ کی عادت ہیکہ جب حدیث پاک میں کوئی ایسا لفظ آجائے جو قرآن مجید میں بھی آیا ہے تو قرآن مجید کے لفظ کی بھی تفسیر کر دیتے ہیں یہاں حدیث پاک میں فی کا لفظ آیا تھا۔ (بفتح الفاء وسکون الیاء بعدہا ہمزہ ہو ما بعد الزوال فی الظل) اور اسی مادہ سے قرآن مجید سورہ نحل آیت ۴۸ میں یَتَفَیَّؤُ ظِلٰلُهٗ آیا تھا اس لئے اس کی تفسیر بیان کر دی کہ بمعنی یتمیل ہے یعنی اس کے سائے دائیں بائیں جھک جاتے ہیں۔

حتی راینا فیء التلول تلول بضم المثناة الفوقیة وتخفیف اللام جمع تل بفتح اوله بمعنی ٹیلہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اتنی تاخیر کی کہ ہم لوگوں نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا، اور یہ مشاہد و ظاہر

besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ ٹیلے منبسط یعنی عریض و پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے اسکا سایہ دیر میں ظاہر ہوتا ہے۔
بخاری رح کی ایک اور روایت میں ہے حتی ساوی الظل التلول، (بخاری ص۸۷ تا ص۸۸) یعنی ٹیلوں کا سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا یعنی سایہ ایک مثل ہو گیا تب نماز پڑھی جس سے صاف معلوم ہو گیا کہ نماز مثل ثانی میں ہوئی اور ظہر کا وقت مثلین تک رہتا ہے یہی حنفیہ کے یہاں مفتی بہ قول ہے۔

بَابٌ ۳۶۱ وَقْتُ الظُّهْرِ عِنْدَ الزَّوَالِ وَقَالَ جَابِرٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالْهَاجِرَةِ۔

۵۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ أَنَّ فِيهَا أُمُورًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ فَلَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هَذَا فَأَكْثَرَ النَّاسُ فِي الْبُكَاءِ وَأَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي فَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ فَقَالَ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي فَبَرَكَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِي عُرْضِ هَذَا الْحَائِطِ فَلَمْ أَرَ كَالْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔

باب، سورج ڈھلنے کے وقت سے ظہر کا وقت (شروع ہوتا ہے) یعنی زوال کے بعد سے ظہر کا وقت ہو جاتا ہے بالاتفاق اور حضرت جابر رض فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر کی گرمی میں پڑھتے۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رض بن مالک سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلتے وقت باہر تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھائی پھر آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا۔ اور یہ بیان فرمایا کہ اس میں بڑے بڑے امور پیش آئیں گے پھر فرمایا جو شخص بھی کسی چیز کے بارے میں پوچھنا چاہے پوچھ لے۔ جبتک میں اس جگہ ہوں تم جو بات مجھ سے پوچھوگے میں تبلادوں گا۔

یہ سنکر لوگ خوف کے مارے رونے لگے اور آپ بار بار یہی فرماتے کہ مجھ سے سوال کرو چنانچہ حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی رض کھڑے ہوئے اور پوچھا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر آپ بار بار فرمانے لگے مجھ سے پوچھو تو حضرت عمر رض (ادب سے) دو زانو بیٹھکر عرض کرنے لگے ہم اللہ تعالے کے پروردگار

besturdubooks.wordpress.com

ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے راضی ہیں اس پر آپ نے سکوت فرمایا پھر آپ نے فرمایا کہ اس دیوار کے گوشے میں ابھی جنت اور دوزخ میرے سامنے پیش کی گئیں تو میں نے (جنت کی طرح) بہتر اور (جہنم کیطرح) بدتر کوئی چیز نہیں دیکھی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "خرج حین زاغت الشمس فصلی الظہر"

تعدد موضعہ | قولہ وقال جابر" ھو طرف من حدیث وصلہ فی باب وقت المغرب ص۷۹ والحدیث ھٰھنا ص۷۷ ومر ص۲۰ ویاتی ص۲۲۵ و ص۹۴۱ و ص۹۶۰ و ص۱۰۵۱ " " وص۱۰۸۳ " " "

۵۲۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی الْمِنْهَالِ عَنْ اَبِی بَرْزَةَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الصُّبْحَ وَاَحَدُنَا یَعْرِفُ جَلِیْسَهُ وَیَقْرَأُ فِیْهَا مَا بَیْنَ السِّتِّیْنَ اِلَی الْمِائَةِ وَیُصَلِّی الظُّهْرَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَاَحَدُنَا یَذْهَبُ اِلٰی اَقْصَی الْمَدِیْنَةِ رَجَعَ وَالشَّمْسُ حَیَّةٌ وَنَسِیْتُ مَا قَالَ فِی الْمَغْرِبِ وَلَا یُبَالِی بِتَاْخِیْرِ الْعِشَاءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ ثُمَّ قَالَ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ وَقَالَ مُعَاذٌ قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ لَقِیْتُهُ مَرَّةً فَقَالَ اَوْ ثُلُثِ اللَّیْلِ۔

ترجمہ | حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ ہم میں سے کوئی (نماز سے فارغ ہوکر) اپنے پاس والے کو پہچان لیتا اور آپ اس میں ساٹھ آیات سے لیکر سو آیتوں تک پڑھتے، اور ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا، اور عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے کہ ہم میں سے کوئی مدینہ کے آخری کنارے تک چلا جاتا تھا (یعنی گھر لوٹ جاتا تھا) اور آفتاب متغیر نہیں ہوتا (یعنی آفتاب کا رنگ زرد نہ ہوتا) راوی (ابو المنہال) نے کہا کہ مغرب کے بارے میں میں بھول گیا کہ ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کیا کہا تھا، اور آپ عشاء کی نماز میں ایک تہائی رات مؤخر کرنے میں پرواہ نہیں کرتے تھے پھر ابو المنہال نے کہا کہ نصف رات تک مؤخر کرنے میں پرواہ نہیں کرتے تھے اور معاذ بن معاذ بصری نے کہا کہ شعبہ نے کہا کہ پھر میں ابو المنہال سے ایک بار ملا تو انھوں نے کہا تہائی رات (یعنی مؤخر کرنے میں پرواہ نہیں کرتے تھے)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ ویصلی الظہر اذا زالت الشمس۔

besturdubooks.wordpress.com

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۷ ویاتی ص۷۷ وفی باب القرأۃ ص۱۰۶۔

۵۲۲۔ حدثنا محمد بن مقاتل قال اخبرنا عبد اللہ قال حدثنا خالد بن عبد الرحمٰن قال حدثنی غالب القطان عن بکر بن عبد اللہ المزنی عن انس بن مالک قال کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالظھائر سجدنا علی ثیابنا اتقاء الحر۔

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ جب ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دوپہر دن میں ظہر کی نماز پڑھا کرتے تھے تو گرمی سے بچنے کیلئے اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث ان صلوٰتھم خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالظھائر یدل علی انھم کانوا یصلون الظھر فی اول وقتہ وھو وقت اشتداد الحر عند زوال الشمس۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۷ ومر ص۵۶ ویاتی ص۱۶۱۔

مقصد ترجمہ اس ترجمۃ الباب سے امام بخاریؒ کا مقصد ایک تو ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو لوگ قبل الزوال وقت الظہر کے قائل ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے، علامہ ابن رشد فرماتے ہیں: اتفقوا علی ان اول وقت الظھر الذی لا تجوز قبلہ ھو الزوال الا خلافا شاذا روی عن ابن عباس والا ما روی من الخلاف فی صلوٰۃ الجمعۃ علی ما سیاتی۔

(بدایۃ المجتہد ص۶۷)

یعنی ظہر کے وقت کی ابتداء عند الزوال یعنی سورج ڈھلتے ہی ہوجاتی ہے اور ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے، حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ، ھو الذی استقر علیہ الاجماع (فتح)

امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں عند الزوال کی قید سے قائلین قبل الزوال پر رد کردیا۔

۲ نیز ان لوگوں پر بھی رد مقصود ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ زوال کے بعد فوراً ظہر کا وقت شروع نہیں ہوتا ہے بلکہ زوال کے بعد بقدر الشراک سایہ کے بعد ظہر کا وقت ہوتا ہے۔

بہر حال امام بخاریؒ جمہور کی موافقت کررہے ہیں کہ ظہر کا وقت سورج ڈھلتے ہی شروع ہوجاتا ہے جیسا کہ باب کی پہلی حدیث میں ہے خرج (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) حین زاغت الشمس فصلی الظھر الخ اور معلوم ہے کہ فا تعقیب بلا تاخیر کیلئے ہے یعنی آپؐ نے سورج ڈھلتے ہی ظہر کی نماز ادا فرمائی۔

besturdubooks.wordpress.com

۳۔ نیز امام کا مقصد یہ بھی بتلانا ہو سکتا ہے کہ سابق باب میں جو ابراد بالظہر یعنی شدید گرمی کے وقت ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنا چاہیئے یہ حکم استحبابی ہے۔

نیز اس باب کی دوسری روایت اور تیسری روایت سے بھی ثابت ہے کہ ظہر کا وقت بعد الزوال بلا تاخیر شروع ہوجاتا ہے اور قبل الزوال نہ ظہر جائز ہے اور نہ جمعہ جائز۔

بَابُ تَاخِيْرِ الظُّهْرِ اِلَى الْعَصْرِ

باب، ظہر کی نماز کو عصر کے وقت تک مؤخر کرنے کا بیان

۵۲۳۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِالْمَدِيْنَةِ سَبْعًا وَّثَمَانِيًا اَلظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فَقَالَ اَيُّوْبُ لَعَلَّهٗ فِيْ لَيْلَةٍ مَطِيْرَةٍ قَالَ عَسٰى۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں رہتے ہوئے (یعنی حالت اقامت میں) سات رکعتیں اور آٹھ رکعتیں نماز (ایک ساتھ) پڑھیں یعنی مغرب اور عشاء کو ملا کر سات رکعتیں اور ظہر اور عصر کو ملا کر آٹھ رکعتیں (ترجمہ سے ظاہر ہوگیا کہ لف ونشر غیر مرتب ہے) ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے جابر بن زید رحمہ اللہ سے کہا شاید بارش کی رات میں ایسا کیا ہوگا؟ جابر نے کہا ہو سکتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "سبعا وثمانیا"۔ اس کی وضاحت مقصد ترجمہ سے ہوگی ان شاء اللہ

تعدد موضع والحدیث ھھنا ص۷۸ ویاتی ص۷۹ وص۱۵۷ مسلم اول ص۲۴۶ ابوداؤد ص۱۷۱ فی باب الجمع بین الصلوتین۔ والنسائی ص۷۸ فی الجمع بین الصلوتین فی الحضر۔

مقصد ترجمہ سابق باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ظہر کا ابتدائی وقت بتایا تھا۔ وقت الظھر عند الزوال۔ اس باب میں ظہر کے انتہاء وقت کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں۔ "تاخیر الظھر الی العصر" یعنی ظہر کا وقت عصر تک رہتا ہے۔

اس سے امام بخاری رحمہ اللہ نے ان لوگوں پر رد فرمادیا جو لوگ ظہر اور عصر کے درمیان وقت مشترک یا وقت مہمل مانتے ہیں امام نے بتلا دیا کہ ظہر کا وقت عصر تک رہتا ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

یعنی ظہر کا آخری وقت اس وقت ہوتا ہے جب عصر کا ابتدائی وقت ہوتا ہے. معلوم ہو گیا کہ ظہر اور عصر کے درمیان نہ کوئی وقت مشترک ہے اور نہ مہمل بلکہ ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے وقت الظهر مالم يحضر العصر.

۲ بہت ممکن ہے کہ امام بخاری رح کا مقصد اس باب سے جمع صوری کو بیان کرنا ہو جس کے قائل حنفیہ ہیں گویا امام بخاری حنفیہ کی موافقت و تائید کر رہے ہیں۔

ظہر کا آخری وقت

ظہر کے وقت کی ابتداء باتفاق ائمہ زوال کے بعد سے ہوتی ہے جس کی تفصیل پ ۲ ص ۳۶ میں گذر چکی ہے۔

ظہر کے آخری وقت میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے:۔

(۱) جمہور علماء اور صاحبین کے نزدیک مثل واحد ہے یہی ایک روایت امام اعظم سے بھی ہے۔

(۲) امام اعظم رح اور سفیان ثوری رح سے مشہور و ظاہر روایت یہ ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے یعنی ہر شئے کا سایہ اس سے دوگنا ہو جائے۔

(۳) تیسرا قول امام مالک رح کا ہے کہ ظہر کا وقت مثل واحد تک ہے جمہور کے موافق لیکن مثل واحد کے بعد یعنی مثل ثانی کے شروع میں چار رکعت کی مقدار وقت ظہر و عصر دونوں کا مشترک وقت ہے اس کے عصر کا وقت ہے اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔

بہر حال امام بخاری رح کا رجحان و میلان یہی معلوم ہوتا ہے کہ ظہر و عصر کے درمیان نہ کوئی وقت مشترک ہے اور نہ مہمل۔

جمع بین الصلوٰتین

اس پر ائمہ کا اتفاق ہے کہ بغیر کسی عذر کے جمع بین الصلوٰتین حقیقی جائز نہیں البتہ ائمہ ثلاثہ رح عذر کی صورت میں جمع بین الصلوٰتین کو جائز کہتے ہیں، مثلاً سفر، مرض اور مطر یعنی بارش کی وجہ سے حقیقی جمع جائز ہے۔

پھر عذر کی تفصیل میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے۔

جمع حقیقی کا مطلب یہ ہے کہ وقت کے اعتبار سے ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کرنا۔ اور جمع صوری کا مطلب یہ ہے کہ پہلی نماز کو اس کے بالکل اخیر وقت میں ادا کیا جائے اور دوسری نماز کو اس کے اول وقت میں (مثلاً ظہر کی نماز بالکل آخری وقت اور عصر کی نماز بالکل شروع وقت میں ادا کی جائے) اس طرح دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ہونگی. لیکن ایک ساتھ ہونے کی بنا پر صورتاً جمع بین الصلوٰتین کہدیا گیا۔

besturdubooks.wordpress.com

جمع بین الصلوٰتین میں مذاہب

(۱) امام شافعیؒ، امام احمدؒ واسحاقؒ کے نزدیک سفر اور مطر (بارش) کیوجہ سے جمع بین الصلوٰتین جائز ہے

(۲) امام احمدؒ واسحاقؒ کے نزدیک سفر و مطر کے علاوہ مرض کیوجہ سے بھی جمع بین الصلوٰتین جائز ہے

(۳) سفر، مرض اور مطر کے بغیر یعنی بلا کسی عذر کے جمع بین الصلوٰتین ابن سیرینؒ ربیعۃ الرایؒ اور ابن منذر اور اہل حدیث کی ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ اسکو عادت نہ بنالی جائے۔

(۴) امام اعظم ابوحنیفہؒ اور حسن بصریؒ اور ابراہیم نخعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ جمع بین الصلوٰتین حقیقی صرف ایام حج میں عرفات اور مزدلفہ میں مشروع ہے اس کے علاوہ کہیں بھی جائز نہیں البتہ جمع صوری جائز ہے۔

اس اختلاف کا سبب ان روایات کی توجیہ میں ہے جو جمع بین الصلوٰتین کے بارے میں وارد ہوئی ہیں چنانچہ اس باب میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے صلی بالمدینۃ سبعا وثمانیا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں رہتے ہوئے سات رکعتیں اور آٹھ رکعتیں ایک ساتھ پڑھیں۔

سبعا سے مراد مغرب اور عشاء ہے اور ثمانیا سے مراد ظہر اور عصر ہے تو چونکہ ظاہر لفظ حدیث سے شبہ ہو سکتا ہے کہ مثلاً ظہر وعصر کے وقت میں پڑھ لی یا اس کے برعکس اسی طرح مغرب وعشاء دونوں مغرب کے وقت میں پڑھ لی یا علی العکس۔

تو امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب سے صورت متعین کردی کہ ظہر کی تاخیر عصر تک ہے یعنی ظہر کی نماز کو ظہر کے آخری وقت تک مؤخر فرمادیا اور عصر کو اول وقت میں پڑھ کر جمع صوری فرمائی۔

جیسا کہ بخاریؒ ص۱۵۰ میں حضرت ابن عباسؓ کی یہی روایت ان کے شاگرد ابوالشعثاء (وہ جابر بن زید) نے یہی مفہوم بیان کیا ہے ابوالشعثاء جابر بن زید کا بیان ہے۔

قال سمعت ابن عباس قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثمانیا جمیعا وسبعا جمیعا قلت یا ابا الشعثاء اظنہ اخر الظہر وعجل العصر وعجل العشاء واخر المغرب قال وانا اظنہ۔

(بخاری اول ص۱۵۰)

جابر بن زید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا کہ انھوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آٹھ رکعتیں ملاکر (ظہر وعصر کی) اور (مغرب وعشاء کی) سات رکعتیں ملاکر پڑھیں عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے ابوالشعثاء سے کہا میں سمجھتا ہوں کہ آپؐ نے ظہر میں تاخیر کی اور عصر میں جلدی (ابتدائی

besturdubooks.wordpress.com

وقت میں) اور عشاء میں جلدی کی (یعنی ابتدائی وقت میں) اور مغرب میں تاخیر کی (یعنی آخری میں پڑھی)
ابو الشعثاء نے کہا میں بھی سمجھتا ہوں۔

نیز بعض روایت میں ہے من غیر خوف ولا مطر (نسائی ص؎) اور بعض روایت میں ہے من خوف ولا سفر (نسائی ص؎)

بہرحال احادیث جمع بین الصلوٰتین محتمل ہیں گنجائش دونوں معنی کی ہے۔

نیز اس قصہ کو سفر تبوک پر محمول کرنا مشکل ہے کیوں کہ سفر میں قصر کی وجہ سے ثمانیا مشکل ہے اس لئے دو دو رکعت کرکے اربعا ہوتا۔

۲ لفظ مدینہ کی صراحت ہے ۳ نسائی کی روایت میں صراحۃً سفر کی نفی موجود ہے۔

دلائل احناف

احناف کے اصول میں سے یہ ہے کہ وہ اختلافات روایات کے وقت اوفق بالقرآن کو اختیار کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ روایات کو جمع صوری پر محمول کرنا اوفق بالقرآن ہے۔

(۱) قول تعالےٰ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا (سورہ نساء آیت ۱۰۳)

(۲) حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی (سورہ بقرہ آیت ۲۳۸)

ان آیات میں یہ بات واضح ہے کہ نمازوں کے اوقات مقرر ہیں اور ان کی محافظت واجب ہے ان اوقات کی خلاف ورزی باعث عذاب ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ آیات قطعی الثبوت والدلالۃ ہیں اور اخبار آحاد اس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں بالخصوص جب کہ اخبار آحاد محتمل و گنجائش توجیہ ہو۔

(۳) نیز بعض صحیح احادیث میں جمع صوری ہونے کی تصریح موجود ہے مثلاً بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت ہے: قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اعجلہ السیر فی السفر یوخر صلوٰۃ المغرب حتی یجمع بینہا وبین العشاء قال سالم وکان عبد اللہ بن عمر یفعلہ اذا اعجلہ السیر یقیم المغرب فیصلیھم ثلاثا ثم یسلم ثم قلما یلبث حتی یقیم العشاء الخ (بخاری اول ص۱۴۹)

اس میں صراحت ہو رہی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نماز مغرب سے فارغ ہونے کے بعد کچھ دیر ٹھہر جاتے تھے پھر اس کے بعد نماز عشاء پڑھتے تھے۔

تو حضرت ابن عمرؓ کا مغرب پڑھ کر ٹھہرنا صرف اس لئے تھا کہ وقت عشاء کے دخول کا تیقن چاہتے تھے۔ خود حافظ ابن حجر نے بھی اعتراف کیا ہے کہ اس میں جمع صوری کی دلیل ملتی ہے۔

(فتح الباری جلد ۲ ص۴۶۵)

besturdubooks.wordpress.com

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلّی صلوٰۃ الا لمیقاتہا الا صلاتین صلوٰۃ المغرب والعشاء بجمع الخ (مسلم اول ص۴۱۷ و بخاری اول ص۲۲۸)

صحیح بخاری و مسلم شریف کی یہ حدیث بالکل صریح اور صاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی نماز کو غیر وقت پر پڑھتے نہیں دیکھا سوائے مزدلفہ کے وہاں آپؐ نے مغرب و عشاء کو جمع کر کے پڑھا پس ایام حج کے علاوہ جمع بین الصلوٰتین کی روایات جمع صوری پر محمول ہونگی۔ واللہ اعلم ابوعمران محمد عثمان

بَابُ وَقْتِ الْعَصْرِ

باب۔ عصر کے وقت کا بیان

۵۲۴۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ دھوپ ان کے حجرے سے باہر نہ نکل پاتی تھی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ یصلی العصر والشمس لم تخرج من حجرتہا۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۷۷ ومر الحدیث ص۷۵ ویاتی ص۷۷

۵۲۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِيْ حُجْرَتِهَا لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھی کہ دھوپ ابھی ان کے حجرے میں تھی اور سایہ ان کے حجرے سے بلند نہ ہوا تھا (یعنی دیوار پر نہیں چڑھا تھا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہا صلی العصر والشمس فی حجرتہا۔

besturdubooks.wordpress.com

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۷۸ تا ص۸۰ و یاتی ص۸۰ و ص۴۳۷ نسائی ص۵۹۔

۵۲۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِي حُجْرَتِي وَلَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ مَالِكٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَشُعَيْبٌ وَابْنُ اَبِي حَفْصَةَ وَ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے کہ دھوپ میرے حجرے میں ہوتی تھی اور سایہ ابھی تک نہ چڑھا ہوتا۔ امام بخاریؒ نے کہا کہ امام مالک اور یحییٰ بن سعید اور شعیب بن ابی حمزہ اور ابن ابی حفصہ نے اپنی روایتوں میں یہ کہا کہ دھوپ ابھی اوپر نہ چڑھی ہوتی۔

مطابقة للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة فى قولها يصلى صلوة العصر و الشمس طالعة فى حجرتى۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۷۷ و مر ص۷۵ و ص۷۷ و ص۸۰ و ص۴۳۷۔

۵۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبِي عَلٰى اَبِي بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ فَقَالَ لَهٗ اَبِي كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْهَجِيْرَ الَّتِي تَدْعُوْنَهَا الْاُوْلٰى حِيْنَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ اَحَدُنَا اِلٰى رَحْلِهٖ فِي اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ اَنْ يُؤَخِّرَ مِنَ الْعِشَاءِ الَّتِي تَدْعُوْنَهَا الْعَتَمَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ حِيْنَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيْسَهٗ وَيَقْرَاُ بِالسِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ۔

ترجمہ سیار بن سلامہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد حضرت ابو برزہ اسلمیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے میرے والد نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازیں کن وقتوں میں پڑھتے تھے حضرت

besturdubooks.wordpress.com

ابو برزہ رضؓ نے فرمایا کہ آپؐ دوپہر کی نماز جسے تم پہلی نماز کہتے ہو اس وقت پڑھتے تھے، جب دوپہر ڈھل جاتا تھا اور عصر کی نماز (ایسے وقت پر) پڑھتے کہ پھر ہم میں سے کوئی اپنے گھر کی جو مدینہ کی اخیر میں ہوتا واپس پہونچ جاتا اور آفتاب ابھی زندہ ہوتا، سیار کہتے ہیں کہ مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ حضرت ابو برزہ رضؓ نے مغرب کے بارے میں کیا کہا اور حضرت ابو برزہ رضؓ نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں جس کو تم عتمہ کہتے ہو تاخیر کرنا پسند کرتے تھے اور اس سے پہلے سوجانے اور اس کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند کرتے تھے اور صبح کی نماز سے ایسے وقت فارغ ہوتے تھے کہ انسان اپنے پاس والے کو پہچان لیتا تھا اور آپؐ ساٹھ آیتوں سے لیکر سو آیتوں تک پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ ویصلی العصر ثم یرجع احدنا الی رحلہ فی اقصی المدینۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۶ ومر فی ص۷۶ ویاتی ص۸۰ وص۸۴ وص۱۰۶۔

۵۲۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کُنَّا نُصَلِّی الْعَصْرَ ثُمَّ یَخْرُجُ الْاِنْسَانُ اِلٰی بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَیَجِدُھُمْ یُصَلُّوْنَ الْعَصْرَ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ عصر کی نماز پڑھتے تھے پھر انسان بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں (جو قبا میں تھا) جاتا تو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پاتا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ ھٰذا الحدیث ومطابقۃ بقیۃ احادیث ھٰذا الباب للترجمۃ من حیث ان دلالتہا علی تعجیل العصر وتعجیلہ لا یکون الا فی اول وقتہ وھو عند صیرورۃ ظل کل شئ مثلہ اومثلیہ علی الخلاف (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۸ ومر ص۷۸ ویاتی ص۱۰۹۰ ومسلم ص۲۲۵ والنسائی ص۵۹ تا ص۶۰۔

۵۲۹ - حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا

besturdubooks.wordpress.com

ابوبکر بن عثمان بن سہل بن حنیف قال سمعت ابا امامۃ یقول صلینا مع عمر بن عبد العزیز الظھر ثم خرجنا حتی دخلنا علی انس بن مالک فوجدناہ یصلی العصر فقلت یا عم ما ھذہ الصلوٰۃ التی صلیت قال العصر وھذہ صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التی کنا نصلی معہ۔

ترجمہ حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے ظہر کی نماز حضرت عمر بن عبد العزیزؒ (خلیفہ) کے ساتھ پڑھی پھر ہم نکل کر حضرت انس بن مالکؓ کے پاس پہونچے تو ان کو دیکھا کہ وہ عصر کی نماز پڑھ رہے ہیں میں نے عرض کیا، چچا یہ کونسی نماز ہے؟ جو آپ نے پڑھی فرمایا عصر کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نماز تھی جس کو ہم آپ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقت کیلئے حدیث بالا یعنی حدیث ۵۲۸ کی مطابقت دیکھئے۔

۵۳۰۔ حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابن شھاب عن انس بن مالک قال کنا نصلی العصر ثم یذھب الذاھب منا الی قباء فیاتیھم والشمس مرتفعۃ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ) پھر ہم میں سے کوئی جانے والا قبا تک (جو مدینہ منورہ سے ایک کوس ہے) جاتا تو وہاں پہونچ جاتا اور آفتاب بلند ہوتا۔

مطابقۃ للترجمہ ملاحظہ فرمائیے حدیث ۵۲۸ کی مطابقت۔

۵۳۱۔ حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری قال حدثنی انس بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر والشمس مرتفعۃ فیذھب الذاھب الی العوالی فیاتیھم والشمس مرتفعۃ وبعض العوالی من المدینۃ علی اربعۃ امیال او نحوہ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت

besturdubooks.wordpress.com

پڑھتے کہ آفتاب بلند اور زندہ ہوتا پھر جانے والا عوالی جاتا تو وہ ایسے وقت میں پہونچ جاتا کہ آفتاب بلند رہتا اور بعض مدینہ سے چار میل یا اس کے قریب دوری پر واقع ہیں۔

مقصد ترجمہ باب سابق ۳۶ میں گذر چکا ہے کہ ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے وقت الظهر مالم يحضر العصر۔

جس سے امام بخاریؒ کا رجحان و میلان بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ظہر اور عصر کے درمیان نہ کوئی وقت مشترک ہے نہ مہمل ہے بلکہ ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ امام بخاریؒ عصر کے اول وقت کو بیان کر چکے ہیں اب اس باب میں امام بخاری وقت مستحب وافضل کو بیان کرنا چاہتے ہیں کہ نماز عصر میں تعجیل مستحب ہے یا تاخیر؟

بخاریؒ کا رجحان بظاہر تعجیل کیطرف ہے بخاری نے اس باب کے تحت آٹھ روایات ذکر کی ہیں لیکن ان روایتوں میں کوئی روایت ایسی نہیں ہے جو تعجیل یا اول وقت میں پڑھنے کی صریح دلیل ہو۔ اس لئے امام نے ان ہی محتمل روایات سے استدلال کر لیا ہے۔

پہلی تین روایتیں (۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶) حضرت عائشہؓ کی ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ دھوپ حجرہ مبارکہ میں ہوتی تھی حجرہ مبارکہ سے باہر نہ نکل پاتی تھی، دوسری روایت اور تیسری روایت میں ہے کہ سایہ حجرہ مبارکہ سے اوپر دیوار پر نہ چڑھا تھا۔

جواب: ۱ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حجرہ مبارکہ چھوٹا تھا اس لئے دھوپ غروب شمس کے قریب تک رہتی تھی (طحاوی اول باب صلوۃ العصر ہل تعجیل او توخر ص۹۴)

۲ والشمس فی حجرتها سے وہ دھوپ مراد ہے جو حجرہ شریف کے دروازے کی طرف سے آتی تھی اس لئے کہ حجرۂ عائشہؓ مسجد نبوی کے مشرق میں ہے اور مسجد نبوی حجرہ سے مغرب میں ہے۔ اور اسی طرف حجرہ کا دروازہ ہے تو جب حجرہ کا دروازہ کھلا ہوگا تو مسجد کی جانب سے حجرہ میں غروب کے قریب تک دھوپ رہیگی اس لئے تعجیل پر استدلال صحیح نہیں۔

۳ حضرت علی بن شیبانیؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے (تو دیکھا کہ) آپ نماز عصر پڑھنے میں تاخیر کرتے تھے جبتک سورج سفید اور صاف رہتا (ابوداؤد ص۵۹ ج۱)

یہ حدیث تاخیر عصر کے بارے میں بالکل صریح ہے۔

۴ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر میں تم سے زیادہ جلدی کرتے تھے

besturdubooks.wordpress.com

اور تم عصر میں جلدی کرتے ہو (ترمذی اوّل ص۲۳)

بہرحال احادیث دونوں طرح کے ملتے ہیں بعض سے تعجیل کی افضیلت اور بعض سے تاخیر کی۔

حضور اقدس شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی قطعی حکم کسی ایک جانب کا نہیں ہے اسلئے حضرات مجتہدین رحمہم اللہ نے قرائن واشارے دیکھکر اجتہاد سے ایک جانب کو ترجیح دی ہے امام شافعیؒ کے یہاں قاعدہ کلیہ ہے کہ اول وقت میں نماز افضل ہے اس لئے عصر میں تعجیل کو افضل قرار دیتے ہیں امام اعظمؒ کی اول نظر قرآن حکیم پر جاتی ہے وہ اختلاف روایات کے وقت اس روایت کو ترجیح دیتے ہیں جو اوفق بالقرآن ہو اور تاخیر عصر کی روایات اوفق بالقرآن ہیں۔

۵ وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها (سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۰) یعنی طلوع وغروب شمس سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کیجئے۔ طلوع شمس سے پہلے فجر کی نماز ہوئی اور غروب سے پہلے عصر کی۔

عرف میں قبل اور بعد سے مراد متصل زمانہ ہی مراد ہوتی ہے زیادہ دیر قبل اور بعد نہیں ہوتا۔ اس آیت کا تقاضہ تاخیر فی الفجر والعصر ہے جیسا کہ حنفیہ کا مسلک ہے۔

۶ دوسری آیت ہے اقم الصلوٰۃ طرفی النهار (سورہ ھود آیت ص۱۱۴)

یعنی دن کے دونوں کناروں میں نماز کو قائم کرو۔ اس سے تاخیر کی تائید ہوتی ہے

۷ قیاس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ عصر کے بعد نوافل کی ممانعت ہے اس لئے اس کی تاخیر کیصورت میں نوافل کیلئے وقت زیادہ ملتا ہے اور تعجیل میں نوافل کا دروازہ بند ہوتا ہے۔

چوتھی روایت یعنی ۵۲۷ میں ہے اقصی المدینة اور پانچویں یعنی ۵۲۸ میں ہے الی بنی عمرو بن عوف۔ اس سے مراد اہل قبا ہیں۔

ان دونوں روایتوں سے بظاہر تعجیل پر استدلال درست نہیں اسلئے کہ قبا مسجد نبوی سے تین میل یعنی ایک کوس ہے جو زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ کی مسافت ہے اس لئے تعجیل پر استدلال قطعاً درست نہیں دو مثل پر عصر پڑھکر آسانی سے جا سکتا ہے۔

اور بعد کی روایات میں عوالی کا لفظ آیا ہے۔

عوالی عالیة کی جمع ہے جس کے معنیٰ بلند کے ہیں مراد اس سے مدینہ منورہ کے ارد گرد وہ بستیاں ہیں جو نجد کی جانب بلندی کیطرف ہیں اس کے مقابل تہامہ کیجانب کو سافلہ کہتے ہیں جمع سوافل۔

اربعة امیال یہ امام زہریؒ کا قول ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ساری بستیاں چار میل پر نہیں تھیں

besturdubooks.wordpress.com

ابوداؤد کی روایت میں صاف ہے دو میل یا تین میل، پھر یہ چلنے والے پر موقوف ہے سریع السیر کیلئے ایک گھنٹہ میں چار میل جانا کوئی مشکل نہیں پھر گرمی کے موسم اور سردی کے موسم کا فرق ہوگا۔
غالب گمان ہے کہ عوالی سے بھی مراد قباہی ہے فلا اشکال۔

باب ۳۶۳ اِثْمِ مَنْ فَاتَتْهُ الْعَصْرُ

باب. اس شخص کے گناہ کا بیان جسکی نماز عصر فوت ہوگئی (قضا ہوگئی)

۵۳۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِي تَفُوتُهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ يَتِرَكُمْ وَتَرْتُ الرَّجُلَ إِذَا قَتَلْتَ لَهُ قَتِيلًا أَوْ أَخَذْتَ مَالَهُ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی نماز عصر فوت (قضا) ہوگئی تو گویا اس کا گھر بار، مال اسباب سب لٹ گیا۔
امام بخاریؒ نے کہا (سورہ محمد میں) جو آیا ہے لَن يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ) یہ یتر مشتق ہے وترت الرجل سے جب کسی کے آدمی کو قتل کر دو یا اس کا مال لوٹ لو۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "الذی تفوتہ صلوٰۃ العصر فکانما وتر اھلہ ومالہ"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۸ ومسلم اول ص۲۲۶ وابوداؤد اول ص۶۰ والنسائی ص۶۰ ترمذی اول ص۲۴ ابن ماجہ ص۵۰۔

مقصد ترجمہ اس باب سے اور آنے والے باب سے امام بخاریؒ کا مقصد صلوٰۃ عصر کی اہمیت بیان کرنا ہے اور خصوصی ترغیب ہے چونکہ صلوٰۃ عصر صلوٰۃ وسطی ہے جس کی محافظت کا خاص طور سے حکم ہے۔ حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی (سورہ بقرہ آیت ص۲۳۸)

وجہ تخصیص عصر کا وقت ہر موسم میں مشغولیت کا وقت ہے اہل تجارت ہو یا زراعت، مزدور ہو یا صنعتکار (کاریگر) ہو ہر ایک کی مشغولیت وانہماک کا وقت ہوتا ہے۔ نیز یہ وقت شہود ملائکہ اور نزول برکات کا وقت ہے اس لئے بلا شرعی عذر و مجبوری کے نماز عصر کا فوت ہونا باعث اثم (گناہ) ہے اس غفلت و سستی پر وعید آئی ہے اس لئے امام بخاریؒ اس پر توجہ دلا رہے ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

وتر اهله وماله علامہ نوویؒ کہتے ہیں " بنصب اللامین ورفعهما والنصب هو الصحيح المشهور الذی علیه الجمهور الخ (شرح مسلم ص ۲۲۶)

تقریباً یہی علامہ عینیؒ فرماتے ہیں " بنصب اللامین فی روایة الاکثرین لانه مفعول ثان لقوله وُتر وهو علی صیغة المجهول الخ

یعنی اهله وماله دونوں لام کو نصب ورفع دونوں درست ہے لیکن عند الجمهور مشہور تر نصب کے ساتھ ہے اهلَه ومالَه نصب کے ساتھ پڑھا جائے تو اس صورت میں وُتر کے معنی کمی کرنے اور گھٹانے کے ہونگے اور متعدی بدو مفعول ہوگا اور اَهله وماله مفعول ثانی ہونے کی بنا پر منصوب ہوگا اور وُتر کا نائب فاعل یعنی مفعول اول ضمیر مستتر ہوگی جو الذی کیطرف راجع ہے کما فی القرآن الحکیم لن یترکم اعمالکم ای لن ینقصکم اعمالکم اس سے امام بخاریؒ نے اشارہ کیا ہے متعدی بدو مفعول کیطرف۔

دوسری صورت رفع کی ہے کہ وتر اهلُه ومالُه رفع کے ساتھ پڑھا جائے تو متعدی الی مفعول واحد ہوگا یعنی اهلُه ومالُه نائب فاعل ہونے کی بنا پر مرفوع ہوگا۔ اس صورت میں معنی ہونگے، اس کے اہل ومال چھین لیے گئے۔ اس کا گھر بار مال ومتاع لٹ گیا۔ اسی کیطرف امام بخاریؒ نے اشارہ کیا ہے وترت الرجل سے الخ (عمدہ)

سوال فوات سے کیا مراد ہے؟

جواب: اقوال مختلف ہیں لیکن ارجح الاقوال والاصح یہ ہے کہ والمراد بفواتها تاخيرها عن وقت الجواز بغیر عذر الخ (عمدہ) لیکن بلا کسی عذر کے نماز عصر کو وقت جواز سے مؤخر کرنا (یعنی وقت ختم ہونے کے بعد پڑھنا)

سوال ۲: یہ وعید وگناہ عامد پر ہے یا ساہی پر؟

جواب: عند الاکثر ساہی پر محمول ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ امام ترمذیؒ نے اسی حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے۔ " باب ماجاء فی السهو عن وقت صلوٰة العصر " نیز امام بخاریؒ کا بھی یہی رجحان ومیلان معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ عامد کیلئے متصلاً مستقل باب قائم کیا ہے،، باب اثم من ترك العصر "

اس سے ان حضرات کا اعتراض بھی دفع ہوجاتا ہے جن لوگوں نے امام بخاریؒ پر تکرار ترجمہ کا اعتراض کیا ہے کیونکہ پہلا ترجمہ غیر عامد پر محمول ہے اور یہ دوسرا ترجمہ عامد پر ہے کہ جن لوگوں نے عمداً وقصداً نماز عصر

besturdubooks.wordpress.com

کو چھوڑ دیا اس کے اعمال صالحہ ضائع ہو گئے۔

اشکال اگر فوات سے مراد غیر عامد ہے تو یہ غیر اختیاری ہے پھر فوات غیر اختیاری یعنی ناسی پر گناہ کا کیا مطلب ہے حدیث میں آتا ہے ان اللہ رفع عن امتی الخطاء والنسیان او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

جواب: فوات اگرچہ غیر اختیاری طور پر ہوا لیکن جن اسباب کی بنا پر یہ کوتاہی ہوئی وہ اسباب غیر اختیاری نہ تھے۔ مال ومتاع، اہل وعیال کی مشغولیت اس درجہ نہ ہونی چاہیئے کہ صلوٰۃ وسطی صلوٰۃ عصر بھی فوت ہو جائے چنانچہ جن دو اسباب کیوجہ سے یہ کوتاہی ہوئی ہے اس روایت میں انہیں کا ذکر ہے وتر اھلہ ومالہ۔

باب ۳۶۴ اِثْمِ مَنْ تَرَكَ الْعَصْرَ

باب۔ اس شخص کے گناہ کا بیان جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی

۵۳۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ قَالَ كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِيْ غَزْوَةٍ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ غَيْمٍ فَقَالَ بَكِّرُوْا بِصَلٰوةِ الْعَصْرِ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ۔

ترجمہ ابو الملیح (عامر بن اسامہؓ) نے بیان کیا کہ ہم ایک غزوہ میں حضرت بریدہ رضؓ کے ساتھ تھے۔ اس دن ابر تھا تو حضرت بریدہ رضؓ نے فرمایا کہ عصر کی نماز جلدی پڑھ لو کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے عصر کی نماز کو چھوڑ دیا ہے اسکا عمل اکارت ہو گیا (یعنی اس کے اعمال صالحہ کا ثواب باطل وضائع ہو گیا۔ (والحکم محمول علی الزجر والتوبیخ)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی من ترک صلوٰۃ العصر حبط عملہ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ۷۸ ویاتی ص ۸۳ والنسائی ص ۵۵ فی باب من ترک صلوٰۃ العصر۔

besturdubooks.wordpress.com

مقصد ترجمہ سابق باب یعنی باب ۳۶۳ دیکھیے۔

تشریح اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ دونوں باب میں فرق ہے امام بخاریؒ اس باب میں اختیاری طور پر نماز کو ترک کرنے کا حکم بیان کر رہے ہیں باب سابق کی روایت میں وتر اھلہ ومالہ آیا ہے اور اس باب میں حبط عملہ آیا ہے اور ظاہر ہے کہ حبط اعمال مال و دولت اور اہل و عیال کے چھین لیے جانے سے بہت اشد و شدید تر ہے کیونکہ باب اول میں اہل و مال کا نقصان متعلقات کا نقصان ہے اور اس باب میں حبط اعمال کا نقصان خود اپنا نقصان ہے۔

اشکال عمداً و قصداً نماز کا ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے اور حبط اعمال تو شرک و کفر کی سزا ہے؟ لقولہ تعالیٰ ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ (مائدہ آیت ۵) اور ارشاد باری تعالیٰ ہے، ولو اشرکوا لحبط عنہم ما کانوا یعملون (سورۂ انعام آیت ۸۸) اور ظاہر ہے کہ ترک صلوٰۃ شرک و کفر نہیں ہے۔

جواب ۱ ترک نماز علی سبیل الانکار ہے۔

۲ علی سبیل الاستہزاء مراد ہے۔

۳ زجر و توبیخ پر محمول ہے کما فی الحدیث من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر۔

بَابُ ۳۶۵ فَضْلِ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ

باب۔ نماز عصر کی فضیلت کا بیان

۵۳۴۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةً وَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِي رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَأَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ قَالَ إِسْمٰعِيْلُ افْعَلُوْا لَا تَفُوْتَنَّكُمْ۔

besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ حدیث حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے ایک رات (یعنی چودھویں کی رات) چاند کی طرف دیکھا تو فرمایا کہ تم اپنے پروردگار کو یقیناً اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو، پروردگار کے دیکھنے میں تم کو کوئی اڑچن و مزاحمت نہ ہوگی پس اگر تم یہ کر سکو کہ آفتاب نکلنے سے پہلے کی (یعنی صبح کی) اور آفتاب ڈوبنے سے پہلے کی (یعنی عصر کی) نماز سے مغلوب نہ ہو جاؤ تو (ضرور) کرو پھر آپ نے (سورۂ طٰہٰ کی) یہ آیت پڑھی" وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الآیۃ (طٰہٰ آیت ۱۳۰) یعنی سورج نکلنے سے پہلے اور سورج غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کے حمد کی تسبیح بیان کرو (یعنی نماز پڑھا کرو) اسماعیل بن ابی خالد نے کہا کہ افعلوا کا مطلب یہ ہے کہ یہ نمازیں تم سے فوت نہ ہو جائیں یعنی قضا نہ ہونے دو۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ توخذ من قولہ " وقبل غروبہا " ای قبل غروب الشمس والصلوٰۃ ھذٰا الوقت ھی صلوٰۃ العصر (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۸ ویاتی الحدیث فی باب فضل صلوٰۃ الفجر ص۸۱ وفی تفسیر سورۃ قٓ ص۷۱۹ وفی التوحید ص۱۱۰۵ و ص۱۱۰۶ ومسلم ص۲۲۸۔

۵۳۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِکٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَتَعَاقَبُونَ فِیکُمْ مَلَائِکَۃٌ بِاللَّیْلِ وَمَلَائِکَۃٌ بِالنَّھَارِ وَیَجْتَمِعُونَ فِی صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَصَلٰوۃِ الْعَصْرِ ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِینَ بَاتُوا فِیکُمْ فَیَسْاَلُھُمْ رَبُّھُمْ وَھُوَ اَعْلَمُ بِھِمْ کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِی فَیَقُولُونَ تَرَکْنَاھُمْ وَھُمْ یُصَلُّونَ وَاَتَیْنَاھُمْ وَھُمْ یُصَلُّونَ۔

ترجمہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے درمیان رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہیں اور فجر کی نماز اور عصر کی نماز میں اکٹھے ہو جاتے ہیں پھر وہ فرشتے جو رات بھر تمہارے ساتھ رہے تھے وہ (آسمان پر) چڑھ جاتے ہیں تو ان سے ان کا پروردگار پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ جاننے والا ہے۔ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا فرشتے کہتے ہیں کہ ہم انہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ کر آئے ہیں۔ اور

besturdubooks.wordpress.com

جب ہم ان کے پاس پہونچے تھے تو بھی وہ نماز میں مشغول تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی،، ویجتمعون فی صلوٰۃ الفجر وصلوٰۃ العصر۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۹ وباقی ص۴۵۷ وص۱۱۰۵ وص۱۱۱۵ ومسلم ص۲۲۷ والنسائی فی باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ ص۵۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد نمازِ عصر کی خصوصی فضیلت کو بیان کرنا ہے۔
قاعدہ ہے الرھبوت خیر من الرحموت،

توامام بخاریؒ نماز عصر کے فوات اور ترک کے مضرات ونقصانات پر تنبیہ فرمانے کے بعد بالفاظ دیگر ترہیب کے بعد نمازِ عصر کی خصوصی فضیلت یعنی ترغیب کا مضمون بیان فر رہے ہیں قال الحافظ ای علی جمیع الصلوات الا الصبح (فتح)

یعنی نماز عصر کو نماز فجر کے علاوہ تمام نمازوں پر فضیلت حاصل ہے۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: لوقال باب فضل صلوٰۃ الفجر والعصر لکان اولیٰ (عمدہ) یعنی امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں والفجر کو حذف کردیا ہے یہ من باب الاکتفاء ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں سرابیل تقیکم الحر میں صرف گرمی کے ذکر پر اکتفا ہے مگر مراد سردی بھی ہے۔ اسی طرح یہاں بھی والفجر شامل ہے۔

لیکن ان تکلفات کی ضرورت نہیں ہے پس یہ کافی ہے کہ یہاں صلوٰۃ عصر کی تخصیص کیوجہ رہے کہ ابواب میں جو وعید ہے وہ صرف صلوٰۃ عصر ہی کے ترک پر ہے اس لئے یہاں عصر کا ذکر ہے اور آگے جب ابواب الفجر آئینگے تو صلوٰۃ فجر کا فضل تبلائینگے۔ فلا اشکال۔

لیلۃ بخاری ص۸۱ کی روایت میں ہے لیلۃ البدر، چنانچہ ترجمہ حدیث کے قوسین چودھویں کی رات کا اضافہ کردیا گیا ہے۔

لاتضامون اس میں دو روایتیں ہیں ۱ بضم المثناۃ الفوقیۃ وتخفیف المیم ای لا ینالکم ضیم فی رویتہ ای تعب اوظلم الخ (قس)

یعنی بضم التاء وتخفیف المیم بروزن تباعون۔ اس صورت میں ضیم سے مشتق ہوگا، یعنی تم ظلم نہیں کئے جاؤ گے یعنی رویت باری تعالےٰ کیوقت کوئی کسی پر ظلم کرکے تعب ومشقت میں ڈالکر دھکا دے کر رویت باری تعالےٰ سے محروم نہ کرسکے گا پس تشبیہ رویت کی رویت سے ہے نہ کہ مرئی کی مرئی کے ساتھ فانھم فانہ دقیق۔

besturdubooks.wordpress.com

۲ تضامّون۔ بفتح اولہ وتشدید المیم۔ اس صورت میں ضم سے مشتق ہوگا جس کے معنی ہیں ملنا یعنی ازدحام ناظرین کیوجہ سے تم رویت باری تعالیٰ سے محروم نہ ہوگے۔

ستروں ربکم بے شک تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جسطرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور چاند کو دیکھنے میں ازدحام نہیں کر رہے ہو۔

رویت باری تعالیٰ

اس مسئلہ میں تمام صحابۂ کرام وائمۂ عظام رضی اللہ عنہم غرض اہلسنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ چونکہ یہ مسئلہ آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے ثابت ہے۔ صرف فرق ضالہ خوارج اور معتزلہ رویت باری کے منکر ہیں۔

آیاتِ قرآنی

وجوہ یومئذ ناضرۃ الیٰ ربہا ناظرۃ (سورۃ القیامۃ آیت ۲۲ و ۲۳) اس روز کچھ چہرے تر وتازہ ہونگے اور اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہونگے۔

اس صریح آیت کے بعد اہل ایمان کو رویت باری میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں چنانچہ تمام اہلسنت والجماعت بالاتفاق یہی مطلب لیتے ہیں کہ آخرت میں اہل جنت اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔

۲ اسی کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے: کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون (سورہ المطففین آیت ۱۵)

ہرگز نہیں، وہ کفار اپنے رب کے دیدار سے روک دیئے جائیں گے (یعنی محروم ہوں گے) اس آیت میں حجاب کی تخصیص کفار کیلئے ہے اب اگر مؤمنین بھی محجوب ہوں بقول معتزلہ تو تخصیص بے معنی ہو کر رہ جائیں گی جو قانون بلاغت کے خلاف ہے۔

قال الشافعی رح فی الآیۃ دلالۃ علیٰ ان اولیاء اللہ یرون اللہ (مظہری)

اور ظاہر ہے کہ مؤمن وکافر دونوں رویت باری سے آخرت میں محجوب ہوتے تو کافروں پر حجاب سے کچھ الزام نہیں ہو سکتا ہے۔

احادیثِ نبویہ

۱ انکم سترون ربکم الخ (بخاری ص۷۷) ۲ بعض روایت میں ہے سترون ربکم عیانا (بخاری ص۱۱۰۵ تا ص۱۱۰۶)

یعنی تم اپنے رب کو علانیہ دیکھو گے۔

(۲) ایک حدیث میں ہے واعلموا انکم لن تروا ربکم حتی تموتوا (فتح الباری جلد ۸ ص۹۳)

اس حدیث سے صاف معلوم ہوگیا کہ مرنے کے بعد یعنی آخرت میں پروردگار عالم کا دیدار ہوگا۔

besturdubooks.wordpress.com

(۳) مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے۔ فیکشف الحجاب فما اُعطوا شیئاً احبّ الیھم من النظر الی ربھم (مسلم اول ص۱۰۰) یعنی پھر پردہ اٹھا دیا جائے گا اس وقت جنتیوں کو کوئی چیز محبوب تر نہ ہوگی یعنی اپنے پروردگار کیطرف دیکھنے سے۔

معتزلہ وغیرہ کا جواب اب رہ گیا معاملہ فلسفیانہ موشگافیوں کا کہ رویت باری تعالے کے جواز کی صورت میں حق تعالے کی ذات مرئی ہوگی جو رائی (ناظر) کے جہت مقابلہ کی وجہ سے جسمانیت کو مستلزم ہے اور ذات باری تعالے جسمانیت وجسمیت سے منزّہ ہے اس سلسلے میں گذارش کافی ہے کہ حاضر کا قانون غائب پر، آئین سفلیات کو علویات پر، عالم دنیا کے اصول کو عالم آخرت پر جاری کرنا کونسا علم ودانش ہے۔

ع برین عقل ودانش بباید گریست

؎ خرد کا نام جنوں رکھدیا جنوں کا خرد ÷ جو چاہے آپ کی طبع کرشمہ ساز کرے

ان شئیت التفصیل فلیراجع الی علم الکلام۔

یتعاقبون فیکم ملائکۃ الخ ملائکہ تمہارے پاس یکے بعد دیگرے یعنی نوبت بہ نوبت آتے ہیں۔

سُوالُ یہاں فاعل جب مظہر ہے تو فعل مفرد ہونا چاہیئے۔

جواب۔ یہ علی وجہ البدل ہے یعنی یتعاقبون کی ضمیر مبدل منہ ہے اور ملائکۃ الخ بدل واقع ہے (عمدہ ص۲) راوی کا اختصار ہے کہ اصل عبارت ہے الملائکۃ یتعاقبون ملائکۃ باللیل وملائکۃ بالنھار، وبھذا اللفظ رواہ البخاری فی بدء الخلق فلا اشکال۔

ویجتمعون الخ سب جمع ہوجاتے ہیں۔

سوال تعاقب اور اجتماع میں منافات ہے؟

جواب: دو وقتوں پر محمول ہے۔

حکمت سوال وھو اعلم بھم الخ حق تعالے علیم وخبیر ہیں، وہ فرشتوں سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ پھر فرشتوں سے سوال کرنے میں کیا حکمت ہے۔

جواب: فرشتوں سے شہادت لینا اور اقرار مقصود ہے کہ بنی آدم میں بھی تم جیسے اور تمہاری ہی شہادت سے تسبیح وتقدیس کرنیوالے ہیں۔

گویا فرشتوں نے جو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کیوقت کہا تھا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء الخ (سورہ بقرہ)

besturdubooks.wordpress.com

نیز فرشتوں نے اپنی قابلیت و استحقاق میں کہا تھا نحن نسبح بحمدک ونقدس لک الخ سب کا جواب دینا مقصود ہے۔

۳ استعطاف مقصود ہے تاکہ بندوں پر مہربانی کریں۔

سوال کیف ترکتم عبادی الخ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیف وجدتم عبادی حین اتیتم کیوں نہ فرمایا؟

۲ چونکہ ارحم الراحمین کا مقصد انعام کرنا ہے اسلئے احوال خیری کا سوال کرتے ہیں۔ فیقولون ترکناھم وھم یصلون واتیناھم وھم یصلون۔ چونکہ فرشتے سمجھ گئے تھے کہ اللہ تعالےٰ انعام فرمائیں گے اس لئے سوال ان سے ایک کا تھا لیکن جواب فرشتوں نے دونوں دیئے۔

باب ۳۶ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ الْغُرُوْبِ

باب۔ اس شخص کا بیان جس نے غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت کو پالیا

۵۳۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَدْرَكَ اَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهٗ وَاِذَا اَدْرَكَ سَجْدَةً مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهٗ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص غروب آفتاب سے پہلے عصر کی نماز سے ایک رکعت پالے تو وہ اپنی نماز کو پوری کرلے اور جو شخص طلوع آفتاب سے پہلے فجر کی نماز میں سے ایک رکعت پالے تو وہ اپنی نماز کو پوری کرلے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اذا ادرک احدکم سجدۃ من العصر۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۹ ونسائی ص۹۲ وابوداؤد ص۵۹ والترمذی ص۲۶

۵۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ

besturdubooks.wordpress.com

عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيْمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ اُوْتِيَ اَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ اُوْتِيَ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ الْاِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ اُوْتِيْنَا الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْنَا اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَاُعْطِيْنَا قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ فَقَالَ اَهْلُ الْكِتَابَيْنِ اَيْ رَبَّنَا اَعْطَيْتَ هٰؤُلَاءِ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ وَاَعْطَيْتَنَا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا وَنَحْنُ كُنَّا اَكْثَرَ عَمَلًا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ اَجْرِكُمْ مِنْ شَيْءٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلِيْ اُوْتِيْهِ مَنْ اَشَاءُ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ تمہاری بقا ان امتوں (یہود و نصاریٰ) کے مقابلہ میں جو تم سے پہلے گذر چکی ہیں ایسی ہے جیسے عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک، توراۃ والوں کو توراۃ دی گئی تو انھوں نے اس پر عمل کیا یہاں تک کہ جب آدھا دن گذرا تو وہ تھک گئے تو ان لوگوں کو (ان کے عمل کا بدلہ) ایک ایک قیراط دیا گیا پھر انجیل والوں کو انجیل دی گئی تو انھوں نے عصر کی نماز تک عمل کیا پھر تھک گئے تو انہیں بھی ایک ایک قیراط دیا گیا پھر ہم مسلمانوں کو (عصر کے وقت) قرآن دیا گیا اور ہم نے غروب آفتاب تک کام کیا تو ہمیں دو قیراط دیئے گئے اس پر دونوں اہلِ کتاب نے کہا اے ہمارے پروردگار آپ نے مسلمانوں کو دو دو قیراط دیئے اور ہم کو ایک ایک قیراط حالانکہ ہم نے ان سے زیادہ کام کیا ہے تو اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کیا میں نے تمہارے اجر میں سے کچھ کم کیا ہے؟ انھوں نے کہا نہیں پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا یہ تو میرا فضل ہے جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "الی غروب الشمس" فدل علی ان وقت العصر الی غروب الشمس وان من ادرک رکعۃ من العصر قبل الغروب فقد ادرک وقتھا فلیتم ما بقی (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۹ و یاتی ص۳۰۲ ایضا ص۳۰۲ و ص۴۹۱ و ص۷۵۱ و ص۱۱۱۲ و ص۱۱۲۴

besturdubooks.wordpress.com

۵۳۸ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَاْجَرَ قَوْمًا يَعْمَلُوْنَ لَهٗ عَمَلًا اِلَى اللَّيْلِ فَعَمِلُوْا اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالُوْا لَا حَاجَةَ لَنَا اِلٰى اَجْرِكَ فَاسْتَاْجَرَ آخَرِيْنَ فَقَالَ اَكْمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ وَلَكُمُ الَّذِىْ شَرَطْتُ فَعَمِلُوْا حَتّٰى اِذَا كَانَ حِيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَالُوْا لَكَ مَا عَمِلْنَا فَاسْتَاْجَرَ قَوْمًا فَعَمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ فَاسْتَكْمَلُوْا اَجْرَ الْفَرِيْقَيْنِ۔

ترجمہ حضرت ابو موسیٰ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کی اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کیطرح ہے جس نے کچھ لوگوں کو مزدور رکھا کہ اس کیلئے رات تک کام کریں چنانچہ ان لوگوں نے آدھے دن تک کام کیا اور کہنے لگے کہ ہمیں تیری مزدوری کی ضرورت نہیں پھر اس نے دوسرے لوگوں کو مزدوری پر رکھا اور کہا تم دن کے بقیہ حصہ پورا کرو۔ اور تم کو وہی مزدوری ملے گی جو میں نے طے کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے کام شروع کیا یہاں تک جب عصر کا وقت شروع ہوا تو کہنے لگے ہم نے کچھ کام کیا وہ تیرے لئے (یعنی تیرے مفت ہے اُجرت کی ضرورت نہیں ہم سے شام تک کام نہیں ہو سکتا) پھر اس نے دوسرے لوگوں کو (یعنی تیسرے مزدوروں کو) مزدوری پر رکھا اور ان لوگوں نے دن کے بقیہ حصہ میں سورج ڈوبنے تک کام کیا اور انھوں نے پچھلی دونوں جماعتوں کی پوری مزدوری حاصل کر لی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقة هٰذا الحديث للترجمة بطريق الاشارة لا بالتصريح بيان ذلك ان وقت العمل ممتد الى غروب الشمس واقرب الاعمال المشهورة بهٰذا الوقت صلوٰة العصر وانما قلنا بطريق الاشارة لان هٰذا الحديث قصد به بيان الاعمال لا بيان الاوقات (عمده)

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۷۹ ويأتي ص۳۰۲

مقصد ترجمہ حضرت شیخ الہندرحؒ فرماتے ہیں: غرض البخاری منه اثبات وقت العصر الى غروب الشمس۔ یعنی اس باب سے امام بخاری رحؒ کا مقصد غروب آفتاب تک عصر کا وقت ثابت کرنا ہے یعنی جو حضرات عصر کے وقت کا منتہیٰ اصفرار شمس کو قرار دیتے ہیں

besturdubooks.wordpress.com

اور اصفرار شمس کو وقت عصر سے خارج سمجھتے ہیں ان حضرات پر رد کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عصر کا آخر وقت غروب آفتاب ہے نہ کہ اصفرار شمس۔

شیخ المشائخ شاہ ولی اللہؒ بھی تقریباً یہی فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ اگر کسی نے غروب آفتاب سے پہلے ایک رکعت پڑھ لی اور بقیہ رکعتیں غروب آفتاب کے بعد پڑھیں تو نماز ہو گئی قضاء کی ضرورت نہیں۔

تشریح امام بخاریؒ اس باب میں تین حدیثیں لائے ہیں پہلی حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے جس کے الفاظ ہیں اذا ادرک احدکم سجدۃ الخ

حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں ادرک رکعۃ ذکر کرکے حدیث پاک کی تفسیر کر دی کہ سجدہ سے مراد رکعت ہے (فتح)

علامہ عینیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ قلت المراد من السجدۃ الرکعۃ (عمدہ)

نیز اسی بخاری ص۸۲ میں خود ابو ہریرہؓ سے بجائے سجدۃ کے رکعۃ مروی ہے۔

اور وجہ اسکی یہ ہے کہ قبل السجدہ چونکہ رکعت نامکمل رہتی ہے اس لئے سجدہ پر رکعت کا اطلاق کر دیا ہے اور رکعت اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ اہم امور رکوع ہے اگر رکوع نہ ملے تو رکعت فوت ہو جاتی ہے اسی واسطے اس کو رکوت کہتے ہیں۔

سوال حدیث پاک میں صلوٰۃ عصر اور صلوٰۃ صبح دونوں کا ذکر ہے لیکن ترجمۃ الباب میں فقط صلوٰۃ عصر ہے۔

جواب: ترجمۃ الباب میں صبح کا ترک باب الاکتفاء سے ہے (عمدہ)

فلیتم صلوٰتہ ای فلیؤدھا علی وجہ التمام یعنی اپنی نماز پوری پڑھے۔

اگر حدیث کو بنظر غائر دیکھا جائے تو مطلب صاف ہے کہ اگر کوئی شخص بقدر سجدہ بھی غروب شمس سے قبل صلوٰۃ عصر کا وقت پالے یا طلوع شمس سے قبل صلوٰۃ صبح کا وقت پالے تو اس نے وجوب صلوٰۃ پالیا اسے پوری نماز پڑھنی چاہیئے اس پر نماز فرض ہو گئی۔

اس حدیث میں رکعت کی قید بھی نہیں ہے بلکہ لفظ سجدہ ہے یعنی پوری رکعت مراد نہیں بلکہ نماز کا کوئی حصہ مراد ہے۔

اسی وجہ سے امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ کوئی تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہنے کی مقدار بھی وقت پالے یعنی اہل ہو جائے تو اس پر وہ نماز فرض ہو جائے گی اور پوری نماز پڑھنی ہو گی مثلاً حائضہ حیض سے پاک

besturdubooks.wordpress.com

ہو جائے، یا نابالغ بچہ بالغ ہو جائے۔ یا غیر مسلم مسلمان ہو جائے۔ تو اس پر نماز فرض ہو جائے گی۔ اور صحیح وقت پر پوری نماز پڑھنی ہوگی۔

اس تقریر کا حاصل یہ ہے کہ حدیث پاک میں ادراک سے مراد ادراک وقت ہے اور اس پر قرینہ ہے قبل ان تغرب الشمس اور قبل ان تطلع الشمس۔ جس سے صاف معلوم ہو کہ صلوٰۃ سے مراد وقت صلوٰۃ ہے۔ اور اس تقریر پر انشاء اللہ کوئی اشکال بھی نہیں ہوگا۔

لیکن ائمہ ثلاثہؒ ادراک سے ادراک نماز مراد لیتے ہیں یعنی نماز کا وقت پانا مراد نہیں ہے بلکہ نماز پڑھنا مراد ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے عصر کی ایک رکعت پڑھی اور سورج غروب ہو گیا اسی طرح اگر ایک شخص نے فجر کی ایک رکعت پڑھی اور سورج طلوع ہو گیا تو ائمہ ثلاثہؒ فرماتے ہیں کہ دونوں کا حکم ایک ہے اور نمازی اپنی باقی نمازیں پوری کرلے۔ اسپر قرینہ یہ پیش کرتے ہیں کہ روایت میں فلیتم صلوٰتہ اور بعض روایت میں فلیضف اور بعض میں سم۔ فلم یفتہ العصر یعنی اسکی عصر فوت نہیں ہوئی

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ فیصلہ آسان نہیں ہے کہ یہ سارے تعبیرات پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے ہیں بہت ممکن ہے کہ حضرات رواۃ سے روایت بالمعنی کے طور پر تنوع پیدا ہو گیا ہے اور اصل حدیث کے الفاظ وہ ہیں جو بخاری شریف صفحہ ۸۲ میں ہے اور حضرت ابوہریرہ رضؓ ہی کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من ادرک من الصبح رکعۃ قبل ان تطلع الشمس فقد ادرک الصبح ومن ادرک رکعۃ من العصر قبل ان تغرب الشمس فقد ادرک العصر۔

اور اسی کے متصل دوسری روایت ہے من ادرک رکعۃ من الصلوٰۃ فقد ادرک الصلوٰۃ۔

تشریح حدیث ۵۲۷ انما بقاؤکم فیما سلف۔ علامہ عینیؒ اور علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں ظاھرہ لیس بمراد الخ (عمدہ)

یعنی چونکہ فی ظرفیت کیلئے آتا ہے اس لئے ظاہر حدیث سے تو یہ مطلب نکلتا ہے کہ اس امت محمدؐ کی بقاء امم سابقہ کے زمانہ میں ہوئی حالانکہ یہ مطلب قطعاً نہیں ہے انما معناہ ان نسبتکم الیھم کنسبۃ وقت العصر الی تمام النھار (عمدہ)

حاصل یہ ہے کہ فی بمعنی الی ہے اور عبارت میں مضاف یعنی نسبۃ محذوف ہے عبارت ہوگی انما بقاؤکم بالنسبۃ الی ما سلف الخ

besturdubooks.wordpress.com

مطلب یہ ہوا کہ تمہاری بقاء (مدّت) کی نسبت امم سابقہ کے اعتبار سے وہی ہے جو نسبت عصر کے وقت سے مغرب کے وقت کو پورے دن سے ہے اور ظاہر ہے کہ پورے دن کے مقابلہ میں عصر سے مغرب تک کا وقت بہت کم ہے۔

اس حدیث سے مذہب احناف کی تائید ہوتی ہے کہ عصر کا وقت دو مثل گذرنے کے بعد ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے دن کے تین حصے کئے ایک حصہ صبح سے دوپہر تک دوسرا حصہ دوپہر سے عصر تک اور تیسرا عصر سے غروب آفتاب تک۔

یہود نے دوپہر تک کام کیا اور نصاریٰ نے دوپہر سے عصر تک اور ان دونوں نے یہ شکایت کی کہ نحن کنا اکثر عملا۔ یعنی ہم نے بمقابلہ اس امت کے زیادہ کام کیا۔

اور یہ اسی وقت درست ہوگا جب ظہر کا وقت عصر سے زیادہ مانا جائے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک اور دو مثل کے بعد عصر کا وقت ہو ورنہ بعض موسم میں عصر کا وقت ظہر سے زیادہ ہو جائے گا یا کم از کم برابر۔ واللہ اعلم

التوراۃ والانجیل اسمان اعجمیان الخ (کشاف)

یعنی یہ دونوں کلمے عجمی ہیں کیوں کہ ایک قرأت یعنی امام حسن بصریؒ کی قرأت انجیل بفتح الھمزۃ ہے جو اسکی عجمیت پر واضح دلیل ہے اس لئے کہ افعیل کا وزن عربی زبان میں معدوم ہے۔ اب توراۃ کو وریٰ سے تفعلۃ کے وزن پر اور انجیل کو افعیل کے وزن پر نجل سے اشتقاق کے تکلفات صحیح نہیں۔

حدیث ۵۳۸ حدیث ۵۳۷ حدیث ابن عمرؓ اور حدیث ۵۳۸ یعنی حدیث ابو موسیٰ اشعریؓ دونوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کی تمثیل بیان فرمائی ہے زمانہ کے قصر وکثرت کے لحاظ سے پھر فرمایا کہ باوجود قصر زمانہ کے اس امت کو اللہ تعالیٰ نے امم سابقہ سے دوگنا اجر عطا فرمایا کہ پہلی امتوں (یہود و نصاریٰ) کو ایک ایک قیراط اور اس امت کو دو دو قیراط ملے وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

ایک اشکال یہاں ایک اشکال ہوتا ہے کہ حدیث سے یہود ونصاریٰ کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدت بقاء کم معلوم ہوتی ہے حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یہود کی مدت زیادہ سے زیادہ دو ہزار سال ہے اس میں تو ابھی اشکال نہیں ہے لیکن نصاریٰ کی مدت زیادہ سے زیادہ چھ سو سال ہے جب کہ مسلمانوں کو چودہ سو سال ہو چکے ہیں اور معلوم نہیں کہ قیامت تک اور کتنا زمانہ باقی ہے

besturdubooks.wordpress.com

پھر یہ کہ یہود و نصاریٰ کی جانب سے روایت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہم نے زیادہ کام کیا ہے اس لئے مسلمانوں کی مدت بقاء کا کم ہونا اور یہود و نصاریٰ کا کام کا زیادہ ہونا باعث اشکال ہے۔

جواب: یہاں امت سے امت کا تقابل نہیں ہے بلکہ آحاد و افراد امت کا آحاد سے تقابل ہے اس امت محمدیہ کے افراد کی عمروں کا اوسط حدیث پاک کی رو سے ساٹھ سے ستر کے درمیان ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر امتی من ستین سنۃ الی سبعین (ترمذی ثانی ص۵۶)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی عمر ساٹھ سے ستر تک ہے۔

نیز آج کی طرح افکار و نت نئے امراض بھی نہ تھے مشہور ہے کہ فرعون کو پانچ سو سال تک درد سر کی نوبت بھی نہ آئی۔

تو ہمارے لئے پچھلی امتوں کے مقابلہ میں عمل کا وقت کم اور قوای کمزور اسلئے پروردگار عالم نے اپنے حبیب کے صدقے میں ہماری ہر نیکی کو دس ۱۰ کے برابر کر دیا جب کہ امم سابقہ کو ایک نیکی پر ایک ثواب ملتا تھا۔ آحاد سے آحاد کے تقابل کی دلیل یہ ہے کہ لفظ قیراط کو تکرار کے ساتھ قیراطاً قیراطاً اور قیراطین قیراطین فرمایا گیا ہے اگر تقابل امت کا امت کے ساتھ ہوتا تو قیراطا کافی تھا تکرار کی ضرورت نہیں تھی مطلب یہ ہے کہ پوری امت کو ایک قیراط نہیں بلکہ امم سابقہ کے ہر ہر فرد کو ایک ایک قیراط اور امت محمدیہ کے ہر ہر فرد کو دو دو قیراط ملے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ ایک روایت میں آحاد کا آحاد سے تقابل منقول ہے حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ عصر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپؐ نے ارشاد فرمایا:

ما اعمارکم فی اعمار من مضی الا کما بقی من النھار فیما مضی منہ۔ (مسند احمد ص۱۱۶/۲)	تمہاری عمریں گذری ہوئی امتوں کے عمروں کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسے گذرے ہوئے دن کے مقابلہ میں دن کا بقیہ حصہ۔

باب ۳۶۷ وَقْتِ الْمَغْرِبِ وَقَالَ عَطَاءٌ يَجْمَعُ الْمَرِيضُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

مغرب کے وقت کا بیان اور عطاء بن ابی رباحؒ نے فرمایا کہ مریض مغرب اور عشاء کی نماز جمع کرسکتا ہے، تعلیق سے ترجمۃ الباب کی مناسبت یہ ہے کہ مغرب کا انتہاء وقت متصل بوقت العشاء ہے

۵۳۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ

besturdubooks.wordpress.com

قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُو النَّجَاشِیِّ هو عطاءُ بنُ صُهَیبٍ مَولٰی رَافِعِ بنِ خَدِیجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بنَ خَدِیجٍ یَقُولُ کُنَّا نُصَلِّی المَغرِبَ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللّٰه عَلَیهِ وَسَلَّمَ فَیَنصَرِفُ اَحَدُنَا وَاِنَّهُ لَیُبصِرُ مَوَاقِعَ نَبلِهِ۔

ترجمہ حدیث حضرت رافع بن خدیج رضؓ کے آزاد کردہ غلام ابوالنجاشی عطاء بن صہیب نے بیان کیا کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج رضؓ سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے تھے اور ہم میں سے کوئی (مسجد سے) لوٹتا تو اتنی روشنی رہتی کہ (وہ اپنے) تیر گرنے کی جگہ دیکھ لیتا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "کنا نصلی المغرب الی آخرہ۔" یعنی مغرب کی نماز میں اتنی جلدی کرتے تھے کہ اگر کوئی نماز کے بعد تیر اندازی کرتا تو تیر گرنے کی جگہ دیکھ لیتا۔ اتنی روشنی رہتی۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۷۹ ویاتی ص۱۵۷ ومسلم ص۲۴۶ والبوداؤد ص۱۷۱ وابن ماجه ص۵۰۔

۵۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ جَعفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعبَةُ عَن سَعدٍ عَن مُحَمَّدِ بنِ عَمرِو بنِ الحَسَنِ بنِ عَلِیٍّ قَالَ قَدِمَ الحَجَّاجُ فَسَاَلنَا جَابِرَ بنَ عَبدِ اللّٰهِ فَقَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الظُّهرَ بِالهَاجِرَةِ وَالعَصرَ وَالشَّمسُ نَقِیَّةٌ وَالمَغرِبَ اِذَا وَجَبَت وَالعِشَاءَ اَحیَانًا وَاَحیَانًا اِذَا رَاٰهُم اجتَمَعُوا عَجَّلَ وَاِذَا رَاٰهُم اَبطَئُوا اَخَّرَ وَالصُّبحَ کَانُوا اَو کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیهَا بِغَلَسٍ۔

ترجمہ حدیث محمد بن عمرو نے فرمایا کہ حجاج (مدینہ کا حاکم بنکر) آیا (اور نماز میں تاخیر کرنے لگا تو ہم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ سے (اوقات نماز کے بارے) میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر کو پڑھا یا کرتے تھے اور عصر کی نماز ایسے وقت میں کہ آفتاب صاف ہوتا تھا اور مغرب کی نماز جب آفتاب غروب ہوجاتا اور عشار کی نماز کبھی اس وقت (یعنی سویرے) اور کبھی اس وقت (یعنی دیر سے) آپ جب دیکھتے کہ سب جمع ہو گئے ہیں تو جلد پڑھ لیتے اور جب دیکھتے کہ کہ صحابہ نے آنے میں دیر کی تو آپ بھی دیر کر دیتے اور صبح کی نماز صحابہ کرام رضؓ یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ

besturdubooks.wordpress.com

وسلم اندھیرے میں پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ والمغرب اذا وجبت۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۹ ویاتی ص۸۰ فی باب العشاء اذا اجتمع الناس الخ ومسلم اول ص۲۳۰ وابوداؤد ص۵۵۔

۵۴۱۔ حَدَّثَنَا مَکِّیُّ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ عُبَیْدٍ عَنْ سَلَمَۃَ قَالَ کُنَّا نُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ اِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔

ترجمہ حضرت سلمہ بن اکوع رض فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے جب سورج چھپ جاتا۔

مطابقۃ للترجمۃ مُطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ کنّا نصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم المغرب الخ

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۹ ومسلم فی الصلوٰۃ ص۲۲۸ ابوداؤد فی "باب وقت المغرب ص۶۰ والترمذی ص۲۳ ابن ماجہ ص۵۰۔

۵۴۲۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَیْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعًا جَمِیْعًا وَثَمَانِیًا جَمِیْعًا۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات رکعت ایک ساتھ (یعنی مغرب وعشاء) اور آٹھ رکعت ایک ساتھ (یعنی ظہر وعصر) پڑھیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "صلی النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم سبعا جمیعا۔ ای سبع رکعات وھی المغرب والعشاء۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۹ ومرّ ص۷۷ ویاتی ص۱۵۷ ومسلم ص۲۴۶ وابوداؤد ص۱۷۱ والنسائی ص۶۸ فی باب فی الجمع بین الصلوٰتین فی الحضر۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد اس ترجمہ سے مغرب کے وقت کی ابتدا اور انتہاء کو بیان کرنا ہے چنانچہ حضرت عطاء بن ابی رباح کا اثر نقل کر کے مغرب کا منتہیٰ بیان کر دیا کہ

besturdubooks.wordpress.com

وقت عشاء سے متصل ہے۔

اور وقت مغرب کی ابتداء غروب آفتاب سے ہے اور روایات نقل کر کے بیان کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مغرب کی نماز غروب آفتاب سے متصل رکھا ہے۔

تشریح امام بخاری رہ نے اس باب کے تحت چار روایتیں ذکر کی ہیں جن میں پہلی تین روایتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز مغرب کا وقت آفتاب کے غروب ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، نیز مغرب کا وقت اس کے نام سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے اور بالاتفاق مغرب میں تعجیل اولیٰ ہے۔

اور باب کی تیسری روایت یعنی حدیث نمبر ۵۴۱ جو ثلاثیات بخاری میں سے چوتھی ثلاثی ہے اس میں اس کی تصریح ہے کہ آپؐ مع صحابہ مغرب کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے جب آفتاب چھپ جاتا تھا امام نووی رہ فرماتے ہیں کہ اس میں شیعہ کا اختلاف ہے جو قابل توجہ نہیں ہے

حضرات شیعہ کے نزدیک غروب آفتاب کے بعد اشتباک نجوم کے وقت مغرب کی نماز پڑھی جائے گی۔ اور حضرت ابو بصرہ غفاری رضی کی روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں ہے حتی یطلع الشاھد والشاھد النجم۔ (نسائی اول صفحہ ۶۱ فی تاخیر المغرب)

اس کا صاف اور واضح جواب یہ ہے کہ یہ آخری ٹکڑا مدرج ہے۔

نمبر ۲ اس نجم سے مراد وہ ستارہ ہے جو آفتاب کے غروب ہوتے ہی نظر آنے لگتا ہے۔

نمبر ۳ ان تمام احادیث صحیحہ مشہورہ سے تعارض ہوگا لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتزال امتی بخیر حتی یؤخر المغرب الی اشتباک النجوم۔

نمبر ۴ وقال علیہ السلام بادروا الی صلوٰۃ المغرب قبل طلوع النجم۔

یہ روایت شیعہ حضرات کی تردید کیلئے کافی ہیں۔

باب کی چوتھی روایت یعنی حدیث نمبر ۵۴۲ یعنی آخری حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی کی روایت ہے جس میں جمع بین الصلوٰتین کا مسئلہ ہے، یہ مسئلہ گذر چکا ہے ملاحظہ فرمائیے باب نمبر ۳۶۱ باب تاخیر الظہر الی العصر۔

☆

besturdubooks.wordpress.com

بابٌ [٣٦٨] مَنْ كَرِهَ اَنْ يُقَالَ لِلْمَغْرِبِ الْعِشَاءُ

اس شخص کا بیان جس نے اسکو مکروہ سمجھا ہے کہ مغرب کو عشاء کہا جائے

٥٤٣ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ الْمُزَنِيُّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اِسْمِ صَلٰوتِكُمُ الْمَغْرِبِ قَالَ وَتَقُوْلُ الْاَعْرَابُ هِيَ الْعِشَاءُ ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری نماز مغرب کے نام پر اعراب غالب نہ آجائیں، حضرت عبداللہ رضؓ کہتے ہیں کہ اعراب اس نماز (مغرب) کو عشاء کہتے ہیں۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة في " لا تغلبنكم الاعراب على اسم صلوٰتكم المغرب الى آخره ۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا منه

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح مغرب وعشاء کے لغوی معنی الگ ہیں غروب آفتاب کے وقت اور عشاء (بکسر العین) کے معنی ہیں اول ظلام اللیل یعنی رات کی تاریکی کا ابتدائی حصہ جس کا آغاز غروب شفق سے ہوتا ہے اسی طرح شریعت کی اصطلاح میں مغرب اور عشاء الگ الگ مستقل دو نمازوں کے نام ہیں جن کے احکام الگ الگ ہیں اور اوقات متعین ہیں۔ تو چونکہ مغرب پر عشاء کا اطلاق باعث التباس و اشتباہ ہوگا اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ تمہاری نماز مغرب کے نام پر اعراب غالب نہ آئیں کہ تم اعراب کی تقلید واتباع میں مغرب کو عشاء کہنے لگو۔

اس میں غلبہ اعراب سے نہی صاف موجود ہے، مقصد یہ ہے کہ تم ان کی متابعت نہ کرو ورنہ ان اعراب کی اصطلاح تم پر غالب آجائے گی۔ اور مغرب وعشاء میں التباس ہوجائے گا۔

چنانچہ علامہ عینی رحؒ فرماتے ہیں: فعلى هذا لا يكره ان يقال للمغرب العشاء الاولىٰ ويؤيده قولهم العشاء الآخرة كما ثبت في الصحيح (عمدہ)

حدیث پاک کا مقتضیٰ تو یہ تھا کہ امام بخاری رحؒ جزم کے ساتھ باب قائم کرتے " باب کراهية ان

besturdubooks.wordpress.com

يقال للمغرب العشاء .

لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے "باب من کرہ ان یقال الخ" لکھا جس سے بظاہر تردد معلوم ہوتا ہے چنانچہ علامہ ابن منیر رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ پر نقد کیا اور اس نقد کو حافظ عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری میں نقل کیا شاید حافظ بھی اس نقد سے متفق ہیں ۔ واللہ اعلم

تشریح الاعراب قال القرطبي الاعراب من كان من اهل البادية وان لم يكن عربيا (عمدہ) یعنی اعراب گاؤں کے رہنے والے دیہاتیوں کو کہتے ہیں خواہ عربی ہو یا عجمی ؟ اور عربی عرب کے رہنے والے خواہ دیہاتی ہوں یا شہری ۔

باب ذِكْرِ الْعِشَاءِ وَالْعَتَمَةِ وَمَنْ رَآهُ وَاسِعًا وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَثْقَلُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ الْعِشَاءُ وَالْفَجْرُ وَقَالَ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالْفَجْرِ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَالْاِخْتِيَارُ اَنْ يَّقُوْلَ الْعِشَاءُ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنَّا نَتَنَاوَبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَاَعْتَمَ بِهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةُ اَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَمَةِ وَقَالَ جَابِرٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ وَقَالَ اَبُوْبَرْزَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَخِّرُ الْعِشَاءَ وَقَالَ اَنَسٌ اَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ اَيُّوْبَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ۔

۵۴۴ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَالِمٌ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَاءِ وَهِيَ الَّتِيْ يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ اَرَاَيْتُكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ فَاِنَّ رَاْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِّنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ ۔

باب ، عشاء اور عتمہ کے ذکر کا بیان اور جن لوگوں نے اس کو (یعنی لفظ عتمہ کا اطلاق عشاء پر) جائز خیال کیا ہے ۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ منافقین

besturdubooks.wordpress.com

پر عشاء اور فجر کی نماز تمام نمازوں سے زیادہ گراں ہیں۔ اور فرمایا کہ اگر لوگ وہ ثواب جان لیں جو عتمہ (عشاء) اور فجر کی نماز میں ہے تو (ان کیلئے گھسٹتے ہوئے آئیں) لاتوھما ولوحبوا ابوعبد اللہ یعنی امام بخاری رح فرماتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ عشاء کی نماز کہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نور میں) فرمایا "مِنۡ بَعۡدِ صَلٰوۃِ الۡعِشَاءِ" اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رض سے منقول ہے کہ ہم لوگ عشاء کی نماز کے وقت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باری باری جایا کرتے تھے تو (ایک مرتبہ) آپؐ نے اس نماز میں تاخیر کی (یعنی دیر سے پڑھی) اور حضرت ابن عباس رض اور حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اندھیرے میں پڑھی) اور بعض راویوں نے حضرت عائشہ رض سے یوں روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عتمہ کی نماز (عشاء کی نماز) تاخیر کرکے پڑھی۔ اور حضرت جابر نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ وسلم عشاء کی نماز پڑھتے تھے اور حضرت ابوبرزہ رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں تاخیر کرتے تھے اور حضرت انس رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) پچھلی عشاء کی نماز دیر سے پڑھی اور حضرت ابن عمر رض اور حضرت ابوایوبؓ اور حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رض نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک رات عشاء کی نماز پڑھائی اور یہ وہی نماز ہے جسے لوگ عتمہ کی نماز کہتے ہیں پھر آپؐ نماز سے فارغ ہوکر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم اپنی اس رات کو یاد رکھنا اسلئے کہ آج جو لوگ روئے زمین پر ہیں ان میں سے کوئی بھی اس صدی کے آخر تک باقی نہیں رہے گا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فان فیہ ذکر العشاء والعتمۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۰ ومر ص۲۲ ویاتی ص۸۴ ومسلم شریف ثانی ص۳۱۰۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد خود امام کے جملہ سے واضح اور ظاہر ہے۔ قال ابوعبداللہ والاختیار ان یقول العشاء الخ

یعنی مختار ولپسندیدہ تو یہی ہے کہ عشاء ہی کہا کرو کیوں کہ ارشاد باری تعالےٰ یعنی قرآن حکیم میں اسی کا ذکر آیا ہے۔ من بعد صلوٰۃ العشاء (سورہ نور)

یعنی عشاء کو عتمہ کہنا جائز خلاف اولیٰ ہے یا یہ کہا جائے کہ چونکہ بعض روایات میں عشاء پر عتمہ

besturdubooks.wordpress.com

کا اطلاق ہوا ہے جس سے عتمہ کہنے کا جواز معلوم ہوتا ہے:

حضرت ابوہریرہ رضؓ کی حدیث ہے "لو یعلمون ما فی العتمۃ والصبح لاتوھما ولو حبوًا" بخاری اوّل ص ۸۶۔

لیکن بعض روایتوں سے ممانعت معلوم ہوتی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتغلبنکم الاعراب علی اسم صلوٰتکم العشاء فانھا فی کتاب اللہ العشاء وانھا تعتم بحلاب الابل (مسلم اول ص ۲۲۹)

بہترین تطبیق یہ ہے کہ ممانعت کو اکثار پر محمول کیا جائے کہ ہمیشہ اور اکثر عتمہ نہ کہو کہ غلبۂ اعراب ہو جائے۔ مگر کبھی کبھی اس لفظ عتمہ کو استعمال کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

سؤال جب دونوں میں (یعنی مغرب کو عشاء کہنے اور عشاء کو عتمہ کہنے میں) ممانعت ایک طرز پر ہے یعنی لا تغلبنکم الاعراب الخ پھر امام بخاری رحؒ نے ترجمہ میں فرق کیوں کر دیا؟

جواب: وجہ فرق ۱؎ مغرب پر عشاء کا اطلاق روایات میں کہیں نہیں ہے۔

۲؎ مغرب پر عشاء کے اطلاق سے التباس و اشتباہ کا خطرہ ہے کیوں کہ مغرب کا وقت غروب آفتاب سے ہے اور عشاء کا وقت غروب شفق سے شروع ہوتا ہے یعنی دونوں کا الگ الگ وقت ہے اس لئے باب سابق میں کراہت کی تصریح کردی اور اس باب میں چونکہ عشاء پر عتمہ کا اطلاق روایات سے ثابت ہے اس لئے کراہت کی تصریح نہیں کی ہے بلکہ فرمایا والاختیار الخ یعنی پسندیدہ اور بہتر ہے کہ عشاء کہا جائے۔ اور جن لوگوں نے مکروہ کہا ہے اس سے مراد مکروہ تنزیہی ہے جو جواز سے معارض نہیں ہے۔

تعلیقات ترجمۃ الباب اس باب کے تعلیقات کل کے کل متصل السند حدیثیں ہیں امام بخاریؒ نے محض اختصار کیلئے ان کو تعلیقات (یعنی سندیں حذف کرکے) ذکر فرمایا ہے مثلاً ۱؎ تعلیق کیلئے دیکھئے صفحہ ۹ فی باب فضل صلوٰۃ العشاء فی الجماعۃ۔

۲؎ دوسری تعلیق کیلئے ملاحظہ ہو ص ۸۶ باب الاستہام فی الاذان۔

ویذکر عن ابی موسیٰ اس تعلیق کو امام بخاری رحؒ نے اسی صفحہ ۸۰ پر باب فضل العشاء کے تحت مرفوعاً ذکر کیا ہے۔

سؤال پھر یہاں صیغہ تمریض سے کیوں ذکر کیا گیا ہے۔

جواب: صیغہ تمریض کی روایات دو قسم کی ہیں ۱؎ جس کی سند ضعیف ہو۔

۲؎ جس کی سند ضعیف نہ ہو پھر اگر وہ بخاری شریف ہی میں ہو تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ روایت مختصر ہے

besturdubooks.wordpress.com

اگر امام بخاریؒ اپنی ضرورت کے مطابق صرف ایک جزء کے نقل پر اکتفا کرلیں تب بھی صیغہ تمریض استعمال کر لیتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ تعلیقات بخاری میں صیغہ تمریض سے ہونا ضعف کی دلیل نہیں ہے کبھی ویسے بھی ذکر کردیتے ہیں۔

تشریح حدیث اس حدیث کی تشریح یعنی حضرت خضر علیہ السلام کی حیات اور نبوت وغیرہ کیلئے نصر الباری جلد نہم یعنی کتاب التفسیر صفحہ ۳۹۰ تا ۳۹۳ کا مطالعہ کیجیے نیز نصر الباری جلد اول ص ۵۰۲ حدیث ۱۱۵ ملاحظہ فرمائیے۔

باب ۳۷ وَقْتِ الْعِشَاءِ إِذَا اجْتَمَعَ النَّاسُ أَوْ تَأَخَّرُوا

عشاء (کی نماز) کے وقت کا بیان جب لوگ (جلدی) جمع ہو جائیں یا لوگ دیر کریں

۵۴۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَإِذَا قَلُّوا أَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت محمد بن عمروؒ جو حضرت حسن بن علی بن ابی طالب کے صاحبزادے ہیں فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر میں پڑھتے تھے اور عصر کی ایسے وقت پڑھتے کہ سورج زندہ یعنی صاف ہوتا اور مغرب کی جب سورج غروب ہو جاتا اور عشاء کی نماز میں اگر لوگ بہت ہو جاتے تو آپ جلد پڑھ لیتے اور جب حاضرین کم ہوتے تو نماز پڑھنے میں تاخیر فرماتے اور صبح کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھتے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "والعشاء اذا اکثر الناس عجل واذا قلوا اخر"

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۰ ومر ص۷۹ ومسلم ص۲۳۰ وابوداؤد ص۵۸۔

besturdubooks.wordpress.com

مقصد ترجمہ حافظ عسقلانی رح کہتے ہیں کہ امام بخاری رح کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے ان لوگوں پر رد کرنا ہے جنہوں نے عشار اور عتمہ کے اطلاق میں اس طرح فرق کیا ہے کہ اگر عشار کی نماز جلدی پڑھی جائے تو اس کا نام عشار ہے اور اگر تاخیر سے پڑھی جائے تو اس کو عتمہ کہتے ہیں۔

حافظ عسقلانی رح نے لکھا کہ امام بخاری رح نے ان کی تردید کی کہ سب پر عشار ہی کا اطلاق ہوگا خواہ معجل ہو یا مؤخر۔

علامہ عینی رح فرماتے ہیں ھذا کلام واہ یہ بیکار بات ہے یعنی علامہ عینی رح نے حافظ کی تردید کی اور کہا کہ ترجمۃ الباب میں اس کی طرف کوئی اشارہ بھی نہیں ہے بلکہ امام بخاری رح کا مقصد نماز عشار کا مختار و مستحب وقت بتانا ہے اور وہ نمازیوں کے اجتماع و تکثر پر ہے کہ اگر اوّل وقت میں نمازی جمع ہو جائیں تو اوّل وقت میں پڑھ لینا مختار و پسندیدہ ہے اور اگر دیر سے جمع ہوں تو تاخیر سے پڑھنا بہتر ہے۔

بَابٌ ۳۷۱ فَضْلِ الْعِشَاءِ

باب۔ عشار کی فضیلت کا بیان

۵۴۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِالْعِشَاءِ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يَفْشُوَ الْاِسْلَامُ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتّٰى قَالَ عُمَرُ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ فَقَالَ لِاَهْلِ الْمَسْجِدِ مَا يَنْتَظِرُهَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ غَيْرُكُمْ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رض نے عروہ سے بیان کیا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشار کی نماز میں تاخیر کر دی اور یہ واقعہ (اطراف عرب) میں اسلام کے پھیلنے سے پہلے کا ہے (یعنی اس وقت تک مدینہ منورہ کے سوا کہیں مسلمان نہیں تھے) چنانچہ آپ گھر سے نہیں نکلے یہاں تک کہ حضرت عمر رض نے عرض کیا کہ عورتیں اور بچے سو گئے پھر آپ باہر تشریف لائے اور اہل مسجد سے فرمایا کہ روئے زمین پر تمہارے علاوہ اور کوئی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "ما ینتظرھا احد من اھل الارض

besturdubooks.wordpress.com

غیرکم

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۰ ویاتی ص۸۰ تا ص۸۱ ویاتی ص۱۱۹ ایضا ص۱۱۹ و مسلم شریف اول ص۲۲۸۔

۵۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنْتُ اَنَا وَ اَصْحَابِيْ الَّذِيْنَ قَدِمُوْا مَعِيَ فِي السَّفِيْنَةِ نُزُوْلًا فِيْ بَقِيْعِ بُطْحَانَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يَتَنَاوَبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِنْهُمْ فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاَصْحَابِيْ وَلَهٗ بَعْضُ الشُّغْلِ فِيْ بَعْضِ اَمْرِهٖ فَاَعْتَمَ بِالصَّلٰوةِ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهٗ عَلٰى رِسْلِكُمْ اَبْشِرُوْا اِنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اَنَّهٗ لَيْسَ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يُصَلِّيْ هٰذِهِ السَّاعَةَ غَيْرُكُمْ اَوْ قَالَ مَا صَلّٰى هٰذِهِ السَّاعَةَ اَحَدٌ غَيْرُكُمْ لَا يَدْرِيْ اَيَّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى فَرَجَعْنَا فَرِحٰى بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوموسیٰ رضؓ نے فرمایا کہ میں اور میرے وہ ساتھی جو میرے ساتھ کشتی میں آئے تھے۔ بطحان کے میدان میں اترے ہوئے تھے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (خاص شہر) مدینہ میں تھے۔ تو ان میں سے چند آدمی ہر رات نماز عشاء کیوقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باری باری آتے رہتے پھر اتفاق سے ایک رات میں اور میرے چند ساتھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپؐ اس رات کسی کام میں مشغول تھے۔ تو آپؐ نے (عشاء کی) نماز میں دیر کی یہانتک کہ آدھی رات ہو گئی اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ نے حاضرین سے فرمایا۔ ذرا ٹھہرے رہو۔ خوش ہو جاؤ کہ تم پر اللہ کا یہ احسان ہے کہ اس وقت (ساری دنیا) میں تمہارے سوا اور کوئی نماز نہیں پڑھ رہا ہے یا یہ فرمایا کہ تمہارے علاوہ کوئی ایسا نہیں ہے کہ جس نے اس وقت نماز پڑھی ہو۔ ابوموسیٰ نے فرمایا کہ یہ معلوم نہیں کہ آپ نے ان دونوں جملوں میں سے کیا جملہ ارشاد فرمایا۔ حضرت ابوموسیٰ فرماتے ہیں کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنکر ہم لوگ بہت خوش خوش واپس

besturdubooks.wordpress.com

ہوئے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ ان من نعمۃ اللہ علیکم انہ لیس احدٌ من الناس یصلی ھذہ الساعۃ غیرُکم۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا فقط
ومسلم اول ص۲۲۹۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد نماز عشاء کی فضیلت بیان کرنا ہے جیسا کہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء کے سواسطے انتظار کو مشروع قرار دیا اور منتظرین صلوٰۃ کو خوشخبری دی ہے کہ تمہارے علاوہ اور کوئی نماز کا منتظر نہیں ہے حاصل یہ ہے کہ نماز عشاء ایسی فضیلت والی نماز ہے کہ اس کے واسطے انتظار کرنا مشروع ہے بخلاف اور نمازوں کے کہ اس کے اندر انتظار نہیں ہوتا۔ ۲؎ یہ اشارہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز عشاء اس امت کے خصائص میں سے ہے کہ جیسا کہ ایک روایت میں ہے: فانکم قد فضلتم بہا علی سائر الامم ولم تصلھا امۃ قبلکم (ابوداؤد ص۶۱)
اس روایت سے صلوٰۃ عشاء کا امت محمدیہ کے خصائص میں سے ہونا واضح ہے جو فضیلت عشاء پر واضح دلیل ہے۔

بَابُ ۳۷۲ مَا یُکْرَہُ مِنَ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ

باب۔ اس نیند کا بیان جو عشاء سے پہلے مکروہ ہے

۵۴۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَھَّابِ الثَّقَفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ نِ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِی الْمِنْھَالِ عَنْ اَبِی بَرْزَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَکْرَہُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِیْثَ بَعْدَھَا۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو برزہ اسلمیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو اور عشاء کی نماز کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ کان یکرہ النوم قبل العشاء۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۰ ویاتی ص۸۴ وص۱۰۶
وترمذی اول ص۲۴۔

besturdubooks.wordpress.com

مقصد ترجمہ مشہور بین العلماء ہے فقہ البخاری فی تراجمہ، بلاشبہ حق ہے کہ امام بخاریؒ تراجم کے انعقاد میں جس تفقہ اور وقت نظر و بالغ نظری کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ صرف ان ہی کا حصہ ہے امام بخاریؒ یہ نہیں کہتے ہیں کہ عشاء سے قبل سونا علی الاطلاق مکروہ ہے۔ بلکہ وہ کہتے ہیں مایکرہ من النوم، یعنی نیند کی کونسی ایسی صورت ہے کہ جس میں کراہت ہے۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ بعض صورت میں کراہت ہے اور بعض صورت میں کراہت نہیں ہے چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام طحاویؒ کے نزدیک قبل دخول وقت العشاء رخصت ہے والکراھۃ علی ما بعد دخولہ (عمدہ)

نیز اگر کوئی جگانے والا موجود و متعین ہو تو سونے میں کوئی حرج نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ کراہت کی وجہ یہ ہے کہ جماعت جانے یا وقت مستحب کے چلے جانے یا نماز قضا ہونے کا اندیشہ ہو تو کراہت ہوگی ورنہ نہیں۔

والحدیث بعدھا نماز عشاء کے بعد بات چیت کرنا مکروہ ہے جبکہ دینی اور دنیوی مصلحت سے خالی ہو یعنی فضول قصے کہانی مکروہ ہے لیکن علم دین کا پڑھنا، پڑھانا، وعظ و نصیحت کرنا غرض جسمیں دینی مصلحت یا دنیوی ضرورت و فائدہ ہو تو قطعاً کراہت نہیں۔

بَابُ[۳۷۳] النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ لِمَنْ غُلِبَ

باب، نیند کا غلبہ ہو تو عشاء سے قبل سونے کا بیان

۵۴۹۔ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ حَتّٰى نَادَاهُ عُمَرُ الصَّلٰوةَ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ فَقَالَ مَا يَنْتَظِرُهَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ غَيْرُكُمْ قَالَ وَلَا تُصَلّٰى يَوْمَئِذٍ اِلَّا بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ وَكَانُوْا يُصَلُّوْنَ الْعِشَاءَ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْاَوَّلِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تاخیر کردی یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی کہ نماز (یعنی نماز

besturdubooks.wordpress.com

کیلئے تشریف لائیے عورتیں اور بچے سو گئے، چنانچہ آپؐ حجرہ سے نکلے اور فرمایا کہ اہلِ زمین سے تمہارے علاوہ کوئی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا ہے راوی نے بیان کیا کہ ان دنوں مدینہ کے سوا اور کہیں (باقاعدہ جماعت کے ساتھ) نماز نہیں ہوتی تھی اور حضور اقدسؐ اور صحابہ کرامؓ عشار کی نماز شفق کے غائب ہو جانے کے بعد سے رات کی پہلی تہائی تک پڑھ لیتے تھے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "نام النساء والصبیان"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا منھ تا ما ۸۱ ومرّ آنفا فی باب فضل العشاء ما ۸۰ ویاتی ما ۱۱۹ ومسلم اوّل ما ۲۲۸۔ حتی ناداہ عمر الصلوٰۃ بالنصب بفعل مضمر تقدیرہ صل الصلوٰۃ۔

۵۵۰۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنِی ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِی نَافِعٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شُغِلَ عَنْہَا لَیْلَۃً فَاَخَّرَہَا حَتّٰی رَقَدْنَا فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَیْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ اسْتَیْقَظْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَیْسَ اَحَدٌ مِنْ اَہْلِ الْاَرْضِ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوۃَ غَیْرُکُمْ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا یُبَالِیْ اَقَدَّمَہَا اَمْ اَخَّرَہَا اِذَا کَانَ لَا یَخْشٰی اَنْ یَّغْلِبَہُ النَّوْمُ عَنْ وَقْتِہَا وَکَانَ یَرْقُدُ قَبْلَہَا قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ فَقَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃً بِالْعِشَاءِ حَتّٰی رَقَدَ النَّاسُ وَاسْتَیْقَظُوْا وَرَقَدُوْا وَاسْتَیْقَظُوْا فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ الصَّلٰوۃَ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَخَرَجَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْہِ الْاٰنَ یَقْطُرُ رَاْسُہٗ مَاءً وَاضِعًا یَدَہٗ عَلٰی رَاْسِہٖ فَقَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُہُمْ اَنْ یُّصَلُّوْہَا ہٰکَذَا فَاسْتَثْبَتُّ عَطَاءً کَیْفَ وَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَاْسِہٖ یَدَہٗ کَمَا اَنْبَاَہُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَبَدَّدَ لِیْ عَطَاءٌ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ شَیْئًا مِنْ تَبْدِیْدٍ ثُمَّ وَضَعَ اَطْرَافَ اَصَابِعِہٖ عَلٰی قَرْنِ الرَّاْسِ ثُمَّ ضَمَّہَا یُمِرُّہَا کَذٰلِکَ عَلَی الرَّاْسِ حَتّٰی مَسَّتْ اِبْہَامُہٗ طَرَفَ الْاُذُنِ مِمَّا یَلِی

besturdubooks.wordpress.com

الوَجْهِ عَلَى الصُّدْغِ وَنَاحِيَةِ اللِّحْيَةِ لَا يُقَصِّرُ وَلَا يَبْطُشُ إِلَّا كَذٰلِكَ فَقَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِىْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُّصَلُّوْا هٰكَذَا۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز کے وقت مشغولیت پیش آگئی تو آپؐ نے عشاء (کی نماز کیلئے آنے) میں دیر کی یہاں تک ہم لوگ مسجد میں سو گئے پھر بیدار ہوئے پھر سو گئے پھر بیدار ہوئے اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ (اس وقت) ساری دنیا میں سوائے تمہارے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو نماز کا انتظار کر رہا ہو اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ عشاء کی نماز جلدی پڑھیں یا دیر سے پڑھیں بشرطیکہ انہیں اس کا اندیشہ نہ ہو کہ نماز کے وقت نیند سے مغلوب ہو جائیں گے اور وہ (کبھی) عشاء کی نماز سے پہلے سو جاتے تھے، ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث جو نافع سے سنی تھی عطاء بن ابی رباح سے بیان کی تو عطاء نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ لوگ سو گئے اور پھر بیدار ہوئے پھر سو گئے۔ اور بیدار ہوئے تو حضرت عمر بن خطابؓ کھڑے ہوئے اور (جا کر آپؐ سے) عرض کیا الصلوٰۃ (یعنی نماز یا رسول اللہ عورتیں اور بچے سونے لگے) عطاء کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے گویا میں اس وقت بھی آپؐ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپؐ کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے آپؐ اپنے ہاتھ کو سر پر رکھے ہوئے ہیں پھر آپؐ نے فرمایا اگر میں اپنی امت پر گراں نہ سمجھتا تو یقیناً انہیں حکم دیتا کہ عشاء کی نماز اس طرح (یعنی اسی وقت) پڑھا کریں۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے مزید تحقیق حال کی درخواست کی کہ جیسے ابن عباسؓ نے آپ کو بتایا تھا آپ بھی مجھے بتلائیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر پر اپنے ہاتھ کو کیسے رکھا تھا تو عطاء نے اپنی انگلیاں قدرے کشادہ کیں پھر انگلیوں کے کنارے سر کے کونے پر رکھے پھر انگلیوں کو سر پر اس طرح گذارا کہ انگوٹھے نے کانوں کے اس کنارے کو مس کیا جو کنپٹی پر داڑھی کے کونے پر چہرے کے قریب ہے نہ آپؐ اس میں کمی کر رہے تھے اور نہ مضبوط پکڑ رہے تھے بس ایسے کر رہے تھے جیسے میں کر رہا ہوں اور پھر آپؐ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے امت کیلئے باعث مشقت نہ سمجھتا تو ان کو حکم دیتا کہ عشاء کی نماز اسی وقت پڑھا کریں۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فى قوله حتى رقدنا فى المسجد (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث ههنا ملٰه وباقى الحديث فى كتاب التمنى مرسلا ص۱۰۷۵

besturdubooks.wordpress.com

مسلم اول ملا۲۲۹۔

مقصد ترجمہ یہ باب سابق باب سے بمنزلہ استثنار کے ہے کہ اگر نیند کا شدید غلبہ ہو تو سو سکتا ہے یعنی چونکہ اس سلسلے میں روایات دونوں طرح کی وارد ہیں کراہت کی بھی اور اجازت کی بھی۔

امام بخاریؒ کا مقصد تطبیق بین الروایات کو بیان کرنا ہے کہ اگر کسی کو نیند کا غلبہ ہو جائے کہ لعلہ یستغفر فیسب نفسہ یعنی بجائے دعا کرنے کے بد دعا ر نکلے تو ایسی صورت میں سو جانے کی اجازت ہے جیسا کہ حدیث الباب میں ہے۔ عورتیں اور بچے سو گئے، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود علم کے اس پر کوئی نکیر وممانعت نہیں فرمائی۔ اسی سے امام بخاریؒ نے اپنا ترجمہ اخذ کر لیا۔
نیز باب سابق میں تشریح گذر چکی ہے کہ جاگنے کا غالب گمان ہو تو یا جگانے کا انتظام ہو تو اس کے لئے بھی سونے کی اجازت ہے۔

اور کراہت اس صورت میں ہے کہ جبکہ جماعت یا نماز کے فوت ہونیکا اندیشہ ہو۔ واللہ اعلم

بَابُ ٣٤٦ وَقْتِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ وَقَالَ أَبُو بَرْزَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ تَاخِيرَهَا

باب، عشار کا وقت نصف رات تک ہے اور حضرت ابو برزہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عشار کی نماز میں دیر کرنا پسند فرماتے تھے

۵۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ صَلَّى ثُمَّ قَالَ صَلَّى النَّاسُ وَنَامُوا أَمَا إِنَّكُمْ فِي صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوهَا وَزَادَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ لَيْلَتَئِذٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) عشار کی نماز کو آدھی رات تک مؤخر فرما دیا پھر نماز پڑھائی اور فرمایا کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی اور سو گئے سن لو تم لوگ

besturdubooks.wordpress.com

جب تک نماز کے انتظار میں رہے نماز ہی میں رہے (یعنی نماز کا ثواب ملتا رہا) ابن ابی مریم نے اتنا اور اضافہ کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن ایوب نے بیان کیا کہ انھوں نے کہا مجھ سے حمید طویل نے بیان کیا انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا گویا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کی چمک اس رات میں دیکھ رہا ہوں (یعنی پورے طور پر استحضار ہے)

مطابقۃ للترجمۃ | مُطابقۃ الحدیث لِلترجمۃ فی "اخر النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ العشاء الیٰ نصف اللیل"

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۸۰ ویاتی فی باب السمر فی الفقہ والخیر بعد العشاء ص۸۴ وص۹۱ وص۱۱۷ وفی اللباس ص۸۷۳ ومسلم اول ص۲۲۹۔

مقصد ترجمہ | امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ قائم کیا ہے "باب وقت العشاء الی نصف اللیل" اس سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد کیا ہے۔؟

قال النووی رحمہ اللہ "معناہ وقت لاداءھا اختیارا واما وقت الجواز فیمتد الی طلوع الفجر (فتح)

یعنی امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وقت مختار و مستحب کو بیان کرنا چاہتے ہیں لیکن وقت جواز تو طلوع فجر تک ہے۔ یہی شارح بخاری رحمہ اللہ علامہ کرمانی رحمہ اللہ کہتے ہیں قلت المراد من الترجمۃ "الوقت المختار من العشاء"۔ یعنی ترجمۃ الباب سے مراد عشاء کی نماز کا وقت مختار ہے (شرح کرمانی)

یہی علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں (عمدہ)

ویسے یہاں ترجمہ میں دونوں صورتیں مراد ہو سکتی ہیں کہ وقت مستحب اور وقت جواز کا دونوں کا بیان ہو چنانچہ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی تعلیق سے وقت مستحب کا بیان ہے کہ نصف لیل تک تاخیر وقت مستحب اور حدیث الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز عشاء کا وقت نصف لیل تک بلا کراہت جائز و درست ہے۔

یہی اکثر شراح و جمہور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ غروب شفق کے بعد نماز عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور طلوع فجر یعنی صبح صادق سے پہلے تک رہتا ہے البتہ ثلث لیل تک وقت مختار و مستحب ہے۔ اور نصف لیل تک وقت جواز بلا کراہت ہے اور نصف لیل کے بعد جائز مع الکراہت ہے اور یہ کراہت کراہت تنزیہی ہے کیونکہ اس سلسلے کی تمام روایات پر نظر کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عشاء کا وقت غروب شفق سے لے کر پوری رات صبح صادق سے پہلے تک رہتا ہے۔

چنانچہ حدیث الباب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء کو آدھی رات تک مؤخر فرمایا ثم صلی پھر نماز پڑھی یعنی آدھی رات کے بعد نماز پڑھی۔

besturdubooks.wordpress.com

ایک روایت ام المؤمنین حضرت عائشہ رضؓ کی ہے اعتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی ذھب عامۃ اللیل الخ (مسلم اول ص ۲۲۹)

یعنی ایک رات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشار میں اتنی تاخیر فرمائی کہ رات کا بڑا حصہ (یعنی اکثر حصہ) گذر گیا الخ

ان احادیث سے صاف معلوم ہوا کہ عشار کا وقت پوری رات طلوع فجر تک ہے۔

مطلب یہ ہیکہ نصف لیل کے بعد بھی نماز ادا ہوگی قضار نہیں یہی حنفیہ کا مذہب ہے اور یہی جمہور کا مسلک ہے۔

وقال الاصطخری من الشافعیۃ- وتنتھا الی نصف اللیل الخ (شرح کرمانی)

اور اصطخری شافعیؒ کا قول ہے کہ عشار کا وقت آدھی رات تک ہے نصف شب گذرنے کے بعد عشار کا وقت فوت ہوجاتا ہے۔

بَابُ ۳۷۵ فَضْلِ صَلوٰۃِ الْفَجْرِ وَالْحَدِیْثِ

نماز فجر کی فضیلت کا بیان اور نماز فجر کی فضیلت میں وارد حدیث کا بیان

۵۵۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا قَیْسٌ قَالَ قَالَ لِیْ جَرِیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ نَظَرَ اِلَی الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ فَقَالَ اَمَا اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ ھٰذَا لَا تُضَامُّوْنَ اَوْ لَا تُضَاھُوْنَ فِیْ رُؤْیَتِہٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰی صَلٰوۃٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَالَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ زَادَ ابْنُ شِھَابٍ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ عِیَانًا۔

ترجمہ حدیث حضرت جریر بن عبد اللہ رضؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اتنے میں آپؐ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا پھر فرمایا، سن لو کہ تم لوگ اپنے پروردگار کو (قیامت میں) اسی طرح دیکھوگے جس طرح (اس وقت) اس چاند کو دیکھ رہے ہو اس کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری نہ ہوگی یا یہ فرمایا کہ تمہیں کوئی اشتباہ نہ ہوگا تو اگر یہ کرسکو کہ طلوع آفتاب سے پہلے کی نماز

besturdubooks.wordpress.com

(نماز فجر) اور غروب آفتاب سے پہلے کی نماز (عصر) میں کسی مشغولیت سے مغلوب نہ ہو جاؤ تو ایسا کرلو پھر آپ نے (سورہ طٰہٰ کی) یہ آیت پڑھی فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الآیۃ (آپ اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرو سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے) امام بخاری رح کہتے ہیں کہ ابن شہاب نے اسماعیل سے انہوں نے قیس سے انھوں نے حضرت جریر رض سے اس حدیث کو روایت کیا اس میں اتنا زیادہ ہے آپ نے فرمایا تم لوگ اپنے پروردگار کو کھلی آنکھوں سے دیکھو گے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله، على صلوٰة قبل طلوع الشمس ،

تعدد موضعہ | والحديث هٰهنا صـ۸۱ ومرّ صـ۷۸ ويأتي صـ۷۱۹ وصـ۱۱۰۵ وصـ۱۱۰۶ مسلم اوّل صـ۲۲۸۔

۵۵۳ - حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَمْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَقَالَ ابْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ أَخْبَرَهُ بِهٰذَا۔

ترجمہ | حضرت ابو موسیٰ اشعری رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دو ٹھنڈے وقتوں کی نمازیں (فجر اور عصر) پڑھے گا۔ وہ جنت میں جائے گا اور عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا کہ ہم سے ہمام نے بیان کیا انھوں نے ابو جمرہ سے ان کو ابو بکر بن عبداللہ بن قیس نے اس حدیث کی خبر دی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة، من صلى البردين دخل الجنة لان احد البردين صلوٰة الفجر۔

تعدد موضعہ | والحديث هٰهنا صـ۸۱ ومسلم اوّل صـ۲۲۸۔

۵۵۴ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ حدیث ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہ ہم سے حبّان بن ہلال نے کہا کہ ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا کہ ہم سے ابوجمرہ نصر بن عمران نے اور ان سے ابوبکر بن عبداللہ بن قیس نے اور انھوں نے اپنے باپ ابوموسیٰ اشعری رضؓ سے روایت کی انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے مثل روایت کیا (یعنی یہی حدیث بیان کی۔

مُطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "مثلہ"۔
یہ حدیث سابق ہی ہے۔

مقصد ترجمہ یہاں ترجمۃ الباب میں دو جزء ہیں۔ پہلا جزء فضل صلوٰۃ الفجر ہے جو محتاج بیان نہیں ہے بالکل واضح ہے کہ نماز فجر کی فضیلت کا بیان مقصود ہے۔

دوسرا جزء والحدیث ہے اس کے متعلق شراح نے مختلف عبارت آرائیاں فرمائی ہیں۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "وقع فی روایۃ ابی ذر ولم یقع فی روایۃ غیرہ"
یعنی یہ لفظ صرف ابوذر کی روایت میں ہے اور اس کے علاوہ دوسرے نسخوں میں نہیں ہے۔

حافظ عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ اس لفظ کیلئے یہاں کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی اور علامہ کرمانیؒ نے جو اس سے غرض بیان کی ہے کہ "باب فضل صلوٰۃ الفجر و باب الحدیث الوارد فی فضل صلوٰۃ الفجر" یہ بات بعید از فہم ہے کیوں کہ یہ زیادتی کسی مستخرج میں میں نے نہیں دیکھا ہے اور نہ کسی شارح نے اس طرف توجہ کی ہے اسلئے یہ وہم اور غلط ہے (فتح)

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ کرمانی کی توجیہ کو بعید از فہم اور وہم کہنا وہم ہے۔

آخر تو علامہ عینیؒ بڑے اور استاد ہیں، محقق ہیں فرماتے ہیں کہ کرمانی کا مقصد یہ ہے کہ امام بخاریؒ ترجمہ کے پہلے جزء سے نماز فجر کی فضیلت بیان کرنا چاہتے ہیں اور دوسرے جزء سے اس حدیث کی فضیلت اور عظیم منقبت بیان کرنا مقصود ہے جو اس سلسلے میں وارد ہوئی ہے کیونکہ اس میں رویت باری تعالیٰ کی بشارت مذکور ہے جو مومن کیلئے عظیم ترین اور سب سے بڑی عظمت ہے اس لئے امام بخاریؒ نے نماز فجر کی فضیلت ثابت فرماتے ہوئے اس حدیث کی فضیلت کو بھی ثابت فرما دیا۔ واللہ اعلم

تشریح ستروں ربکم تمام صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین و محدثین رحمہم اللہ سب کا اتفاق ہے کہ آخرت میں اہل جنت مؤمنین حق تعالےٰ کی زیارت و دیدار سے مشرف ہونگے یہ اجماعی مسلک ہے مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیے احقر کی "نصر المنعم ص ۲۰۹ تا ص ۲۱۱"

باب کی دوسری حدیث من صلی البردین دخل الجنۃ۔ بردین سے مراد صلوٰۃ فجر و عصر ہے

besturdubooks.wordpress.com

اور اس کو بردین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ نمازیں دن کے دونوں طرف واقع ہیں جن اوقات میں ہوا، خوشگوار ہوتی ہے نیز گرمی نہیں ہوتی ہے۔

اشکال اشکال یہ ہے کہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف دو نمازوں کی پابندی پر جنت کی بشارت ہے۔

جواب: ان دونوں نمازوں کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے چونکہ فجر کا وقت راحت و آرام بلکہ سونے کا وقت ہے، اور عصر کا وقت خرید و فروخت، تجارت و دوکانداری کی مشغولیت کا اسلئے آپؐ نے ان دونوں اوقات کی اہمیت بیان فرمادی کہ جب کوئی شخص ان دو وقتوں کی پابندی کرلیگا تو بقیہ اوقات میں بطریق اولیٰ آسانی سے ادا کرے گا۔

مطلب یہ کہ فجر و عصر کی پابندی دیگر اوقات کی پابندی کو مستلزم ہے، یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف دو نمازیں پڑھنا کافی ہیں۔ واللہ اعلم

بَابُ ۳۴۷ وَقْتِ الْفَجْرِ

باب نماز فجر کے وقت کا بیان

۵۵۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ تَسَحَّرُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامُوا إِلَى الصَّلٰوةِ قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ قَدْرُ خَمْسِيْنَ أَوْ سِتِّيْنَ يَعْنِي آيَةً۔

ترجمہ حدیث حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضؓ نے ان سے بیان کیا کہ ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز (فجر) کیلئے کھڑے ہوگئے (حضرت انسؓ کہتے ہیں) میں نے پوچھا کہ سحری اور نماز کے درمیان کتنا فصل تھا تو انھوں نے فرمایا کہ پچاس یا ساٹھ آیتیں پڑھنے کے بقدر۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث انھم قاموا الی الصلوٰۃ بعد ان تسحروا بمقدار قرأۃ خمسین آیۃ او نحوھا الخ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ملہ وباقی متصلا صلہ و صلہ و صلہ ومسلم اول فی الصوم ص۳۵۱ والترمذی فی الصوم ص۸۵ والنسائی فی الصیام فی قدر ما بین

besturdubooks.wordpress.com

السحور وبین الصلوٰۃ الصبح ص۲۳۴۔

۵۵۶۔ حدثنا الحسن بن الصباح سمع روح بن عبادۃ قال حدثنا سعید عن قتادۃ عن انس بن مالک ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وزید بن ثابت تسحرا فلما فرغا من سحورھما قام نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الصلوٰۃ فصلی قلنا لانس کم کان بین فراغھما من سحورھما ودخولھما فی الصلوٰۃ قال قدر ما یقرأ الرجل خمسین آیۃ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ دونوں نے سحری کھائی پھر جب دونوں سحری سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیلئے کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھائی (قتادہ کہتے ہیں کہ) ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ان دونوں کے سحری سے فراغت کرنے اور نماز شروع کرنے تک کس قدر فصل تھا تو فرمایا کہ جتنے وقت میں آدمی پچاس آیتیں پڑھ سکے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ مثل مطابقۃ الحدیث السابق (عمدہ) یعنی فلما فرغا من سحورھما قام نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ مطلب یہ ہے کہ سحری کا وقت ختم ہوتے ہی نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۱ تا ص۸۲ ومر آنفا ص۸۱ ویاتی ص۱۵۲ وص۲۵۷ ومسلم اول ص۳۵۰ وترمذی ص۸۵ ونسائی فی الصوم ص۲۳۴

۵۵۷۔ حدثنا اسمٰعیل بن ابی اویس عن اخیہ عن سلیمان عن ابی حازم انہ سمع سھل بن سعد یقول کنت اتسحر فی اھلی ثم تکون سرعۃ بی ان ادرک صلوٰۃ الفجر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے اہل (گھر) میں سحری کھاتا تھا پھر مجھے اس بات کی جلدی ہوتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ لوں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ بطریق الاشارۃ ان اول وقت صلوٰۃ الفجر (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۲ ویاتی ص۲۵۷۔

۵۵۸۔ حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن

besturdubooks.wordpress.com

شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عنہا اَخْبَرَتْهُ قَالَتْ كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ اِلٰى بُيُوْتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلٰوةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ۔

ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مسلمان عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز میں اپنی چادریں لپیٹے ہوئے حاضر ہوتی تھیں پھر وہ نماز سے فراغت کے بعد اپنے گھروں کو لوٹ جاتیں تو اندھیرے کی وجہ سے کوئی ان کو پہچان نہ سکتا تھا۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ اختتام نہایت غلس میں ہوتا تھا اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ طلوع صادق ہی کے ساتھ وقت ہو جائے۔

مطابقۃ للترجمۃ علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ذکر هذا الحدیث ههنا لا یطابق للترجمة یعنی اس حدیث کا یہاں ذکر کرنا ترجمۃ الباب سے کوئی مطابقت نہیں ہے۔ (عمدہ)

لیکن حدیث پاک کے مضمون سے فی الجملہ مطابقت ہو سکتی ہے کہ اس میں یشهدن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الفجر متلفعات الخ یعنی فجر کے اول وقت میں مبادرت و مسابقت سے معلوم ہوا کہ اول وقت افضل و مستحب ہے۔ واللہ اعلم۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۸۲ و مر ص۵۴ و یاتی ص۱۲۰ - و مسلم ص۲۳۰ ابو داؤد ص۶۱ ترمذی ص۲۲ نسائی اول، التغلیس فی الحضر ص۶۴۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد ابتدار فجر کے وقت کو بتانا ہے کہ فجر کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ فجر کا وقت سحری کے بعد ہے یعنی طلوع صبح صادق سے سحری کا وقت ختم ہوا۔ اور نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے کیوں کہ صرف پچاس آیت کی تلاوت کے بقدر ٹھہر کر نماز شروع فرمانا دلیل ہے اس بات کی کہ نماز فجر کا وقت طلوع صبح صادق ہے اور یہی مقصد ہے اور اس پر علماء کا اجماع ہے کہ طلوع صبح صادق سے نماز فجر کا وقت ہو جاتا ہے۔

تشریح امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں چار حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ پہلی اور دوسری یعنی حدیث ۵۵۵ و ۵۵۶ کا مضمون تقریباً ایک ہے صرف سند کا فرق ہے۔

تیسری رح ۵۵۷ / حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی ہے فرماتے ہیں کنت اتسحر فی اھلی الخ یعنی میں اپنے

besturdubooks.wordpress.com

گھر سحری کھا کر بعجلت ممکنہ مسجد نبوی میں پہونچکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز فجر میں شرکت کرتا تھا۔

معلوم ہوا کہ نماز فجر رمضان میں سحری سے متصل ہوتی تھی اس سے یہ بھی مسئلہ معلوم ہوا کہ سحری میں تاخیر مستحب ہے اور رمضان المبارک میں صبح کی نماز غلس میں پڑھنی چاہیئے کیوں کہ احناف کے نزدیک افضلیت اسفار کیوجہ تکثیر جماعت ہے اور رمضان المبارک میں سحری کے فوراً بعد نمازیوں کی کثرت لازمی ہے سونے کے بعد نماز کے فوت ہوجانے کا خطرہ ہے۔

چوتھی حدیث حضرت عائشہؓ کی ہے جس سے معلوم ہوا کہ عورتیں مسجد میں آسکتی ہیں اور نماز پڑھ سکتی ہیں۔

متلفعات بمروطھن بعض روایت میں متلففات آیا ہے کما فی الترمذی اول ص۲۲ دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی چادر اوڑھنا۔ بعض نے فرق کیا ہے کہ تلفع میں سر ڈھکا ہوا ہو اور تلفف میں ضروری نہیں۔ مروط مِرط بکسر المیم کی جمع ہے بمعنی چادر غلس کے معنی ہیں ظلمۃ اللیل۔

مذاہب ائمہ (۱) ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی اور امام احمد) رحمہم اللہ کے نزدیک صبح کی نماز میں تغلیس یعنی غلس میں پڑھنا افضل ہے چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں "وفی ھذہ الاحادیث استحباب التبکیر بالصبح وھو مذھب مالک والشافعی واحمدؒ الخ (شرح مسلم ص۲۳)

(۲) امام اعظم ابو حنیفہؒ، صاحبین، سفیان ثوری اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کے نزدیک اسفار میں پڑھنا اولیٰ ہے لیکن ایسے وقت میں فارغ ہوجانا چاہیئے کہ اگر کسی وجہ سے دوبارہ پڑھنے کی ضرورت پیش آجائے تو اطمینان کے ساتھ سورج نکلنے سے پہلے پڑھنا ممکن ہو۔

(۳) امام محمدؒ فی روایۃ اور امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ غلس میں ابتدا کر کے اسفار میں ختم کرنا افضل ہے تاکہ دونوں طرح کی روایتوں پر عمل ہوجائے

دلائل ائمہ ثلاثہؒ ایک تو باب کی یہی حدیث ہے جس کے الفاظ ہیں لا یعرفھن احد من الغلس، یعنی اندھیرے کی وجہ سے ان عورتوں کو کوئی پہچان نہ سکتا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز اتنے سویرے پڑھتے تھے کہ نماز کے ختم ہوجانے کے بعد بھی عورتیں پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

besturdubooks.wordpress.com

جواب: جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہ لفظ من الغلس "حضرت عائشہ رضؓ کا نہیں ہے بلکہ حضرت عائشہ رضؓ کا قول لا یعرفھن پر ختم ہوگیا اور ان کا منشاء یہ تھا کہ عورتیں چادروں میں لپٹی ہوئی آتی تھیں اس لئے انہیں کوئی پہچانتا نہیں تھا کسی راوی نے یہ سمجھا کہ نہ پہچاننے کا سبب اندھیرا تھا اسلئے اس نے من الغلس کا لفظ بڑھا دیا گویا یہ ادراج من الراوی ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ یہی روایت ابن ماجہ باب وقت الفجر ص۴۹ میں جس کے الفاظ یہ ہیں ثم یرجعن الی اھلھن فلا یعرفھن احد تعنی من الغلس "

اس میں لفظ تعنی صاف بتلا رہا ہے کہ یہ راوی کا اپنا خیال ہے۔

یہی حدیث اسی بخاری ص۱۰۵ میں گذر چکی ہے جس کے الفاظ میں یرجعن الی بیوتھن مایعرفھن احدٌ "

اس میں لفظ "من الغلس بالکل نہیں ہے۔

یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ لفظ مدرج من الراوی ہے جو حجت نہیں۔

اور اگر عدم معرفت سے استدلال کیا جائے تو جواب یہ ہے کہ یہ عدم معرفت چادروں کی وجہ سے تھی نہ کہ اندھیرے کی وجہ سے۔ اور اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے کہ اصل حدیث میں من الغلس موجود ہے تو کہا جائے گا کہ غلس سے مراد مسجد نبوی کی تاریکی تھی کیوں کہ مسجد نبوی کی دیواریں چھوٹی تھیں، چھت نیچی تھی چراغ کا انتظام بالکل نہیں تھا اس لئے اسفار کے باوجود اندر تاریکی رہتی تھی۔

دلائل احناف رح

(۱) عن رافع بن خدیج رضؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر (ترمذی اول ص۲۲ / نسائی ص۶۴)

ایک دوسری حدیث کے الفاظ ہیں ما اسفرتم بالصبح فانہ اعظم للاجر (نسائی ص۶۵)

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصبحوا بالصبح فانہ اعظم لاجورکم (ابو داؤد ص۶۱)

حضرات شوافع وغیرہ اسکی تاویل کرتے ہیں کہ اسفار سے مراد یہ ہے کہ فجر کا طلوع ہونا واضح ہو جائے علامہ ابن ہمام رحؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ اعظم للاجر دلالت کرتا ہے کہ اسفار سے پہلے بھی اجر ہے۔ مگر اسفار میں زیادہ ہے۔ اب اگر اسفار سے مراد طلوع فجر کا ظہور دلقین ہو تو اس سے پہلے نماز پڑھنا صحیح ہی نہ ہوگی پھر اجر کیسے مل سکتا ہے۔

دوسری اہم دلیل

اسفار کے استحباب پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ کی ہے جس کو امام بخاریؒ نے باب من اذن واقام لکل واحدۃ منھما جلد اول ص۲۲۷ میں ذکر کیا ہے اور مسلم شریف اول ص۴۱۷ میں۔

besturdubooks.wordpress.com

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلّی صلوٰۃ الا لمیقاتہا الا صلاتین صلوٰۃ المغرب والعشاء بجمع وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتہا (مسلم اول ص۴۱۷)

فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ نماز غیر وقت میں پڑھی ہو۔ مگر دو نمازیں۔ ایک مغرب و عشاء کو مزدلفہ میں آپؐ نے جمع کر کے پڑھیں اور دوسرے اس روز کی نماز فجر اپنے وقت سے پہلے پڑھی۔

ظاہر ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ وقت معتاد سے پہلے قرار دے رہے ہیں کیونکہ اس روز بھی آپؐ نے طلوع فجر سے قبل تو پڑھی نہ ہو گی اسلئے کہ طلوع فجر سے قبل کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں لامحالہ آپؐ نے اس روز غلس میں نماز ادا کی تھی جس کو ابن مسعودؓ وقت معتاد سے قبل قرار دے رہے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ آپؐ کی عام عادت اسفار میں نماز پڑھنے کی تھی۔ واللہ اعلم

بَابٌ ۳۷۷ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً

باب اس شخص کا بیان جو (طلوع شمس سے پہلے) فجر کی ایک رکعت پالے

۵۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ وَعَنِ الْاَعْرَجِ يُحَدِّثُوْنَهٗ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ۔

ترجمہ حدیث عطاء بن یسار اور بسر بن سعید اور اعرج تینوں حضرات حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورج نکلنے سے پہلے نماز صبح کی ایک رکعت کو پالیا اس نے صبح کی نماز پالی اور جس نے سورج ڈوبنے سے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت کو پالیا تو بے شک اس نے عصر کی نماز پالی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ۔ من ادرک من الصبح رکعۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۲ ومر ص۷۹ ومسلم اول ص۲۲۱ ابوداؤد ص۵۹، ترمذی اول ص۲۶

besturdubooks.wordpress.com

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ نماز فجر کا وقت طلوع شمس تک ہے چونکہ باب سابق میں نماز فجر کے وقت کی ابتدا بیان کر چکے تھے کہ سحری کا وقت ختم ہونے پر نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

اب اس باب میں نماز فجر کے وقت کی انتہا بتلا رہے ہیں کہ فجر کا وقت طلوع شمس تک ہے۔

یہی حضرت شیخ الہند رح فرماتے ہیں: غرض البخاری رح منه بيان آخر وقت الفجر كما يدل عليه قبل ان تطلع الشمس (الفيض الباری ص۳۴)

۲ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ فجر کا وقت اسفار تک ہے۔ امام بخاری رح ان کی تردید کر کے جمہور کی تائید و موافقت کر رہے ہیں کہ فجر کا وقت طلوع شمس تک ہے۔

تشریح حضرت ابوہریرہ رض کی یہ روایت چند ابواب پہلے یعنی باب ۳۶۶ میں گذر چکی ہے اور مطلب صاف ہے کہ ادراک سے مراد ادراک وقت ہے جس پر واضح قرینہ ہے قبل ان تغرب الشمس فقد ادرک العصر یعنی اگر غروب آفتاب سے پہلے ایک رکعت کے بقدر (یعنی نماز عصر کا کوئی جز) پایا تو پوری نماز اس پر واجب و لازم ہو گی جیسے بچہ بالغ ہو جائے، حائضہ حیض سے پاک ہو، غیر مسلم داخل اسلام ہو تو عصر کی نماز اس پر لازم ہو گی اور پوری نماز پڑھنی ہو گی۔

باب ۳۶۶ کا مطالعہ ضرور کر لیا جائے۔

باب ۳۷۴ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصَّلٰوةِ رَكْعَةً

باب۔ اس شخص کا حکم جس نے نماز کی ایک رکعت کو پالیا

۵۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز کی ایک رکعت کو پالیا اس نے نماز کو پالیا۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی "من ادرك ركعة من الصلوٰة"

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۸۲ و مر ص۷۹ و مسلم اول ص۲۲۱ ابوداؤد ص۵۹، ترمذی ص۳۶

besturdubooks.wordpress.com

مقصد ترجمہ حضرت شیخ الحدیث" فرماتے ہیں" چونکہ کثرت سے روایات کے اندر آیا ہے۔
من ادرک رکعۃ من العصر فقد ادرک العصر ومن ادرک رکعۃ من الفجر فقد ادرک الفجر۔

اس سے بظاہر اس حکم کا اختصاص فجر اور عصر کے ساتھ معلوم ہوتا تھا اس لئے امام بخاری نے تنبیہ فرمادی کہ یہ کوئی ان دونوں کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ اور نمازوں کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر کوئی اور نمازوں کے اوقات سے صرف بقدر رکعت پالے تو پوری نماز فرض ہو گی (تقریر بخاری)

باب ۳۶۶ کی تشریح میں گذر چکا ہے کہ اگر کوئی نابالغ ایسے وقت میں بالغ ہوا کہ صرف ایک رکعت کے بقدر وقت باقی ہے تو اس پر پوری نماز فرض ہو جائے گی، اسی طرح اگر ایسے وقت میں کافر مسلمان ہو یا حائضہ پاک ہو تو اس کو صحیح وقت پر پوری نماز پڑھنی ہو گی۔

تشریح تقریر مذکور سے معلوم ہوا کہ جن احادیث میں فجر اور عصر کی قید ہے وہ قید احترازی نہیں ہے ظہر اور عشاء کا بھی یہی حکم ہے۔

علامہ کرمانی فرماتے ہیں" اجمعوا علی انہ لیس علی ظاہرہ (کرمانی)

یعنی اس پر علماء کا اجماع ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہے کہ صرف ایک رکعت پڑھنے سے پوری نماز کا مدرک ہو گیا ایک ہی رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے بلکہ اس میں تاویل ہو گی یعنی من ادرک رکعۃ من الصلوٰۃ فقد ادرک حکم الصلوٰۃ۔

وقال بعض العلماء معناہ من ادرک مع الامام رکعۃ فقد ادرک فضل الجماعۃ (کرمانی)
یعنی جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت پالی اس کو جماعت کا ثواب ملے گا۔ اور رکعت سے پوری رکعت مراد نہیں بلکہ نماز کا جزء مراد ہے لہٰذا اگر کوئی قعدہ اخیرہ میں امام کے سلام پھیرنے سے پہلے شامل ہوا تو وہ بھی مدرک جماعت ہے اور جماعت کا ثواب ملے گا۔

بَابُ ۳۶۹ الصَّلوٰۃِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ

باب نماز فجر کے بعد آفتاب بلند ہونے تک نماز پڑھنے کا بیان (ای ما حکمہا؟ فتح)

۵۶۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلوٰةِ بَعْدَ الصُّبْحِ

besturdubooks.wordpress.com

حتیٰ تشرق الشمس وبعد العصر حتیٰ تغرب۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضؓ نے بیان کیا کہ مجھ سے چند پسندیدہ (معتبر) لوگوں نے جن میں سب سے زیادہ معتبر میرے نزدیک حضرت عمرؓ تھے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج روشن ہو جائے اور عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "نھی عن الصلوٰۃ بعد الصبح حتی تشرق الشمس۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۲ وباقی متصلا ص۸۳ ومسلم اول ص۲۷۵ ابوداؤد ص۱۸۱ فی باب من رخص فیھما اذا کانت الشمس مرتفعۃ۔ والترمذی اول ص۲۵ فی باب ماجاء فی کراھیۃ الصلوٰۃ بعد العصر وبعد الفجر۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي نَاسٌ بِهٰذَا۔

ترجمہ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو العالیہ سے سنا کہ وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مجھ سے چند لوگوں نے یہ (مندرجہ بالا احادیث کو) بیان کیا۔

تشریح اس سند کو لانے سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ قتادہ کا سماع ابو العالیہ سے معلوم ہو جائے چونکہ قتادہ پر تدلیس کا الزام ہے اسلئے سماع کا اثبات ضروری ہے۔

اور چونکہ یہ حدیث سابق ہی دوسری سند سے اسلئے فتح الباری، عمدۃ القاری، اور قسطلانی کسی میں اس پر نمبر شمار نہیں ہے اس لئے احقر بھی چھوڑ دیا۔

۵۶۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا قَالَ وَحَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَرْتَفِعَ وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ تَابَعَهُ عَبْدَةُ۔

besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بالقصد سورج نکلنے اور ڈوبنے کے وقت اپنی نماز نہ پڑھو۔ عروہ نے کہا اور حضرت ابن عمرؓ نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سورج کا کنارہ طلوع ہوجائے تو نماز مؤخر کردو یہانتک کہ وہ بلند ہوجائے اور جب سورج کا کنارہ ڈوب جائے تو نماز مؤخر کردو یہانتک کہ پورا غروب ہوجائے عبدہ بن سلیمان نے اس روایت کے بیان میں یحییٰ بن سعید قطان کی متابعت کی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ لا تحروا بصلاتکم طلوع الشمس،

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۲ ایضا ص۸۲ ویاتی ص۴۶۳۔

۵۶۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ صَلَاتَيْنِ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَعَنِ الْاِحْتِبَاءِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ يُفْضِيْ بِفَرْجِهٖ اِلَى السَّمَاءِ وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کی بیع، دو طرح کے لباس اور دو وقت کی نماز سے منع فرمایا، فجر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا جب تک کہ سورج اچھی طرح نہ نکل آئے اور عصر کے بعد جب تک سورج غروب نہ ہوجائے اور اشتمال صمّار سے (یعنی ایک کپڑے کو نماز میں اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ وغیرہ باہر نہ نکل سکے۔) اور ایک کپڑے میں اس طرح گوٹ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا کہ شرمگاہ آسمان کیطرف کھلی رہے اور بیع منابذہ اور بیع ملامسہ سے منع فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " وعن صلاتین نھی عن الصلوٰۃ بعد الفجر حتی تطلع الشمس وبعد العصر حتی تغرب الشمس۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۲ بقیہ مواضع کیلئے ملاحظ فرمائے نصر الباری جلد دوم باب نمبر ۲۵

besturdubooks.wordpress.com

حدیث نمبر ۵۳۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح پانچوں نمازوں کے اوقات کی ابتدا اور انتہا کو بیان کرنے کے بعد اب یہاں سے اوقات منہیہ کے ابواب ذکر کر رہے ہیں۔ یعنی ان اوقات کا بیان شروع کر رہے ہیں جن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ و ممنوع ہے۔

تشریح امام بخاری رح نے حکم نہی کو صراحۃً نہیں بیان کیا چونکہ منہی عنہ کی تعیین میں اختلاف ہے کہ مخصوص نمازیں ممنوع ہیں یا سب نمازیں ہیں۔

سوال روایت میں عصر اور فجر دونوں کا تذکرہ ہے تو امام بخاری رح نے ترجمۃ الباب میں صرف فجر کا ذکر کیوں کیا؟

جواب: چوں کہ اکثر روایات میں اول ذکر بعد فجر کا ہے اُس واسطے اس کو خاص کر کے ذکر فرمایا۔
۲۔ چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بعد العصر نماز پڑھنا ثابت ہے مگر بعد الفجر نہیں اس لئے اس اختلاف کی بنار پر اس کا تذکرہ نہیں فرمایا (عمدہ)

شہد عندی معنی میں ہے اعلمنی، اخبرنی (فتح)

اوقات مکروہہ اور ائمہ کرام کے مذاہب اوقات مکروہہ کی دو قسمیں ہیں اور دونوں قسموں کے احکام میں فرق ہے
(۱) پہلی قسم اوقات ثلثہ یعنی طلوع، غروب اور استوار۔
ان تین اوقات میں حنفیہ کے نزدیک ہر قسم کی نماز ناجائز ہے، ان اوقات میں نہ کوئی فرض جائز اور نہ نفل حتیٰ کہ نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت بھی ممنوع۔ کیونکہ ان اوقات میں بذاتِ خود قباحت ہے روایات میں ہے کہ ان اوقات میں شیطان آفتاب کو اپنے دونوں سینگوں کے درمیان لے لیتا ہے اور یہ اوقات آفتاب پرستوں کی عبادت کے ہیں۔

(۲) دوسری قسم، دو وقت ہے بعد نماز فجر طلوع تک اور بعد نماز عصر غروب تک۔
اس دوسری قسم کے اوقات صرف نوافل مکروہ و ممنوع ہیں لیکن قضا نماز، نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت جائز ہے۔

امام مالک کے نزدیک کل اوقات مکروہہ چار ہیں استوار یعنی نصف النہار کو اوقات مکروہہ کی فہرست میں داخل نہیں مانتے ہیں مطلب یہ ہے کہ امام مالک رح کے نزدیک زوال کے وقت نماز جائز ہے امام شافعی رح کے نزدیک حنفیہ کی طرح اوقات مکروہہ پانچ ہیں لیکن ان کے نزدیک اوقات مکروہہ میں نوافل ذوات الاسباب جائز ہیں جیسے تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء اور نماز کسوف وغیرہ دلائل کیلئے کتب فقہ دیکھئے۔

besturdubooks.wordpress.com

باب کی تیسری حدیث باب کی تیسری حدیث میں چھ چیزوں سے ممانعت مذکور ہے؛ دو طرح کی بیع (ملامسہ، ومنابذہ) جن کا بیان کتاب البیوع میں مفصل آئے گا۔ انشاء اللہ
ویسے احقر کی نصر المنعم شرح مسلم صفحہ ۲۱۲ تا صفحہ ۲۱۳ کا مطالعہ کافی ہوگا۔ انشاء اللہ۔ اور دو طرح کے لباس، جس کیلئے کتاب اللباس کا انتظار کیجئے اور دعا فرمائیے۔
اور دو وقت کی نماز بعد الفجر اور بعد العصر جس کے احکام مذکور ہو چکے۔

بَابٌ ۳۸ لَا تُتَحَرَّى الصَّلٰوةُ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ

باب (عصر کی نماز پڑھنے کے بعد) سورج ڈوبنے سے پہلے نماز پڑھنے کا قصد نہ کیا جائے

۵۶۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَحَرّٰى اَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ولا عند غروبها"

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا صفحہ ۸۲ ویاتی صفحہ ۸۳ وصفحہ ۱۵۹ وصفحہ ۲۲۱ وصفحہ ۴۶۳۔

۵۶۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ الْجُنْدَعِيُّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ۔

ترجمہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز (جائز) نہیں ہے یہانتک کہ آفتاب بلند ہو جائے اور نہ عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز (جائز) ہے یہانتک کہ آفتاب غروب ہو جائے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ بالاشارۃ فی "لاصلوٰۃ بعد العصر حتی تغیب الشمس" (عمدہ)

قال الحافظ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من جھۃ ان الصلوٰۃ المنھیۃ غیر صحیحۃ

besturdubooks.wordpress.com

فلازمہ ان لایقصد لها المکلف اذ العاقل لا یشتغل بما لا فائدۃ فیہ (فتح)

ترالباب سے مطابقت بایں طور ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد العصر نماز سے ممانعت فرمادی ہے لہذا جب ممانعت ہے تو مسلمان کو چاہیئے کہ قصد نہ کرے۔ واللہ اعلم

۶۶۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سمعتُ حُمْرَانَ بْنَ اَبَانٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّكُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلوٰةً لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَيْنَاهُ يُصَلِّيْهِمَا وَلَقَدْ نَهٰى عَنْهُمَا يعني الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

ترجمہ حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اے لوگو تم لوگ ایک ایسی نماز پڑھتے ہو کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے مگر ہم نے آپ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور بلاشبہ آپ نے ان دونوں یعنی نماز عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے سے منع فرمایا۔

تشریح اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رکعتین بعد العصر کی نفی نہیں کر رہے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے تعارض ہو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے دیکھنے کی نفی کر رہے ہیں اور چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دو رکعت پڑھنا گھر میں ہے اس لئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو علم نہیں ہوا نیز حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو آپ کی صحبت بھی مختصر ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "لقد نهى عنهما يعني الركعتين بعد العصر"

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۸۳ وباقی ص۵۳۱ تا ص۵۳۲۔

۶۶۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نمازوں سے منع فرمایا فجر کے بعد یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وبعد العصر حتی تغرب الشمس"

besturdubooks.wordpress.com

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ۵۳؎ ومر بطحلہ بطولہ ۸۲؎ یعنی باب سابق کی آخری حدیث ۵۱۳؎ ویاتی ۵۲۵؎

مقصد ترجمہ تحری کے معنی ہیں کسی چیز کا قصد کرنا، امام بخاریؒ نے ترجمہ قائم کیا ہے کہ عصر کے بعد سورج ڈوبنے سے پہلے نماز پڑھنے کا قصد نہ کیا جائے۔

اس سے امام بخاریؒ کا مقصد کیا ہے؟ مختلف اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) مقصد یہ بتانا ہے کہ عصر کے بعد بلاقصد نفس نماز میں کوئی ممانعت نہیں ہے لیکن اگر کوئی قصداً غروب ہی کے وقت نماز پڑھے تو کراہت ہوگی۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ مصنفؒ نے یہاں پے در پے دو ترجمہ قائم فرمائے ہیں باب سابق کا ترجمہ ہے بعد الفجر اور اس دوسرے باب کا ہے الصلوٰۃ قبل غروب الشمس یعنی بعد العصر، اور دونوں سلسلے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ممانعت ہے باب سابق کی روایت میں ہے نھی عن الصلوٰۃ بعد الصبح حتی تشرق الشمس وبعد العصر حتی تغرب۔ دونوں نمازوں کی ممانعت مطلقاً وارد ہے۔

اب اشکال یہ ہے کہ جب روایات میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ ان کا طرز ایک ہی ہے تو امام بخاریؒ نے ترجمہ میں کیوں طرز بدل دیا؟ کہ پہلے باب صلوٰۃ الفجر کے اندر تو مطلق باب باندھا اور تحری کا ذکر نہیں فرمایا حالانکہ اس پہلے باب کی دوسری روایت میں تحری کا ذکر موجود ہے۔ اور اس دوسرے باب میں جو صلوٰۃ عصر کا باب باندھا اس کے ترجمہ میں تحری کا لفظ استعمال کیا حالانکہ احادیث کا تقاضہ ہے کہ دونوں یکساں ہیں۔

جواب ۱: تحری کے معنی ہیں قصد کرنے کے اور نماز افعال اختیاریہ میں سے ہے تو تحری کا مطلب بھی یہ ہوا کہ کوئی شخص ان اوقات میں نماز نہ پڑھے اور ترجمہ کا اختلاف صرف تفنن فی العبارت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ بعد العصر نماز پڑھنا فعل اختیاری ہے تو جب اس کی ممانعت ہے تو تحری کی ممانعت ہوگئی۔

جواب ۲: حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے باب اول (بلاقید تحری) جمہور کے مذہب کو اختیار فرمایا ہے کہ بعد الفجر نماز مطلقاً ممنوع ہے (حتی کہ اگر فجر کی دو رکعت سنت مؤکدہ فوت ہوگئی ہوں ان کو بھی طلوع آفتاب کے بعد پڑھنا ہوگا)

اور بعد العصر کے مسئلہ میں بخاریؒ نے بعض ظاہریہ کا مسلک اختیار فرمایا ہے کہ اس وقت میں منہی عنہ تحری ہے کہ اسی وقت کا بالقصد انتظار کرے تو کراہت وممانعت تحری کی ہے۔

۳ بعض اکابر سے منقول ہے کہ نماز بعد العصر کی ممانعت کا مطلب یہ ہے کہ بالقصد والارادہ عصر کے بعد نفل

besturdubooks.wordpress.com

نماز نہ پڑھے لیکن اگر غیر اختیاری طور پر نفل نماز کا وقوع ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں مثلاً کوئی فائتہ نماز پڑھ رہا تھا پھر اس میں کوئی ایسا نقصان پیدا ہو گیا کہ اس کا وصف فرضیت باطل ہو گیا اور نماز نفل بن گئی تو چونکہ اس میں تحری یعنی قصد کو دخل نہیں اس لئے مضائقہ نہیں۔ واللہ اعلم

باب ۳۸۱. مَنْ لَمْ يَكْرَهِ الصَّلٰوةَ اِلَّا بَعْدَ الْعَصْرِ وَالْفَجْرِ رَوَاهُ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ۔

باب. اس شخص کا بیان جس نے صرف عصر اور فجر (کے فرض) کے بعد نماز نماز کو مکروہ سمجھا ہے اسکو حضرت عمرؓ اور حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابو سعیدؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا ہے

۵۶۸۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اُصَلِّيْ كَمَا رَاَيْتُ اَصْحَابِيْ يُصَلُّوْنَ لَا اَنْهٰى اَحَدًا يُصَلِّيْ بِلَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ مَا شَاءَ غَيْرَ اَنْ لَا تَحَرَّوْا طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں اسی طرح نماز پڑھتا ہوں جس طرح میں نے اپنے ساتھیوں (صحابہ کرامؓ) کو پڑھتے دیکھا ہے میں کسی کو دن یا رات میں جب بھی چاہے نماز پڑھنے سے نہیں روکتا البتہ یہ کہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کیوقت قصد کرکے نماز نہ پڑھیں۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "غير ان لا تحروا الى آخره (عمدہ) قوله" رواه عمر وابن عمر وابو سعيد وابو هريرة يريد احاديث هؤلاء الاربعة وهي التي تقدم ايراده في الابواب السابقين ص۸۲

تعدد موضع الحدیث والحديث ههنا ص۸۳ ويأتي ص۱۵۹۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں "یعنی یجوز الصلوٰۃ وقت الاستواء الخ"

یعنی امام بخاریؒ کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ امام مالکؒ نے استوا (یعنی دوپہر کے وقت نماز کی اجازت دی ہے۔ اور امام شافعیؒ نے دوپہر کے وقت جمعہ کے دن اجازت دی ہے اس کی بھی اصل ہے، عدم جواز کا حکم صرف طلوع وغروب اور فجر کے بعد قبل الطلوع اور عصر کے بعد قبل الغروب کیلئے ہے استوار اور نصف النہار کے

besturdubooks.wordpress.com

وقت نماز جائز ہے۔

قائلین کراہت کی دلیل

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضؓ کی یہ حدیث ہے (مسلم اول ص۲۷۶)

ثلاث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینہانا ان نصلی فیھن او ان نقبر فیھن موتانا حین تطلع الشمس بازغۃ حتی ترتفع وحین یقوم قائم الظہیرۃ حتی تمیل الشمس وحین تضیف الشمس للغروب حتی تغرب۔ (مسلم اول ص۲۷۶)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو تین وقتوں میں نماز پڑھنے سے اور مردوں کو دفن کرنے سے منع فرماتے تھے (ایک تو) جب روشن سورج طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے (دوسرا) جب ٹھیک دوپہر ہو یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے (تیسرے) جس وقت سورج ڈوبنے کی طرف ہو یہاں تک کہ پورا ڈوب جائے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ مؤطا امام مالک کے اندر نہی عن الصلوٰۃ وقت استواء الشمس کی روایت موجود ہے مگر پھر امام مالکؒ جواز صلوٰۃ وقت استواء کے قائل ہیں۔

اس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ جہاں کسی کا قول کسی روایت کیخلاف ہو تو یوں کہہ دیتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ان امام کو وہ روایت نہیں پہنچی ہو۔ یہ کہہ دینا مطلقاً صحیح نہیں ہے، دیکھو یہاں روایت امام مالکؒ کو پہنچی ہے لیکن پھر بھی اس کو چھوڑ دیا۔

بلکہ اصل یہ بات ہے کہ امام کسی وجہ سے ترجیح کی بنا پر کسی روایت کے خلاف دوسری کو ترجیح دیتا ہے مثلاً ائمہؒ کے یہاں وجوہ ترجیح مختلف ہیں انہی میں امام مالکؒ کے یہاں عمل اہل مدینہ وجوہ ترجیح میں سے ہے چونکہ اہل مدینہ کا عمل اس وقت صلوٰۃ پڑھنے کا تھا۔ اس لئے امام مالکؒ نے اس کو ترجیح دی ہے۔

اور جیسے احنافؒ کے یہاں وجوہ ترجیح میں سے اوفق بالقرآن اور راوی کا افقہ ہونا ہے۔ اور شوافعؒ کے یہاں سند کا قوی ہونا یا ثقاہت رواۃ (تقریر بخاری جلد سوم)

باب ۳۸۲ مَا يُصَلَّى بَعْدَ الْعَصْرِ مِنَ الْفَوَائِتِ وَنَحْوِهَا وَقَالَ كُرَيْبٌ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ شَغَلَنِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ۔

۵۶۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ قَالَتْ وَالَّذِي ذَهَبَ بِهِ مَا تَرَكَهُمَا حَتَّى لَقِيَ اللّٰهَ وَمَا

besturdubooks.wordpress.com

لَقِیَ اللہ تعالیٰ حَتّٰی ثَقُلَ عَنِ الصَّلوٰۃِ وَکَانَ یُصَلِّیْ کَثِیْرًا مِنْ صَلَاتِہٖ قَاعِدًا تَعْنِی الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْھِمَا وَلَا یُصَلِّیْھِمَا فِی الْمَسْجِدِ مَخَافَۃَ اَنْ یُثَقِّلَ عَلٰی اُمَّتِہٖ وَکَانَ یُحِبُّ مَا یُخَفِّفُ عَنْھُمْ۔

باب، نمازِ عصر کے بعد قضا نمازوں اور اس کے مثل (مثلاً جنازے کی نماز وغیرہ) پڑھنے کا بیان اور کریب نے حضرت ام سلمہؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد کی دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا کہ میں قبیلہ عبد القیس کے لوگوں کے ساتھ مشغولیت میں ظہر کے بعد کی دو رکعتیں ظہر کی دو رکعت سنت نہ پڑھ سکا تھا۔ (کما سیاتی صـ۱۶۴ تا صـ۱۶۵ وفی المغازی صـ۶۲۰)

ترجمہ حدیث حضرت عائشہؓ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھالیا کہ آپ نے وفات تک عصر کے بعد دو رکعتوں کو نہیں چھوڑا اور آپ کی وفات اس وقت ہوئی جب آپ کے وفات اس وقت ہوئی جب آپ نماز سے بوجھل ہوگئے (یعنی تھکان محسوس فرمانے لگے چونکہ اخیر عمر میں جسم مبارک فربہ ہوگیا تھا) اور آپ اکثر اپنی نمازِ عصر کے بعد کی دونوں رکعتیں بیٹھکر پڑھتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان رکعتوں کو (گھر میں) پڑھا کرتے تھے اور مسجد میں نہیں پڑھتے تھے۔ اس خوف سے کہ آپ کی امت پر بار نہ ہو اور آپ پسند فرماتے تھے کہ امت پر تخفیف رہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "تعنی الرکعتین بعد العصر"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صـ۸۳ ویاتی صـ۸۳ وفی المناسک صـ۲۲۱۔

۵۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ قَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا ابْنَ اُخْتِیْ مَا تَرَکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السَّجْدَتَیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِیْ قَطُّ۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے (عروہ سے) فرمایا اے میرے بھانجے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد کی دو رکعتیں کبھی ترک نہیں کیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "السجدتین بعد العصر" السجدتین یعنی الرکعتین من باب اطلاق اسم الجزء علی الکل۔

besturdubooks.wordpress.com

تعدد موضعہ | والحدیث ههنا ص۸۳ ومر آنفا ص۸۳۔

۵۷۱۔ حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیل قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا الشیبانی قال حدثنا عبد الرحمٰن بن الاسود عن ابیه عن عائشة قالت رکعتان لم یکن رسول الله صلی الله علیه وسلم یدعهما سرا ولا علانیة رکعتان قبل صلوٰة الصبح ورکعتان بعد العصر۔

ترجمہ حدیث | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ دو رکعتیں صبح کی نماز سے پہلے (فجر کی سنتیں) اور دو رکعتیں عصر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں چھوڑا نہ پوشیدہ نہ آشکارا (یعنی تنہائی میں ہوتے جب بھی ان سنتوں کو پڑھتے اور جب لوگوں میں ہوتے تب بھی پڑھتے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحدیث للترجمة فی "لم یکن رسول الله صلی الله علیه وسلم یدعهما سرا ولا علانیة۔

تعدد موضعہ | والحدیث ههنا ص۸۳ ومر آنفا ص۸۳۔

۵۷۲۔ حدثنا محمد بن عرعرة قال حدثنا شعبة عن ابی اسحاق قال رأیت الاسود ومسروقا شهدا علی عائشة قالت ما کان النبی صلی الله علیه وسلم یأتینی فی یوم بعد العصر الا صلی رکعتین۔

ترجمہ حدیث | اسود اور مسروق دونوں نے شہادت دی کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس جب بھی عصر کے بعد تشریف لاتے تو دو رکعتیں (سنت کی) پڑھتے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحدیث للترجمة "ما کان النبی صلی الله علیه وسلم یأتینی فی یوم بعد العصر الا صلی رکعتین۔

تعدد موضعہ | والحدیث ههنا ص۸۳۔

مقصد ترجمہ | اس سے دو باب قبل باب ۳۷۹ کے تحت اوقات مکروہہ کے اندر مذکور ہو چکا ہے کہ اوقات

besturdubooks.wordpress.com

مکروہ کی دو قسمیں ہیں اور دونوں اقسام کے اندر کچھ فرق بھی ہے نیز باب سابق ۳۸۱ بعد العصر نماز کے ممانعت معلوم ہوتی تھی اسلئے امام بخاری" کا مقصد یہ بتانا ہے کہ بعد العصر کی نہی نوافل پر محمول ہے فائتہ نمازوں کا پڑھنا جائز ہے لیکن امام بخاری رحمۃ نے من الفوائت کے ساتھ ونحوھا بڑھا دیا یعنی فوائت کے مثل، فوائت کے مثل فوائت جیسی چیزیں۔

اب سوال یہ ہے کہ مثل فوائت سے کیا مراد ہے؟

حضرات شوافع" فرماتے ہیں کہ نحوھا سے مراد نوافل ذوات الاسباب جیسے تحیۃ المسجد، صلوٰۃ کسوف وغیرہ ہیں۔ یعنی عصر کے بعد صرف وہ نوافل مکروہ ہیں جو ذواتِ الاسباب نہ ہوں۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ نحوھا سے یعنی مثل فوائت سے نوافل کیسے مراد ہو سکتے ہیں؟ مثل فوائت سے واجبات مراد ہیں جیسے سجدۂ تلاوت، نماز جنازہ۔

خلاصہ یہ ہے کہ عصر کے بعد نوافل مطلقاً مکروہ ہیں خواہ ذوات الاسباب ہوں یا غیر۔ جیسا کہ حضرت علیؓ سے روایت ہے: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی اثر کل صلوٰۃ مکتوبۃ رکعتین الا الفجر والعصر (ابوداؤد اول ص۱۸۱)

رہا اشکال کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھنا؟ یہ خصائص میں سے ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد نماز پڑھتے تھے اور ہم لوگوں کو منع فرماتے تھے اور آپ صوم وصال رکھتے تھے اور اس سے منع فرماتے تھے۔ (ابوداؤد اول ص۱۸۲)

ص۲ اسی باب ص۳۸۲ کی حدیث گذری کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دو رکعتوں کو مسجد میں اس لئے نہیں پڑھتے تھے کہ امت پر بوجھ نہ پڑے، آپ یہ پسند فرماتے تھے کہ امت پر تخفیف رہے۔

لم یدعھما سرا ولا علانیۃ حدیث ص۵۷۱۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ گھر میں اہل خانہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اخفاء نہیں فرماتے تھے چنانچہ ابھی گذرا ہے کہ لا یصلیھما فی المسجد۔

بَابٌ ۳۸۳ التَّبْكِيرِ بِالصَّلٰوةِ فِي يَوْمِ غَيْمٍ

باب۔ بادل والے دن میں نماز سویرے پڑھنے کا بیان

۵۷۳۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ أَبَا الْمَلِيحِ حَدَّثَهُ قَالَ كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ

besturdubooks.wordpress.com

فی یَوْمٍ ذِیْ غَیْمٍ فَقَالَ بَکِّرُوْا بِالصَّلٰوۃِ فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَکَ صَلٰوۃَ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُہٗ۔

ترجمہ حدیث ابو الملیح (عامر بن اسامہ ھذلی تابعیؒ) کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضرت بریدہؓ کے ساتھ تھے۔ اس روز ابر تھا تو حضرت بریدہؓ نے فرمایا نماز (عصر) سویرے پڑھ لو۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے عصر کی نماز چھوڑ دیا اس کا عمل اکارت ہوگیا (یعنی اس کے اعمالِ صالحہ کا ثواب باطل وضائع ہوگیا۔ والحکم محمول علی الزجر والتوبیخ۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "بکروا بالصلوٰۃ"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ۵۸۳ ومر ۵۴۷۔
باقی تشریح کیلئے ملاحظہ فرمائیے باب ۳۶۴ کی حدیث ۵۳۳۔

بَابُ ۳۸۴ الْاَذَانِ بَعْدَ ذَھَابِ الْوَقْتِ

باب. وقت گذر جانے کے بعد نماز کیلئے اذان دینے کا بیان

۵۷۴ - حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَیْسَرَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَیْنٌ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سِرْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَافُ اَنْ تَنَامُوْا عَنِ الصَّلٰوۃِ قَالَ بِلَالٌ اَنَا اُوْقِظُکُمْ فَاضْطَجَعُوْا وَاَسْنَدَ بِلَالٌ ظَھْرَہٗ اِلٰی رَاحِلَتِہٖ فَغَلَبَتْہُ عَیْنَاہُ فَنَامَ فَاسْتَیْقَظَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَالَ یَا بِلَالُ اَیْنَ مَا قُلْتَ قَالَ مَا اُلْقِیَتْ عَلَیَّ نَوْمَۃٌ مِثْلُھَا قَطُّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ قَبَضَ اَرْوَاحَکُمْ حِیْنَ شَاءَ وَرَدَّھَا عَلَیْکُمْ حِیْنَ شَاءَ یَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلٰوۃِ فَتَوَضَّاَ فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وَابْیَاضَّتْ قَامَ فَصَلّٰی۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ رضؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک رات (خیبر سے واپسی میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے بعض لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کاش آپ آخر شب میں مع ہم سب کے آرام فرمالیتے آپؐ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تم نماز فجر سے غافل ہو کر سو نہ جاؤ حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ میں آپ لوگوں کو جگادوں گا۔ چنانچہ سب حضرات لیٹ گئے اور حضرت بلالؓ نے اپنی پیٹھ اپنی سواری سے لگائی (یعنی بیٹھ گئے) مگر ان پر بھی نیند غالب آگئی اور سو گئے پھر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایسے وقت بیدار ہوئے کہ سورج کا کنارہ نکل آیا تھا آپؐ نے فرمایا اے بلال تمہارا قول (جگانے کا وعدہ) کہاں گیا۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ایسی نیند میرے اوپر کبھی مسلط نہیں کی گئی آپؐ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے جب چاہا تمہاری روحوں کو قبض کر لیا اور جب چاہا ان روحوں کو تمہارے پاس لوٹا دیا، اے بلالؓ اٹھو اور لوگوں کو نماز کی اطلاع دینے کیلئے اذان دے دو پھر آپؐ نے وضو کیا اور جب سورج بلند ہو گیا اور سفید ہو گیا تو آپؐ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " قم فاذّن بالناس بالصلوٰۃ "

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۳ ریاتی ص۱۱۱۳ ابوداؤد ص۶۳ تا ص۶۴ والنسائی فی کیف یقضی الفائت من الصلوٰۃ ص۷۲۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ اس باب میں حدیث لیلۃ التعریس لائے ہیں۔ مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ اگر پوری جماعت کی نماز قضا ہو جائے تو اذان دینا مشروع اور ثابت ہے اور یہی مذہب ہے حنفیہ کا، گویا امام بخاریؒ حنفیہ اور حنابلہ کی تائید و موافقت کر رہے ہیں۔

اقوال ائمہ حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک فائتہ نماز کیلئے اذان و اقامت دونوں ہیں۔ امام شافعیؒ کا قول قدیم بھی یہی ہے۔

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا قول جدید یہ ہے کہ فائتہ نماز کیلئے اذان نہیں ہے صرف اقامت ہے۔
حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک اگر پوری جماعت کی نماز قضا ہو گئی تو باضابطہ اذان و اقامت کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ سکتے ہیں۔ البتہ مسجد سے باہر، اب خواہ گھر میں ہوں یا باہر میدان میں۔

تشریح محدثین کرامؒ کے نزدیک اختلاف ہے کہ لیلۃ التعریس کا واقعہ ایک بار پیش آیا ہے یا متعدد بار؟

بعض کی رائے ہے کہ صرف ایک مرتبہ پیش آیا ہے اس میں تعدد نہیں ہے۔
لیکن محدثین مثلاً قاضی عیاض اور حافظ عسقلانی اور علامہ سیوطی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ تعدد کے قائل ہیں جیسا کہ ابن العربی سے منقول ہے کہ لیلۃ التعریس کا واقعہ تین بار پیش آیا ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

احادیث و روایات پر غور کرنے سے تعدد ہی سمجھ میں آتا ہے۔

مثلاً اس روایت میں ہے کہ سب سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، لیکن حضرت عمران بن حصین رضؓ کی روایت میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے پھر فلاں فلاں پھر حضرت عمر فاروق رضؓ جب بیدار ہوئے تو زور سے تکبیر کہی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے۔

(مسلم اول ص۲۴۰)

بغیر تعدد واقعہ کے روایات کی تطبیق مشکل ہے۔ واللہ اعلم۔ ع غ بیگوسرائے

بَابٌ ۳۸۵ مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ جَمَاعَةً بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ۔

باب۔ اس شخص کا بیان جو وقت گذرنے کے بعد لوگوں کو جماعت سے نماز پڑھائے

۵۷۵- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا كِدْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتَّى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَقُمْنَا إِلَى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ۔

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضؓ غزوۂ خندق کے دن سورج ڈوبنے کے بعد آئے اور کفار قریش کو برا کہنے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں عصر کے قریب نہ جا سکا یعنی عصر نہیں پڑھ سکا یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کے قریب ہو گیا۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ میں نے بھی عصر کی نماز نہیں پڑھی۔

پھر ہم سب اٹھ کر مقام بطحان گئے پھر آپؐ نے نماز کے لئے وضو کیا اور ہم نے وضو کیا پھر آپؐ نے آفتاب غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھائی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی فصلی العصر بعد ما غربت الشمس۔"

besturdubooks.wordpress.com

تعدد موضع: والحدیث ھٰھنا ص۸۳ تا ص۸۴ ویاتی فی باب قضاء الصلوات الاولیٰ ص۸۴ وص۸۹ وص۱۲۹ وفی المغازی ص۵۹۰ ومسلم اول ص۲۲۷ وترمذی اول ص۳۵

مقصد: امام بخاریؒ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ اگر جماعت کی نماز فوت ہو جائے تو جماعت سے ادا کرنی ہوگی۔

اور امام بخاریؒ کا مقصد مستفاد ہے۔ فقمنا الی بطحان فتوضاء للصلوٰۃ و توضانا لھا،

تشریح: ماکدت اصلی العصر میں عصر کی نماز کے قریب نہ جا سکا۔

اب سوال یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے عصر کی نماز پڑھی تھی یا نہیں؟ علامہ عینیؒ نے پوری تفصیل سے اس پر بحث کی ہے اور اصولی طور پر اپنی تحقیق پیش کی کہ حضرت عمرؓ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی اس لئے کہ جب قرب الصلوٰۃ کی نفی کی تو صلوٰۃ کی نفی بطریق اولی ہوگی یعنی حضرت عمرؓ نے نماز نہیں پڑھی۔

علامہ قسطلانیؒ نے بالکل واضح کر دیا۔ فرماتے ہیں

ای ماصلیت حتی غربت الشمس لان کاد اذا تجردت عن النفی کان معناھا اثباتا وان دخل علیھا نفی کان معناھا نفیا لان قولک کاد زید یقوم معناہ اثبات قرب القیام وقولک ماکاد زید یقوم معناہ نفی قرب الفعل وھٰھنا نفی قرب الصلوٰۃ فانتفت الصلوٰۃ بالطریق الاولیٰ۔ (قسطلانی ج۲ ص۲۶۹)

بہر حال راجح اور صحیح یہی ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔

اذا اخرج یدہ لم یکد یراھا۔ (سورہ نور)

(اگر اپنا ہاتھ نکالے تو (دیکھنا تو در کنار) دیکھنے کا احتمال بھی نہیں (ترجمہ حکیم الامت)

ان تفصیلات سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کا مقصد یہ ہے کہ میں عصر کی نماز کے قریب نہ جا سکا یعنی نہیں پڑھ سکا یہاں تک سورج ڈوبنے لگا۔

پھر مزید دلیل ایک باب کے بعد ہی روایت آرہی ہے جس میں ہے حتی غربت الشمس " یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔

۲ عقلاً بھی بعید معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تنہا نماز پڑھ لیں۔ جبکہ ارشاد ربانی ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

یا ایھا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ (حجرات)

سیدنا حضرت عمرؓ کا کفار قریش کو برا بھلا کہنا۔ حسرت کا اظہار کرنا بھی قرینہ ہے کہ نماز نہیں پڑھی تھی اگر پڑھ لیتے تو اظہار حسرت اور سب وشتم کی کوئی وجہ نہیں تھی چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دی کہ عمر ابھی تو ہم نے بھی عصر کی نماز نہیں پڑھی۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ وادی بطحان کیطرف گئے آپ نے بھی نماز کیلئے وضو کیا اور ہم نے بھی۔ اور غروب آفتاب کے بعد پہلے عصر کی نماز پڑھی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

ایک اشکال حدیث الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ خندق میں صرف عصر کی نماز قضا ہوئی۔ نیز مسلم شریف میں حضرت علیؓ سے روایت ہے شغلونا عن الصلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ العصر (مسلم اول ص۲۲۷)

لیکن ترمذی شریف میں ایک روایت ہے ان المشرکین شغلوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اربع صلوات یوم الخندق حتی ذھب من اللیل (ترمذی اول ص۲۵)

ترمذی شریف کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ خندق کے موقعہ پر چار نماز فوت ہوئیں۔ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء۔

بظاہر بخاری شریف کے حدیث الباب سے تعارض ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں "طریق الجمع بین ھٰذہ الروایات ان وقعۃ الخندق بقیت ایاما فکان ھٰذا فی بعض الایام وھٰذا فی بعضھا (شرح مسلم ص۲۲۷)

یعنی غزوہ خندق کی مصروفیات ایک ہی دن نہیں رہیں بلکہ کئی روز مسلسل جاری رہیں مشرکین کی مسلسل تیر اندازی اور خشت باری کیوجہ سے کئی بار نمازیں قضا ہوئیں کسی روز ایک وقت صرف عصر کی اور کسی روز ظہر وعصر دو وقت کی کما فی المؤطا اور کسی روز چار وقت کی۔ کما فی الترمذی۔

اور چونکہ عصر والی روایت بخاری کی شرط کے مطابق تھی اسلئے اس کو ذکر فرمادیا۔

پھر ترمذی کی روایت میں چار نمازوں کا قضا ہونا تو سعا کہا گیا ہے کیونکہ اس موقعہ پر صرف تین نمازیں قضاء ہوئیں تھیں۔ ظہر، عصر، اور مغرب۔ البتہ عشاء کی نماز میں چونکہ وقت معتاد سے تاخیر ہوگئی تھی لہٰذا حدیث ترمذی میں عشاء کو محض تغلیبا شامل کر لیا گیا ورنہ درحقیقت نماز عشاء قضا نہیں ہوئی تھی جیسا کہ حدیث ترمذی کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں۔ حتی ذھب من اللیل۔

قضاء ہونیکا سبب نمازوں کے قضا ہونے کا سبب دشمنوں کا سخت ہجوم اور خطرناک یورش کی

besturdubooks.wordpress.com

مدافعت تھی اگرچہ آمنا سامنا تلوار کی لڑائی نہیں تھی مگر دس ہزار سے زائد دشمنوں کی تیراندازی خشت باری سے موقعہ نہ مل سکا جیسا کہ حدیث ترمذی کے الفاظ سے ظاہر ہے ان المشرکین شغلوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ

اور صلوٰۃ خوف کا حکم اس غزوہ کے بعد کا ہے ورنہ دو جماعت کر کے نماز ادا کرلی جاتی۔ واللہ اعلم

بَابٌ مَنْ نَسِیَ صَلٰوۃً فَلْیُصَلِّ اِذَا ذَکَرَھَا وَلَا یُعِیْدُ اِلَّا تِلْکَ الصَّلٰوۃَ وَقَالَ اِبْرَاھِیْمُ مَنْ تَرَکَ صَلٰوۃً وَاحِدَۃً عِشْرِیْنَ سَنَۃً لَمْ یُعِدْ اِلَّا تِلْکَ الصَّلٰوۃَ الْوَاحِدَۃَ۔

۵۷۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ وَمُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَا حَدَّثَنَا ھَمَّامٌ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِیَ صَلٰوۃً فَلْیُصَلِّ اِذَا ذَکَرَھَا لَا کَفَّارَۃَ لَھَا اِلَّا ذٰلِکَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ قَالَ مُوْسٰی قَالَ ھَمَّامٌ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ بَعْدُ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ وَقَالَ حَبَّانُ ثَنَا ھَمَّامٌ ثَنَا قَتَادَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَہٗ۔

باب۔ جو شخص کسی نماز کو بھول جائے تو جب یاد آئے تو اس وقت پڑھ لے اور صرف اسی نماز کو لوٹائے اور ابراہیم نخعیؒ نے کہا کہ جس شخص نے بیس سال تک ایک نماز کو چھوڑے رکھا تو وہ صرف اسی نماز کو لوٹائے گا۔

قضا ہونیکا سبب | حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی نماز کو بھول جائے تو جب یاد آئے اس کو پڑھ لے اس لئے کہ اس قضا کے سوا اس کا اور کچھ کفارہ نہیں (سورہ طٰہٰ) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری یاد کیلئے نماز کو قائم رکھو، موسیٰ بن اسمٰعیل نے کہا کہ ہمام نے بیان کیا کہ میں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بعد میں سنا (یعنی اس روایت کو بیان کرنے کے بعد دوسرے وقت میں) سنا فرما رہے تھے اقم الصلوٰۃ لذکری اور حبان نے کہا کہ ہم سے ہمام نے حدیث بیان کی ہمام نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا قتادہ نے کہا کہ ہم سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی حدیث بیان کی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ" من نسی صلٰوۃ فلیصل

besturdubooks.wordpress.com

اذا ذکرھا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۴ ومسلم اول ص۲۴۱ ابوداؤد اول فی الصلوٰۃ ص۶۴ نسائی فیمن نسی صلوٰۃ۔ ص۷۱

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد بعض حضرات کی غلط فہمی کا ازالہ ہے نسائی شریف جلد اول ص۷۱ اور ابوداؤد ص۶۳ کی طویل روایت کے آخر میں ہے فلیصلھا حین ذکرھا ومن الغد للوقت۔ بعض حضرات نے اس کے ظاہر سے اس کا یہ مطلب سمجھا کہ جب یاد آئے اس وقت پڑھے اور پھر جب دوسرے دن اسکا وقت آئے تو پھر پڑھے، اسی طرح کی ایک روایت مسلم شریف جلد اول ص۲۳۹ کی نویں سطر کے الفاظ ہیں فلیصلھا حین ینتبہ لھا فاذا کان الغد فلیصلھا عند وقتھا، یعنی جب متنبہ ہو اس وقت نماز پڑھنی چاہیئے پھر جب آئندہ کل کو یہ وقت ہو تو اس نماز کو وقت میں نماز پڑھے۔

ان الفاظ کے ظاہر سے بعض حضرات نے سمجھا کہ فوت شدہ نماز کو دو مرتبہ پڑھنا ہوگا ایک یاد آنے اور تنبیہ کے وقت اور دوبارہ اگلے دن اس کے وقت پر۔

امام بخاری نے اس پر رد فرمادیا کہ لایعید الا تلک الصلوٰۃ، اور من الغد للوقت کا اصل اور صحیح مطلب یہ ہے کہ کل کو جو وقت ہو تو حسب معمول وقت میں نماز پڑھے یہ مطلب نہیں ہے کہ فوت شدہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔ واللہ اعلم

اگر کسی روز کسی کی نماز نوم یا نسیان کیوجہ سے قضا ہوجائے تو جس وقت بیدار ہو یا یاد آئے تو اس کو فورا پڑھ لے (بشرطیکہ اوقات ممنوعہ ثلثہ نہ ہو) لیکن ایسا نہ ہو کہ آئندہ کل بھی اس طرح نماز فوت کردے بلکہ من الغد الموقت یعنی آئندہ کل اس نماز کو وقت پر پڑھے۔

اگر مکروہ وقت میں یاد یا تنبیہ ہو تو عند الاحناف انتظار کرکے صحیح وقت میں پڑھے یہی جمہور ائمہ کا مذہب ہے خلافا للشوافع رح

باب ۳۸۷ قضاءِ الصلواتِ الأولی فالأولی

باب۔ قضاء نمازوں کو ترتیب کے ساتھ پڑھنے کا بیان

۵۷۷۔ حدثنا مُسَدَّدٌ قالَ حدثنا یحییٰ قالَ حدثنا ھِشامٌ قالَ حدثنا یحییٰ ھو ابنُ اَبی کثیرٍ عن اَبی سلمۃَ عن جابرٍ قالَ

besturdubooks.wordpress.com

جَاءَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَسُبُّ كُفَّارَهُمْ فَقَالَ مَا كِدْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ فَنَزَلْنَا بُطْحَانَ فَصَلَّى بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ۔

ترجمہ حدیث حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ غزوۂ خندق کے موقعہ پر (ایک دن) کفار قریش کو بہت برا بھلا کہنے لگے اور فرمایا کہ میں عصر کی نماز کے قریب نہ جاسکا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا۔

حضرت جابرؓ نے فرمایا پھر ہم وادی بطحان میں پہنچے پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فصلی بعد ما غربت الشمس ثم صلی المغرب"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۴ و مر ص۸۳ تا ۸۴ و یاتی ص۸۹ و ص۱۲۹ و فی المغازی ص۵۹۰۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ اگر کسی کی متعدد نمازیں قضا ہوجائیں تو ترتیب ضروری اور واجب ہے، گویا اس مسئلے میں بھی امام بخاریؒ حنفیہ و مالکیہ کی موافقت کر رہے ہیں کہ فوائت کی قضا ترتیب وار ہوگی۔

ترتیب کے مسئلے میں ائمہ کرام کے اقوال امام شافعیؒ کے نزدیک مطلقاً ترتیب ضروری و واجب نہیں۔ (۲) امام احمدؒ کے نزدیک مطلقاً ترتیب واجب ہے خواہ پانچ نمازوں سے زیادہ بھی قضا ہو۔ (۳) حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک پانچ تک ترتیب واجب ہے یعنی اگر فوائت کی تعداد پانچ سے بڑھ جائے تو ترتیب ساقط ہوجائے گی تو چونکہ غزوۂ خندق کے موقع میں صرف میں نمازیں قضا ہوئی تھیں اس لئے آپؐ نے نمازیں ترتیب سے ادا فرمائی۔

خلاصہ یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک ترتیب کا وجوب تین وجہوں سے ساقط ہوجاتا ہے ایک تو اوپر گذر چکا کہ پانچ نمازوں سے زائد قضا ہوجائے۔

۲ ضیق وقت یعنی وقت میں اتنی گنجائش نہ ہو کہ فائتہ کو پہلے پڑھنے پر وقتیہ نماز وقت ادا میں پڑھا جاسکے۔

۳ تیسری وجہ نسیان ہے یعنی فائتہ پڑھنا بھول گیا۔

مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی " التعلیق الممجد" میں مذہب شوافع کو ترجیح دی ہے شاید کہ حضرت کو یہ احادیث نہیں ملیں یا تفردات اکابر کی فہرست میں ڈال کر شذوذ کے درجہ میں رکھا جائے گا۔ واللہ اعلم

باب ۳۸۸ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّمَرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

باب. عشاء کی نماز کے بعد (دنیا کی) باتیں کرنے کی کراہت کا بیان

السَّامِرُ مِنَ السَّمَرِ وَالْجَمِيعُ السُّمَّارُ وَالسَّامِرُ هٰهُنَا فِي مَوْضِعِ الْجَمِيعِ

سامر (جو قرآن مجید کے سورہ المومنون میں آیا ہے) سمر سے مشتق ہے اسکی جمع سمار ہے اور سامر اس آیت میں جمع کے معنی میں ہے)

۵۷۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْمِنْهَالِ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي إِلٰى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ فَقَالَ لَهُ أَبِي حَدِّثْنَا كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ قَالَ كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ وَهِيَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْأُولٰى حِينَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلٰى أَهْلِهِ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ قَالَ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَاءَ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ أَحَدُنَا جَلِيسَهُ وَيَقْرَأُ مِنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ۔

ترجمہ حدیث ابوالمنہال (سیار بن سلامہ) کہتے ہیں کہ میں اپنے باپ (سلامہ) کے ساتھ حضرت ابو برزہ اسلمیؓ کے پاس گیا میرے والد نے ان سے کہا کہ ہم سے بیان کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازیں کس طرح (یعنی کن اوقات میں) پڑھا کرتے تھے؟ ابو برزہ رضؓ نے فرمایا کہ آپؐ ہجیر (ظہر) کی نماز جس کو تم پہلی نماز کہتے ہو ایسے وقت میں پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے کہ ہم میں سے کوئی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھ کر مدینہ کے آخری حصہ میں اپنے گھر لوٹ جاتا اور ابھی سورج میں زندگی ہوتی ابوالمنہال کہتے ہیں کہ میں بھول گیا کہ مغرب کے بارے میں حضرت ابو برزہ رضؓ نے کیا فرمایا آپؐ عشاء کی نماز میں دیر کرنا پسند کرتے تھے۔ اور انہوں نے فرمایا کہ آپؐ عشاء سے پہلے سوجانا اور عشاء کے بعد باتیں کرنا مکروہ خیال فرماتے تھے اور آپؐ صبح کی نماز سے فراغت کرکے ایسے وقت لوٹتے تھے کہ ہم میں کوئی اپنے پاس بیٹھنے والے کو پہچان لیتا تھا اور آپؐ اس میں ساٹھ آیتیں یا سو آیتوں تک پڑھتے تھے۔

besturdubooks.wordpress.com

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وکان یکرہ النوم قبلھا والحدیث بعدھا" والحدیث بعد العشاء ھو السمر۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۸ و مر ص۷۷ و ص۷۵ و ص۸۰ و یاتی ص۱۰۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا یہ ترجمہ شارحہ ہے، حدیث الباب میں ہے کان یکرہ النوم قبلھا والحدیث بعدھا۔

امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں السمر کا لفظ لاکر اشارہ کر دیا کہ کراہت مطلق بات کرنے کی نہیں ہے بلکہ ممانعت و کراہت سمر کی ہے یعنی ایسی فضول گفتگو جس میں کوئی خیر کا پہلو نہ ہو نہ دینی مصلحت ہو نہ معاشرتی ضرورت ہو بلکہ زمانہ جاہلیت کے انداز پر فضول قصے کہانی ہو۔

تشریح حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں۔ والمراد بالسمر فی الترجمۃ ما یکون فی امر مباح (فتح) یعنی ترجمۃ الباب میں سمر سے مراد مباح باتوں سے کراہت ہے کیوں کہ حرام و ممنوع باتیں (جیسے غیبت، جھوٹ) تو ہر وقت ممنوع ہے۔

السامر من السمر چونکہ امام بخاریؒ ماہر حافظ قرآن ہیں اس لئے جب کوئی لفظ حدیث پاک میں قرآن حکیم کا آجائے تو امام بخاریؒ کا ذہن فوراً آیتِ مبارکہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور اپنی عادت کے مطابق اس کی تفسیر کیطرف اشارہ فرما دیتے ہیں چنانچہ یہ لفظ سورۂ مومنوں میں ہے:

قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ۔	ہماری آیتیں تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں تو تم تکبر کرتے ہوئے الٹے پاؤں بھاگتے تھے قرآن حکیم کو قصہ کہانی کہکر چھوڑ دیتے تھے۔

امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ آیتِ کریمہ میں جو سامرا آیا ہے وہ سمر سے مشتق ہے رات کے وقت قصہ گوئی کے معنی میں ہے۔

بخاریؒ فرماتے ہیں کہ قرآن حکیم میں لفظ سامر جمع کے معنی میں ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

بَابُ ۳۸۹ السَّمَرِ فِی الْفِقْهِ وَالْخَيْرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

باب۔ دین کے مسائل اور نیک باتوں سے متعلق عشاء کے بعد گفتگو کرنیکا بیان

۵۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَلِیِّ الْحَنَفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ انْتَظَرْنَا الْحَسَنَ وَرَاثَ عَلَيْنَا حَتّٰى قَرُبْنَا مِنْ وَقْتِ قِيَامِهٖ فَجَاءَ فَقَالَ دَعَانَا جِيْرَانُنَا هٰؤُلَاءِ ثُمَّ قَالَ قَالَ اَنَسٌ نَظَرْنَا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى كَانَ شَطْرُ اللَّيْلِ يَبْلُغُهٗ فَجَاءَ فَصَلّٰى لَنَا ثُمَّ خَطَبَنَا فَقَالَ اَلَا اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا ثُمَّ رَقَدُوْا وَاِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِیْ صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ قَالَ الْحَسَنُ وَاِنَّ الْقَوْمَ لَا يَزَالُوْنَ فِیْ خَيْرٍ مَا انْتَظَرُوا الْخَيْرَ قَالَ قُرَّةُ هُوَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ حدیث قرہ بن خالد روایت کرتے ہیں کہ ہم حسن بصری ؒ (کی تشریف آوری) کا انتظار کر رہے تھے اور انھوں نے آنے میں اتنی دیر کی کہ (روزانہ کے معمول کے مطابق) ان کے (مسجد سے) اٹھنے کا وقت قریب آگیا تب وہ آئے اور (معذرت کرتے ہوئے) فرمایا کہ ہمارے ان پڑوسیوں نے ہمیں بلا لیا تھا پھر انھوں نے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک ؓ نے فرمایا کہ ہم نے ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کیا یہانتک کہ وقت آدھی رات تک پہنچ گیا۔ تب آپ تشریف لائے۔ اور ہمیں نماز پڑھائی پھر ہم سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ سن لو۔ بلاشبہ سب لوگ نماز پڑھ چکے تھے۔ اور سو گئے تھے اور یہ کہ تم لوگ بیشک نماز کا انتظار کرتے رہے برابر نماز ہی (کے حکم) میں رہے حسن بصری ؒ نے فرمایا کہ لوگ جب تک نیک کام کرتے رہتے ہیں۔ اس وقت تک نیک کام میں مصروف سمجھے جاتے ہیں، قرہ بن خالد نے کہا کہ حسن بصری ؒ کا یہ قول بھی حضرت انس ؓ کی حدیث کا ایک حصہ ہے جسے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ثم خطبنا" ای بعد الصلوٰۃ العشاء۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۲ و مر ص۸۱ و یاتی ص۹۱ و ص۱۱۷ و ص۸۶۲۔

besturdubooks.wordpress.com

۵۸۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَاَبُوْبَکْرِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ فِیْ آخِرِ حَیَاتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَیْتَکُمْ لَیْلَتَکُمْ هٰذِهٖ فَاِنَّ رَاْسَ مِائَةٍ لَا یَبْقٰی مِمَّنْ هُوَ الْیَوْمَ عَلٰی ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فَوَهِلَ النَّاسُ فِیْ مَقَالَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی مَا یَتَحَدَّثُوْنَ فِیْ هٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ وَاِنَّمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَبْقٰی مِمَّنْ هُوَ الْیَوْمَ عَلٰی ظَهْرِ الْاَرْضِ یُرِیْدُ بِذٰلِكَ اَنَّهَا تَخْرِمُ ذٰلِكَ الْقَرْنَ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ (ایک مرتبہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے آخری ایام میں عشاء کی نماز پڑھائی جب آپؐ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہوئے۔ اور ارشاد فرمایا، کیا تم نے اس رات کو دیکھا (یعنی اس رات کو یاد رکھنا) اس لئے کہ اس رات سے لیکر سو سال کے اختتام تک ان لوگوں میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا جو اس وقت روئے زمین پر ہیں (حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ) لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے (اس) ارشاد (کے سمجھنے) میں غلطی کی اور سو برس کے متعلق دوسری باتوں کیطرف خیال دوڑانے لگے۔ (ان ہی خیالوں کو وہ حدیث کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں) حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ جو آج زمین پر ہیں یہ سو برس ان میں سے کسی کو باقی نہ دیکھیگا آپؐ کی مراد یہ تھی کہ سو سال پر اس قرن (صدی) والے سب گذر جائیں گے۔

تنبیہ اس حدیث میں حیات خضرؑ پر مفصل بحث کیلئے ملاحظہ فرمایئے احقر کی نصر الباری جلد اول ص۵۰۳ اور نصر الباری کتاب التفسیر یعنی جلد نہم ص۳۹ و ص۳۹۱۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی قوله فلما سلّم قام النبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم الٰی قوله فوهل الناس.

تعدد موضعه والحديث ههنا ص۸۴ وص۲۲ وص۸۰۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ سابق باب میں سمر بعد العشاء کی کراہت (یعنی نماز عشاء کے بعد بات چیت کی کراہت) کے تحت امور خیر، دینی علوم اور وعظ و نصیحت کو نہ سمجھا جائے کیوں کہ علمی مذاکرات اور امور خیر میں مشورہ وغیرہ احادیث سے ثابت ہیں۔ جیسا کہ حدیث الباب سے

besturdubooks.wordpress.com

ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء کے بعد خطاب فرمایا۔
باب کی دوسری حدیث کتاب العلم صـ۲۲ میں گذر چکی ہے۔ نصر الباری جلد اول صـ۱۱۵ دیکھئے۔

بَابُ ۳۹۰ السَّمَرِ مَعَ الْاَهْلِ وَالضَّيْفِ

باب۔ اہل وعیال اور مہمانوں کے ساتھ رات کو عشاء کے بعد گفتگو کرنیکا بیان

۵۸۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمٰنَ ثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ اَنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَاءَ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَاِنْ اَرْبَعٌ فَخَامِسٌ اَوْ سَادِسٌ وَاَنَّ اَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلٰثَةٍ فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ قَالَ فَهُوَ اَنَا وَاَبِي وَاُمِّي وَلَا اَدْرِي هَلْ قَالَ وَامْرَاَتِي وَخَادِمٌ بَيْنَ بَيْتِنَا وَبَيْتِ اَبِي بَكْرٍ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَيْثُ صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰى تَعَشّٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهُ امْرَاَتُهُ مَا حَبَسَكَ عَنْ اَضْيَافِكَ اَوْ قَالَتْ ضَيْفِكَ قَالَ اَوَمَا عَشَّيْتِهِمْ قَالَتْ اَبَوْا حَتّٰى تَجِيْءَ قَدْ عُرِضُوْا فَاَبَوْا قَالَ فَذَهَبْتُ اَنَا فَاخْتَبَاْتُ فَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ كُلُوْا لَا هَنِيْئًا لَكُمْ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا وَاَيْمُ اللّٰهِ مَا كُنَّا نَاْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ يَا اُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ مَا هٰذَا قَالَتْ لَا وَقُرَّةِ عَيْنِيْ لَهِيَ الْاٰنَ اَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلٰثِ مِرَارٍ فَاَكَلَ مِنْهَا اَبُو بَكْرٍ وَقَالَ اِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي يَمِيْنَهٗ ثُمَّ اَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَصْبَحَتْ عِنْدَهٗ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَقْدٌ فَمَضَى الْاَجَلُ فَفَرَّقَنَا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ اُنَاسٌ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ فَاَكَلُوْا مِنْهَا اَجْمَعُوْنَ اَوْ كَمَا قَالَ۔

ترجمہ حدیث | حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب صفہ نادار (غریب)

besturdubooks.wordpress.com

لوگ تھے۔ اور یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ (اصحاب صفہ میں سے) ایک تیسرا آدمی لے جائے اور اگر چار آدمیوں کا کھانا ہو تو وہ پانچواں یا چھٹا آدمی لے جائے تو حضرت ابوبکرؓ اپنے ساتھ تین آدمی لے آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ دس آدمی لے گئے حضرت عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا کہ گھر میں اس وقت میں تھا اور میرے والد تھے۔ اور میری والدہ تھیں، ابوعثمان کہتے ہیں کہ مجھکو یاد نہیں کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اپنی اہلیہ اور اس ایک خادم کا بھی ذکر کیا یا نہیں جو ان کے اور حضرت ابوبکرؓ یعنی دونوں کے گھر میں کام کرتا تھا اور یہ کہ حضرت ابوبکرؓ نے شام کا کھانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھالیا، پھر جہاں عشاء کی نماز پڑھی گئی وہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ ٹھہرے رہے پھر (نماز کے بعد) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ گئے اور آپ ہی کے پاس ٹھہرے رہے یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کا کھانا بھی تناول فرمالیا (وعند مسلم حتی نعس النبی صلی اللہ علیہ وسلم) پھر جتنی رات اللہ تعالےٰ کو منظور تھی۔ اس کے گذر جانے پر حضرت ابوبکرؓ (گھر میں) آئے تو انکی اہلیہ (ام رومانؓ) نے ان سے کہا کہ آپ اپنے مہمانوں کو یا کہا مہمان کو چھوڑ کر کہاں رک گئے تھے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کیا تم نے ان کو رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ اہلیہ نے کہا انہوں نے آپ کے آنے تک کھانا کھانے سے انکار کردیا کھانا ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ مگر انھوں نے انکار کردیا (یعنی مہمانوں نے صاف کہا کہ جبتک حضرت ابوبکرؓ نہیں آئیں گے ہم نہیں کھائیں گے) حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا میں تو مارے خوف کے جاکر چھپ گیا۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا غنثر (او پاجی) پھر کوسا اور بہت برا کہا اور (مہمانوں سے) کہا کھاؤ کچھ لطف کا نہیں یا فرمایا کھاؤ تم کو خوشگوار نہ ہو۔ (حضرت ابوبکرؓ کو جب تحقیق حال سے معلوم ہوگیا کہ گھر والوں کی غلطی نہیں ہے۔ کھانا وقت پر پیش کیا گیا لیکن مہمانوں نے نہیں کھایا۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بطور تادیب و تربیت اظہار و ناراضگی فرمایا چونکہ یہ مہمانانِ کرام اپنے میزبان حضرت صدیقؓ سے چھوٹے درجے کے تھے اس لئے آپؓ نے خفگی کا اظہار کیا کہ ناحق اپنے آپ کو بھوکا مارا ان کو جب کھانا دیا گیا تو کھانا لینا چاہیئے تھا، دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لا کا تعلق هَنِیئاً سے نہیں بلکہ اسوقت کی صورت حال سے ہے یعنی نہ ہونا چاہیئے تھا جو پیش آیا۔ خیر اب کھانا کھایئے کھانا آپ کو مبارک ہو) اور فرمایا خدا کی قسم میں یہ کھانا نہیں کھاؤں گا۔ عبدالرحمانؓ کہتے ہیں (کھانا کا یہ حال ہوا) کہ ہم جب اس میں سے ایک لقمہ اٹھاتے تو نیچے سے اور زیادہ بڑھ جاتا۔ آخر مہمان سب شکم سیر ہوگئے اور کھانا جتنا پہلے تھا اس سے بھی زیادہ ہوگیا تو حضرت ابوبکرؓ نے اسکی طرف دیکھا کہ وہ اسی قدر تھا کہ جیسا کہ پہلے تھا۔ بلکہ اور بڑھ گیا ہے۔ تو اپنی بیوی (ام رومان) سے کہا اے بنی فراس کی بہن یہ کیا ماجرا ہے؟ قالت

besturdubooks.wordpress.com

لا و قرۃ عینی الخ (واؤ قسمیہ ہے اور لا زائدہ ہے) وہ بولیں میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم یہ کھانا تو پہلے سے تگنا ہو گیا ہے تب ابوبکرؓ نے بھی اس میں سے ایک لقمہ کھالیا پھر اس کھانے کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھالائے وہ صبح تک آپ کے پاس رکھا رہا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ہمارے اور ایک قوم کفار کے درمیان معاہدہ تھا اس کی مدت گذر چکی تھی۔ (وہ مدینہ میں چلے آئے) ہم نے ان میں سے بارہ آدمی الگ کئے اور ہر ایک ساتھ کتنے لوگ تھے اللہ ہی کو معلوم ہے ان سبھوں نے اس میں سے کھایا اوکما قال یا حضرت عبدالرحمٰنؓ نے جیسا فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ توخذ من قول ابی بکرؓ لزوجتہ اوما عشیتھم ومراجعتہ لخیر الاضیاف وقولہ لاضیافۃ کلوا وکل ذلک فی معنی السمر المباح (عمدہ)

یعنی نماز عشاء کے بعد اپنے اہل وعیال اور مہمانوں سے گفتگو کرنا درست ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۴ تا ص۸۵ ویاتی ص۵۰۶ وص۹۰۶ تا ص۹۰۷ ایضا ص۹۰۷ ابوداؤد کتاب الایمان والنذور ص۴۷۱ ومسلم شریف جلد ثانی ص۱۸۵۔

مقصد ترجمہ سابق باب میں بیان کیا گیا تھا کہ سمر بعد العشاء کی کراہت سے دینی تعلیم علمی مذاکرات اور وعظ ونصیحت مستثنیٰ ہے۔

اب اس باب میں یہ بتانا مقصود ہے کہ نماز عشاء کے بعد امور خیر و دینی ضروریات کے علاوہ اگر معاشرہ کے سلسلے میں اہل وعیال سے گفتگو کی ضرورت ہو یا مہمان آجائے اور ان کیلئے نظم کرنے کی ضرورت ہو تو بھی اجازت ہے نماز عشاء کے بعد گفتگو کی کراہت و ممانعت کا اصلی مدار اس پر ہے کہ فضول اور بیہودہ قصے کہانیوں میں گفتگو کر کے وقت ضائع نہ کیا جائے لیکن دینی ضرورت کے علاوہ دنیاوی ضروریات کیلئے بھی بقدر ضرورت گفتگو جائز ہے۔ اصل ممانعت و کراہت کی بنیاد اس پر ہے کہ فجر کی نماز فوت نہ ہو۔ واللہ اعلم

محمد عثمان غنی چلبل
ضلع بیگوسرائے۔

besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الاذان

مصنف علام امام بخاری ؒ اوقات نماز سے فراغت کے بعد اذان سے متعلق ابواب شروع فرما رہے ہیں چوں کہ وقت کے بعد ہی اذان ہوتی ہے۔

اذان کے معنی والاذان فی اللغۃ الاعلام قال اللہ تعالیٰ۔ وأذان من اللہ ورسولہ (عمدہ) یعنی اذان کے لغوی معنی اعلام یعنی اعلان واطلاع کے ہیں لقول اللہ تعالیٰ "اعلان ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے الخ (سورۃ توبہ)

اذان باب تفعیل کا مصدر ہے اذّن یؤذن تاذیناو اذانا جیسے کلّم یکلم تکلیما و کلاما یعنی سلام اور کلام کے وزن پر اذان مصدر قیاسی ہے۔ وقال الھروی اذان، اذین اور تاذین تینوں کے ایک ہی معنی ہیں۔ (عمدہ)

وفی الشریعۃ الاذان اعلام مخصوص بالفاظ مخصوصۃ فی اوقات مخصوصۃ (عمدہ) یعنی مخصوص اوقات میں مخصوص الفاظ کے ذریعہ نماز کی اطلاع دینا۔

اذان کی مشروعیت ہجرت کے پہلے سال ہی (سلہ) میں اذان مشروع ہوئی۔

باب ۳۹۱ بَدْءِ الاذانِ وقولہ تعالیٰ وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ (المائدۃ:۵۸)

۵۸۲۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَیْسَرَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ذَکَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوْسَ فَذَکَرُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ یَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ یُّوْتِرَ الْاِقَامَۃَ۔

besturdubooks.wordpress.com

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورۂ مائدہ میں) جب تم نماز کیلئے اعلان کرتے ہو (یعنی اذان دیتے ہو) تو وہ لوگ اس کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں یہ اس وجہ سے کہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (اے ایمان والو جب جمعہ کے دن اذان دی جائے الخ (سورہ جمعہ)

ترجمہ حدیث حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نماز کے اعلان کیلئے صحابہ نے آگ اور ناقوس کا ذکر کیا تو لوگوں نے یہود و نصاریٰ کا ذکر کیا پھر حضرت بلالؓ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو دو بار کہیں اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "فامر بلال ان یشفع الاذان" اس سے صاف معلوم ہوا کہ اذان کی ابتدا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۵ وباقی الحدیث فی باب الاذان مثنیٰ مثنیٰ ص۸۵ وایضا متصلا ص۸۵ وایضا فی باب الاقامۃ واحدۃ الخ ص۸۵ وص۴۹۱ ومسلم اول فی الصلوٰۃ ص۱۶۴ والترمذی فی الصلوٰۃ ص۲۷ وابوداؤد ص۷۵ وابن ماجہ ص۵۳۔

۵۸۳۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلٰوةَ لَيْسَ يُنَادٰى لَهَا فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوْا نَاقُوْسًا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ بُوْقًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے کہ مسلمان جب (ہجرت کرکے) مدینہ طیبہ آئے تو نماز کے وقت کا اندازہ کرکے نماز کیلئے جمع ہو جاتے تھے نماز کیلئے اذان نہیں دی جاتی تھی تو ایک دن مسلمانوں نے اس بارے میں گفتگو کی تو بعض نے کہا کہ نصاریٰ کے ناقوس کیطرح ایک ناقوس بنالو اور بعض نے کہا کہ یہود کے نرسنگھا (سنکھ) کیطرح ایک نرسنگھا بنالو (یعنی اس کو پھونک دیا کرو) اسپر حضرت عمرؓ نے کہا کہ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ایک آدمی کو بھیج دیا کریں جو نماز کا اعلان کردیا کرے تو اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال اٹھو اور نماز کی اطلاع کردو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "یا بلال قم فناد بالصلوٰۃ"۔

besturdubooks.wordpress.com

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۵ ومسلم فی الصلوٰۃ ص۱۶۴ وترمذی اول ص۲۷ ابن ماجہ ص۵۲

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اذان کی ابتدا کہاں ہوئی؟ اور کب ہوئی؟ اور کس طرح ہوئی؟

امام بخاریؒ نے اپنی عادت شریفہ کے مطابق اس ترجمہ میں بھی دو آیات ذکر فرمائی ہیں، ان آیات کو ذکر فرما کر استبراک کے ساتھ ساتھ یہ اشارہ کردیا کہ اذان کی اصلیت قرآن حکیم سے ثابت ہے اور یہ کہ اذان کی ابتدا مدینہ طیبہ میں ہوئی کیونکہ دونوں آیات مدنی ہیں۔

کب ہوئی؟ گذر چکا کہ اذان کی ابتدا ہجرت کے پہلے سال ہی (۱ھ) میں ہوئی یہی اکثر اہل علم سے منقول ہے (فتح) فالراجح ان الاذان کان فی السنۃ الاولیٰ من الھجرۃ (قس، وفتح) اگرچہ بعض حضرات سے ۲ھ کا قول بھی منقول ہے۔

تحقیق الفاظ یتحینون بالحاء المھملۃ بروزن یتقبلون مشتق ہے حین بمعنی وقت سے ناقوس ایک بڑی لکڑی جس پر چھوٹی لکڑی مارتے ہیں تو آواز نکلتی ہے بڑی لکڑی کو ناقوس اور چھوٹی کو وبیل کہتے ہیں۔ نصاری اس لکڑی کو بجا کر نماز کیلئے لوگوں کو بلاتے تھے۔

بوق بضم الباء الموحدۃ وبعد الواو الساکنۃ قاف وھو الذی ینفخ فیہ (عمدہ) اسی کو قرن اور شبور بفتح الشین المعجمۃ وضم الباء الموحدۃ المثقلۃ ان تینوں کا مفہوم تقریباً ایک ہی ہے۔ یہود اس باجہ کو استعمال کرتے تھے جس کو آجکل سنکھ اور نرسنگھا کہتے ہیں یہ سینگ کی شکل کا ایک لمبا باجہ ہوتا ہے جس میں پھونک مارنے سے آواز ہوتی ہے۔

تشریح باب کی پہلی حدیث حضرت انسؓ کی ہے جس میں بہت ہی اختصار ہے ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت میں واقعہ کی تفصیل ہے

روایات صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ پانچوں وقت کی نمازیں معراج کی رات مکہ مکرمہ ہی میں فرض ہو چکی تھیں مگر اذان نہیں ہوتی تھی مکہ مکرمہ میں تو نماز پڑھنا دشوار تھا اذان کے ذریعہ عام اعلان کیسے ممکن ہوتا لیکن جب صحابہ کرامؓ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ پہونچے تو ابتدا میں جماعت کیلئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا جیسا کہ ابن ماجہ میں اس کی تصریح ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استشار الناس لما یھمھم الی الصلوٰۃ الخ (ابن ماجہ فی الصلوٰۃ ص۵۲)

چنانچہ بعض صحابہ نے مشورہ دیا کہ نماز کے وقت جھنڈا کھڑا کردیا جائے کہ لوگ جھنڈا دیکھ کر نمازی ایک

besturdubooks.wordpress.com

دوسرے کو اطلاع کر دیا کرینگے، بعض نے کہا کہ آگ جلادی جائے، بعض نے ناقوس کا اور بعض نے بوق کا مشورہ دیا لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سارے مشوروں کو رد فرمادیا کہ آگ جلانا مجوس اور ناقوس نصاریٰ اور بوق یہود کا طریقہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ کوئی منادی مقرر کر دیا جائے چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ قم فناد بالصلوٰۃ،

اس میں ندا سے مراد اذان معہود نہیں ہے بلکہ اس سے مراد الصلوٰۃ جامعۃ کا کلمہ ہے اس پر چند ہی روز کے عمل سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی تکلیف دیکھکر کہ پورے شہر میں گھومنا پڑتا ہے دوسرے حضرت بلال رضی اللہ عنہ جس محلہ میں پہلے پہونچے وہ تو پہلے آجاتے اور جہاں بعد میں پہنچتے وہ بعد میں آتے اس وجہ سے لوگوں کو بھی پریشانی ہوتی اس لئے مجبوراً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس کا حکم دیدیا اور یہ اسلئے کہ نصاریٰ بہ نسبت یہود کے مسلمانوں کے زیادہ قریب تھے۔

الغرض لوگ ناقوس کی فکر میں لگ گئے تاکہ لوگوں کو جمع کرنے کیلئے اس کو بجایا جائے جیسا کہ ابن ماجہ اور ابوداؤد میں تصریح ہے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالناقوس یعمل لیضرب بہ للناس لجمع الصلوٰۃ (ابوداؤد ص ۷۱ ج ۱)

تو میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں ناقوس لئے ہوئے ہے تو میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے کیا تم بیچتے ہو؟ تو اس نے کہا تم کیا کروگے؟ میں نے کہا اس سے نماز کیلئے لوگوں کو بلائیں گے اس نے کہا کیا میں تم کو اس سے بہتر چیز نہ بتادوں؟ تو میں نے کہا کیوں نہیں ضرور بتائیے پھر اس نے اذان معہود کے کلمات بتائے پھر کلمات اقامت تلقین کئے۔

یہ خواب حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ان ھذہ لرؤیا حق فقم مع بلال فانہ اندی وامد صوتا منک فالق علیہ ماقیل لک الخ (ترمذی ص ۲۹)

یعنی آپ نے فرمایا کہ خواب بالکل برحق ہے تم بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اس لئے کہ وہ تم سے بلند آواز والے ہیں بلال کو وہ بتاؤ جو تمہیں بتایا گیا ہے وہ اذان دیں چنانچہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سنی تو اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا میں نے بھی وہی دیکھا ہے جیسے کہ بلال نے کہا ہے (یعنی اذان دی ہے) تو آپ نے فرمایا فللہ الحمد

besturdubooks.wordpress.com

فذلك اثبت۔

سوال سوال یہ ہے کہ غیر نبی کا خواب حجت شرعی نہیں ہے پھر حضرت عبداللہ بن زیدؓ کے خواب پر ایک شرعی حکم اذان کا مدار کیسے رکھا گیا؟

جواب: صرف عبداللہ بن زیدؓ کے خواب پر نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید و تصدیق پر مدار ہے کہ آپؐ نے فرمایا ان ھٰذہ لرؤیا حق۔

۲- اذان کی مشروعیت وحی سے ہوئی چنانچہ عبید بن عمیرؓ کی روایت میں ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا خواب بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا قد سبقك بذلك الوحی (مراسیل ابی داؤد ص۶)

معلوم ہوا کہ یہ موید بالوحی ہے۔

۳- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ المعراج میں یہ کلمات اذان سنے تھے مگر چونکہ حکم نہیں ملا تھا اس لئے اس پر عمل نہیں ہوا، اور ممکن ہے کہ آپ بھول گئے ہوں۔ واللہ اعلم

بَابٌ فِي الْاَذَانُ مَثْنٰى مَثْنٰى

باب۔ اذان کے الفاظ کو دو دو بار کہنے کا بیان

۵۸۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ اِلَّا الْاِقَامَةَ۔

ترجمہ حدیث حضرت انسؓ نے فرمایا کہ حضرت بلالؓ کو یہ حکم دیا گیا کہ اذان کے الفاظ دو دو بار اور اقامت و تکبیر میں ایک ایک بار کہیں مگر قد قامت الصلوٰۃ (یعنی تکبیر میں یہ جملہ دو بار کہے جائیں گے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث الاشارۃ لا من حیث التصریح لان لفظ یشفع یدل علی التثنیۃ لکن لا بطریق التصریح (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۵ ومر ص۸۵ ویاتی ص۸۵ ، وص۴۹۱ ، مسلم فی الصلوٰۃ ص۱۶۴۔

۵۸۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ

besturdubooks.wordpress.com

الثقفیُّ قال حدثنا خالدُ الحذاءُ عن ابی قلابۃ عن انسِ بن مالکٍ قال لما کثر الناسُ قال ذکروا ان یعلموا وقت الصلوٰۃ بشئٍ یعرفونہ فذکروا ان یوروا نارًا او یضربوا ناقوسًا فامر بلالٌ ان یشفع الاذان وان یوتر الاقامۃ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب لوگ زیادہ ہو گئے تو انھوں نے یہ تذکرہ کیا کہ نماز کے وقت کی کوئی علامت مقرر کرنی چاہیئے جس کو وہ پہچان لیں. (اور لوگ نماز کیلئے جمع ہو جائیں) تو لوگوں نے مشورہ دیا کہ آگ روشن کرلیں یا ناقوس بجادیں آخر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات کو دو دو بار اور اقامت کے کلمات کو ایک ایک بار کہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ مثل مطابقۃ الحدیث الاول۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۵ ومر ص۸۵ ویاتی ص۸۵ وص۴۹۱ ایضا مسلم وترمذی وغیرہ

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے قائلین ترجیع پر رد کرنا مقصود ہے. کیونکہ ترجیع کی صورت میں شہادتیں چار مرتبہ ہو جائیں گے۔

امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ ترجیع کے قائل ہیں۔

حنفیہ رحمہ اللہ اور حنابلہ کے نزدیک ترک ترجیع افضل ہے اگرچہ جائز ہے یعنی صرف افضلیت کا اختلاف ہے ترجیع کا مطلب یہ ہے کہ شہادتین کو پہلے دو مرتبہ آہستہ سے کہا جائے اور پھر دو مرتبہ بلند آواز سے۔

امام بخاری رحمہ اللہ حنفیہ اور حنابلہ کی موافقت کر رہے ہیں کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ ہیں ان میں ترجیع نہیں ہے

ص۲ اور ممکن ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد اس ترجمہ سے حدیث الباب میں ذکر کردہ "یشفع الاذان" کی تفسیر ہے یعنی یہ ترجمہ شارحہ ہے۔ شفع کے معنی ہیں ضم کے یعنی ملانا تو ممکن ہے کہ کوئی یہ سمجھ بیٹھے کہ ایک کلمہ کو دوسرے ملانا مقصود ہے۔

تو بخاری رحمہ اللہ نے بتلا دیا کہ یہاں شفع سے مراد مثنیٰ یعنی دو دو بار ہے یہ مثنیٰ اثنین اثنین سے عدل تحقیقی ہے۔

ترجیع کی بحث اور ائمہ کے اقوال اوپر گذر چکا کہ امام اعظم رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک ترجیع نہیں ہے۔ حضرات شوافع اور مالکیہ کے نزدیک ترجیع ہے قائلین ترجیع

besturdubooks.wordpress.com

ترجیح کہتے ہیں کہ الزیادۃ من الثقۃ مقبولۃ۔

۲ حضرت بلال رضؓ کی اذان مقدم اور ابو محذورہ رضؓ کی اذان مؤخر ہے لہٰذا یہ ناسخ ہوگا۔

۳ نیز مدار اذان حضرت عبداللہ بن زید رضؓ کا واقعہ ابتداء امر ہے اور حضرت ابو محذورہ رضؓ کی اذان کا قصہ غزوۂ حنین کے بعد ۸ھ کا ہے۔

جواب: حضرت ابو محذورہ رضؓ کی اذان کے بارے میں صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ ماروا کان تعلیما فظنہ ترجیعا یعنی حضرت ابو محذورہ رضؓ کو ترجیع تعلیم کے واسطے تھی تاکہ ان کے قلب میں توحید ورسالت راسخ ہو جائے چونکہ دراصل یہ کافر تھے۔ اور اسی وجہ سے ابو محذورہ رضؓ نے اس کو آہستہ کہا تھا تو آپؐ نے تعلیما ترجیع و تکرار کا حکم دیا۔

حضرات احناف وحنابلہ رحؒ کہتے ہیں کہ آسمانی فرشتہ نے حضرت عبداللہ بن زید رضؓ کو کلمات اذان تلقین کیے تھے ان میں ترجیع نہیں۔ اور سب سے بڑھ کر سید المؤذنین حضرت بلال رضؓ جو مسجد نبوی کے مؤذن تھے اور حضور اقدس ﷺ کی موجودگی میں دس سال تک اذان دیتے رہے ان کے اذان میں ترجیع نہیں ہے۔ بلکہ عہد رسالت میں جتنے مؤذن تھے سوائے ابو محذورہ رضؓ کے کسی کی اذان میں ترجیع نہیں ہے۔

اور حضرت محذورہ رضؓ کے اذان کی مزید تفصیل کیلئے مسند احمد جلد ثالث دیکھئے۔

اذان کا شرعی حکم

جمہور احناف وشوافع نیز فی قول امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک اذان سنت مؤکدہ ہے۔ حنابلہ کا ایک قول اور شوافع کا بھی ایک قول فرض کفایہ ہے۔

۳ امام اوزاعی اور امام داؤد ظاہری رحمہم اللہ کے نزدیک فرض ہے۔

کلمات اذان

حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک کلمات اذان پندرہ ہیں۔ مالکیہ کے نزدیک کلمات اذان کی تعداد ۱۷ ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ابتدائی تکبیر جو جمہور کے نزدیک چار ہے مالکیہ اس کو صرف دو بار مانتے ہیں مگر چوں کہ ترجیع کے قائل ہیں اس وجہ سے تعداد کلمات سترہ ہو جاتی ہے۔ شوافع رحؒ کے نزدیک کلمات اذان کی تعداد انیس ۱۹ ہے۔ چونکہ ان کے یہاں ترجیع بھی ہے اور اللہ اکبر بھی چار مرتبہ ہے۔

اقامت کا مسئلہ آرہا ہے۔

اذان کی حکمت

علامہ نووی رحؒ لکھتے ہیں وذکر العلماء فی حکمۃ الاذان اربعۃ اشیاء اظہار شعار الاسلام وکلمۃ التوحید والاعلام بدخول وقت الصلوٰۃ وبمکانہا والدعاء الی الجماعۃ۔ واللہ اعلم

(شرح نووی ص ۱۶۴)

besturdubooks.wordpress.com

باب ۳۹۳ الْاِقَامَۃُ وَاحِدَۃٌ اِلَّا قَوْلَہٗ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ

باب۔ قد قامت الصلوٰۃ کے علاوہ اقامت کے الفاظ ایک ایک بار کہنے کا بیان

۵۸۶۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاہِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ یَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ یُّوْتِرَ الْاِقَامَۃَ قَالَ اِسْمٰعِیْلُ فَذَکَرْتُہٗ لِاَیُّوْبَ فَقَالَ اِلَّا الْاِقَامَۃَ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات کو دو دو بار اور اقامت کے کلمات کو ایک بار کہیں۔ اسماعیل بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو ایوب سختیانی رحمہ اللہ سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا مگر قد قامت الصلوٰۃ۔ (یعنی اقامت کے سارے کلمات ایک ایک بار کہنے کا حکم ہوا مگر قد قامت الصلوٰۃ دو مرتبہ کہنے کا حکم دیا گیا)

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ان یوتر الاقامۃ"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۵ ومرّ فی ص۸۵ ، ویاتی ص۴۹۱ ایضاً مسلم وترمذی وغیرہ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد اس باب سے حدیث الباب میں ذکر کردہ یوتر الاقامۃ کی تعیین مقصود ہے اس لئے کہ وتر کا لفظ واحد سے عام ہے تو ترجمہ میں واحد کا لفظ لا کر متعین کر دیا کہ یہاں ہر طاق (مثلاً تین یا پانچ) مراد نہیں ہے۔

اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے حنفیہ کی مخالفت اور شوافع کی موافقت کی ہے کیوں کہ حنفیہ کے یہاں کلمات اقامت بھی مثنیٰ مثنیٰ ہیں۔

نیز امام بخاری رحمہ اللہ نے آخر میں الا الاقامۃ کا استثناء ذکر کر دیا جس سے مالکیہ کی مخالفت ہو گئی۔ کیونکہ مالکیہ کے نزدیک اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ بھی ایک ہی مرتبہ ہے۔

یعنی ہمارے یہاں (عند الاحناف) کلمات اقامت بھی مثل کلمات اذان ہیں بجز اضافہ قد قامت الصلوٰۃ کے تو ہمارے یہاں اقامت کے کلمات سترہ۔ امام احمد و امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک گیارہ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک دس ہوئے چونکہ امام مالک قد قامت الصلوٰۃ میں بھی ایتار کے قائل ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

باب ۳۹۴ فضل التاذین

اذان کہنے کی فضیلت کا بیان

۵۸۷ - حدثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن ابي الزناد عن الاعرج عن ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا نودي للصلوة ادبر الشيطان وله ضراط حتى لا يسمع التاذين فاذا قضي النداء اقبل حتى اذا ثوب بالصلوة ادبر حتى اذا قضي التثويب اقبل حتى يخطر بين المرء ونفسه يقول اذكر كذا اذكر كذا لما لم يكن يذكر حتى يظل الرجل لا يدري كم صلى ـ

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کیلئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا (آواز کے ساتھ پاد تا ہوا) پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سنے پھر جب پوری ہوجاتی ہے تو آجاتا ہے یہانتک کہ جب نماز کی اقامت (تکبیر) کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے حتی کہ جب اقامت پوری ہوجاتی ہے تو پھر آجاتا ہے اور نمازی اور اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہتا ہے فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو نمازی کو یاد نہیں تھیں یہانتک کہ نمازی بھول جاتا ہے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحديث للترجمة من حيث هروب الشيطان عن الاذان فان الاذان لو لم يكن له فضل عظيم يتاذى منه الشيطان لم يهرب منه نحن حصول هذا الفضل التاذين يحصل ايضا للمؤذن فانه لا يقوم الا به (عمدہ) اس کی وضاحت مقصد ترجمہ سے ہوگی۔ انشاء اللہ

تعدد موضعہ والحديث ههنا صـ۸۵ وياتي صـ۱۶۳ وصـ۱۶۴ ،، صـ۱۶۴ ابو داؤد في باب رفع الصوت بالاذان صـ۷۶ والنسائي في الصلوة في فضل التاذين صـ۸۷

مقصد ترجمہ امام بخاری ’’کا مقصد اذان کہنے کی فضیلت (یعنی مؤذن کی فضیلت) بیان کرنا ہے جیساکہ ترجمۃ الباب میں فضل التاذین سے ظاہر ہے۔ لیکن اشکال یہ ہے کہ حدیث الباب سے اذان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے نہ کہ اذان دینے کی؟

جواب: یہ ہے کہ حدیث پاک سے جب اذان کی فضیلت ثابت ہوئی تو اذان کہنے کی فضیلت بھی ثابت ہوگئی۔

besturdubooks.wordpress.com

۲؎ حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں "میری رائے یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق ترجمہ سے ان روایات کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو ان کی شرط کے مطابق نہیں ہیں مگر روایت صحیح ہے۔
(تقریر بخاری)

اوران سے اذان کہنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جیسے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤذنون اطول الناس اعناقا یوم القیامۃ (ابن ماجہ ص۵۳)

ابن ماجہ میں متعدد روایات ہیں جو اذان کہنے کی والوں کی فضیلت پر شاہد وناطق ہیں ادبر الشیطان شیطان پشت پھیر کر بھاگتا ہے الظاہر ان المراد بالشیطان ابلیس ویحتمل ان المراد جنس الشیطان یعنی عام شیاطین الجن مراد ہو (فتح)

وله ضراط قال عیاض یمکن حمله علی ظاهره (فتح) یعنی اپنی حقیقت پر محمول ہو یا مجاز ہے اس کی شدت نفرت سے یا کنایہ ہے شغل سے کہ شیطان اپنے نفس کو ایسی چیز میں مشغول کرتا ہے کہ جس کی وجہ سے اذان نہ سن سکے۔

علامہ ابن جوزی رح فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ان الفاظ میں نہایت عظمت وہیبت رکھی ہے کہ مارے خوف کے اسکی ریح خارج ہوتی ہے وغیرہ
غرض کہ شیطان اذان سنکر ایسا بھاگتا ہے کہ جیسے چور کوتوال سے اور اتنی دور بھاگتا ہے کہ سن نہ سکے بعض حضرات کہتے ہیں کہ اذان سے چونکہ نماز کیلئے بلاوا ہوتا ہے اور نماز میں سجدہ ہے تو شیطان کو اپنا قصہ یاد آتا ہے کہ سجدہ ہی کے ترک سے راندہ درگاہ ہوا ہے اس لئے اذان سننا نہیں چاہتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اسلئے کہ آخرت میں اذان کی گواہی دینی نہ پڑے چوں کہ حدیث میں آتا ہے کہ جہاں تک اذان کی آواز جاتی ہے وہ سب گواہ بنتے ہیں اس لئے سننے کی تاب نہ لاکر بہت دور بھاگتا ہے۔ مسلم شریف کی روایت ہے کہ روحاء تک بھاگتا ہے جو مدینہ منورہ سے چھتیس میل دور ہے لیکن نماز کے اندر یہ خاصہ نہیں ہے اگرچہ نماز افضل عبادات ہے کیوں کہ نماز اللہ تعالےٰ کی مناجات وسر گوشی ہے اس میں اعلان کی صورت نہیں اس لئے نماز شروع ہوتے ہی شیطان لوٹ آتا ہے اور طرح طرح سے وسوسے ڈالتا ہے اذکر کذا اذکر کذا کہتا ہے یہ بھی یاد کرو حتی کہ جو بات یاد کرنے سے بھی یاد نہ آتی ہو نماز میں اس کو بھی یاد دلاتا ہے۔
حافظ عسقلانی رح نے لکھا ہے کہ ایک شخص گھر کا اپنا دفینہ بھول گیا کسی طرح یاد نہ آیا کس جگہ دفن کیا ہے تو امام اعظم رح سے عرض کیا امام صاحب نے فرمایا گھر جاکر تمام رات نفلیں پڑھ اور پوری کوشش کرو کہ حضور قلب رہے اسنے اس طرح کیا تو شیطان نے یہ سوچ کر کہ یہ تو ساری رات اس خشوع وخضوع کے ساتھ نفلیں پڑھ کر ایک ہی رات میں

besturdubooks.wordpress.com

مقرب بندہ بن جائے گا اس کو جلد ہی دفینہ کی جگہ یاد دلائی اور اس نے نماز ختم کر کے اس جگہ کو کھودا تو وہ دفینہ نکل آیا۔

محدثین کرام نے اذان کی فضیلت میں روایات واقوال ذکر کئے ہیں، علامہ عینیؒ نے لکھا ہے جب کسی بستی میں اذان دیجاتی ہے تو اس روز وہ بستی عذاب الٰہی سے محفوظ رہتی ہے اور ان ہی فضائل کیوجہ سے امام شافعیؒ اذان کہنے کو امامت پر فضیلت دی ہے لیکن ہمارے نزدیک امامت افضل ہے کیوں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وظیفہ ہے۔

حیّ ثوب تثویب اگر ثوب سے مشتق ہو تو معنی ہونگے کپڑے اٹھا کر مدد کیلئے بلانا۔

اور اگر ثاب یثوب سے مشتق ہو جس کے معنی رجوع کے ہیں تو تثویب کے معنی ہوں گے اعلام بعد الاعلام یعنی رجوع الی الاعلان۔

شریعت میں تثویب کا اطلاق تین معانی پر ہوتا ہے ۱ اذان کے بعد اقامت ۲ فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم ۳ اذان اور اقامت کے درمیان نماز کیطرف لوگوں کو متوجہ کرنا خواہ دروازہ کھٹکھٹا کر یا جماعت تیار ہے وغیرہ۔

یہ تیسری صورت صرف حنفیہ کے نزدیک درست ہے مگر فجر کی نماز میں کہ وہ غفلت کا وقت ہے یا پھر خواص کیلئے جیسے قاضی، مفتی یا درس میں مشغول کیلئے متوجہ کرنے کی اجازت ہے لیکن جمہور کے نزدیک بدعت ہے۔ واللہ اعلم

باب ۳۹۵ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالنِّدَاءِ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَذِّنْ اَذَانًا سَمْحًا وَاِلَّا فَاعْتَزِلْنَا۔

۵۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ الْاَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهٗ اِنِّيْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَاِذَا كُنْتَ فِيْ غَنَمِكَ اَوْ بَادِيَتِكَ فَاَذَّنْتَ بِالصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَاِنَّهٗ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب۔ اذان میں آواز کو بلند کرنیکا بیان۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے (ایک مؤذن سے) فرمایا۔ بالکل سادہ اور سیدھی طرح اذان دو ورنہ ہم سے علیحدہ ہو جاؤ۔

besturdubooks.wordpress.com

(مقصد یہ ہے کہ گانے کی طرح تغنی تال اور سُر کے بغیر بالکل سادہ اور رواں اذان دو)

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عبدالرحمان سے روایت ہے کہ ان سے حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم کو جنگل میں رہنا اور بکریاں چرانا پسند ہے اس لئے میری ایک نصیحت یاد رکھو، جب تم اپنی بکریوں میں یا جنگل میں ہو اور نماز کیلئے اذان دینی ہو تو اذان میں اپنی آواز کو بلند کیا کرو اس لئے کہ مؤذن کی آواز کو جو کوئی جن یا آدمی اور کوئی مخلوق سنے گی تو وہ قیامت کے دن اس کے لئے گواہی دیگی ابوسعید خدری رضؓ نے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فارفع صوتك بالنداء"

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۵ تا ص۸۶ ویاتی ص۴۶۵ و ص۱۱۲۶ وابن ماجہ فی باب فضل الاذان وثواب المؤذنین ص۵۳۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ اذان کی غرض چونکہ توحید و رسالت کی شہادت کیساتھ ساتھ شعائر اسلام کا اعلان ہے اس لئے خوب رفع صوت مطلوب ہے کہ ہر ایک جنات وانسان، شجر و حجر بروز قیامت شہادت دیگی، اسی سے اذان کے وقت کانوں میں انگلی داخل کرنے کی حکمت بھی معلوم ہوگئی کہ جب کانوں میں آواز کم پہنچے گی تو مؤذن اپنی آواز کو مزید بلند کرنے کی کوشش کریگا۔

تشریح بعض بزرگوں کو وہم ہوگیا کہ انی اراك تحب الغنم والبادیۃ مرفوع ہے دراصل حضرت ابوسعید خدریؓ کا مقولہ ہے یعنی موقوف ہے (عینی، قسطلانی)

سوال کفیٰ باللہ شھیدا یعنی اللہ تعالےٰ اعلم بالاشیاء ہیں تو شہادت کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ وہاں بھی دنیا کے قانون جاری فرمائیں۔

چونکہ ان اشیاء کی شہادت سے مقصد مؤذن کی عظمت و رفعت کو ظاہر کرنا ہے واللہ اعلم

باب ۳۹۶ ما یُحقَنُ بِالاذانِ مِنَ الدِّمَاءِ

باب۔ اذان کیوجہ سے خونریزی روکدیجاتی ہے (اذان کے سبب جانوں کی حفاظت ہوتی ہے)

۵۸۹۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا غَزَا بِنَا قَوْمًا لَمْ یَکُنْ یُغِیْرُ بِنَا حَتّٰی یُصْبِحَ وَیَنْظُرَ فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا کَفَّ عَنْهُمْ وَاِنْ لَمْ

besturdubooks.wordpress.com

یسمع اذانا اغار علیھم قال فاخرجنا الی خیبر فانتھینا الیھم لیلاً فلما اصبح ولم یسمع اذانا رکب و رکبت خلف ابی طلحۃ و ان قدمی لتمس قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فخرجوا الینا بمکاتلھم و مساحیھم فلما راوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالوا محمد واللہ محمد والخمیس قال فلما راھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ اکبر اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمیں ساتھ لے کر کسی قوم پر غزوہ (جہاد) کرتے تو اس وقت تک حملہ نہیں کرتے تھے جبتک صبح نہ ہو جائے اور انتظار نہ کرلیں۔ پھر اگر ان میں اذان کی آواز سن لیتے تو ان (پر حملہ کرنے) سے رک جاتے اور اگر اذان نہ سنتے تو ان پر حملہ کر دیتے حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ ہم خیبر کی طرف (جہاد کیلئے) نکلے تو ہم رات کے وقت ان کے قریب پہونچے پھر جب صبح ہوئی اور آپ نے اذان کی آواز نہیں سنی تو آپ سوار ہوئے اور میں بھی ایک گھوڑے پر حضرت طلحہ رضؓ کے پیچھے سوار ہوگیا اور میرا پاؤں (چلنے میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کو چھو رہا تھا، حضرت انس رضؓ کہتے ہیں پھر خیبر والے یہودی اپنے ٹوکرے اور کدالیں لے کر نکلے۔ (اپنے معمول کے مطابق چونکہ خبر نہیں تھی) جب انھوں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگے کہ محمد (م) قسم خدا کی محمد (م) مع پوری فوج کے آپہونچے، حضرت انس رض کا بیان ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو دیکھا تو فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر خیبر تباہ ہوگیا بے شک جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو جن لوگوں کو ڈرایا گیا ہے ان کی صبح بری ہو جاتی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث الترجمۃ فی قولہ "فان سمع اذانا کف عنھم"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۶ وص۵۳ تا ص۵۴ ویاتی ص۱۲۵ وص۲۹۷ وص۲۹۸ وص۴۰۴ وص۴۰۵ ص۴۱۳ ص۴۱۴ وص۴۲۰ وص۵۱۳ وفی المغازی ص۶۰۳ وص۶۰۴ " " باقی مواضع کیلئے باب ص۲۵۲ کی حدیث ص۳۶۳ کے مواضع دیکھئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اذان کے فضائل و ثمرات بیان کرنا ہے کہ اذان اسلام کا ایک عظیم ترین شعار ہے اس سے بستیاں محفوظ ہو جاتی ہیں عہد رسالت میں اذان ہی کے ذریعہ حملہ کرنے

besturdubooks.wordpress.com

نہ کرنے کا فیصلہ ہوتا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ کفار کی بھی کسی بستی پر حملہ نہیں کرتے تھے جب تک صبح نہ ہو جائے اگر صبح ہونے کے بعد اذان کی آواز آجاتی تو حملہ نہیں فرماتے تھے اور اگر نہ سنتے تو حملہ فرما دیتے، اس سے اذان کی عظیم فضیلت اور بڑا فائدہ معلوم ہوا اسلئے کہ صرف اذان کی وجہ سے حملے سے محفوظ رہے

باقی خیبر کی تفصیل کیلئے نصر الباری کتاب المغازی ص ۲۶۲ کا مطالعہ فرمائیے۔

بَابُ ۳۹۷ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الْمُنَادِي

باب، اذان سنتے وقت کیا کہے؟ (یعنی اذان سننے والوں کو کیا کہنا چاہیئے؟

۵۹۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اذان سنو تو جواب میں اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فقولوا مثل مایقول المؤذن"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص ۸۶ ویاتی متصلا ص ۸۶ و ص ۱۲۵ ومسلم فی الصلوٰۃ ص ۱۶۲ ابوداؤد ص ۷۷ ترمذی اول ص ۲۹ ابن ماجہ ص ۵۳ ونسائی فی الصلوٰۃ۔

۵۹۱ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَوْمًا فَقَالَ بِمِثْلِهِ إِلَى قَوْلِهِ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عیسیٰ بن طلحہ کا بیان ہے، انھوں نے ایک دن حضرت معاویہ رضؓ کو مؤذن کیطرح کہتے سنا اشہد ان محمدًا رسول اللہ تک۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فقال بمثلہ الی قولہ الخ ای قال مثل المؤذن فالمطابقۃ ظاہرۃ۔

besturdubooks.wordpress.com

۵۹۲ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى نَحْوَهُ وَحَدَّثَنِي بَعْضُ إِخْوَانِنَا أَنَّهُ قَالَ لَمَّا قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْنَا نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ۔

ترجمہ حدیث ہشام نے یحییٰ سے اسی جیسی روایت نقل کی ہے یحییٰ نے کہا مجھ سے ہمارے بعض بھائیوں نے بیان کیا کہ جب مؤذن نے حی علی الصلوٰۃ کہا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہا اور فرمایا کہ ہم نے تمہارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی طرح جواب دیتے ہوئے سنا ہے

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ مثل مطابقۃ الحدیث السابق۔

مقصد ترجمہ امام بخاری بتانا چاہتے کہ اذان سننے والے کو اذان کے جواب میں کیا کہنا چاہیئے؟ امام بخاری نے روایت ذکر کر کے بتلادیا کہ مثل مایقول المؤذن کہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ امام بخاری نے ترجمہ میں کوئی قطعی حکم کیوں نہیں بتایا صرف سوالیہ جملہ کے ذریعہ ایک محتمل بات ذکر فرمادی؟

جواب: امام بخاری کا طریقہ یہ ہے کہ جب روایات اور ائمہ عظام کے اقوال مختلف ہوں تو کوئی قطعی حکم نہیں لگاتے۔ یہاں چونکہ ایک روایت میں ہے اذا سمعتم النداء فقولوا مثل مایقول المؤذن، جس سے معلوم ہوا کہ مؤذن کے بعینہ الفاظ دہرائے۔

اور دوسری روایت (یعنی باب کی تیسری روایت) سے معلوم ہوتا ہے کہ حیعلہ کے جواب میں حوقلہ کہے۔ چونکہ دونوں روایتیں صحیح ہیں ایک قطعی صاف حکم نہیں لگایا۔

لیکن بخاری کے طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کی موافقت کر رہے ہیں کیوں کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ حیعلتین کے علاوہ بقیہ کلمات اذان میں مثل مایقول المؤذن کہے جائیں گے۔

امام بخاری کا رجحان و میلان اس طرح سے معلوم ہوا کہ پہلے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی اس میں تو ہے اذا سمعتم النداء فقولوا مثل مایقول المؤذن، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ جملہ الفاظ مثل الفاظ مؤذن کہے یعنی دھرانے کا عام حکم ہے۔

لیکن اس کے بعد بخاری نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر فرمادی جس میں حیعلتین کے جواب میں حوقلہ (یعنی لاحول ولاقوۃ الا باللہ) کی تخصیص کی گئی اور ظاہر ہے کہ خاص کو عام پر مقدم کیا جائے گا اور پہلی روایت کا مطلب یہ ہے کہ کلمات مؤذن کی موافقت اکثر کلمات میں کرے۔ فلا اشکال

besturdubooks.wordpress.com

اجابت اذان کا حکم اور ائمہ عظام کے اقوال

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ احتج بقوله "فقولوا" اصحابنا (ای الاحناف) ان اجابة المؤذن واجبة على السامعين لدلالة الامر على الوجوب وبه قال ابن وهب من اصحاب مالك والظاهرية الخ (عمدہ)

دراصل اجابت کی دو قسمیں ہیں اجابت بالقول، اجابت بالاقدام۔ اجابت بالقول جمہور ائمہ ثلاثہ (امام مالکؒ، امام شافعیؒ و احمدؒ) کے نزدیک مستحب ہے۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "وقال مالك والشافعي واحمد وجمهور الفقهاء الامر في هذا الباب على الاستحباب دون الوجوب وهو اختيار الطحاوي ايضا وقال النووي تستحب اجابة المؤذن بالقول (عمدہ)

مشائخ حنفیہ کے اس میں دو قول ہیں اور راجح قول عدم وجوب ہے جیسا کہ امام طحاوی حنفیؒ کا مذہب مذکور ہوا نیز شمس الائمہ حلوانی بھی عدم وجوب کے قائل ہیں۔ فتاوی قاضی خاں میں بھی یہی ہے اجابة المؤذن فضيلة وان تركها لا يأثم۔ حنفیہ کے یہاں بھی مفتی بہ قول عدم وجوب ہی ہے۔ تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ اجابت بالاقدام واجب ہے اور بالقول مستحب ہے جیسا کہ شمس الائمہ حلوانی سے منقول ہے۔

واللہ اعلم

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ النِّدَاءِ [۳۹۸]

باب، اذان کے بعد دعا کا بیان، (باب الدعاء عند النداء ای عند تمام النداء (فتح)

۵۹۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اذان سنکر یہ دعا پڑھے اللھم رب الخ

اے اللہ اس دعوتِ تام اور نماز قائم کے مالک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور ان کو وہ مقام محمود عطا فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے تو اس دعا پڑھنے والے کو قیامت کے

besturdubooks.wordpress.com

مسلم شریف کتاب الایمان میں مفصل حدیث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کیدن اولین وآخرین تمام پیغمبروں سے عرض کرنے کے بعد آخر میں سید الانبیاء والمرسلین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچیں گے تو حضور اکرم علیہ السلام عرش کے نیچے پہونچیں گے اور شفاعت کریں گے کہ آپ کی شفاعت قبول کیجائے گی۔ یہی شفاعت کبریٰ مقام محمود ہے۔

علامہ کشمیری رح سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حمد سے اختصاص حاصل ہے آپ کا نام محمد اور احمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی امت کا لقب حمادون ہے، قیامت میں آپ کے جھنڈے کا نام لوا الحمد ہوگا اور آپ کا مقام مقام محمود ہے۔

سوال ارشاد خداوندی ہے عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔ (سورہ بنی اسرائیل)

امید ہے کہ آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا یہ خدا کا وعدہ ہے جس کا پورا ہونا یقینی ہے اب سوال یہ ہے کہ جب اللہ تعالے نے خود وعدہ فرما لیا ہے تو دعا سے کیا فائدہ؟

جواب۔ اس کا فائدہ دعا کرنے والوں کو ملے گا کہ شفاعت کے حقدار ہوں گے ارشاد نبوی ہے کہ حلت له شفاعتی یعنی میری شفاعت اس کیلئے لازم وواجب ہوگی۔

بَابٌ ۳۹۹ الِاسْتِهَامِ فِي الأَذَانِ وَيُذْكَرُ أَنَّ قَوْمًا اخْتَلَفُوا فِي الأَذَانِ فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ سَعْدٌ۔

باب، اذان کیلئے قرعہ اندازی کا بیان، اور بیان کیا جاتا ہے کہ اذان دینے میں کچھ لوگوں نے جھگڑا کیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رض نے (جھگڑا ختم کرنے کیلئے) ان کے درمیان قرعہ ڈالا

۵۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

besturdubooks.wordpress.com

دن میری شفاعت نصیب ہوگی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ فی قولہ من قال حین یسمع النداء الخ

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۶ و یاتی فی التفسیر بسندہ ص۶۸۶ والبوداؤد ص۷۸ والترمذی ص۲۹ ابن ماجہ فی الصلوٰۃ ص۵۳۔

مقصد ترجمہ چونکہ حدیث میں آتا ہے کہ اذان کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس لئے امام بخاریؒ اس ترجمہ سے یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اذان کے بعد مانگی جانے والی دعا کیا ہے۔

امام بخاریؒ نے حدیث شریف ذکر کرکے بتادیا کہ وہ دعا یہ ہے اللّٰھم رب الخ

تشریح الدعوۃ التامۃ دعوت سے مراد اذان کے کلمات ہیں اور التامۃ دعوت کی فضیلت ہے چونکہ کلمات اذان اسلام کے بنیادی عقائد (توحید و رسالت کی شہادت) کو جامع ہے اس لئے اس کو تامہ کہا گیا ہے ۲ اذان میں نسخ نہیں ہوگا ۳ یہ عبادت تامہ یعنی صلوٰۃ قائمہ کی دعوت ہے اس لئے اس کو دعوت تامہ کہا گیا۔

والصلوٰۃ القائمہ ای الدائمۃ التی لا یغیرھا ملۃ ولا ینسخھا شریعۃ وانھا قائمۃ مادامت السموات والارض (عمدہ)

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں قال الطیبی من قولہ الخ یعنی ابتداء اذان اللہ اکبر سے محمد رسول اللہ تک الدعوۃ التامۃ اور حیعلہ الصلوٰۃ القائمۃ کا مصداق ہے۔ (قس)

چونکہ یہ پنجگانہ نماز تاقیامت ہمیشہ قائم رہنے والی عبادت ہے لا ینسخھا ناسخ اس لئے قائمہ کہا گیا ات محمدن الوسیلۃ وسیلہ کے معنی ہیں ما یتوسل بہ یعنی جس کے ذریعہ تقرب حاصل کیا جائے۔

قال علیہ السلام ثم سلوا اللّٰہ لی الوسیلۃ فانھا منزلۃ فی الجنۃ لا تنبغی الا لعبد من عباد اللّٰہ وارجوان اکون انا ھو فمن سال اللّٰہ لی الوسیلۃ حلت لہ شفاعتی (مسلم اول ص۱۶۶ ایضا نسائی ابوداؤد وغیرہ۔

وابعثہ مقاما محمودا قیل معناہ الذی یحمدہ القائم الخ (عمدہ)

یعنی مقام محمود وہ مقام ہے جس پر فائز ہونے والے کی ہر شخص تعریف کرے، علامہ ابن جوزی نے کہا کہ اکثر علماء کے نزدیک مقام محمود سے مراد مقام شفاعت ہے (عمدہ)

وقیل اجلاسہ علی العرش وقیل علی الکرسی (عمدہ)

besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ وہ ثواب جان لیں جو اذان دینے اور صف اول میں نماز پڑھنے میں ہے اور پھر قرعہ اندازی کے بغیر یہ حاصل تو ضرور قرعہ اندازی کریں اور اگر لوگ وہ ثواب جان لیں جو عشار اور فجر کی نماز باجماعت میں ہے تو ان کیلئے ضرور آئیں خواہ چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے آنا پڑے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "لو یعلم الناس ما فی النداء الخ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۶ ویاتی ص۹۰ وص۱۰۰ وص۳۷ ومسلم فی الصلوٰۃ ص۱۸۲ ترمذی اول ص۳۱۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اذان کی فضیلت واہمیت بیان کرنا ہے امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر مختلف لوگ اذان دینے کے خواہشمند ہوں تو اختلاف دفع کرنے کیلئے اس موقع پر قرعہ اندازی کے ذریعہ بھی اختلاف ختم کرنیکی گنجائش ہے۔

۲ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ امام کا مقصد استہام کے معنی کی تعیین ہو چوں کہ استہام کے دو معنی آتے ہیں قرعہ اندازی کرنا، دوسرا تیر اندازی، تو بخاریؒ نے بتادیا کہ یہاں استہام قرعہ اندازی کے معنی میں ہے۔

بَابُ الْكَلَامِ فِي الْأَذَانِ وَتَكَلَّمَ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ فِي أَذَانِهِ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ أَنْ يَضْحَكَ وَهُوَ يُؤَذِّنُ أَوْ يُقِيمُ۔

باب، اذان کے درمیان بات کرنیکا بیان۔ اور حضرت سلیمان بن صرد صحابیؓ نے اذان کے درمیان بات کی اور حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اذان اور اقامت کے درمیان ہنسنے میں کوئی حرج نہیں

۵۹۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ وَعَبْدِ الْحَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ وَعَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فِي يَوْمٍ رَدْغٍ فَلَمَّا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ فَأَمَرَهُ أَنْ يُنَادِيَ الصَّلٰوةُ فِي الرِّحَالِ فَنَظَرَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَقَالَ فَعَلَ هٰذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ وَإِنَّهَا عَزْمَةٌ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن حارث (تابعی) سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے بہت زیادہ

besturdubooks.wordpress.com

کیچڑ والے دن ہمارے سامنے خطبہ دیا جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ پر پہنچا تو انھوں نے حکم دیا کہ الصلوٰۃ فی الرحال (اپنے ٹھکانوں پر نماز پڑھ لیں) اعلان کردو اس پر لوگ (حیرت سے) ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تو حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ یہ عمل اس ذات گرامی نے کیا جو اس سے (یعنی ابن عباسؓ سے) بہت بہتر تھی اور اس میں شک نہیں کہ جمعہ واجب ہے۔

مُطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فامرہ ان ینادی الصلوٰۃ فی الرحال۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صفحہ ۸۶ ویاتی صفحہ ۹۲ وصفحہ ۱۲۳ مسلم اول صفحہ ۲۴۳ ابوداؤد باب التخلف عن الجماعۃ فی اللیلۃ الباردۃ صفحہ ۱۵۲ وابن ماجہ فی باب الجماعۃ فی اللیلۃ المطیرۃ صفحہ ۶۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان میں کلام کرنا جائز ہے اس سے اذان کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہوگی جیساکہ امام بخاریؒ نے حضرت سلیمانؒ بن صُرد (بضم الصاد المھملۃ و فتح الراء صحابی رضؓ) کا اثر اور حضرت ابن عباس رضؓ کی حدیث ذکر کرکے اپنے رجحان و میلان کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ لکن الذی اوردہ فیہ یشعر بانہ یختار الجواز (فتح)

اثناء اذان میں کلام اور اقوال ائمہ عظام امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ امام شافعیؒ کے نزدیک مکروہ تنزیہی یعنی خلافِ اولیٰ ہے (عمدۃ فتح) وعن ابی حنیفۃ وصاحبیہ خلاف الاولیٰ وعلیہ یدل کلام الشافعی ومالکؒ (عمدۃ، فتح) ۲؎ امام احمد حنبلؒ کے نزدیک اذان کے درمیان کلام کرنا جائز ہے ورخص الکلام فی الاذان جماعۃ مستدلین بھٰذا الحدیث منھم احمد بن حنبلؒ الخ (عمدہ)

بعض حضرات نے امام اعظمؒ کا مسلک مکروہ نقل کیا ہے اس صورت میں مکروہ تنزیہی مراد ہے اور مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ قریب المفہوم ہے فلا اشکال۔

البتہ اثناء اذان میں طویل کلام مفسدِ اذان ہے اذان کا اعادہ ہوگا مذکورہ اقوال کلام یسیر میں ہے

انھا عزمۃ ای الجمعۃ واجبۃ (عمدہ، کرمانی)

مزید بحث کتاب الجمعہ میں آئے گی۔ انشاء اللہ الرحمان۔

besturdubooks.wordpress.com

بَابُ اَذَانِ الْاَعْمٰی اِذَا کَانَ لَہٗ مَنْ یُّخْبِرُہٗ

باب۔ نابینا کے اذان دینے کا بیان جبکہ اسے کوئی وقت بتانیوالا ہو (تو اسکا اذان دینا درست ہے)

۵۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا یُؤَذِّنُ بِلَیْلٍ فَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُنَادِیَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ قَالَ وَکَانَ رَجُلًا اَعْمٰی لَا یُنَادِیْ حَتّٰی یُقَالَ لَہٗ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان دیتے ہیں اسلئے تم لوگ کھاؤ پیو یہانتک کہ ابن ام مکتوم اذان دینے لگیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا آدمی تھے وہ اس وقت تک اذان نہ دیتے تھے جب تک ان سے یہ نہیں کہدیا جاتا کہ صبح ہوگئی صبح ہوگئی۔

مطابقۃ للترجمۃ مُطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی لایُنادی حتی یقال لہ اصبحت اصبحت۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۶ ویاتی ص۸۷ ایضا ص۸۷ وص۲۵۷ وص۳۶۲ وص۱۰۷۶ ومسلم ص۳۴۹ وص۳۵۰ وترمذی فی باب ماجاء فی الاذان باللیل ص۲۸ والنسائی فی الصلوٰۃ فی المؤذنان للمسجد الواحد ص۷۵۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر نابینا کے پاس کوئی قابل اعتماد آدمی وقت بتانیوالا ہو تو اس کی اذان بلا کراہت درست ہے۔ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں ومتی کان ذلک یکون تاذینہ وتاذین البصیر سواء ذکرہ شیخ الاسلام معراج شامی باب الاذان) یعنی اندھا اور آنکھ والا دونوں کی اذان برابر ہے جبکہ کوئی آنکھوں والا بتانے کیلئے موجود ہو۔ اصبحت اصبحت قال ابن حبیب وابن عبد البر والاصیلی وجماعۃ من الشراح بان المراد قاربت الصباح الخ (فتح)

سوال سوال یہ ہے کہ قاربت الصباح سے کیا مراد ہے؟ اس حدیث میں اکل وشرب کی غایت حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان ہے اور ان سے جبتک اصبحت اصبحت نہیں کہا جاتا وہ اذان نہیں دیتے، تو ان کی اذان صبح کے قریب ہوتی تھی، اب اگر قریب صبح سے قبل صبح مراد ہے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان میں کیا فرق ہے؟ اس لئے کہ ابن ام مکتوم کی اذان بھی صبح سے پہلے ہوئی اگرچہ بالکل قریب صبح ہوئی۔

besturdubooks.wordpress.com

اور یہ اگر کہا جائے کہ بعد الصبح اذان دیتے تھے تو اس صورت میں عظیم اشکال ہوگا کہ اکل و شرب بعد الصبح جائز ہوگا جو جمہور علماء کے خلاف ہے۔

جواب: حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ قاربت الصبح کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضؓ ایسے وقت اذان دیتے تھے کہ ادھر طلوع شروع ہو رہا ہے اور یہ اذان دے رہے ہیں اس لئے اکل و شرب تو قبل الصباح ہوا نہ کہ بعد الصباح۔

رہا یہ کہ استبعاد کہ عین وقت مستبعد ہے، جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن ہیں جو مؤید بالملائکہ ہیں ان پر دوسرے کو قیاس کرنا درست نہیں۔ واللہ اعلم

بَابُ الْأَذَانِ بَعْدَ الْفَجْرِ

باب، فجر کے طلوع ہونیکے بعد اذان دینے کا بیان

۵۹۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اعْتَكَفَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تُقَامَ الصَّلٰوةُ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضؓ نے فرمایا کہ مجھ سے ام المؤمنین حضرت حفصہ رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب مؤذن صبح کی اذان کیلئے مسجد میں ٹھہر جاتا (یعنی دخول وقت کا منتظر رہتا) اور وقت ہونے پر اذان دیتا، اور صبح ظاہر ہو جاتی تو آپ نماز فجر قائم کئے جانے سے پہلے ہلکی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ اذا اعتکف المؤذن للصبح وبدا الصبح۔ یہاں اعتکف بمعنی ٹھہرنے اور انتظار کرنے کے ہیں اور بدا الصبح میں واؤ حالیہ ہے اب مطابقت واضح ہو گئی کہ مؤذن صبح ہونے تک ٹھہرا رہتا اور صبح نمودار ہونے کے بعد اذان دیتا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۷ وباقی ص۱۵۷ ومسلم ص۲۵۱ ترمذی ص۵۸۔

۵۹۸ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

besturdubooks.wordpress.com

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح کے وقت اذان اور اقامت کے درمیان ہلکی پھلکی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ بطریق الاشارۃ وھو انہ صلوٰتہ صلی اللہ علیہ وسلم بھاتین الرکعتین بین الاذان والاقامۃ یدل علی انہ صلاھما بعد طلوع الفجر وان النداء ایضا بعد طلوع الفجر وھو الاذان بعد الفجر فطابق الترجمۃ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۷
واخرجہ مسلم ص۲۵۰

۵۹۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِيْ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال رضہ رات کے وقت اذان دیتے ہیں اس لئے تم لوگ کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم رضہ اذان دیں۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۷ وص۸۶ وسیاتی ص۲۵۷ وص۳۶۲ وص۳۰۶ ۔ وص۲۰۷۶

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ بطریق الاشارۃ فی قولہ حتی ینادی ابن ام مکتوم۔ مطلب یہ ہے کہ اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضہ کی اذان تک کھانے پینے کی اجازت دی گئی ہے۔ اور جب ام مکتوم کی اذان شروع ہوگئی کھانے پینے موقوف کرنے کا حکم دیا تو اس سے صاف معلوم ہوا۔ کہ ابن مکتوم رضہ کی اذان طلوع فجر (صبح صادق) تک طلوع ہونے پر ہوتی اور یہی ترجمہ ہے اذان بعد الفجر۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے یہ ہے کہ فجر کی اذان صبح صادق طلوع ہونے کے بعد ہونی چاہئے کیونکہ اذان کا اصل مقصد نماز کے وقت کی اطلاع واعلان ہے اور جب وقت ہی شروع نہیں ہوا ہو تو وقت کی اطلاع دینا اعلان نہیں اضلال ہے حتی کہ اگر غلط اطلاع پر اعتماد

besturdubooks.wordpress.com

کرکے کسی نے نماز پڑھ لی تو اسکی نماز ہی نہ ہوگی۔

فجر کی اذان میں ائمہ کرام کے اقوال

ابواب اذان میں یہ بحث معرکۃ الآراء ہے، ائمہ کرامؒ کا اس پر تو اتفاق ہے کہ فجر کے علاوہ باقی چار نمازوں میں وقت سے پہلے اذان جائز نہیں۔

اختلاف صرف فجر کے وقت میں ہے کہ نماز فجر کی اذان طلوع فجر (صبح صادق) سے پہلے دیجا سکتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں ائمہ کرام کے اقوال مختلف ہیں۔

(۱) امام اعظمؒ امام محمدؒ، امام زفرؒ اور سفیان ثوریؒ کا مسلک یہ ہے کہ فجر کی اذان بھی وقت سے پہلے جائز نہیں۔ وقال الثوری، وابوحنیفۃ ومحمد وزفر (رحمہم اللہ) لایوذن للفجر ایضا الا بعد دخول وقتھا (عمدہ)

اگر دیدی جائے تو اعادہ لازم ہے۔

(۲) ائمہ ثلاثہ، امام ابویوسف، عبداللہ بن مبارک واسحاقؒ فقالوا یجوز ان یوذن للفجر قبل دخول وقتہ الخ (عمدہ)

یعنی ائمہ ثلاثؒ کے نزدیک صبح کی اذان صبح صادق سے پہلے سدس اخیر میں دینا جائز ہے۔

ائمہ ثلاث کی دلیل

باب کی آخری حدیث (حدیث ۵۹۹ نیز باب سابق کی پہلی حدیث (حدیث ۵۹۶) ہے ان بلالا یؤذن بلیل الخ یعنی حضرت بلالؓ رات کے وقت اذان دیتے ہیں (یعنی صبح صادق سے پہلے اذان دیتے ہیں اس لئے تم کھانا پینا جاری رکھو۔

حضرات شوافعؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث متفق علیہ ہے اس صحیح ترین حدیث میں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ بلال رات میں اذان کہتے ہیں الخ

جواب: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ حدیث بلاشبہ صحیح ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یہ اذان نماز صبح کیلئے ہے یا اور کسی غرض سے؟

اس حدیث کا دوسرا جز واضح کررہا ہے کہ صبح صادق ہونے پر ابن مکتومؓ اذان دیتے تھے معلوم ہوا کہ پہلی اذان نماز کیلئے نہیں بلکہ کسی اور غرض کیلئے ہوتی تھی جیسا کہ خود حدیث بخاری میں تصریح ہے جو آئندہ باب میں آرہی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت بلالؓ کی اذان سحری کھانے اور تہجد کیلئے دیجاتی تھی اور نماز فجر کیلئے ابن مکتومؓ اذان دیتے تھے تفصیل کیلئے آثار السنن علامہ نیمویؒ اور طحاوی شریف دیکھئے۔

بہرحال حضرات شوافعؒ وغیرہ ذخیرہ حدیث میں ایک روایت بھی پیش نہیں کرسکے جس میں اذان بلالؓ

besturdubooks.wordpress.com

پر اکتفا کیا گیا ہو۔

بہر حال حنفیہؒ کا مسلک نہایت مضبوط ہے نیز امام بخاریؒ بھی حنفیہ ہی کی موافقت کر رہے ہیں۔

اسلئے کہ امام بخاریؒ نے اذان فجر سے متعلق دو باب قائم کئے ہیں پہلا باب "الاذان بعد الفجر" ہے اور دوسرا باب اذان قبل الفجر۔

ترتیب زمانی کا تقاضا تو اس کا عکس تھا یعنی اذان قبل الفجر کو پہلے لاتے لیکن امام بخاری نے اذان بعد الفجر کو مقدم کر کے اشارہ کر دیا کہ فجر کی اذان بھی دخول وقت کے بعد ہی دیجائے گی اور فجر سے قبل کی اذان نماز فجر کیلئے نہیں بلکہ سحری اور تہجد کیلئے ہوتی تھی چنانچہ عہد رسالت کے بعد خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں اس پر عمل نہ رہا۔ واللہ اعلم

بَابُ[۳۴۳] الْاَذَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ

باب، صبح ہونے سے پہلے فجر کی اذان دینے کا بیان

۶۰۰۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعَنَّ اَحَدَكُمْ اَوْ اَحَدًا مِّنْكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ مِّنْ سُحُوْرِهٖ فَاِنَّهٗ يُؤَذِّنُ اَوْ يُنَادِيْ بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ وَلَيْسَ اَنْ يَّقُوْلَ الْفَجْرُ اَوِ الصُّبْحُ وَقَالَ بِاَصَابِعِهٖ وَرَفَعَهَا اِلَى فَوْقُ وَطَاطَا اِلٰى اَسْفَلَ حَتّٰى يَقُوْلَ هٰكَذَا وَقَالَ زُهَيْرٌ بِسَبَّابَتَيْهِ اِحْدَاهُمَا فَوْقَ الْاُخْرٰى ثُمَّ مَدَّهُمَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کسی کو بلالؓ کی اذان سحری کھانے سے نہ روکے اسلئے کہ بلالؓ رات میں اذان دیتے ہیں تاکہ تم میں تہجد پڑھنے والا آرام کیلئے لوٹ آئے اور تاکہ سونے والا سحری کیلئے بیدار ہو جائے اور یہ نہیں ہے کہ کوئی شخص کہے (یعنی سمجھے) کہ فجر یا صبح صادق ہو گئی اور آپؐ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کر کے اسطرح بتایا ہے کہ آپؐ نے انگلیوں کو اوپر اٹھایا پھر نیچے کیطرف جھکا دیا (یعنی آسمان سے زمین تک سفیدی مستطیل (طولاً نظر آنے والی روشنی) صبح صادق نہیں ہے جبتک اس طرح نمودار نہ ہو اور زہیر راوی نے ھٰکذا کی وضاحت اس طرح کی کہ اپنی شہادت کی دونوں انگلیوں کو اوپر نیچے رکھا پھر ان دونوں کو اپنے داہنے اور بائیں پھیلا

besturdubooks.wordpress.com

دیا (یعنی بتایا کہ صبح صادق یہ ہے کہ جس کی روشنی عرضاً پھیلے۔)

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة، وهي ان اذان بلال كان قبل الفجر لانه اخبر انه كان يؤذن بليل يعني قبل طلوع الفجر (عمده)

تعدد موضعه والحديث هٰهنا ص۸۵ ویاتی فی الطلاق فی باب الاشارة فی الطلاق والامور ص۷۹۸ وص۱۰۷۶ وخرجه مسلم فی الصوم ص۳۹ وابوداؤد فی الصيام فی باب وقت السحور ص۳۲ واخرجه ابن ماجه فی الصلوٰة والنسائی فی الصوم عن عمرو بن علی وفی الصلوٰة عن اسحاق بن ابراهيم۔

۶۰۱ - حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ حَدَّثَنَا عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ۔

ترجمہ حدیث مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے خبر دی کہ کہا کہ ہم سے عبیداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ انھوں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضؓ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے اور عبیداللہ نے نافع سے بھی روایت کی انھوں نے ابن عمر رضؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ح دوسری سند امام بخاری رحؒ نے کہا اور مجھ سے یوسف بن عیسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے فضل بن موسیٰ سینانی نے بیان کیا کہا ہم سے عبیداللہ بن عمر عمری نے انھوں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضؓ سے انھوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا کہ بلال رات کے وقت اذان دیتے ہیں اس لئے ابن مکتوم کے اذان دینے تک کھاتے پیتے رہو۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة وهو اذان بلال فی الليل قبل دخول وقت الفجر۔

تعدد موضعه والحديث هٰهنا ص۸۷ وفی الصوم ص۲۵۷۔

besturdubooks.wordpress.com

مقصد ترجمہ اس ترجمہ سے امام بخاری رح کا مقصد ایک سوال کا جواب دینا ہے یا یوں کہا جائے کہ دفع دخل مقدر ہے۔

امام بخاری رح نے سابق باب میں جب نماز صبح کی اذان کو ذکر فرمایا کہ نماز فجر کیلئے جو اذان دی جائے گی وہ طلوع صبح صادق کے بعد ہے جیسا کہ باقی چار نمازوں کیلئے اجماعی اور اتفاقی طور پر دخول وقت کے بعد اذان ہے۔

اب سوال پیدا ہوا کہ جب نماز صبح کی اذان طلوع فجر کے بعد ہے تو اذان قبل الفجر یعنی وقت سے پہلے رات کو حضرت بلال کے اذان کا کیا مقصد تھا؟

جواب: خود ابن مسعود رض کی حدیث پاک میں موجود ہے لیرجع قائمکم ولینبہ نائمکم، ترجمہ گذر چکا ہے، فلا اشکال

ایک روایت حضرت ابن عمر رض سے بھی مروی ہے تاکہ لوگ سحری کھالیں۔

مقصد یہ ہے کہ عہد رسالت میں حضرت بلال رض جو رات کو اذان دیتے وہ اذان نماز فجر کیلئے نہیں تھی۔ صرف تہجد گذار اور سونے والوں کو سحری کیلئے بیدار کرنے کیلئے تھی کہ سونے والے اٹھ جائیں اور تہجد پڑھنے والے آرام کرلیں۔

نیز بعض روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کی باری میں تغیر وتبدل بھی ہوتا تھا۔

تشریح من سحورہ بفتح السین وھو ما یتسحر بہ (یعنی وہ کھانا پینا جو سحری میں کھایا جائے) وبضم السین التسحر وھو اسم الفعل یعنی سحری کھانا۔ فانہ ای فان بلالا یوذن بلیل او ینادی شک من الراوی لیرجع بفتح الیاء وکسر الجیم المخففۃ یستعمل ھذا لازما ومتعدیا تقول رجع زید ورجعت زیدا وھھنا متعد وفاعلہ بلال رض۔

بَابٌ كَمْ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ.

باب، اذان اور اقامت کے درمیان کتنا وقفہ ہونا چاہیئے

۶۰۲ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ ثَلَاثًا لِمَنْ شَاءَ۔

besturdubooks.wordpress.com

مقصد ترجمہ حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا ہر دو اذانوں (یعنی اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ہے جو پڑھنا چاہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "بین کل اذانین صلوٰۃ" یعنی اذان واقامت (تکبیر) کے درمیان ایک نماز کے برابر فصل ہونا چاہیے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۷ وایضاً ص۸۷ ویاتی ص۱۵۷ تا ص۱۵۸ وخرجہ مسلم فی باب استحباب رکعتین قبل صلوٰۃ المغرب ص۲۷۸ والترمذی فی "باب ماجاء فی الصلوٰۃ قبل المغرب ص۲۶ وابوداؤد فی باب الصلوٰۃ قبل المغرب ص۱۸۲

۶۰۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْاَنْصَارِيَّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ الْمُؤَذِّنُ اِذَا اَذَّنَ قَامَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ كَذٰلِكَ يُصَلُّوْنَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ شَيْءٌ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ جَبَلَةَ وَاَبُوْدَاؤُدَ عَنْ شُعْبَةَ لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا اِلَّا قَلِيْلٌ۔

سوال حضرت انسؓ بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب مؤذن اذان شروع کرتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگ مسجد کے ستونوں کے پاس تیزی سے چلے جاتے یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور وہ اسی حال میں مغرب سے پہلے دو رکعتیں (سنت کی) پڑھتے ہوتے اور اذان واقامت کے درمیان کچھ زیادہ وقفہ نہ ہوتا تھا، (امام بخاری رحؒ فرماتے ہیں کہ) اور عثمان بن جبلہ اور ابوداؤد (طیالسی) شعبہ سے ناقل ہیں کہ ان دونوں (اذان واقامت) کے درمیان بہت کم وقفہ ہوتا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وھم یصلون رکعتین قبل المغرب، فان صلاتھم قبل صلوٰۃ المغرب بعد الاذان بینہ وبین الاقامۃ (عمدہ)

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ ہر اذان واقامت کے درمیان کچھ وقفہ ہونا چاہیے۔ خواہ قلیل سے قلیل وقفہ ہو کیونکہ اذان کا مقصد نماز کی اطلاع ہے کہ اذان سنتے ہی

besturdubooks.wordpress.com

لوگ نماز کیلئے آئیں۔

ترمذی میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے فرمایا!

اجعل بین اذانك واقامتك قدر مایفرغ الآکل الخ (ترمذی اول ص۲۷)

یعنی اذان واقامت کے درمیان اتنا فاصلہ دینا چاہیئے کہ کھانے والا کھانے سے، پینے والا پینے سے اور قضاء حاجت کیلئے جانے والا اپنی حاجت سے فارغ ہوسکے۔ یہ روایت چونکہ بخاری کے شرط کے مطابق نہیں تھی لیکن مضمون صحیح تھا اسلئے بخاریؒ نے اپنے اصول کے مطابق اس روایت کی طرف اشارہ کردیا حدیث بین کل اذانین صلوٰۃ سے اسکی تائید کردی، اور جب مغرب میں اس فصل ووقفہ کی رعایت کی گئی جبکہ اس کا وقت مختصر ہے تو دیگر نمازوں میں بدرجہ اولیٰ اسکی رعایت کی جائے گی۔

تشریح پہلی روایت میں ہے لمن شاء معلوم ہوا کہ یہ دو رکعتیں ضروری نہیں۔

اقوال ائمہ اس پر تو ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ مغرب کے علاوہ تمام نمازوں میں اذان اور اقامت کے درمیان نوافل مسنون یا مستحب ہیں البتہ مغرب کی اذان واقامت میں ائمہ کے اقوال مختلف ہیں۔

امام نووی شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب یعنی شوافع کے دو قول ہیں مشہور قول عدم استحباب کا ہے اور اصح استحباب کا قول ہے اور لکھتے ہیں کہ خلفاء اربعہ ودیگر صحابہ وامام مالک اور اکثر فقہاء کے نزدیک عدم استحباب ہے۔ یہی حنفیہ کا بھی مذہب ہے کہ صرف مباح ہے جیساکہ علامہ ابن ہمام نے تصریح کی ہے اگرچہ بعض کتابوں میں مکروہ لکھا ہے لیکن روایت کیوجہ سے صحیح وہی ہے جو ابن ہمام نے فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔

بین الاذانین یہاں دو اذان سے مراد اذان اور اقامت یعنی تکبیر ہے اقامت پر اذان کا اطلاق تغلیبا کردیا ہے جیسے والدین، قمرین وغیرہ چونکہ اقامت بھی اعلام ہے دخول صلوٰۃ کے واسطے جیسے اذان اعلام ہے دخول وقت کے واسطے۔

بَابٌ مَنِ انْتَظَرَ الْإِقَامَةَ

باب۔ اس شخص کا بیان جو اذان سننے کے بعد اقامت کا انتظار کرے

۶۰۴۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

besturdubooks.wordpress.com

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَکَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالْاُوْلٰی مِنْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ قَامَ فَرَکَعَ رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ بَعْدَ اَنْ یَّسْتَبِیْنَ الْفَجْرُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْمَنِ حَتّٰی یَاْتِیَہُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَۃِ ۔

ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب موذن فجر کی پہلی اذان دیکر خاموش ہوجاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوجاتے اور فجر کی نماز (فرض) سے پہلے صبح صادق کے روشن ہوجانے کے بعد دو رکعتیں (سنت کی) ہلکی پھلکی ادا کرتے پھر داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ موذن اقامت کی خبر دینے کیلئے آپؐ کے پاس آتا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " ثم اضطجع علی شقہ الایمن حتی یاتیہ المؤذن للاقامۃ (عمدہ، فتح)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۷ ویاتی مطولاً ص۱۳۵ ومختصراً ص۱۵۵ وص۱۵۶ وفی الدعوات ص۹۳۳۔

مقصد ترجمہ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ یہ اقامت کا انتظار اگرچہ امام کیلئے ہے مقتدی کے لئے تو صف اول کا ثواب حاصل کرنے کیلئے تبکیر یعنی جلدی کرنی چاہئے لیکن امام بخاریؒ اس باب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کسی مقتدی کا گھر مسجد کے قریب ہو تو اس کے لئے بھی گنجائش ہے۔ کہ اقامت کا انتظار کرے اور اقامت سنتے ہی مسجد جائے۔ واللہ اعلم

تشریح اذا سکت المؤذن یعنی جب موذن اذان دیکر فارغ ہوجاتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم فجر کی سنت ہلکی پڑھتے تھے، بعض روایت میں تصریح ہے کہ آپؐ اکثر پہلی رکعت میں قل یاایھا الکفرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص یعنی قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے۔

بالاولیٰ من صلوٰۃ الفجر اس اذان کو اول کہا گیا بہ نسبت اقامت پر بھی اذان کا اطلاق ہوتا ہے۔

بَابٌ بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوۃٌ لِّمَنْ شَاءَ

باب، ہر اذان و اقامت کے درمیان نماز ہے جو کوئی چاہے (یعنی نفل پڑھ سکتا ہے)

۶۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یَزِیْدَ قَالَ حَدَّثَنَا کَھْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

besturdubooks.wordpress.com

وَسَلَّمَ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلوٰةٌ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلوٰةٌ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے پھر تیسری مرتبہ میں (یہ زیادہ) فرمایا کہ جو پڑھنا چاہے۔

(یعنی اذان اور اقامت کے درمیان نماز کا حکم وجوبی نہیں ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ لفظہ یعنی ترجمۃ الباب بعینہٖ حدیث کے الفاظ ہیں۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا م۸۷ ومر ایضا م۸۷ باقی کیلئے حدیث ۶۰۲ ملاحظہ فرمائیے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلے کم بین الاذان والاقامۃ کا ترجمہ قائم کیا تھا جس کے تحت یہی روایت تھی، علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں تکرار کا شبہ نہ کیا جائے کیونکہ سابق باب میں مدلول حدیث پر ترجمہ تھا (یعنی حدیث سے ثابت ہونے والے مضمون کو ذکر کیا گیا تھا) اور یہاں بخاری نے حدیث کے الفاظ ہی کو ترجمہ قائم فرما دیا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ اشارہ مقصود ہے کہ رواتب کے بارے میں قولی و فعلی روایات سے وجوب نہ سمجھا جائے کیوں کہ لمن شاء وارد ہے۔

تشریح بین کل اذانین عموم کی وجہ سے بظاہر پانچوں نمازوں کو شامل ہے خواہ مغرب ہی کی اذان واقامت ہو، لیکن بعض اہل علم نے اس سے مغرب کو مستثنیٰ کر دیا چونکہ مغرب کے درمیان کچھ فاصلہ نہیں ہوتا ہے چنانچہ باب ۴۰۴ میں اقوال ائمہ کے تحت گذر چکا ہے کہ خلفاء اربعہ کے نزدیک مستحب بھی نہیں ہے لیکن کراہت کا قول بھی قابلِ قبول نہیں بس سب سے بہتر ابن ہمام کا فیصلہ ہے کہ مباح ہے واللہ اعلم

بَابٌ مَنْ قَالَ لِيُؤَذِّنْ فِي السَّفَرِ مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ

باب۔ ان لوگوں (کی دلیل) کا بیان جو کہتے ہیں کہ سفر میں ایک ہی مؤذن اذان دے

۶۰۶۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ

urdubooks.wordpress.com

عن ابی قلابۃ عن مالک بن الحویرث قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی نفر من قومی فاقمنا عندہ عشرین لیلۃ وکان رحیما رفیقا فلما رای شوقنا الی اھلینا قال ارجعوا فکونوا فیھم وعلموھم وصلوا فاذا حضرت الصلوٰۃ فلیؤذن لکم احدکم ولیؤمکم اکبرکم۔

ترجمہ حدیث حضرت مالک بن حویرث رضؓ سے روایت ہے کہ میں اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم لوگوں نے بیس روز تک آپ کے پاس قیام کیا۔ اور آپ بہت رحم دل اور مہربانی کرنے والے تھے چنانچہ جب آپ نے ہمارا اشتیاق اپنے گھر والوں کی طرف محسوس کیا تو ارشاد فرمایا کہ تم لوگ لوٹ جاؤ اور اپنی قوم میں رہو اور ان کو دین کی تعلیم دو اور نماز پڑھا کرو۔ تو جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور تم میں سے جو بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فلیؤذن لکم احدکم۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۸ ویاتی ص۸۸ و ص۹۰ و ص۹۵ و ص۱۱۳ و ص۲۹۹ و ص۸۸۸ و ص۱۰۷۶ و مسلم اول ص۲۳۶ و ابوداؤد ص۸۷ فی باب من احق بالامامۃ وترمذی اول ص۲۸ تا ص۲۹ فی باب ماجاء فی الاذان فی السفر والنسائی فی الصلوٰۃ وابن ماجہ ایضاً فی الصلوٰۃ

مقصد ترجمہ امام بخاری کا مقصد کیا ہے؟ اقوال مختلف ہیں

(۱) حافظ عسقلانی رح فرماتے ہیں، کانہ یشیر الی ما رواہ عبد الرزاق باسناد صحیح ان ابن عمر کان یؤذن للصبح فی السفر اذانین (فتح ص۸۳/۲)

یعنی امام بخاری رح کا مقصد اس روایت کی تردید کی طرف اشارہ ہے جس کو مصنف عبد الرزاق میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سفر میں نماز کیلئے دو اذان دلواتے تھے۔

مقصد یہ ہوا کہ سفر میں ایک اذان کافی ہے البتہ حضر میں اگر اطراف وجوانب کے لوگوں کو اطلاع دینے کی ضرورت محسوس ہو تو ایک سے زائد کی اجازت ہے لیکن سفر میں چونکہ سارے نمازی جمع ہوتے ہیں اس لئے ایک اذان کافی ہے زیادہ کی ضرورت نہیں۔

(۲) شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ رح فرماتے ہیں کہ سفر کی قید اتفاقی ہے مقصد یہ ہے کہ حضر میں بھی

besturdubooks.wordpress.com

ایک اذان کافی ہے اور حرمین شریفین میں جو ایک سے زیادہ موذن اذان دیتے ہیں وہ ضروری اور لازم نہیں ہے۔

(۳) آئندہ باب کے تحت مشہ میں حضرت مالک بن حویرث رضی کی روایت آرہی ہے، امام بخاری کا مقصد اسکے مفہوم کی وضاحت و شرح ہے، روایت میں ہے آپؐ نے فرمایا: اذا انتما خرجتما فاذنا ثم اقیما ثم لیؤمکما اکبرکما ''جب تم سفر کیلئے نکلو تو دونوں اذان دینا اور دونوں اقامت کہنا پھر تم دونوں میں جو بڑا ہو وہ امامت کریگا۔

اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ دونوں اذان دیں، امام بخاری ''ترجمۃ الباب میں اسکی وضاحت فرما رہے ہیں کہ یہ مطلب نہیں ہے کہ دونوں اذان دیں بلکہ مطلب یہ ہے یوذن احدھما یعنی کوئی اذان دے یا یہ مطلب ہے کہ یوذن احد کما و یجیب الآخر۔

البتہ امامت کا معاملہ یہ ہے کہ چونکہ علم و تقویٰ میں دونوں برابر ہیں کیونکہ ایک ساتھ ہجرت کیا ایک ہی ساتھ مسلمان ہوئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں بیس دن دونوں رہے اس لحاظ سے معاملہ میں زیادہ عمر والے کو ترجیح کا حکم فرمایا۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ امامت کا مرتبہ اذان سے افضل ہے۔ واللہ اعلم

بَابُ الْاَذَانِ لِلْمُسَافِرِ اِذَا كَانُوْا جَمَاعَةً وَالْاِقَامَةِ وَكَذٰلِكَ بِعَرَفَةَ وَجَمْعٍ وَقَوْلِ الْمُؤَذِّنِ الصَّلٰوةُ فِى الرِّحَالِ فِى اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ اَوِ الْمَطِيْرَةِ۔

۶۰۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ اَبِى الْحَسَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ اَبِى ذَرٍّ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى سَفَرٍ فَاَرَادَ الْمُؤَذِّنُ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُوْلَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

باب۔ جب سفر کرنے والے جماعت کی صورت میں ہوں تو نماز کیلئے اذان اور اقامت کہنے کا بیان اور اسی طرح مقام عرفات و مزدلفہ میں بھی اذان و اقامت کہیں اور سردی والی رات یا بارش والی رات میں موذن کا یہ کہنا الصلوٰۃ فی الرحال۔ (نماز اپنی قیام گاہوں

besturdubooks.wordpress.com

میں پڑھ لو۔)

ترجمہ حدیث حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے مؤذن نے (ظہر کی) اذان کا ارادہ کیا تو آپؐ نے اس سے فرمایا ٹھنڈا ہو جانے دو۔ پھر (دوبارہ) اذان کا ارادہ کیا تو پھر آپؐ نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دو پھر مؤذن نے (تیسری بار) اذان دینے کا ارادہ کیا تو پھر آپؐ نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دو، یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث ان المؤذن اراد ان یؤذن فامرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالا براد ثلاث مرات ولم یتعرض الی ترک الاذان فدل علی انہ اذن بعد الابراد الموصوف واقام وانہ صلی اللہ علیہ وسلم مع الصحابۃ کانوا فی سفر فطابق الحدیث للترجمۃ من ھذہ الحیثیۃ۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۷ تا ص۸۸ ومر الحدیث ص۷۶ تا ص۷۷ وایضا ص۷۷ فی باب الابراد بالظہر فی السفر وباقی ص۴۶۱ تا ص۴۶۲۔

۶۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ اَتَى رَجُلَانِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدَانِ السَّفَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَاَذِّنَا ثُمَّ اَقِيْمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا۔

ترجمہ حدیث حضرت مالک بن حویرثؓ نے فرمایا کہ دو آدمی (خود مالک اور ایک ان کے رفیق) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے وہ دونوں سفر کرنا چاہتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دونوں سفر کیلئے نکلو تو (راستے میں) تم دونوں میں سے کوئی ایک اذان دینا پھر اقامت کہنا پھر تم دونوں میں جو عمر میں بڑا ہو وہ امامت کرے گا۔ ویجوز ان یکون اشار الی کبر الفضل والعلم (عمدہ)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ فی "یریدان السفر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا انتما خرجتما فاذنا"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۸ ومر ص۸۷ وباقی متصلا ص۸۸ وص۹۰ وص۹۵ وص۳۹۹

besturdubooks.wordpress.com

وص۸۸۸ وص۱۰۷۶ والترمذی ص۲۸ تا ص۲۹۔

۶۰۹۔ حدثنا محمد بن المثنی قال اخبرنا عبد الوهاب قال اخبرنا ایوب عن ابی قلابة قال حدثنا مالك قال اتینا النبی صلی الله علیه وسلم ونحن شببة متقاربون فاقمنا عنده عشرین یوما ولیلة وکان رسول الله صلی الله علیه وسلم رحیما رفیقا فلما ظن انا قد اشتهینا اهلنا او قد اشتقنا سألنا عمن ترکنا بعدنا فاخبرناه فقال ارجعوا الی اهلیکم فاقیموا فیهم وعلموهم ومروهم وذکر اشیاء احفظها او لا احفظها وصلوا کما رأیتمونی اصلی فاذا حضرت الصلوٰة فلیؤذن لکم احدکم ولیؤمکم اکبرکم۔

ترجمہ حدیث حضرت مالک رض (ابن حویرث) نے فرمایا کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (اپنے ملک سے) آئے اور ہم سب تقریباً ہم عمر جوان تھے تو ہم لوگوں نے بیس دن اور بیس رات آپ کے پاس قیام کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمدل اور مہربانی کرنیوالے تھے جب آپ نے یہ گمان فرمایا کہ ہم اپنے گھر جانا چاہتے ہیں یا (شک راوی) ہم کو اپنے گھر جانے کا شوق ہے تو آپ نے ہم سے پوچھا کہ (ہم اپنے وطن میں) کن کن عزیزوں کو چھوڑ کر آئے ہیں تو ہم نے آپ سے بیان کر دیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ اور ان ہی لوگوں میں رہو۔ اور ان لوگوں کو تعلیم دو اور اچھی باتوں کا حکم دو اور حضرت مالک نے کچھ اور چیزیں بیان کیں لیکن ایوب نے کہا کہ ابو قلابہ نے کہا کہ وہ باتیں مجھے یاد ہیں یا یہ کہا کہ مجھکو یاد نہیں ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح نماز پڑھتے رہنا اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک اذان دے اور تم سے جو بڑا ہو امامت کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی "فاذا حضرت الصلوٰة فلیؤذن لکم احدکم"۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۸۸ وص۸۸ وباقی ص۹۰ وص۹۵ وص۳۹۹ وص۸۸۸ وص۱۰۷۶

۶۱۰۔ حدثنا مسدد قال حدثنا یحیٰی عن عبید الله بن عمر قال

besturdubooks.wordpress.com

حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ قَالَ اَذَّنَ ابْنُ عُمَرَ فِیْ لَیْلَةٍ بَارِدَةٍ بِضَجْنَانَ ثُمَّ قَالَ صَلُّوْا فِیْ رِحَالِکُمْ وَاَخْبَرَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْمُرُ مُؤَذِّنًا یُؤَذِّنُ ثُمَّ یَقُوْلُ عَلٰی اِثْرِہٖ اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ فِی اللَّیْلَةِ الْبَارِدَةِ اَوِ الْمَطِیْرَةِ فِی السَّفَرِ۔

ترجمہ حدیث نافع نے بیان کیا کہ حضرت ابن عمرؓ نے ضجنان میں ایک ٹھنڈی رات میں اذان دی پھر کہا، اپنی اپنی قیام گاہ میں نماز پڑھ لو۔ اور ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ٹھنڈی یا بارش کی رات میں مؤذن کو حکم دیتے تھے کہ وہ اذان دے کر پھر اعلان کردے "الاصلوا فی الرحال"، اپنی اپنی قیام گاہ میں نماز پڑھ لو۔

مطابقۃ للترجمۃ حدیث کی مطابقت ترجمۃ الباب کے اس جز سے ہے قول المؤذن الصلوٰۃ فی الرحال فی اللیلۃ الباردۃ او المطیرۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۸ و یاتی ص۹۲۔

۶۱۱۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْعُمَیْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَیْفَةَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْاَبْطَحِ فَجَاءَہٗ بِلَالٌ فَاٰذَنَہٗ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ خَرَجَ بِلَالٌ بِالْعَنَزَةِ حَتّٰی رَکَزَھَا بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْاَبْطَحِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ۔

ترجمہ حضرت ابو جحیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام ابطح میں دیکھا کہ آپؐ کے پاس حضرت بلالؓ آئے اور آپؐ کو نماز کی اطلاع دی پھر حضرت بلال نیزہ لے کر نکلے یہانتک کہ انھوں نے ابطح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گاڑ دیا اور نماز کیلئے تکبیر کہی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ لان فیہ الاذان والاقامۃ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحابہ فی السفر۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۸ ومر ص۳۱ و ص۵۴ و ص۷۱، و ص۶۲ و ص۵۰۲ و ص۵۰۳ و ص۸۶۱ و ص۸۷۱۔

besturdubooks.wordpress.com

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد اس باب سے کیا ہے؟ اقوال مختلف ہیں۔
حافظ ابن حجر عسقلانی رح فرماتے ہیں کہ اذان کا حکم اس صورت میں ہے کہ جبکہ جماعت ہو چونکہ اذان اسلئے دیجاتی ہے کہ سب لوگ جمع ہو جائیں۔ چنانچہ حافظ عسقلانی رح نے حضرت ابن عمر رض کا یہ قول نقل کیا ہے انما التاذین لجیش او رکب علیھم امیر الخ (فتح)
یعنی سفر کرنے والے لشکر یا قافلہ میں کوئی امیر ہو تو اذان کہی جائے گی جیساکہ امام بخاری رح کے ترجمہ کے الفاظ اذا کانوا جماعۃ، سے ظاہر ہوتا ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاری رح امام مالک رح کی موافقت و تائید کر رہے ہیں کہ اگر مسافر تنہا ہے اور نماز پڑھے تو اذان کہنے کی ضرورت نہیں بس اقامت (یعنی تکبیر) کافی ہے۔
حضرت شیخ الحدیث رح فرماتے ہیں "مگر یہ بعید ہے اس لئے کہ ابھی (یعنی چند باب پہلے باب ص ۳۹۵ کے تحت حدیث ۵۸۸) امام بخاری رح حضرت ابو سعید خدری رض کی روایت نقل کر آئے کہ حضرت ابو سعید خدری رض نے شاگرد سے فرمایا۔ انی اراک تحب الغنم والبادیۃ فاذا کنت فی غنمک او بادیتک فاذنت بالصلوۃ فارفع صوتک بالنداء" اور وہاں شاگرد منفرد تھے (تقریر بخاری جلد سوم)
چنانچہ خود حافظ ابن حجر عسقلانی رح لکھتے ہیں کہ وذھب الائمۃ الثلاثۃ والثوری وغیرھم الی مشروعیۃ الاذان لکل احد (فتح)
پھر حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک امام بخاری رح کی غرض یہ ہے کہ مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ جماعت میں اگر امیر ہو تو اذان کہی جائے ورنہ نہیں۔
تو حضرت امام بخاری رح اس پر رد فرما رہے ہیں کہ اذان ایک مستقل چیز ہے وہ امیر پر موقوف نہیں ہے اور میرے اس قول کی وجہ امام بخاری رح کا یہ جملہ ہے وکذلک بعرفۃ وجمع (تقریر بخاری)

مسئلہ ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ سفر میں اذان غیر مؤکد ہے یعنی مسافر کیلئے صرف اقامت پر اکتفا جائز ہے البتہ اذان و اقامت دونوں کا ترک کرنا مکروہ ہے خلافاً للظاھریہ
۲ اذان منفرد کیلئے بھی مستحب ہے چونکہ اذان کی مصالح و فوائد بے شمار ہیں لہٰذا اگر جماعت نہ ہو تو بھی اذان مفید و مستحب ہے۔

تشریحات بابُ الاذان للمسافر۔ ای باب حکم الاذان للمسافر، اکثر نسخوں میں مفرد ہی ہے اس صورت میں الف لام جنسی ہے اس لئے اذا کانوا جماعۃ سے مطابقت میں اشکال نہیں۔ وللکشمیہنی للمسافرین کما فی العینی وغیرہ۔

besturdubooks.wordpress.com

والاقامة بالجر عطفا علی الاذان۔ وکذلک بعرفة ای کذلک الاذان والاقامة بعرفة۔ وجمع بفتح الجیم وسکون المیم وھو المزدلفة۔

عرفہ کا اطلاق زمان اور مکان دونوں پر ہوتا ہے یعنی نویں ذی الحجہ پر بھی اور میدان عرفات پر بھی۔ یہاں میدان عرفات مراد ہے جہاں ظہر اور عصر کی نمازوں کو جمع کیا جاتا ہے جمع تقدیم وجمع سے مراد مزدلفہ ہے جہاں عید کی رات میں حجاج کرام جمع ہوتے ہیں اور مغرب وعشاء کی نمازوں کو جمع کیا جاتا ہے جمع تاخیر۔ وقول المؤذن بالجر ایضا عطفا علی الاقامة الصلوٰة بالنصب ای ادوھا، او بالرفع مبتدأ وخبرہ فی الرحال۔ رحال جمع رحل بسکون الحاء بمعنی منزل۔

حدیث ۶۰۷ یہ حدیث حنفی مذہب کی قوی مؤید ہے کہ موسم گرما میں ٹھنڈے وقت میں نماز ظہر پڑھنا مستحب ہے۔ یہ حدیث باب ۳۵۹ کے تحت حدیث ۵۱۹ گذر چکی ہے۔

اس حدیث میں تصریح ہے کہ سفر میں اذان دی گئی بلکہ باقاعدہ اہتمام کیا گیا اور ظاہر ہے کہ جب اذان کا اہتمام کیا گیا تو اقامت ضرور کہی گئی۔ یہی حنفیہ کا مذہب ہے کہ سفر میں اذان اور اقامت دونوں کہے لیکن اگر صرف اقامت پر اکتفا کرلے تو بھی جائز و درست ہے لیکن دونوں کو ترک کرنا مکروہ ہے کما مر۔

حدیث ۶۰۸ یہ حدیث ابھی باب سابق میں گذری۔ اور اسی دوسری روایت کی تفصیل تیسری روایت یعنی حدیث ۶۰۹ میں ہے۔ دوسری روایت میں ہے اتی رجلان جس سے معلوم ہوا کہ سفر کرنے والے دو آدمی ہیں ایک تو راوی حدیث مالک بن حویرث رضی اور دوسرا ان کا رفیق (یعنی ابن عم کما فی الترمذی ص۲۹)

اور تیسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں جماعت تھی اس میں کوئی اشکال نہیں اس لئے کہ دو پر جمع کا اطلاق بکثرت ہوتا ہے۔ فلا تعارض والاشکال۔

حدیث ۶۰۹ احفظھا ولا احفظھا اس آو میں اختلاف ہے کہ شک راوی ہے یا یہ او تنویع کیلئے ہے جیسا کہ حافظ عسقلانی کی رائے ہے اس میں مطلب ہوگا کہ کچھ باتیں یاد ہیں اور کچھ بھول گیا۔

حدیث ۶۱۱ یہ روایت باب ۳۳۰ کے تحت حدیث ۴۷۸ میں گذر چکی ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

باب ۴۰۹ هَلْ يَتَتَبَّعُ الْمُؤَذِّنُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا؟ وَهَلْ يَلْتَفِتُ فِي الْأَذَانِ؟ وَيُذْكَرُ عَنْ بِلَالٍ أَنَّهُ جَعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَجْعَلُ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ أَنْ يُؤَذِّنَ عَلَى غَيْرِ وُضُوْءٍ وَقَالَ عَطَاءٌ الْوُضُوْءُ حَقٌّ وَسُنَّةٌ وَقَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ

۶۱۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى بِلَالًا يُؤَذِّنُ فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا بِالْأَذَانِ۔

باب۔ کیا مؤذن اذان میں اپنا منہ اِدھر اُدھر (دائیں بائیں) پھیر سکتا ہے؟ اور کیا وہ اذان میں اِدھر اُدھر دیکھ سکتا ہے، اور حضرت بلال رضؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنی دونوں انگلیوں کو اپنے دونوں کانوں میں داخل کیں اور حضرت ابن عمرؓ اپنی انگلیاں کانوں میں نہیں ڈالتے تھے۔ اور ابراہیم نخعیؒ نے کہا کہ بغیر وضو اذان دینے میں کوئی حرج نہیں اور عطاء (ابن ابی رباحؒ) نے کہا (اذان میں) وضو شرعاً ثابت ہے اور سنت ہے اور حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام اوقات میں اللہ تعالےٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

حدیث ترجمہ حضرت ابوجحیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت بلال رضؓ کو اذان دیتے ہوئے دیکھا (وہ کہتے ہیں) تو میں بھی حضرت بلال رضؓ کے منہ کے ساتھ، اذان میں اپنے منہ کو اِدھر اُدھر پھیرنے لگا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاهرۃ فی قولہ فجعلت اتتبع فاہ وھٰھنا بالاذان۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۸ وص آنفا ص۸۸ ابوداؤد ص۷۷۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ نماز کے احکام میں اذان کے احکام ملحق نہیں ہیں یعنی فرق ہے۔ مثلاً استقبال قبلہ وغیرہ کی شرط اذان میں نہیں ہے، اور اسی طرح ذکر کردہ آثار کی مناسبت ترجمہ کے ساتھ ثابت ہو جاتی ہے (شرح تراجم)

besturdubooks.wordpress.com

ترجمۃ الباب کی غرض تو یہ ہے کہ مؤذن عند الحیعلتین یعنی حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے وقت دائیں بائیں چہرہ پھیرے یا نہیں؟ جمہور کے نزدیک پھیرنا چاہیئے۔

شیخ الحدیث رح فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہاں پر ابواب الاذان ختم ہو رہے ہیں اور اب آنے والے باب سے ابواب الجماعت شروع ہو رہے ہیں لہٰذا جیسے اکثر مصنفین کتاب کے آخر میں ایک باب مسائل شتی کا ذکر فرماتے ہیں اسی طرح امام بخاری رح نے یہ باب بطور مسائل شتی کے ذکر فرمایا اور ان آثار مذکورہ فی الباب سے مصنف کی غرض صرف تحویل وجہ نہیں ہے بلکہ مختلف مسائل ہیں۔

تشریح باب هل یتتبع المؤذن فاہ الخ علامہ عینی رح اور حافظ عسقلانی رح فرماتے ہیں کہ: اصیلی کی روایت میں یُتبِع باب افعال سے مضارع کا صیغہ ہے یعنی بضم الیاء واسکان التاء اتباع سے فعل مضارع ہے۔

دوسرا نسخہ باب تفعل سے فعل مضارع ہے اور یہی اکثر ہے۔

المؤذن یتتبع کا فاعل قرار دیکر مرفوع پڑھیں اور فاہ مفعول ہو تو اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ کیا مؤذن اذان میں حیعلتین کے موقع پر اپنا منہ ادھر ادھر پھرائے؟

اور اگر مؤذن کو مفعول قرار دیکر منصوب پڑھیں جیسا کہ علامہ کرمانی کی رائے ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ کیا کوئی آدمی یعنی سننے والا مؤذن کے ساتھ اپنے منہ کو گھمانے میں مؤذن کا اتباع کرے؟ یعنی اپنا منہ دائیں بائیں پھیرے؟

بعض حضرات نے اسی مطلب کو واضح کہا ہے چونکہ حضرت ابو جحیفہ رض فرماتے ہیں کہ میں بھی اپنا چہرہ ایسا ہی پھیر لیتا تھا جیسا کہ حضرت بلال رض پھیر لیتے تھے۔

اور اب روایت و ترجمہ میں مناسبت ظاہر ہے ورنہ تخالف ہو جائے گا چونکہ ترجمہ تو ہے کہ مؤذن اپنا چہرہ اِدھر اُدھر کرے اور روایت میں ہے کہ سننے والا مؤذن کی اتباع کرے۔

اور پہلے مطلب کی صورت میں مطابقت بایں طور پر ہو گی کہ ترجمہ میں مؤذن کا تذکرہ ہے اور روایت میں سننے والے کا اپنے چہرہ کو گھمانا، تو ظاہر ہے کہ سننے والا اسی وقت دائیں بائیں پھیرلے گا جب کہ اذان دینے والا اپنا چہرہ کو گھمائے۔

مؤذن کا اذان میں حیعلتیں کیوقت دائیں بائیں التفات مستحب ہے صرف ابن سیرین رح مکروہ کہتے ہیں چونکہ اذان مقدمہ صلوٰۃ ہے اور صلوٰۃ میں استقبال ہے تو اذان میں بھی استقبال ہوگا۔

وھل یلتفت فی الاذان یہ دراصل پہلے جملہ کی وضاحت ہے جس سے وضاحت ہو گئی کہ عند الحیعلتین

besturdubooks.wordpress.com

دائیں بائیں التفات کرنا چاہیئے اور صرف چہرہ دائیں بائیں کرے اور سینہ کی تحویل سے اجتناب کرے۔
ویذکر عن بلال الخ اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیوں کو داخل کرنے کا حکم خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضہ کو دیا ہے اور اسکی علت یہ ہے کہ اس سے آواز بلند ہوتی ہے۔

(ابن ماجہ ص۵۲)

چنانچہ ائمہ اربعہ کے نزدیک مستحب ہے۔ وکان ابن عمر رضہ الخ چونکہ کانوں میں انگلیاں ڈالنا فرض وواجب نہیں ہے تو ہوسکتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضہ کی آواز خود بلند ہو یا مقصد مسئلہ بتانا ہو سکے یا یہ حدیث نہ معلوم ہوئی ہو۔ واللہ اعلم۔
وقال ابراھیم الخ ابراہیم نخعی رح فرماتے ہیں کہ بغیر وضو اذان دینے میں کوئی حرج نہیں۔
واضح رہے کہ لاباس کا اطلاق وہاں ہی ہوتا ہے جہاں کچھ باس بھی ہے مطلب یہ ہوا کہ اذان تو ہوجاتی ہے مگر کراہت سے خالی نہیں اس لیے بغیر وضو اذان نہ دینی چاہیے۔ امام ترمذی رح نے مستقل باب قائم کرکے حضرت ابوہریرہ رضہ کی روایت نقل کی ہے کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤذن الا متوضئ (ترمذی اول ص۲۸)
ترجمہ سے مناسبت کے متعلق بیان گذر چکا ہے کہ یہ آثار مسائل شتی کے طور پر ہیں۔
ع۲ ترجمۃ الباب سے مناسبت قائم بھی کی جاسکتی ہے کہ وضوء سے نشاط پیدا ہوتا ہے اور نشاط حاصل ہونے کے بعد جو کام کیا جاتا ہے اس میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ تو جس طرح کانوں میں انگلیوں کو داخل کرنا آواز بلند کرنے میں معاون تھا اسی طرح وضو کرنا بھی آواز بلند کرنے میں نشاط کی وجہ سے مددگار بنے گا
امام بخاری رح نے اس کی وضاحت کیلئے حضرت عطاء بن ابی رباح رح کا قول نقل کردیا کہ اذان کیلئے وضو کرنا شرعاً ثابت اور سنت ہے۔
قالت عائشۃ رضہ الخ اس کے نقل سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رح کا میلان ابراہیم نخعی رح کیساتھ ہے کہ بلا وضو اذان دینا بلا کراہت جائز ہے لیکن احناف وشوافع کے نزدیک مکروہ ہے۔

باب ۱۸۱ قَولِ الرَّجُلِ فَاتَتْنَا الصَّلٰوۃُ وَكَرِهَ ابنُ سِيرِينَ اَنْ يَقُولَ فَاتَتْنَا الصَّلٰوۃُ وَلْيَقُلْ لَمْ نُدْرِكْ وَقَولُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ۔

۶۱۳ ۔ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اِذْ سَمِعَ جَلَبَةَ رِجَالٍ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ مَا شَاْنُكُمْ قَالُوا اسْتَعْجَلْنَا

besturdubooks.wordpress.com

إلى الصلوة قال فلا تفعلوا إذا أتيتم الصلوة فعليكم السكينة فما أدركتم فصلوا وما فاتكم فأتموا.

باب ۔ آدمی کا یہ کہنا کہ ہماری نماز جاتی رہی (درست ہے) اور ابن سیرینؒ نے مکروہ سمجھا ہے اور کہا ہے کہ ایسے موقع پر لم تدارک کہنا چاہیئے یعنی ہم نے نماز نہیں پائی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہی صحیح ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوقتادہؓ نے فرمایا کہ اس درمیان کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں آپؐ نے کچھ لوگوں کے دوڑنے کی آواز سنی جب آپؐ نماز پڑھ چکے تو فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ (یعنی یہ آواز کیوں ہوئی؟) لوگوں نے عرض کیا کہ ہم لوگوں نے نماز کیلئے جلدی کی (یعنی دوڑ کر آئے) آپؐ نے فرمایا (آئندہ) ایسا نہ کرو جب تم نماز کیلئے آؤ سکون و اطمینان کے ساتھ آؤ پھر جتنی نماز امام کے ساتھ پاؤ پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے اس کو پورا کرلو۔ (یعنی امام کے ساتھ سلام پھیرنے کے بعد)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وما فاتكم فأتموا"

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۸۸
ومسلم ص۲۲۰۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد امام ابن سیرینؒ کی تردید ہے۔ امام ابن سیرینؒ بلاشبہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بہر حال مقدم ہے تابعی ہو یا صحابی حدیث نبوی کے مقابلے میں کسی کا قول مقبول نہیں۔ تو امام بخاریؒ ابن سیرینؒ پہ رد کرنا چاہتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ما فاتکم فاتموا جو نماز تم سے جاتی رہے بعد میں پورا کرو۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: هذا الكلام من البخاري رد على ابن سيرين لان الشارع جوز لفظ الفوات و ابن سيرين كرهه۔ (عمدہ ج۵ ص۱۵۱)

تشریح امام بخاریؒ نے ابتک اذان کے ابواب ذکر فرمائے اب ابواب جماعت شروع فرما رہے ہیں کہ اذان سننے کے بعد چند صورتیں ہیں۔

(۱) پوری نماز مل جائے۔
(۲) کچھ بھی نہ ملے۔
(۳) بعض ملے اور بعض نہ ملے۔

تو امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کسی کی پوری نماز چھوٹ جائے جماعت میں سے کچھ نہ ملے تو فاتتنا الصلوۃ کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ ابن سیرینؒ سے کراہت منقول ہے، بخاریؒ نے تردید کردی کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تو کہہ سکتا ہے، اور تقریر مذکور سے معلوم ہوگیا کہ یہاں اصح بمعنی صحیح ہے۔ اور ابن سیرینؒ کا مکروہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ باقی تفصیل آرہی ہے۔

بابُ[۴۱۱] مَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوا قَالَهُ اَبُوقَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم۔

۶۱۴ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ قال حَدَّثَنا ابنُ اَبِي ذِئْبٍ قال حَدَّثَنا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ح وعَنِ الزُّهْرِيِّ عن اَبِي سَلَمَةَ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قال اِذَا سَمِعْتُمُ الْاِقَامَةَ فَامْشُوا اِلَى الصَّلٰوةِ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ وَلَا تُسْرِعُوا فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوا۔

باب ـ جتنی نماز (امام کے ساتھ) مل جائے وہ پڑھ لو اور جتنی فوت ہوجائے (بعد میں) اس کو پوری کرلو اس کو حضرت ابو قتادہ رضؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے (جیسے اوپر گذر چکا)۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم تکبیر کی آواز سنو تو نماز کے لئے وقار (اطمینان کئے ہوئے چلو اور دوڑو نہیں پھر جتنی نماز مل جائے وہ پڑھ لو اور جتنی فوت ہوجائے بعد میں اس کو پورا کرلو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ فی قولہ "فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا"۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھھنا صـ۸۸ ونسائی صـ۱۲۴ ومسلم اول صـ۲۲۰، ابوداؤد صـ۸۴۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ اصل تو یہی ہے کہ اذان سننے کے بعد نمازی مسجد کی طرف چل پڑے لیکن اگر ضروریات میں مشغولیت کی وجہ سے تاخیر ہوگئی تو اقامت (تکبیر) سننے پر بھی دوڑ بھاگ نہ کرے بلکہ وقار و سکون کے ساتھ چل کر جماعت میں شریک ہوجائے اب اگر جماعت کا کچھ حصہ چھوٹ جائے تو جتنا حصہ امام کے ساتھ مل جائے وہ امام کے ساتھ پڑھ لے اور جو حصہ فوت ہوجائے اس کو بعد میں پورا کرلے۔

تشریح قالہ ابوقتادۃ قال کا فاعل ابو قتادہ رضؓ ہیں جو مشہور صحابی ہیں والضمیر المنصوب فی قالہ یرجع الی المذکور فی الترجمۃ وھو قولہ ما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا۔

والمعنی قالہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو الذی رواہ البخاری فی الباب

besturdubooks.wordpress.com

المسابق (عمدہ)۔

وعن الزہری الخ امام زہری رح نے اس حدیث کو دو شخصوں سے سنا ایک حضرت سعید بن مسیب رح سے اور دوسرے ابوسلمہ سے اور دونوں نے حضرت ابوہریرہ رض سے سنا۔

فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا ایسے شخص کو جس کی نماز ایک رکعت یا زیادہ چھوٹ گئی یعنی امام کے ساتھ ایک رکعت یا زیادہ ہوجانے کے بعد شریک ہوا اس کو مسبوق کہتے ہیں۔

مسبوق کی نماز امام کے ساتھ اولِ صلوٰۃ ہے یا آخرِ صلوٰۃ ؟

جب مسبوق امام کے ساتھ شریک ہوتا ہے تو امام کے ساتھ اولِ صلوٰۃ ہے یا آخرِ صلوٰۃ ؟ ائمۂ عظام کے اقوال مختلف ہیں۔

(۱) امام شافعی رح اور امام احمد رح کے نزدیک امام کے ساتھ مسبوق کی نماز اولِ صلوٰۃ ہے۔

(۲) امام اعظم ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک آخرِ صلوٰۃ ہے واحمد فی روایۃ وسفیان و مجاھد وابن سیرین وقال ابن الجوزی الاشبہ بمذھبنا ومذھب ابی حنیفۃ انہ آخر صلوٰتہ۔ (عمدہ)

(۳) امام مالک رح کا مشہور مذہب اور امام محمد رح کے نزدیک افعال کے اعتبار سے اولِ صلوٰۃ ہے اور اقوال کے اعتبار سے آخرِ صلوٰۃ ہے۔

اختلافِ ائمہ کی وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث دو طرح سے نقل کی گئی ہے۔ ایک[۱] " ما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا " اور دوسرے[۲] "صلِّ ما ادرکتَ واقض ما سبقك " (مسلم ص۲۲۰)

نیز ابوداؤد ص۸۵ میں ہے فصلوا ما ادرکتم واقضوا ما سبقکم۔

امام شافعی رح کا استدلال فاتموا سے ہے کہ اتمام کے معنی ہیں پورا کرنا، اور ظاہر ہے کہ اتمام شئی کا اس کے آخر سے ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس شخص کی نماز کا اخیر حصہ باقی رہ گیا ہے جس کو وہ پورا کریگا۔

اور امام اعظم رح وغیرہ کا استدلال فاقضوا سے ہے اور قضا کا تعلق ما سبق سے ہوتا ہے معلوم ہوا کہ اس کی نماز کا شروع حصہ رہ گیا ہے نماز کا آخری حصہ تو وہ امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنی شروع کی نماز پڑھے گا۔

ثمرۂ اختلاف یہ نکلے گا کہ اولِ صلوٰۃ کے قائلین کے نزدیک جن رکعتوں میں مسبوق ہے صلوٰۃ جہریہ میں جہر نہیں کریگا۔ اور جو آخرِ صلوٰۃ کے قائل ہیں ان کے نزدیک مسبوق کی نماز اولِ صلوٰۃ ہے اس لئے جہر کرے گا۔

besturdubooks.wordpress.com

اور دوسرا اختلاف یہ نکلے گا کہ اگر کسی کو چار رکعت والی نماز مثلاً عشاء کی امام کے ساتھ صرف ایک رکعت (چوتھی) ملی اب یہ شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد شوافع اور حنابلہ کے نزدیک ایک رکعت پڑھ کر تشہد کے لئے قعدہ کریگا اور صرف اسی رکعت میں قراءت پوری کریگا اس شخص کا پہلا شفعہ پورا ہو گیا اب یہ شخص باقی دو رکعت میں صرف فاتحہ پڑھیگا کیونکہ یہ آخری شفعہ ہے۔

اور امام اعظمؒ وغیرہ کے نزدیک یہ شخص مسلسل دو رکعت پڑھ کر بیٹھے گا اور دونوں میں قراءت کاملہ کریگا۔ امام مالکؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اتمام والوں کی طرح ایک رکعت پڑھ کر تشہد کے لئے بیٹھ جائیگا جس میں قراءت پوری ہوگی اور اس کے بعد والی رکعت میں قراءت کاملہ کرے گا۔ حنفیہ کے یہاں اسی پر عمل ہے اور یہی مفتی بہ قول ہے۔

باب [۴۱۲] مَتٰی یَقُوْمُ النَّاسُ اِذَا رَاَوُا الْاِمَامَ عِنْدَ الْاِقَامَۃِ۔

۶۱۵ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ كَتَبَ اِلَيَّ يَحْيٰي عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ۔

باب ۔ تکبیر کے وقت جب لوگ امام کو دیکھ لیں تو کس وقت کھڑے ہوں؟

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب نماز کی اقامت (تکبیر) کہی جائے تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہوا کرو جب تک کہ مجھ کو نہ دیکھ لو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتی ترونی" ای متی ترونی خرجت۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۸ ویاتی متصلا ص۸۸ ویاتی ص۱۲۴ ومسلم اول ص۲۲۰ وابوداؤد ص۸۰۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں دو جملہ ذکر فرمایا ہے پہلے جملہ سے سوال قائم کیا کہ متی یقوم الناس؟ اور دوسرے جملہ سے خود ہی جواب دیدیا اذا رأو الامام۔

اب مقصد ظاہر ہو گیا کہ لوگوں کو اس وقت کھڑا ہونا چاہئے جب امام کو دیکھ لیں امام سے پہلے کھڑا ہونے کی ضرورت نہیں۔

اب دو حال سے خالی نہیں امام قوم کے ساتھ مسجد کے اندر ہے یا نہیں؟ اگر امام مسجد ہی میں ہو

besturdubooks.wordpress.com

تو مقتدی کب کھڑے ہوں؟ ائمہ کرام کے اقوال مختلف ہیں۔

(۱) امام شافعی رحؒ کے نزدیک اقامت (تکبیر) ختم ہو جانے کے بعد۔ (۲) امام احمدؒ کے نزدیک جب مکبّر قد قامت الصلوٰۃ پر پہونچے۔ (۳) عند الاحناف حیّ علی الصلوٰۃ پر۔ (۴) امام مالکؒ سے منقول ہے کہ تکبیر شروع ہوتے ہی مقتدیوں کو کھڑا ہو جانا چاہیئے۔

اور اگر امام مسجد میں نہ ہو تو جب تک امام کو مسجد آتے دیکھ نہ لیں اس وقت تک کھڑے نہ ہوں جیسا کہ بعض حدیث میں تصریح ہے حتیٰ ترونی قد خرجت۔

امام بخاری رحؒ کا میلان امام مالک رحؒ کی موافقت و تائید میں ہے اور آجکل علماء احناف کا بھی اسی پر عمل ہے تاکہ تسویہ صفوف ہو سکے۔

باب[۴۱۳] لَا يَقُومُ إِلَى الصَّلٰوةِ مُسْتَعْجِلاً وَلْيَقُمْ إِلَيْهَا بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ۔

۶۱۶ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُومُوا حَتّٰى تَرَوْنِي وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ۔

باب۔ نماز کیلئے جلدی کرتے ہوئے نہ اٹھے بلکہ اطمینان اور وقار کے ساتھ اٹھنا چاہیئے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک کہ مجھے نہ دیکھ لو اور اپنے اوپر اطمینان کو لازم کر لو، اور علی بن مبارک نے اس روایت میں شیبان کی متابعت کی ہے (یعنی یحییٰ سے روایت کرنے میں)۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاهرة فی قوله "فلا تقوموا حتّٰی ترونی وعلیکم السکینۃ"۔

تعدد موضعہ: والحدیث ههنا ص۸۸ تا ص۸۹ و مرّ ص۸۸ و یاتی ص۱۲۴۔

مقصد ترجمہ حضرت شیخ الحدیث رحؒ فرماتے ہیں شارحین نے ترجمۃ الباب کی غرض سے سکوت اختیار کیا ہے، میرے نزدیک اشارہ ہے ارشادِ باری تعالیٰ اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ (سورۂ جمعہ) کی طرف۔ کہ بظاہر آیت کریمہ سے تعارض معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ آیتِ مذکورہ سے بظاہر عند الاذان دوڑنے کا حکم معلوم ہوتا ہے۔ تو امام بخاری رحؒ نے تنبیہ فرمادی کہ اس آیت میں سعی دوڑنے کے معنی میں نہیں ہے بلکہ سعی سے مراد پورے اہتمام اور مستعدی سے جانا ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

علامہ کرمانی رح بھی تقریباً یہی لکھتے ہیں کہ فی الآیۃ بمعنی الذھاب وفی الحدیث بمعنی الاسراع (کرمانی)، یعنی حدیث میں دوڑنے بھاگنے کی نفی ہے اس لئے کہ نماز کے لئے چلنے والا نماز ہی کے حکم میں ہے اس لئے آدابِ نماز کی رعایت، سکون واطمینان ضروری ہے۔ البتہ شدتِ اہتمام یعنی تھوڑا تیز قدم میں کوئی حرج نہیں، فلا تعارض ولا اشکال۔

بابٌ [۴۱۴] هَلْ يَخْرُجُ مِنَ الْمَسْجِدِ لِعِلَّةٍ۔

۴۱۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بنُ عبدِ اللهِ قال حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بنُ سَعْدٍ عن صالِحِ بنِ كَيْسَانَ عنِ ابنِ شِهابٍ عن اَبِي سَلَمَةَ عن اَبِي هُرَيْرَةَ اَنّ رسولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ وَقَدْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوْفُ حتّٰى اِذَا قَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ اَنْتَظَرْنَا اَنْ يُّكَبِّرَ انْصَرَفَ قال عَلٰى مَكَانِكُمْ فَمَكَثْنَا عَلٰى هَيْأَتِنَا حتّٰى خَرَجَ اِلَيْنَا يَنْطِفُ رَأْسُهٗ مَاءً وَقَدِ اغْتَسَلَ۔

باب، کیا اذان (یا اقامت کے بعد) کسی ضرورت کی بناء پر مسجد سے نکل سکتا ہے؟

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حجرہ سے باہر نماز پڑھانے کے لئے) نکلے اور نماز کے لئے اقامت ہو چکی تھی اور صفیں بھی برابر کرلی گئی تھیں یہاں تک کہ جب آپ ص اپنے مصلّے پر کھڑے ہو گئے ہم منتظر تھے کہ اب آپ ص تکبیر (اللہ اکبر) کہیں گے لیکن آپ ص (حجرہ کی طرف) واپس ہو گئے اور فرمایا کہ تم لوگ اپنی جگہ ٹھہرے رہو چنانچہ ہم لوگ اسی حال میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ آپ ص ہمارے پاس واپس تشریف لائے اس وقت آپ کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا اور آپ ص نے غسل کیا تھا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ "انصرف قال علیٰ مکانکم"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صـ۸۹ ومرّ صـ۳۱ ومسلم فی الصلوٰۃ صـ۲۲۰ ابوداؤد صـ۳۰ وصـ۳۱، نسائی صـ۹۱۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ ضروریات کی وجہ سے مسجد سے نکلنا جائز ہے خواہ ضرورت طبعی ہو جیسے قضاءِ حاجت یا جنبی یا محدث بھول کر مسجد میں آگیا تو نکلنا جائز ہے۔ یا ضرورت شرعی ہو جیسے کسی دوسری مسجد کی امامت وانتظام وغیرہ۔

besturdubooks.wordpress.com

ان ضروریات کی بناء پر مسجد سے نکلنا جائز ہے خواہ اقامت بھی ہوچکی ہو۔
اور جن روایات میں مسجد سے نکلنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے وہ بلاضرورت نکلنے پر محمول ہے۔
مثلاً حضرت ابوہریرہ رضؓ نے ایک شخص کو مسجد سے نکلتے دیکھا تو فرمایا اما هٰذا فقد عصىٰ ابا القاسم
(مسلم شریف جلد اول صـ۲۳۲، ابوداؤد ج۱ ص۷۹ وغیرہ)۔

سوال سوال یہ ہے کہ جب حدیث پاک میں نکلنے کی تصریح ہے تو امام بخاری رحؒ نے ترجمہ میں تردد کا لفظ (هل) کیوں استعمال فرمایا؟

جواب حدیث پاک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خاص واقعہ ہے تو اس کے اندر یہ احتمال ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہو، نیز یہ بھی احتمال ہے کہ نکلنے کی اجازت صرف جنبی کے ساتھ خاص ہو وغیرہ۔ ان احتمالات کی وجہ سے لفظ هل ذکر فرمایا، واللہ اعلم۔
باقی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد دوم صـ۲۳۰ تا صـ۲۳۲۔

باب ۴۱۵ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ مَكَانَكُمْ حَتّٰى يَرْجِعَ انْتَظَرُوْهُ۔

۶۱۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَسَوَّى النَّاسُ صُفُوْفَهُمْ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَتَقَدَّمَ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ قَالَ عَلٰى مَكَانِكُمْ فَرَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ مَاءً فَصَلّٰى بِهِمْ۔

باب ۔ اگر امام (مقتدیوں سے) کہے کہ تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو جب تک کہ میں لوٹ کر نہ آؤں تو مقتدی اس کا انتظار کریں۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ (ایک مرتبہ) نماز کی اقامت ہوگئی اور لوگوں نے اپنی صفیں برابر کرلیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حجرہ سے) باہر نکلے اور (امامت کے لئے) آگے بڑھ گئے اور آپ صؐ اس وقت جنابت کی حالت میں تھے (بھول گئے تھے) پھر (یاد آنے پر) فرمایا تم لوگ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو اور آپ صؐ لوٹ گئے اور غسل فرمایا پھر باہر نکلے تو آپ صؐ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا پھر آپ صؐ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

مطابقتہ للترجمۃ: مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ثم قال على مكانكم فرجع الخ"

besturdubooks.wordpress.com

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۹ ومرّ ص۴۱ و ص۱۹ ومسلم ص۲۲۰ وابوداؤد ص۳۰ و ص۳۱، نسائی ص۹۱۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ اگر امام کو کوئی ضرورت پیش آجائے اور ضرورت کی وجہ سے مسجد سے باہر جائے تو مقتدیوں کو انتظار کرنا چاہیئے۔ اب امام قولاً یا اشارۃً کہہ جائے کہ آپ لوگ یہیں ٹھہرے رہیں میں ابھی آتا ہوں ایسی صورت میں مقتدیوں کو نہ باہر جانے کی ضرورت ہے اور نہ ہی استخلاف کی بس امام کا انتظار کرنا چاہیئے۔

علامہ کرمانی رح فرماتے ہیں " وفی بعض النسخ بعدہ قیل لابی عبد اللہ ان بدا لاحدنا مثل ھٰذا یفعل کما فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فای شئ یصنع فقیل ینتظر ونہ قیاماً او قعوداً الخ (شرح الکرمانی ص۳۴/۵)

یعنی بعض نسخوں میں اتنی عبارت زائد ہے قیل لابی عبد اللہ ای البخاری الخ یعنی امام بخاریؒ سے کسی نے پوچھا کہ اگر ہم میں سے کسی کو ایسا اتفاق ہو تو وہ کیا کرے؟ بخاری رح نے کہا ہاں جیسا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اسی طرح کرے۔

پھر لوگوں نے سوال کیا کہ مقتدی امام کا انتظار کھڑے رہ کر کریں یا بیٹھ جائیں؟ بخاری رح نے فرمایا " اگر تکبیر تحریمہ ہو چکی ہے تو کھڑے کھڑے انتظار کریں اور اگر قبل التکبیر ہے تو بیٹھ سکتے ہیں۔ روایت گذر چکی ہے۔

باب ۴۱۶ قولِ الرَّجُلِ مَا صَلَّیْنَا

۶۱۹ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قال حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عن یحییٰ قال سمعتُ اَبَا سَلَمَةَ یَقُوْلُ اَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عبدِ اللهِ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم جَاءَہٗ عُمَرُ بنُ الخَطَّابِ یومَ الخَنْدَقِ فقال یا رسولَ اللہ وَاللہِ مَا کِدْتُ اَنْ اُصَلِّیَ حَتّٰی کَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ و ذٰلِكَ بعدَ ما اَفْطَرَ الصَّائِمُ فقال النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاللہِ ما صَلَّیْتُهَا فنَزَلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰی بُطْحَانَ وَاَنَا مَعَهٗ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلّٰی یعنی العَصْرَ بَعْدَ ما غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صلّٰی بَعْدَهَا المَغْرِبَ ۔

باب، آدمی کا یہ کہنا کہ ہم نے نماز نہیں پڑھی، (یعنی یہ کہنا جائز ہے)۔

ترجمہ حدیث:۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ خندق کے دن حضرت

besturdubooks.wordpress.com

ابن الخطاب رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نماز کے قریب بھی نہ جا سکا یہاں تک کہ سورج غروب کے قریب ہے اور حضرت عمر رضؓ کا یہ کہنا ایسے وقت کے بعد تھا جب روزہ دار افطار کرلیتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ واللہ میں نے بھی نماز (عصر کی) نہیں پڑھی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی بُطحان میں نزول فرمایا اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ ؐ نے وضو کیا اور آفتاب غروب ہونے کے بعد پہلے عصر کی نماز پڑھی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " ماکدت أن اصلّی" لانہ بمعنی ماصلّیتُ۔ (قال الکرمانی)۔

نیز ارشادِ نبوی واللہ ماصلّیتہا سے بھی ترجمہ کی مطابقت ہوسکتی ہے۔ لیکن علامہ عینی رحؒ نے علامہ کرمانی کے قول کو ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۸۹ ومرّ الحدیث ص۸۳ تا ص۸۴ ایضاً ص۸۴ فی باب قضاء الصلوات الاولیٰ فالاولیٰ ویاتی ص۱۲۹ یہاں صلوٰۃ الخوف میں ماصلیت العصر ہے وفی المغازی ص۵۹۰۔

مقصد ترجمہ حافظ عسقلانی رحؒ نے نقل کیا ہے کہ ابن بطال نے کہا ہے کہ اس ترجمہ سے ابراہیم نخعی رحؒ پر رد کرنا مقصود ہے، ابراہیم نخعی رحؒ لم نصل کہنے کو مکروہ کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ نصلی کہے (یعنی یوں کہے کہ ہم نماز پڑھیں گے) (فتح)

لیکن خود حافظ عسقلانی رحؒ ابن بطال کی رائے سے متفق نہیں ہیں۔ امام بخاری رحؒ کا مقصد اگر ابراہیم نخعی رحؒ پر رد کرنا ہوتا تو امام بخاری اس کی صراحت کردیتے جیساکہ پانچ باب قبل "باب قول الرجل فاتتنا الصلوٰۃ" میں ابن سیرین رحؒ کے نام کی صراحت کردی تھی۔

اس لئے صحیح یہ ہے کہ ابراہیم نخعی رحؒ سے جو کراہت منقول ہے وہ علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ منتظرِ صلوٰۃ کے بارے میں ہے یعنی اگر کوئی شخص نماز کا انتظار کررہا ہے تو وہ حکمِ شارع کی وجہ سے نماز ہی میں ہے کما فی الحدیث انکم لم تزالوا فی صلوٰۃٍ ما انتظرتم الصلوٰۃ۔ (بخاری ص۸۴)

ابراہیم نخعی رحؒ کا مقصد یہی ہے کہ منتظرِ صلوٰۃ کا ماصلّینا کہنا مکروہ ہے لیکن اگر کسی کی نماز فوت ہوجائے تو اس کے لئے ماصلّینا کہنا جائز ہے۔ معلوم ہوا کہ ابراہیم نخعی رحؒ کا مکروہ کہنا صرف منتظرِ صلوٰۃ کے بارے میں ہے علی الاطلاق نہیں ہے۔

باقی حدیث کی تشریح کے لئے نصر الباری اسی جلد سوم کی حدیث ۵۷۵ کی تشریح ملاحظہ فرمائیے۔

besturdubooks.wordpress.com

باب ۴۱۷ الامامُ تعرضُ لهُ الحاجةُ بعدَ الاقامةِ

۶۲۰ ۔ حدّثنا ابو معمرٍ عبدُ اللّٰہِ بنُ عمرٍو قال حدّثنا عبدُ الوارثِ قال حدّثنا عبدُ العزیزِ ھو ابنُ صُھیبٍ عن انسٍ قال اُقیمتِ الصّلوٰۃُ والنّبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یُناجی رجلاً فی جانبِ المسجدِ فما قامَ اِلَی الصّلوٰۃِ حتّٰی نامَ القومُ۔

باب ، اقامت کے بعد (اگر) امام کو کوئی ضرورت پیش آجائے۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز (عشاء) کی اقامت ہوگئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک گوشہ میں ایک شخص سے سرگوشی کرتے رہے اور نماز کے لئے کھڑے نہیں ہوئے یہاں تک کہ لوگ سوگئے (یعنی اونگھنے لگے)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اقیمت الصلوٰۃ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یناجی رجلاً"

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا ص۸۹ ویاتی متصلاً ص۸۹ وص۹۳۱ ایضاً مسلم و ابوداؤد۔

مقصد ترجمہ مقصد یہ ہے کہ اقامت یعنی تکبیر کے بعد اگر امام کسی ضرورت کی وجہ سے نماز شروع کرنے میں تاخیر کرے تو جائز ہے یعنی تکبیر کے بعد فوراً نماز شروع کرنا امام پر لازم نہیں ہے البتہ فقہاء نے بیان فرمایا ہے کہ اگر تاخیر زیادہ ہو تو تکبیر کا اعادہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۱۸ الکلامِ اِذا اُقیمتِ الصّلوٰۃُ

۶۲۱ ۔ حدّثنا عیّاشُ بنُ الولیدِ قال حدّثنا عبدُ الاعلی ثنا حُمیدٌ قال سألتُ ثابتاً البُنانیَّ عنِ الرّجلِ یتکلّمُ بعدَ ما تُقامُ الصّلوٰۃُ فحدّثنی عن انسِ بنِ مالکٍ قال اُقیمتِ الصّلوٰۃُ فعرضَ للنّبیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رجلٌ فحبسہٗ بعدَ ما اُقیمتِ الصّلوٰۃُ۔

باب ، نماز کے لئے اقامت ہوجانے کے بعد کلام کرنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حمید طویل سے روایت ہے کہ میں نے ثابت بُنانی سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو نماز کی اقامت ہوجانے کے بعد گفتگو کرے، تو انہوں نے حضرت

besturdubooks.wordpress.com

انس بن مالک رضؓ کی حدیث مجھ سے بیان کی کہ (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں) نماز کیلئے تکبیر کہدی گئی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص آیا جس نے نماز کی اقامت ہو جانے کے بعد نماز شروع کرنے سے روک لیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " فحبسہ بعد ما اقیمت الصلوٰۃ " لان معناہ جلسہ عن الصلوٰۃ بسبب التکلم معہ۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا صـ۸۹ ویاتی صـ۹۳۱۔

مقصد ترجمہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں واشار بذٰلک الی الرد علی من کرھہ مطلقاً۔ (فتح جلد ثانی)

یعنی امام بخاریؒ کا مقصد ان حضرات کا رد ہے جو علی الاطلاق کراہت کے قائل ہیں۔

ابراہیم نخعیؒ، ابن سیرینؒ اور حنفیہ سے کراہت منقول ہے قال العینیؒ قلت کرہ الحنفیۃ الکلام بین الاقامۃ والاحرام اذا کان لغیر ضرورۃ واما اذا کان لامر من امور الدین فلا یکرہ۔ (عمدہ)

یعنی علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک اقامت وتکبیر تحریمہ کے درمیان بات کرنے کی کراہت جب ہے کہ بلا ضرورت ایسا کیا جائے، لیکن جب کسی امر شرعی و دینی کے لئے کلام ہو تو کراہت نہ ہوگی۔ اس روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنا بنا بر ضرورت کے تھا۔ فلا کراہۃ فیہ، واللہ اعلم

باب [۴۱۹] وُجوبِ صَلوٰۃِ الجَمَاعَۃِ وَقَالَ الحَسَنُ اِنْ مَنَعَتْہُ اُمُّہٗ عَنِ العِشَاءِ فِی الجَمَاعَۃِ شَفَقَۃً لَمْ یُطِعْھَا۔

۶۲۲ - حَدَّثَنَا عَبدُ اللّٰہِ ابنُ یُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الاَعْرَجِ عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ لِیُحْطَبَ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلوٰۃِ فَیُؤَذَّنَ لَھَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً فَیَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَیْھِمْ بُیُوتَھُمْ وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَوْ یَعْلَمُ اَحَدُھُمْ اَنَّہٗ یَجِدُ عَرْقًا سَمِیْنًا اَوْ مِرْمَاتَیْنِ حَسَنَتَیْنِ لَشَھِدَ العِشَاءَ۔

باب، نماز باجماعت کے واجب ہونے کا بیان۔ اور حسن بصریؒ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کی

besturdubooks.wordpress.com

ماں عشاء کی نماز باجماعت پڑھنے سے ازراہِ شفقت منع کرے تو وہ اس کی اطاعت نہ کرے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ لکڑیوں کا حکم دوں تاکہ جمع کرلی جائیں پھر نماز کا حکم دوں اور نماز کے لئے اذان دی جائے پھر ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں ان نمازیوں کو پیچھے چھوڑ کر ان لوگوں کے پاس جاؤں (جو جماعت میں حاضر نہیں ہوئے) اور ان کے گھروں کو جلادوں، اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر (ان لوگوں میں سے جو جماعت میں نہیں آئے) کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کو گوشت کی ایک موٹی ہڈی ملے گی یا اچھے دو کھر ملیں گے تو وہ عشاء کی نماز میں ضرور حاضر ہو جائے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث یدل علیٰ وجوب الصلوٰۃ بالجماعۃ لما فیہ من وعید شدید یدل علیٰ ان تارکہا یدخل فیہ (عمدہ)

یعنی حدیث پاک میں تارکِ جماعت پر جو شدید وعید ہے وجوبِ جماعت پر دال ہے۔

نیز حضرت حسن بصری رح کے اثر سے بھی ترجمۃ الباب کی مطابقت ظاہر ہے کیونکہ ارشادِ نبوی ہے ان اللہ حرّم علیکم عقوق الامہات۔ (بخاری ثانی ص ۸۸۴)

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ماں کی نافرمانی حرام ہے اطاعت واجب ہے الا فی معصیۃ لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا طاعۃ فی معصیۃ اللہ انما الطاعۃ فی المعروف۔ (بخاری ص ۱۰۷۸)

پس معلوم ہوا کہ ترکِ جماعت معصیت ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھہنا ص ۸۹ و یاتی الطرف الاول منہ فی باب فضل صلوٰۃ العشاء فی الجماعۃ ص ۹۰ و فی باب اخراج اھل المعاصی والخصوم الخ ص ۳۲۶ وایضاً ص ۱۰۷۲ تا ص ۱۰۷۳ وخرّجہ مسلم ص ۲۳۲ وابوداؤد ص ۸۱ وخرجہ النسائی فی الصلوٰۃ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد نمازِ جماعت کا حکم بیان کرنا ہے کہ جماعت واجب ہے۔ چونکہ امام بخاری رح کے نزدیک وجوب کی دلیل ظاہر تھی جیساکہ حضرت حسن بصری رح کا اثر ترجمہ میں نقل کرکے اپنا مقصد ظاہر کردیا اور وجوب سے ان حضرات کے نزدیک فرض مراد ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاری رح کے نزدیک نماز جماعت فرضِ عین ہے۔

مذاہبِ ائمہ حکم جماعت میں ائمہ کرام کے اقوال مختلف ہیں:۔

(۱) امام احمد بن حنبلؒ اور اسحاقؒ کے نزدیک فرضِ عین ہے جیساکہ امام بخاری کا مذہب

besturdubooks.wordpress.com

مذکور ہوا۔ عطاء بن ابی رباح، اوزاعی، ابن خزیمہ، ابو ثور اور ابن حبان رحمہم اللہ اسی کے قائل ہیں۔ (عمدہ)۔

(۲) داؤد ظاہری رحمہ اللہ کے نزدیک شرط صحت صلوٰۃ ہے اگر ترک کردی گئی تو نماز ہی نہ ہوگی۔

(۳) جماعت فرض کفایہ ہے، حنفیہ میں سے امام طحاوی رحمہ اللہ اور امام کرخی رحمہ اللہ نیز بعض شافعیہ ومالکیہ کا یہی مذہب ہے قال الحافظ وظاهر نص الشافعي انها فرض كفاية وعليه جمهور المتقدمين من اصحابه وقال به كثير من الحنفية والمالكية۔ (فتح)

(۴) ائمہ ثلاث (امام اعظم رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ) کے نزدیک سنتِ مؤکدہ ہے۔ ائمہ ثلاث کا راجح اور مشہور قول یہی ہے۔

جوابات قائلین عدم فرضیت

۱ خود اسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت فرض نہیں اس لئے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں کسی کو جماعت کا حکم دوں اور خود کچھ لوگوں کو ہمراہ لے کر لوگوں کے گھروں پر چلا جاؤں۔ اس سے تو خود تخلف عن الجماعت لازم آتا ہے۔ لیکن یہ جواب درست نہیں اس لئے کہ احکام کی تبلیغ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرضِ منصبی ہے بہت ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد صرف امر جماعت کے لئے تنبیہ کرنا ہو۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ اس طور پر کیا کہ کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ لے جائیں، تو جب لوگ ساتھ ہونگے تو بعد میں ان کے ساتھ مل کر جماعت ہوسکتی ہے۔

دوسرا ۲ جواب یہ دیا گیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ارادہ ہی تو فرمایا اس پر عملدرآمد تو نہیں فرمایا۔ لیکن یہ جواب بھی باعثِ اشکال ہے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کام کا ارادہ کرسکتے ہیں جس پر عمل کرنا بھی جائز ہو اور مسلمان کو جلانا ارتکابِ کبیرہ کی وجہ سے ہوتا۔ اور ارتکابِ کبیرہ فرضِ عین کے ترک میں ہوتا ہے۔

۳ تیسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم ان لوگوں کے متعلق دیا تھا جن لوگوں نے نماز بالکلیہ چھوڑ دی تھی۔ لیکن اس پر اولاً تو یہ اشکال ہے کہ روایت میں اس کا تذکرہ نہیں ہے، ثانیاً جماعت ہی کے وقت اس کی کیا ضرورت تھی؟ اور سب سے بڑا اشکال یہ ہے کہ بعض روایت میں ہے يصلون في بيوتهم۔

۴ چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ حکم منافقین کے واسطے فرمایا تھا، لیکن اس پر اشکال یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کے ساتھ دنیا میں نرمی کا معاملہ کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ یہ نفاق عمل پر محمول ہے۔

۵ پانچواں جواب اور سب سے بہتر جواب یہ ہے کہ یہ حکم زجر وتوبیخ پر محمول ہے۔ واللہ اعلم

besturdubooks.wordpress.com

تشریح عرقاً سمینا بفتح العین المهملة وسکون الراء و بالقاف العظم الذی علیه بقیة لحم او قطعة لحم۔ (قس)

یعنی عرق وہ ہڈی ہے جس سے اکثر یعنی موٹا گوشت اتار لیا گیا ہو اور کچھ تھوڑا گوشت لگا ہوا ہو چنانچہ علامہ عینی رح نے کلبی سے نقل کیا ہے ان العرق العظم الذی اخذ اکثر مما بقی علیه وبقی علیه شئ یسیر۔ (عمدہ)

اومرماتین حسنتین، مرماتین بکسر المیم وقد تفتح تثنیة مرماة ظلف الشاة او مابین ظلفها من اللحم۔ (قس)

یعنی مرماۃ کے معنی ہیں بکری کا کھر، یا بکری کے کھر کا گوشت یہ دوسرا معنی خود امام بخاری رح سے منقول ہے ص ۱۰۷۳۔

وقال البعض مرماتین ایسے دو تیروں کو کہتے ہیں جن سے تیر اندازی کی مشق کی جاتی ہے، یہاں دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تارکین جماعت کو الزام دے رہے ہیں کہ اگر مسجد میں کوئی معمولی چیز بھی ملنے کا علم ہو جائے تو ضرور آجائیں۔

باب ۴۲۰ فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ وَكَانَ الْاَسْوَدُ اِذَا فَاتَتْهُ الْجَمَاعَةُ ذَهَبَ اِلٰى مَسْجِدٍ اٰخَرَ وَجَاءَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اِلٰى مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّيَ فِيْهِ فَاَذَّنَ وَاَقَامَ وَصَلّٰى جَمَاعَةً۔

۶۲۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔

باب ، نماز جماعت کی فضیلت کا بیان۔

اور اسود بن یزید نخعی رح کو جب (ایک مسجد میں) جماعت نہ ملتی تو وہ دوسری مسجد میں جاتے (وہاں جاکر جماعت سے نماز پڑھتے) اور حضرت انس بن مالک رض ایک مسجد میں آئے جس میں نماز ہو چکی تھی تو انہوں نے اذان دی اور اقامت کہہ کر جماعت سے نماز پڑھی۔

تشریح اس سے امام بخاری رح نے جماعت کی فضیلت بیان کر دی کہ اسود بن یزید کی جب جماعت چھوٹ جاتی تو علی الفور تنہا نماز نہیں پڑھتے بلکہ جماعت کی تلاش کرتے۔

besturdubooks.wordpress.com

اس سے معلوم ہوا کہ جماعت ذوالفضیلۃ اور ضروری چیز ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی نماز اکیلے شخص کی نماز سے ستائیس ۲۷ درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ فی قولہ "صلوٰۃ الجماعۃ تفضل صلوٰۃ الفذ الخ"

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا ص۸۹ ویاتی ص۹۰ ومسلم ص۲۳۱ والترمذی ص۳۰، ابن ماجہ ص۵۷۔

۶۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِی اللَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنِی یَزِیْدُ بْنُ الْھَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَقُوْلُ صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلٰوۃَ الْفَذِّ خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ؐ فرماتے تھے کہ جماعت کی نماز تنہا آدمی کی نماز سے پچیس ۲۵ گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ فی قولہ "صلوٰۃ الجماعۃ تفضل صلوٰۃ الفذ الخ"

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا ص۸۹۔

۶۲۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا ہُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَلرَّجُلُ فِی الْجَمَاعَۃِ تُضَعَّفُ عَلٰی صَلٰوتِہٖ فِیْ بَیْتِہٖ وَفِیْ سُوْقِہٖ خَمْسَۃً وَّعِشْرِیْنَ ضِعْفًا وَذٰلِکَ اَنَّہٗ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ لَا یُخْرِجُہٗ اِلَّا الصَّلٰوۃُ لَمْ یَخْطُ خَطْوَۃً اِلَّا رُفِعَتْ لَہٗ بِھَا دَرَجَۃٌ وَّحُطَّ عَنْہُ بِھَا خَطِیْئَۃٌ فَاِذَا صَلّٰی لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ مَا دَامَ فِیْ مُصَلَّاہُ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ وَلَا یَزَالُ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوۃٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلٰوۃَ۔

ترجمہ حدیث: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی

besturdubooks.wordpress.com

کا جماعت سے نماز پڑھنا اپنے گھر میں یا اپنے بازار میں پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی جب وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد کی طرف نکلتا ہے اور صرف نماز ہی کے لئے نکلتا ہے تو وہ کوئی قدم نہیں اٹھاتا مگر اس کے عوض میں اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے پھر جب وہ (مسجد میں پہونچ کر) نماز پڑھتا ہے تو جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ میں رہتا ہے فرشتے برابر اس کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں یا اللہ اس پر رحمت نازل فرما یا اللہ اس پر رحم کر اور تم میں سے کوئی بھی جب تک نماز کا انتظار کرتا رہے وہ برابر نماز ہی کے حکم میں ہے۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى قوله "صلوٰة الرّجل فى الجماعة تضعّف على صلوٰته فى بيته وفى سوقه خمسة وعشرين ضعفاً"

تعدد موضعه والحديث ههنا ص۸۹ تا ص۹۰ ومرّ ص۶۳ وص۶۹ ويأتى ص۹۰ وص۲۸۴ تا ص۲۸۵ وايضا مختصراً ص۴۵۸۔ باقی مسلم شریف وغیرہ کے صفحات کے لئے نیز حدیث الباب کی تشریح مع اشکال وجواب کے لئے ملاحظہ فرمائیے باب ۳۲۷ کی حدیث ۴۶۲۔

مسجد میں جماعتِ ثانیہ کا حکم جاء انس بن مالك الى مسجد الخ، حضرت انس رضؓ کے اس عمل سے بعض بزرگوں (احمد بن حنبلؒ اور اسحاقؒ) نے مسجد میں جماعتِ ثانیہ کے جواز پر استدلال کیا ہے۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں قالوا لا باس ان يصلى القوم جماعة فى مسجد قد صلى فيه وبه يقول احمد واسحاق وقال آخرون من اهل العلم يصلون فرادى وبه يقول سفيان وابن المبارك ومالك والشافعى يختارون الصلوٰة فرادى۔ (ترمذی ص۳۰)

اس سے معلوم ہوا کہ ائمہ متبوعین میں سے صرف امام احمد بن حنبلؒ جواز کے قائل ہیں لیکن ائمہ ثلاثہؒ وجمہور مسجدِ محلہ میں (یعنی جس میں امام ومؤذن مقرر ہوں اور نمازی بھی معلوم ہوں تو) اہلِ محلہ کے باجماعت نماز پڑھنے کے بعد جماعتِ ثانیہ مکروہ تحریمی ہے۔

البتہ مسجدِ طریق میں جہاں امام اور مؤذن مقرر نہیں اور نمازی بھی معین اور معلوم نہیں، نیز مسجد محلہ میں غیر اہلِ محلہ نے جماعت کرلی ہو تو ان دونوں صورتوں میں بالاتفاق جماعت ثانیہ جائز بلکہ افضل ہے۔

تیسرا قول امام ابو یوسفؒ کا ہے کہ مسجد کے ایک گوشہ میں یعنی امام کی جگہ تبدیل کر کے بغیر تداعی جماعت ثانیہ جائز ہے۔

قائلینِ جواز کے دلائل مع جوابات:۔ قائلینِ جواز یعنی حضرات حنابلہؒ کی ایک دلیل تو ترجمۃ الباب

besturdubooks.wordpress.com

میں مذکور حضرت انس بن مالک رضؓ کا عمل ہے۔

لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں مختلف احتمال ہے۔ ع۱ ہو سکتا ہے کہ یہ مسجدِ طریق ہو جہاں امام وغیرہ مقرر نہ ہو، ع۲ احتمال ہے کہ حضرت انس رضؓ جس مسجد میں گئے تھے وہاں پہلی جماعت اہلِ محلہ نے نہ کی تھی بلکہ باہر کے لوگوں نے پہلی جماعت کی تھی، اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

نیز حضرت اسود رضؓ نے اپنے محلہ کی مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں گئے اگر جماعتِ ثانیہ جائز ہوتی تو دوسری مسجد میں جانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟

دوسری دلیل:۔ حضرت ابو سعید خدری رضؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں اس وقت پہنچا جب جماعت ہو چکی تھی اور وہ تنہا نماز پڑھنے لگا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کون شخص اس پر صدقہ کر کے ثواب حاصل کریگا پس ایک شخص (حضرت ابوبکر صدیق رضؓ) کھڑے ہوئے اور اس کے ساتھ نماز پڑھی الخ۔

جواب یہ ہے کہ یہاں جماعت ہی نہیں ہے کیونکہ ایک کی نماز فرض اور دوسرے کی نفل ہے۔

ع۲ ممکن ہے کہ مسجد کے ایک گوشہ میں نماز ادا کی گئی ہو۔

دلائلِ جمہور حنفیہ اور جمہور کی پہلی دلیل حضرت ابوبکرہ رضؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے کسی دور کے محلہ سے واپس تشریف لائے ارادہ تھا کہ مسجدِ نبوی میں نماز پڑھیں گے لیکن آپ صؐ نے دیکھا کہ مسجد میں نماز ہو چکی ہے تو آپ صؐ اپنے گھر تشریف لے گئے اور گھر والوں کو جمع کر کے ان کے ساتھ جماعت کی۔ (آثار السنن للمحدث محمد بن علی النیموی عظیم آبادی جلد اول صـ۱۳۶)۔ قال الہیثمی (فی مجمع الزوائد جلد ثانی) رجالہ ثقات۔

ظاہر ہے کہ اگر جماعتِ ثانیہ مکروہ نہ ہوتی تو آپ صؐ مسجدِ نبوی کا عظیم الشان ثواب چھوڑ کر گھر میں جماعت کو ترجیح نہ دیتے خصوصاً جبکہ آپ صؐ کے افعال امت کے لئے نمونۂ عمل ہوتے تھے، تو مسجد نبوی چھوڑ کر گھر میں جماعت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مسجد میں جماعت ثانیہ آپ صؐ کو ناپسند تھی۔

اور جماعت کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے آپ صؐ نے مسجد میں تنہا نماز نہیں پڑھی۔

دوسری دلیل:۔ جو سابق باب میں حضرت ابوہریرہ رضؓ کی روایت گذر چکی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی جماعت چھوڑنے پر لوگوں کے گھروں کو جلانے کی دھمکی دی تھی۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلی جماعت میں ہی حاضری ضروری ہے اگر تکرارِ جماعت جائز ہوتا تو پہلی جماعت سے پیچھے رہ جانے والوں کے پاس یہ عذر موجود تھا کہ ہم دوسری جماعت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

مزید تحقیق و تفصیل کے لئے حضرت گنگوہی رح کا رسالہ "القطوف الدانیہ فی کراہۃ الجماعۃ الثانیہ" ملاحظہ فرمائیے۔

باب [۴۲۱] فَضْلِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فِی جَمَاعَۃٍ۔

۶۲۶ ۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّہْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِی سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ وَ اَبُوْ سَلَمَۃَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا ہُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ تَفْضُلُ صَلٰوۃُ الْجَمِیْعِ صَلٰوۃَ اَحَدِکُمْ وَحْدَہٗ خَمْسٍ وَّ عِشْرِیْنَ جُزْءً وَ تَجْتَمِعُ مَلٰٓئِکَۃُ اللَّیْلِ وَمَلٰٓئِکَۃُ النَّہَارِ فِی صَلٰوۃِ الْفَجْرِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْ ہُرَیْرَۃَ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْہُوْدًا ۔ قَالَ شُعَیْبٌ وَحَدَّثَنِی نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ تَفْضُلُہَا بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِیْنَ دَرَجَۃً ۔

باب ۔ فجر کی نماز جماعت سے پڑھنے کی فضیلت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ م فرماتے تھے کہ جماعت کی نماز تم میں سے کسی کی تنہا نماز سے پچیس حصے زیادہ ثواب رکھتی ہے اور فجر کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رض کہتے تھے اگر چاہو تو (اس کی دلیل میں سورہ بنی اسرائیل کی آیت) پڑھ لو "اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْہُوْدًا" (بیشک صبح کی نماز (فرشتوں کے) حاضر ہونے کا وقت ہے)۔ علامہ عینی رح اور علامہ کرمانی رح فرماتے ہیں قرآن الفجر کنایۃ عن صلوٰۃ الفجر لان الصلوٰۃ مستلزمۃ للقرآن (عمدہ)

قال مجاھد صلوٰۃ الفجر (بخاری جلد ثانی ص۶۸۶)

قال شعیب الخ شعیب (راوی حدیث) کہتے ہیں اور مجھ سے نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رض سے یہ نقل کیا کہ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز پر ستائیس ۲۷ درجے فضیلت رکھتی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وتجتمع ملائکۃ اللیل وملائکۃ النہار فی صلوٰۃ الفجر"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۰ ویاتی فی کتاب التفسیر ص۶۸۶ وحدیث ابن عمر رض مر ص۸۹ ۔

besturdubooks.wordpress.com

۶۲۷ - حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ حَفصٍ قال حَدَّثَنا أَبِي قال حَدَّثَنا الأَعمَشُ قال سَمِعتُ سَالِماً قال سَمِعتُ أُمَّ الدَّرداءِ تقولُ دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو الدَّرداءِ وَهُوَ مُغضَبٌ فَقُلتُ مَا أَغضَبَكَ قال وَاللّٰهِ مَا أَعرِفُ مِن أَمرِ مُحَمَّدٍ صلی اللّٰہ علیه وسلم شَيئاً إِلَّا أَنَّهُم يُصَلُّونَ جَمِيعاً۔

ترجمہ حدیث ام الدرداء (التی اسمها هجیمة وهی ام الدرداء الصغریٰ التابعیة لا الکبریٰ التی اسمها خیرة وهی الصحابیة) (عمدہ)

کہتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت ابو الدرداءؓ میرے پاس آئے اور وہ غضبناک تھے تو میں نے پوچھا کہ آپ کو کس بات پر غصہ آیا؟ (یعنی آپ کے غصہ کا سبب کیا ہے؟) تو انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے احکام میں کسی چیز کو اپنے حال پر باقی نہیں دیکھتا ہوں الا یہ کہ لوگ جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة من حیث ان اعمال الذین یصلون بالجماعة قد وقع فیها النقص والتغییر ما خلا صلوتهم بالجماعة ولم یقع فیها شیٔ من ذالك فدل ذالك علیٰ ان فضل الصلوٰة بالجماعة عظیم۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ:- والحدیث ههنا ص۹۰ وهذا فی افراد البخاری رح۔

۶۲۸ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ العَلاءِ قال حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ عن بُرَيدِ بنِ عبدِ اللّٰه عن أَبِي بُردَةَ عن أَبِي موسیٰ قال قال رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أَعظَمُ النَّاسِ أَجراً فِي الصَّلوٰةِ أَبعَدُهُم فَأَبعَدُهُم مَمشًى وَالَّذِي يَنتَظِرُ الصَّلوٰةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الإِمَامِ أَعظَمُ أَجراً مِنَ الَّذِي يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میں سب لوگوں سے زیادہ ثواب کا مستحق وہ شخص ہے جو (مسجد میں نماز کے لئے) سب سے زیادہ دور پھر ان سب سے زیادہ دور سے چل کر آئے اور وہ شخص جو نماز کے انتظار میں رہتا ہے تاکہ اس کو امام کے ساتھ پڑھے وہ ثواب کے اعتبار سے اس شخص سے زیادہ ہے جو (جلدی سے) نماز پڑھ کر سو جاتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "اعظم الناس اجراً فی الصلوٰة ابعدهم فابعدهم ممشیً"۔ (عمدہ)

besturdubooks.wordpress.com

مقصد ترجمہ ترجمۃ الباب کا مقصد صلوٰۃ الفجر فی الجماعۃ کی فضیلت بیان کرنی ہے۔
مگر اشکال یہ ہے کہ امام بخاری رحؒ نے اسی باب میں تین روایات ذکر فرمائی ہیں :۔
(۱) روایتِ حضرت ابوہریرہ رضؓ ، (۲) روایتِ امّ الدرداء رضؓ ، (۳) روایتِ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ۔ اور بظاہر تینوں روایات میں سے صرف ایک روایت یعنی پہلی روایت سے صلوٰۃ الفجر فی الجماعۃ کا مقصد حاصل ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ جزءِ اول تفضل صلوٰۃ الجمیع صلوٰۃ احدکم وحدہ بخمس وعشرین جزءً سے تو جماعت کی فضیلت ثابت ہوگئی۔ اور جزءِ آخر تجتمع ملائکۃ اللیل وملائکۃ النہار فی صلوٰۃ الفجر سے صلوٰۃ فجر کی فضیلت ثابت ہوئی اس لئے کہ فرشتوں کی شرکت بلا شبہ باعثِ برکت اور نزولِ رحمت کا سبب ہے تو یہ برکت و رحمت زیادتیٔ ثواب کا باعث ہوگی۔
اب دونوں اجزاء کو ملا دیا جائے تو مجموعہ سے فضل صلوٰۃ الفجر فی الجماعۃ ثابت ہوجائے گا۔
لیکن دوسری اور تیسری روایت میں ترجمۃ الباب سے بظاہر کوئی ربط نہیں معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ان دونوں روایات میں نہ فضل کا ذکر ہے اور نہ فجر کا تذکرہ۔

جواب :۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحؒ شرح تراجم میں فرماتے ہیں "ھٰذا الباب باب فی الباب الخ" یعنی یہ مستقل ترجمہ نہیں ہے بلکہ باب فی الباب ہے یعنی سابق باب "باب فضل الجماعۃ" کا گویا ذیلی باب ہے یعنی آخر کی دو روایات کا تعلق فضیلۃ الجماعۃ سے ہے۔ چونکہ حضرت ابوالدرداء رضؓ کی روایت ہے ما اعرف من امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم الا انھم یصلون جمیعاً اس سے جماعت کا ذو الفضیلۃ ہونا معلوم ہوگیا، اور روایتِ حضرت ابوموسیٰ رضؓ میں جماعت سے امام کے ساتھ ادا کرنے والے کو اعظم اجراً کہا گیا اس میں بھی جماعت کی فضیلت ظاہر ہے۔
اصل مقصد تو جماعت کی فضیلت بیان کرنی ہے مگر چونکہ اس باب کی بعض روایت سے ایک جدید فائدہ یعنی نئی بات ثابت ہوتی تھی اس لئے بطور فائدۂ جدیدہ کے اس پر مستقل باب باندھ دیا۔
بعض حضرات نے لکھا ہے کہ فجر کے وقت محبوب نیند چھوڑنی پڑتی ہے اس لئے مشقت کا احساس زیادہ اور نمایاں ہوتا ہے تو چونکہ نمازِ فجر میں مشقت زیادہ ہوتی ہے اور قاعدہ ہے المثوبۃ علیٰ قدر المؤنۃ ، اجرکم علیٰ نصبکم ، اجر و ثواب بقدرِ مشقت ہے۔
تو جب کوئی شخص مشقت میں شریک ہوگا تو اس کو جماعت اور مشقت دونوں کا ثواب حاصل ہوگا۔ واللہ اعلم

باب ۴۲۲ فَضْلِ التَّہْجِیْرِ اِلَی الظُّھْرِ

besturdubooks.wordpress.com

۶۲۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عن مالِكٍ سُمَيٍّ مولى أبي بكر بْنِ عبدِ الرَّحمٰنِ عن أبي صالِحِ السَّمَّانِ عن أبي هُرَيْرَةَ أنّ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ على الطَّرِيقِ فأخَّرَهُ فشَكَرَ اللّٰهُ لهُ فغَفَرَ لهُ ثمّ قال الشُّهَداءُ خَمْسَةٌ المَطعُونُ وَالمَبْطُونُ وَالغَرِيقُ وصَاحِبُ الهَدْمِ وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وقال لو يَعْلَمُ النّاسُ مَا فِي النِّداءِ وَالصَّفِّ الأوَّلِ ثمّ لمْ يَجِدُوا إلّا أنْ يَسْتَهِمُوا عليهِ لَاسْتَهَمُوا عليهِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إلَيْهِ ولو يَعْلَمُونَ مَا فِي العَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

باب ، ظہر کی نماز کے لئے سویرے جانے کی فضیلت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک شخص نے راستہ طے کرتے ہوئے کانٹوں کی ایک شاخ راستے میں (پڑی ہوئی) پایا تو اس کو ہٹا دیا (تاکہ کسی کے پاؤں میں نہ چبھے) تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بدلہ دیا کہ اس کو بخش دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید پانچ ہیں ۱ جو طاعون کی وبا سے مرے، ۲ جو پیٹ کے عارضے سے مرے ۳ جو ڈوب کر مرے، ۴ جو دب کر مرے، ۵ جو اللہ کی راہ میں شہید ہو۔ اور آپ ص نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو وہ ثواب معلوم ہو جائے جو اذان دینے میں اور نماز کی صف اول حاصل کرنے میں ہے پھر وہ قرعہ اندازی کے بغیر نہ پاسکیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں، اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ظہر کی نماز کے لئے سویرے جانے میں کیا ثواب ہے تو وہ بیشک اس کی طرف (ایک دوسرے سے) آگے بڑھیں اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ عشاء اور صبح کی نماز (جماعت سے) پڑھنے میں کس قدر ثواب ہے تو ان دونوں نمازوں میں ضرور حاضر ہوں اگرچہ گھٹنوں کے بل (چلنا پڑے)۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ولو يعلمون ما في التهجير لاستبقوا اليه"

تعدد موضعہ والحديث ههنا صـ۹۰ وفي هذا المتن كما ترى ثلاثة احاديث وكان قتيبة حدث بذلك مجموعاً من مالك فلم يتصرف فيه المصنف كعادته في الاختصار

الاول قصة الذي نحى غصن الشوك وسياتي في ابواب المظالم صـ۳۳۶ -

والثاني الشهداء خمسة ياتي في باب الصف الاول صـ۱۰۰ مع الحديث الثالث في سياق

besturdubooks.wordpress.com

واحد ویاتی فی کتاب الجهاد فی باب الشهادة سبع سوی القتل صـ۳۹۷ـ وفی کتاب الطب فی باب مایذکر فی الطاعون صـ۸۵۳ـ۔

والثالث مرّ فی باب الاستهام فی الاذان صـ۸۶ـ ویاتی صـ۳۰ـ والقطعة الثالثة من الحدیث الثالث تاتی صـ۹ـ۔

لیکن چونکہ قتیبہ نے ایک ساتھ امام بخاری رح سے بیان کیا تھا مصنف رح نے اس میں تصرف نہیں کیا چنانچہ ہمارے ہندوستانی نسخوں میں مجموعہ مذکور ہے۔ نیز علامہ عینی رح وغیرہ نے الگ الگ حدیث نمبر نہیں لگایا ہے۔ نیز بخاری کے قدیم شارح علامہ کرمانی رح نے بھی مجموعہ کو ایک ہی حدیث شمار کیا ہے۔

مقصد ترجمہ بخاری شریف کے اکثر نسخوں میں اسی طرح ہے یعنی "فضل التهجیر الی الظهر"۔ امام بخاری رح نے فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کی فضیلت بیان کرنے کے بعد تہجیر الی الظہر کا باب منعقد فرمایا ہے چونکہ دونوں میں قدر مشترک مشقت ہے کہ فجر کی نماز میں صباحی نیند جیسی محبوب چیز چھوڑنی پڑتی ہے تو ظہر کی نماز کے وقت بھی قیلولہ چھوڑ کر جانا پڑتا ہے۔

تہجیر کے معنی ہیں تبکیر یعنی سویرے جانا، اول وقت میں سبقت کرنا۔

تو امام بخاری رح کا مقصد اس باب سے یہ معلوم ہوا کہ نماز ظہر کو اولِ وقت میں پڑھنے کی فضیلت بیان کرنی ہے۔

علامہ عینی رح مسائلِ مستنبطہ کے تحت فرماتے ہیں کہ امام بخاری رح نے تہجیر الی الظہر کی فضیلت کا ترجمہ قائم کیا ہے اس سے ابرادِ ظہر والی حدیث سے کوئی منافاۃ نہیں ہے لانه (ای الابراد) عند اشتداد الحرّ۔ (عمدہ)۔ یعنی ابراد شدتِ حر کے لئے ہے۔ چنانچہ امام بخاری رح نے صـ۷۶ـ میں جو باب قائم کیا ہے وہ صاف ہے "باب الابراد بالظهر فی شدة الحر"۔ معلوم ہوگیا کہ شدتِ حر کے وقت ظہر کی تاخیر رخصت ہے اور اصل وعزیمت وقت نماز میں تہجیر ہی ہے فلا اشکال۔

۲ حضرت شیخ الحدیث رح فرماتے ہیں کہ چونکہ باب الابراد کی روایت میں ابردوا بالصلوٰۃ (بصیغۂ امر ہے) تو ممکن ہے کہ کوئی اس سے وجوب سمجھ لے تو امام بخاری رح نے بتلادیا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ صرف اولیٰ ہے، دوسرے وقت میں بھی پڑھ سکتا ہے۔

الشهداء خمسة اس روایت میں پانچ کی تعداد ہے یہ حصر کے لئے نہیں ہے کیونکہ احادیث میں ان کے علاوہ بھی شہداء کا ذکر ہے مثلاً مؤطا امام مالک کتاب الجنائز کے اندر باب "النهی عن البکاء علی المیت" کے تحت طویل حدیث میں ہے الشهداء سبعة، (مؤطا صـ۸۱ـ اشرفی بک ڈپو دیوبند) وابوداؤد

جلد ثانی کتاب الجنائز ص۴۴۳ وغیرہ، تفصیل اپنی جگہ آئے گی انشاء اللہ الرحمٰن۔ احقر الانام محمد عثمان غفر اللہ المنان۔

باب۴۲۳ احتساب الآثار

۶۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي سَلِمَةَ أَلَا تَحْتَسِبُونَ آثَارَكُمْ وَزَادَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسٌ أَنَّ بَنِي سَلِمَةَ أَرَادُوا أَنْ يَتَحَوَّلُوا عَنْ مَنَازِلِهِمْ فَيَنْزِلُوا قَرِيبًا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْرُوا الْمَدِينَةَ فَقَالَ أَلَا تَحْتَسِبُونَ آثَارَكُمْ قَالَ مُجَاهِدٌ خُطَاهُمْ آثَارُ الْمَشْيِ فِي الْأَرْضِ بِأَرْجُلِهِمْ۔

باب۔ (نماز کیلئے مسجد جانے اور ہر نیک کام کے) نشاناتِ قدم پر ثواب کی امید رکھنا۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی سلمہ! کیا تم (مسجد آنے میں) اپنے نشاناتِ قدم پر ثواب نہیں سمجھتے؟، اور ابن ابی مریم (یعنی سعید) نے اپنی سند سے حضرت انس رضؓ ہی سے اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ بنی سلمہ نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے مکانوں سے (جو مسجدِ نبوی سے دور تھے) منتقل ہوجائیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکر رہنے لگیں حضرت انس رضؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ وہ مدینہ (کے اس حصہ) کو خالی کردیں چنانچہ آپ صؐ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے قدموں کا ثواب نہیں چاہتے؟ مجاہد رحؒ نے کہا کہ (سورہ یٰسین میں) و آثارھم سے اقدام مراد ہیں یعنی پیروں سے زمین پر چلنے کے نشانات۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ "الا تحتسبون آثارکم"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۰ و یاتی فی باب کراھیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تعری المدینۃ ص۲۵۳۔

مقصد ترجمہ احتساب کے معنی ہیں ہر نیک عمل پر حصولِ ثواب کی نیت کرنا۔ امام بخاری رحؒ کا مقصد ہر نیک عمل کے وقت حصول ثواب کی نیت پر تنبیہ کرنا ہے کہ

besturdubooks.wordpress.com

ثواب کی نیت کا اگر استحضار رہے تو اس سے ہر ہر قدم پر ثواب ہوگا اور ڈبل ہوگا ایک ثواب عمل کا، دوسرا نیت کا۔

ع۲ حضرت شیخ الحدیث رح فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک مصنف رح نے ایک لطیف شئ کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یہ کہ باب سابق میں تہجیر کی فضیلت ثابت فرمائی تھی اور قاعدہ یہ ہے کہ جب دھوپ کے وقت کوئی گرمی میں چلتا ہے تو لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہے اور اس سے پہلے (حدیث ع۶۱۱ میں) گذر چکا ہے علیکم السکینۃ والوقار۔ لہٰذا دونوں میں کوئی جوڑ نہیں معلوم ہوتا۔

امام بخاری رح فرماتے ہیں گو گرمی کی دھوپ میں چلنے سے تکلیف ہوتی ہے مگر (اس تکلیف کے باوجود) لمبے لمبے قدم نہ اٹھائے کیونکہ یہ آثار بھی اللہ کے یہاں باعثِ اجر و ثواب ہیں تو پھر اگر تھوڑی سی مشقت سے یہ اجور حاصل ہوں تو ان کو نہ چھوڑے بلکہ سکون و وقار کے ساتھ چلے کیونکہ آثار کا ثواب ملتا ہے لہٰذا سکینہ و وقار پر تنبیہ فرما دی۔ (تقریر بخاری)

تشریح ان بنی سلمۃ ارادوا الخ قبیلہ بنی سلمہ مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلہ پر کوہ سلع (پہاڑ) کے پاس رہتے تھے ان لوگوں کو مسجد نبوی میں حاضری کے لئے ایک میل چلنا پڑتا تھا۔

حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ جب مسجد نبوی کے اردگرد کچھ زمینیں خالی ہوئیں تو بنو سلمہ نے ارادہ کیا کہ مسجد نبوی کے قریب منتقل ہو جائیں یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ ص نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا کہ کیا تم لوگ مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو؟ تو ان لوگوں نے عرض کیا "جی ہاں یا رسول اللہ ہم نے ایسا ارادہ کیا ہے۔" تو آپ ص نے فرمایا ای بنی سلمہ تم لوگ اپنے ہی گھروں میں رہو تمہارے اقدام لکھے جاتے ہیں۔ (مسلم شریف اول ص۲۳۵) یعنی ہر قدم پر ثواب ہوگا۔

قال مجاھد خطاھم الخ چونکہ قرآن مجید سورہ یٰسین کی ایک آیت (ونکتب ما قدموا و آثارہم) میں آثار کا لفظ آیا ہے اس لئے امام بخاری رح نے اس کی تفسیر ذکر کر دی

حضرت ابن عباس رض کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت بنو سلمہ کے متعلق نازل ہوئی۔ (ابن ماجہ ص۵۸)

اشکال:۔ اشکال یہ ہے کہ سورہ یٰسین مکی ہے اور بنو سلمہ مدینہ میں تھے پھر بنو سلمہ کے بارے میں نازل ہونے کا کیا مطلب؟

جواب:۔ یہ ہے کہ پوری سورہ مکی ہے لیکن یہ آیت مدنی ہے فلا اشکال، واللہ اعلم۔

باب ۴۲۴ فَضْلِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ

۶۳۱ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قال حَدَّثَنَا اَبِي قال حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قال حَدَّثَنِي اَبُوْصَالِحٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال قال النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْسَ صَلٰوةٌ

besturdubooks.wordpress.com

اَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَ الْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُقِيْمَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ آخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ فَاُحَرِّقَ عَلٰى مَنْ لَا يَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ بَعْدُ۔

باب، عشاء کی نماز جماعت سے پڑھنے کی فضیلت۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ گراں اور کوئی نماز نہیں ہے اور اگر انہیں وہ ثواب معلوم ہو جائے جو ان دونوں میں ہے تو وہ ان دونوں نمازوں میں ضرور آئیں اگرچہ گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے (چلنا پڑے) اور میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ میں مؤذن کو حکم دوں کہ وہ اقامت کہے پھر ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے پھر میں آگ کے شعلے لے لوں اور ان لوگوں کو جلا دوں جو اب تک نماز کے لئے نہیں نکلے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله
" ولو يعلمون ما فيهما لأتوهما و لو حبواً "۔

تعدد موضعہ:۔ والحديث هٰهنا ص۹۰ وله اطراف مرّ قطعة ص۹۰ و ص۸۹، ابن ماجه ص۵۸۔

مقصد ترجمہ مقصد عشاء کی نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کی فضیلت بیان کرنا ہے۔ اور کتاب المواقیت ص۸۰ پر " باب فضل العشاء " سے مراد انتظار عشاء کی فضیلت کا بیان مقصود ہو یا نماز عشاء کی فضیلت مراد ہو کہ عشاء کی نماز صرف امتِ محمدیہ کی امتیازی خصوصیت ہے اور یہاں نماز عشاء کو جماعت سے پڑھنے کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے لہٰذا تکرار کا شبہ صحیح نہیں، واللہ اعلم۔

یہاں بھی گھر جلانے کا تذکرہ ہے، جن لوگوں کے گھروں کو جلانے کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا تھا مضمون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف منافق ہی نہ تھے بلکہ مخلص تھے صرف ان لوگوں کی کاہلی و سستی کی بنا پر متنبہ کیا گیا اور اس عمل کو منافق کا عمل فرما کر خوف دلایا گیا، واللہ اعلم۔

باب ۴۲۵ اثنان فما فوقهما جماعة۔

۶۳۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَاَذِّنَا وَاَقِيْمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا۔

باب، دو یا دو سے زیادہ آدمی جماعت کے حکم میں ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ حدیث حضرت مالک بن الحویرث رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کا وقت آجائے تو تم دونوں (میں سے کوئی) اذان دے اور اقامت کہے اور تم دونوں میں جو بڑا ہے وہ امامت کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ :- مطابقة الحديث للترجمة " ليؤمكما اكبركما "۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا صـ۹۰ ومر صـ۸۷ وصـ۸۸ وصـ۹۴ تا صـ۹۵ وصـ۱۱۳ وصـ۳۹۹ وصـ۸۸۸ و صـ۱۰۷۶ ، بقیہ فہرست کیلئے باب ۴۰۷ کی حدیث ۶۰۶ ملاحظہ فرمائیے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ نے ترجمۃ الباب میں جو الفاظ ذکر فرمایا ہے وہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ سے مرفوعاً روایت ہے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اثنان فما فوقهما جماعة۔ (ابن ماجه صـ۶۹)۔

لیکن چونکہ اس روایت کے الفاظ امام بخاری رحؒ کی شرط کے مطابق نہیں تھے اس لئے اس کو نہیں ذکر فرمایا مگر چونکہ مضمونِ حدیث صحیح ہے اس لئے امام بخاری رحؒ نے اس کو ترجمۃ الباب میں لاکر حدیث کے مفہوم کی تائید کردی۔

امام بخاری رحؒ کا مقصد اس ترجمہ سے یہ بتلانا ہے کہ جماعت کا اطلاق اگرچہ تین پر ہوتا ہے مگر کبھی دو پر بھی ہوتا ہے بالخصوص نماز جماعت میں، یعنی اگر دو آدمی ہوں ایک امام اور ایک مقتدی تو کافی ہے اور جماعت کا ثواب ملے گا انشاء اللہ الرحمٰن۔

بابـ۴۲۶ مَنْ جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ۔

۶۳۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ الْمَلٰئِكَةُ تُصَلِّي عَلٰى اَحَدِكُمْ مَادَامَ فِي مُصَلَّاهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ لَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِي صَلٰوةٍ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهٗ لَا يَمْنَعُهٗ اَنْ يَنْقَلِبَ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةُ۔

باب، جو شخص نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھا رہے اور مسجدوں کی فضیلتوں کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب تک اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں

جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹے فرشتے یوں کہتے رہتے ہیں اے اللہ اس کو بخشدے، اے اللہ اس پر رحم فرما۔ تم میں ہر کوئی نماز ہی میں رہتا ہے جب تک کہ وہ نماز کے لئے رُکا اور اس کو اپنے گھر لوٹنے سے نماز کے علاوہ اور کوئی چیز روکنے والی نہ ہو۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "قال الملائكة تصلّی علی احدكم ما دام فی مصلاّه الخ۔"

تعدد موضعه والحديث ههنا ص۹۰ تا ص۹۱
باقی فہرست کے لئے باب ۲۰۱ باب الحدث فی المسجد دیکھئے۔

۶۳۴ ۔ حَدَّثَنا محمّدُ بنُ بَشّارٍ قال حَدَّثَنا يَحْيٰی عن عُبَيْدِ اللّٰهِ قال حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بنُ عبدِ الرَّحْمٰنِ عن حَفْصِ بنِ عاصِمٍ عن اَبِی هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ صلی اللّٰه علیه وسلم قال سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فی ظِلِّهِ يومَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ الاِمامُ العادِلُ وشابٌّ نَشَأَ فی عِبادَةِ رَبِّهٖ ورَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِی المَسَاجِدِ ورَجُلَانِ تَحابَّا فی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وتَفَرَّقَا عليه ورَجُلٌ طَلَبَتْهُ ذاتُ مَنْصِبٍ وجَمَالٍ فقال اِنِّی اَخَافُ اللّٰهَ ورَجُلٌ تَصَدَّقَ اِخْفَاءً حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ ورَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اپنے سایہ میں رکھے گا جس دن اللہ تعالیٰ کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا، ایک تو انصاف کرنے والا حاکم، دوسرے وہ جوان جس نے اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہوئے نشو ونما پائی ہو (یعنی جوانی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی)، تیسرے وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے (یعنی ایک نماز پڑھ کر مسجد سے آتا ہے تو دوسری نماز کیلئے پھر مسجد میں جانے کا خیال لگا رہتا ہے)، چوتھے وہ دو انسان جنھوں نے اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبّت کی (یعنی امر الٰہی محبت کا سبب ہو) اسی پر وہ دونوں جمع ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے (یعنی زندگی بھر دوستی رکھی اور دوستی ہی پر مرے)، پانچویں وہ مرد جس کو ایک مرتبہ والی خوبصورت عورت نے (برے کام کے لئے) بلایا تو اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، چھٹے وہ انسان جس نے چھپاکر صدقہ دیا یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ اس کا داہنا ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے؟ اور ساتویں وہ انسان جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی دونوں آنکھیں بہنے لگیں (یعنی آنسو بہنے لگے)۔

مطابقتہ للترجمہ: مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "رجل قلبه معلّق فی المساجد"

besturdubooks.wordpress.com

وهذا الجزء الثانی من الترجمة وهو قوله "فضل المساجد"۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۹۱ ویاتی ص۱۹۱ و ص۹۵۹ مختصراً وص۱۰۰۵ ومسلم ص۲۳۱ و الترمذی جلد ثانی فی ابواب الزهد ص۶۲، اخرجه النسائی فی القضاء۔

۶۳۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ هَلِ اتَّخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَاتَمًا فَقَالَ نَعَمْ أَخَّرَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَاءِ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ بَعْدَ مَا صَلّٰى فَقَالَ صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوا وَلَمْ تَزَالُوا فِي صَلٰوةٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوهَا قَالَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رضؓ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی تھی؟ انہوں نے کہا جی ہاں، ایک رات آپ ﷺ نے عشاء کی نماز میں آدھی رات تک دیر کردی پھر نماز پڑھنے کے بعد آپ ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف کیا اور فرمایا کہ سب لوگ نماز پڑھ چکے اور سو گئے اور تم لوگ برابر نماز ہی میں رہے (باعتبار ثواب کے) جب سے نماز کا انتظار کرتے رہے۔ حضرت انس رضؓ نے فرمایا کہ (وہ بات مجھ کو پوری طرح یاد ہے) گویا میں آپ ﷺ کی انگوٹھی کی چمک اب بھی دیکھ رہا ہوں۔

مطابقتہ للترجمة مطابقة الحديث للجزء الاول من الترجمة "ولم تزالوا في صلوٰة منذ انتظرتموها"۔

تعدد موضعہ: والحدیث ههنا ص۹۱ وقد مضی ص۸۱ وص۸۴ ویاتی ص۱۷۱ وص۸۷۲ ومسلم ص۲۲۹۔

مقصد ترجمہ قال الحافظ ای لیصلیها جماعة (فتح)

یعنی امام بخاری رحؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ مسجد میں بیٹھنا باعث ثواب اسی صورت میں ہے جبکہ انتظار صلوٰۃ کے لئے ہو۔

۲ مسجد جاکر اگر مقتدیوں کو کچھ دیر بھی ہوجائے تو گھبرانا نہیں چاہیئے بلکہ پورے سکون و وقار سے بیٹھا رہے تاکہ جماعت بڑھ جائے کیونکہ جماعت کثیرہ میں ثواب زیادہ ہے اس صورت میں ڈبل ثواب ہوگا ۱ انتظار صلوٰۃ کا ۲ جماعت کثیرہ کا۔

تشریح یہ باب ابواب سابقہ کا تکملہ ہے کہ جب جماعت کے لئے بیٹھنا باعث فضیلت ہے تو جماعت سے نماز پڑھنا کس قدر فضل و ثواب کا باعث ہوگا۔

اس باب میں امام بخاری رحؒ نے تین روایتیں ذکر کی ہیں، پہلی روایت کی تفسیر و تفصیل ابواب سابقہ

besturdubooks.wordpress.com

میں گذر چکی ہے کہ فرشتوں کی دعا کا مستحق وہی ہے جو نماز ہی کے انتظار میں بیٹھا ہو اور ظاہر ہے کہ نماز کا منتظر وہی کہلائیگا جو باوضو بیٹھا ہو۔

دوسری روایت میں ہے سبعة یظلهم الله فی ظله الخ ، یہاں سات کا عدد حصر کے لئے نہیں ہے کہ ان کے علاوہ اور کسی کو یہ فضیلت حاصل نہ ہوگی بلکہ سات کے علاوہ اوروں کے واسطے بھی یہ فضیلت حاصل ہے مثلاً بعض روایت میں ہے کہ جو کسی تنگدست مقروض کو مہلت دیدے یا قرض ہی معاف کردے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ میں رکھیں گے۔ (مسلم شریف صـ۴۱۶ سطر پانچ (۵))
تفصیل کے لئے فتح الباری دیکھئے۔

اشکال: فی ظله، یہاں اشکال یہ ہے کہ سایہ اجسام کا ہوتا ہے والله منزه من الاجسام۔
جواب: ۱ اضافت ملک ہے جیسے کعبة الله ، ۲ اس سے مراد حمایت اللہ یعنی اللہ کی حفاظت ہے۔ ۳ اس سے مراد ظل عرشہ ہے ، ایک روایت میں ہے یوم القیامة اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مراد عرش کا سایہ ہے۔

باب ۴۲۷ فَضْلِ مَنْ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَمَنْ رَاحَ۔

۶۳۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ أَعَدَّ اللهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ۔

باب ، مسجد میں آنے جانے کی فضیلت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح وشام (دونوں وقت نماز کے لئے) مسجد جائیگا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمانی کا سامان مہیا کریگا جب بھی وہ صبح اور شام کو جائیگا۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "اعد الله له نزله من الجنة كلما غدا او راح"۔

مقصد ترجمہ باب سابق کی دوسری حدیث (حدیث ۶۲۴ میں گذرا) " رجل قلبه معلق فی المساجد" امام بخاری رح کا مقصد اس باب سے اس کے ثمرہ اور نتیجہ کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ جس کا دل مسجد میں لگا رہے گا وہ یقیناً کثرت سے یعنی ہر نماز کے وقت مسجد میں آنا جانا کریگا اور چونکہ مساجد اللہ

besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ کے گھر ہیں لہذا جو بھی اور جتنی بار بھی ان گھروں میں حاضری دیگا باری تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمانی کا سامان مہیا کرے گا۔

تشریح حضرت گنگوہی رح فرماتے ہیں "لعلّ المراد بالغدوة والروحة اذا كانتا لفريضة والّا فالافضل فى التطوع ان يكون فى البيت. (لامع اول ص۲۴۸)

امام بخاری رح کا یہ ترجمہ جو ہمارے ہندوپاک کے نسخوں میں ہے ابوذر کے نسخہ کے مطابق ہے لیکن اکثر نسخوں میں ترجمہ ہے "باب فضل من غدا الى المسجد ومن راح" کمافی الفتح والعینی وغیرہ۔

حافظ عسقلانی رح کہتے ہیں هٰكذا للاكثر موافقاً للفظ الحديث فى الغدو والرواح ولابى ذر بلفظ خرج بدل غدا الخ. (فتح الباری)

غدا غدو سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں المسير فى اول النهار الى الزوال، والرواح المسير من الزوال الى آخر النهار. (کرمانی، عمدہ)

علامہ عینی رح فرماتے ہیں وقد يستعملان فى الخروج والرجوع. (عمدہ)۔

یعنی غدو کے معنی اگرچہ صبح کے وقت جانا ہے لیکن کبھی مطلقاً خروج کے معنی میں مستعمل ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ من خرج، کا نسخہ ہی اولیٰ ہے اور اسی سے راح کے معنی رجع متعین ہوگیا اب باب کا مطلب یہ ہوا کہ مسجد میں جانا اور مسجد سے لوٹنا دونوں باعث ثواب ہیں۔

چونکہ بظاہر یہ وہم ہوتا تھا کہ مسجد میں جانے کا ثواب ہو کیونکہ عبادت کے لئے جارہا ہے، مگر نکلنے اور لوٹنے کا ثواب نہ ہو، تو امام بخاری رح نے اس پر تنبیہ فرمادی کہ اس پر بھی ثواب ہوگا اور چونکہ امام بخاری رح کا قاعدہ ہے کہ وہ ترجمہ سے روایات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں اس لئے امام بخاری رح نے مسلم شریف اور ابوداؤد کی روایات کی طرف اشارہ فرمادیا، ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ فی باب ماجاء فی فضل المشی الی الصلوٰۃ ص۸۲ میں روایت ہے خلاصہ یہ ہے کہ ایک صحابی بہت دور سے مسجد آکر جماعت سے نماز پڑھا کرتے تھے کوئی نماز ناغہ نہیں ہوتی تھی حضرت کعب بن ابی رض فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ ایک گدھا خرید لیجئے انھوں نے کہا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا ہوں کہ میرا گھر مسجد نبوی کے قریب ہو، جب یہ خبر حضور اقدس م کو پہونچی تو حضور م سے عرض کیا یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ میرا مسجد میں جانا اور لوٹنا سب عبادت میں لکھا جائے، آپ م نے ارشاد فرمایا "اعطاك الله ذٰلك كله"۔

تو امام بخاری رح نے اشارہ فرمادیا کہ مسجد جانا اور لوٹنا دونوں لکھا جاتا ہے اور باعث ثواب ہے۔

باب ۴۲۸ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ۔

besturdubooks.wordpress.com

۶۳۷ ـ حَدَّثَنَا عبدُ العَزِيْزِ بنُ عبدِ اللهِ قال حَدَّثنا ابراهِيمُ بنُ سَعْدٍ عن أبيهِ عن حَفْصِ بنِ عاصِمٍ عن عبدِ اللهِ بنِ مالكٍ ابنِ بُحَيْنَةَ قال مَرَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم برَجُلٍ ح قال وحَدَّثَني عبدُ الرَّحمٰنِ قال حَدَّثَنا بَهْزُ بنُ اَسَدٍ قال حَدَّثنا شُعْبَةُ قال اَخْبَرَني سَعْدُ بنُ اِبراهِيمَ قال سَمِعْتُ حَفْصَ بنَ عاصِمٍ قال سَمِعْتُ رَجُلاً مِنَ الأَزْدِ يُقالُ لهُ مالكُ ابنُ بُحَيْنَةَ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم رَاٰى رَجلاً وَقَدْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فلمَّا انصرفَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لاثَ بِهِ النَّاسُ فقالَ لهُ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم آلصُّبْحَ اَرْبَعًا الصُّبْحَ اَرْبَعاً تابَعَهُ غُنْدَرٌ ومُعاذٌ عن شُعْبَةَ فِي مَالِكٍ وقال ابنُ اِسْحٰقَ عن سَعْدٍ عن حَفْصٍ عن عبدِ اللهِ بنِ بُحَيْنَةَ وقال حَمَّادٌ اَخْبَرَنا سَعْدٌ عن حَفْصٍ عن مَالِكٍ ـ

باب ۔ جب نماز کی اقامت کہہ دی جائے تو سوائے فرض کے اور کوئی نماز نہیں ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (خود حضرت عبداللہ بن مالک رضؓ) کے پاس سے گذرے ۔

دوسری سند: امام بخاری رحؒ نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن بشر نے بیان کیا انھوں نے کہا ہم سے بہز بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا مجھ سے سعد بن ابراہیم نے بیان کیا کہا میں نے حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب رضؓ سے سنا کہا میں نے قبیلہ ازد کے ایک شخص سے جس کا نام مالک ابن بحینہ تھا یہ سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دو رکعت (فجر کی سنت) پڑھتے دیکھا حالانکہ اقامت شروع ہوچکی تھی پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے اس کو گھیر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ کیا صبح کی چار رکعتیں پڑھتے ہو؟ کیا صبح کی چار رکعت؟ غندر اور معاذ نے روایت میں شعبہ سے بہز بن اسد کی متابعت کی ہے مالک بن بحینہ کے بارے میں اور ابن اسحٰق (امام المغازی) نے اس حدیث کو سعد سے انہوں نے حفص سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن بحینہ سے ۔ اور حمّاد بن سلمہ نے بیان کیا کہ مجھ سے سعد نے حدیث بیان کی انہوں نے حفص سے اور حفص نے مالک بن بحینہ سے حدیث بیان کی ۔

مطابقۃ للترجمۃ: مطابقة الحديث للترجمة فى قوله " آلصّبح اربعاً " حيث انكر

besturdubooks.wordpress.com

صلی اللہ علیہ وسلم علی الرّجل الذی کان یصلی رکعتین بعد ان اقیمت الصلوٰۃ ثمّ یصلّی مع الامام رکعتین صلوٰۃ الصبح فیکون فی معنی من صلی الصبح اربعاً فدلّ ھذا علیٰ ان لا صلوٰۃ بعد الاقامۃ الّا الصلوٰۃ المکتوبۃ ۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا ص۹۱ ومسلم اول فی الصلوٰۃ ص۲۴۷ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا یہ ترجمۃ الباب مستقل حدیث ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الّا المکتوبۃ" (مسلم جلد اول ص۲۴۷ وابوداؤد ص۱۸۰) ۔

مگر چونکہ اس کی سند میں اختلاف ہے کہ مرفوع ہے یا موقوف ؟ چنانچہ اس کے راوی حمّاد کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن دینار سے ملاقات کرکے پوچھا لقیت عمروا فحدّثنی ولم یرفعہ (مسلم ص۲۴۷) ۔ اس لئے امام بخاری رحؒ نے ان الفاظ کو ترجمہ میں ذکر کیا، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحؒ کا رجحان یہی ہے کہ روایت موقوف ہے ۔

امام بخاری رحؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ مسجد جانے کا اصل مقصد فریضہ کی ادائیگی ہے تو جب اقامت شروع ہوگئی تو صلوٰۃ مکتوبہ کے علاوہ کسی سنت و نفل پڑھنے کی اجازت نہیں ۔ یعنی امام بخاریؒ کا مقصد ان حضرات کی تردید کی طرف اشارہ ہے جو حضرات کچھ شرطوں کے ساتھ سنتِ فجر کی اجازت دیتے ہیں ۔

مذاہبِ ائمہ اقامت کے بعد یعنی اگر جماعت کھڑی ہوجائے تو سنت پڑھ سکتا ہے یا نہیں ؟ اس پر تو ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ فجر کی سنتوں کے علاوہ بقیہ تمام نمازوں میں اقامت کے بعد سنت پڑھنا مکروہ ہے ۔

البتہ فجر کی سنت کے بارے میں اختلاف ہے ۔

(۱) ظاہریہ کے نزدیک اقامتِ صلوٰۃ کے بعد فجر کی سنت بھی باطل ہوجائے گی اور اگر جماعت شروع ہونے کے قبل سے سنت پڑھ رہا ہے تب بھی سنت کو چھوڑ کر جماعت میں شامل ہوجائے ۔ یہ قول قطعاً قابلِ توجہ نہیں لقولہ تعالیٰ "لا تبطلوا اعمالکم" ۔

(۲) امام شافعیؒ و امام احمدؒ اور اسحٰقؒ کے نزدیک جماعت کھڑی ہونے کے بعد سنت پڑھنا جائز نہیں مکروہ ہے اور اگر پہلے سے پڑھ رہا تھا پھر جماعت شروع ہوگئی تو جلدی سے پڑھ کر جماعت میں شریک ہوجائے سنت ادا ہوجائیگی اعادہ لازم نہ ہوگا ۔

(۳) امام مالکؒ کے نزدیک دو شرطوں کے ساتھ فجر کی سنت پڑھ سکتے ہیں ۱ دونوں رکعتوں کے ملنے

besturdubooks.wordpress.com

کی امید ہو، ۲ دوسری شرط یہ ہے کہ مسجد سے باہر پڑھے یعنی اگر ایک رکعت بھی فوت ہونے کا خوف ہو تو سنت پڑھنے کی اجازت نہیں۔

(۴) حنفیہ کے نزدیک بھی دو شرط ہے ۱ اگر جماعت کھڑی ہوگئی ہے اور ایک رکعت یا کم از کم تشہد میں شریک ہونے کا یقین ہو یعنی اگر پوری نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو سنت پڑھنے کی اجازت نہیں، ۲ مسجد کے باہر پڑھے یا کم سے کم ایسے گوشہ میں پڑھے کہ جماعت کی صف کے ساتھ اختلاط نہ ہو، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں دونوں فضیلتیں حاصل ہوجائیں گی سنت کی فضیلت اور جماعت کی فضیلت۔

امام بخاری رح شوافع اور حنابلہ کے ساتھ ہیں۔

حدیث الباب بظاہر حنفیہ اور مالکیہ کے خلاف ہے۔

جواب یہ ہے کہ چونکہ جماعت کے صف میں مل کر پڑھ رہے تھے اس لئے آپؐ نے منع فرمایا۔

حنفیہ اور مالکیہ بھی یہی کہتے ہیں کہ اذا اقیمت الصلوٰۃ میں إذا ظرفِ مکان ہے یعنی جس مسجد میں اقامت کہدی جائے، جس جگہ جماعت ہورہی ہو اس جگہ فرض کے علاوہ کوئی سنت نہ پڑھنی چاہئے کہ اس سے استنظافِ فرض لازم آتا ہے وھولایجوز۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رض کی ایک حدیث میں فجر کی سنت کا استثناء موجود ہے جس کو علامہ عینی رح نے سند کے ساتھ نقل کیا ہے: رواہ البیھقی من طریق حجاج بن نصیر عن عباد بن کثیر عن لیث عن عطاء عن ابی ھریرۃ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ الاّ رکعتی الفجر۔ (عمدہ ج۵، ص۱۸۸)

اس پر امام بیہقی نے یہ تبصرہ کیا ہے کہ:

ھٰذہ الزیادۃ لا اصل لہا، یعنی سنتِ فجر کے استثناء کی کوئی اصل نہیں ہے۔

وحجاج وعباد ضعیفان۔ اور حجاج وعباد ضعیف ہیں۔

علامہ عینی رح نے اس کا جواب یہ دیا کہ امام ابن معین نے فرمایا ہے کہ حجاج بن نصیر صدوق ہیں اور ابن حبان نے حجاج کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔

اور عباد بن کثیر صالحین میں سے ہے (عمدہ ص ۱۸۵/۵)

پس امام بیہقی کے لا اصل لہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ موضوع ہے اسی لئے حضرت انور شاہ کشمیری رح فرماتے ہیں وھو مدرج عندی ولیس بموضوع (فیض الباری ص ۲۰۱/۱)

البتہ اس الا رکعتی الفجر میں کچھ ضعف ہے، تو حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت ابو الدرداء

besturdubooks.wordpress.com

رضی اللہ عنہا کے عمل سے اس میں قوت پیدا ہو جاتی ہے، ان روایات کے لئے طحاوی اول صـ۱۸۳ دیکھئے۔

سنتِ فجر کی خصوصیت

سنت فجر کی یہ خصوصیت ہے کہ سنتِ فجر کی روایات میں نہایت تاکید ہے حتی کہ حضرت حسن بصری رح واجب کہتے ہیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نفل کا اتنا خیال نہیں رکھتے تھے جتنا زیادہ فجر سے پہلے دو رکعت کا۔ (ابوداؤد باب رکعتی الفجر صـ۱۷۸)

ایک روایت حضرت ابوہریرہ رضہ سے ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاتدعوهما وان طردتكم الخيل۔ ابوداؤد صـ۱۷۹۔

یعنی ان دونوں (فجر کی سنت) کو مت چھوڑو اگرچہ تم کو گھوڑے روند ڈالیں۔

سند کے بیان میں تسامح

امام بخاری رح نے حدیث الباب کو دو طریق سے ذکر فرمایا ہے:۔

۱ "عن عبد الله بن مالك ابن بحينة" بحينة بضم الباء الموحدة وفتح الحاء المهملة وسكون الياء، یہاں پر بحینہ سے پہلے الف لکھا بھی جائیگا اور اس کو پڑھا بھی جائے گا۔

دوسرے۲ طریق میں ہے "سمعت رجلا من الازد يقال له مالكٌ ابن بحينة الخ"

اس میں دو۲ غلطی ہوئی ہے ۱ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ روایت مالک بن بحینہ کی ہے حالانکہ مالک تو مسلمان بھی نہ ہوا تھا چہ جائیکہ صحابی ہو، راوی مالک کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضہ ہیں۔

دوسری غلطی یہ ہے کہ بحینہ کو مالک کی ماں ذکر کیا گیا ہے، صحیح یہ ہے کہ بحینہ مالک کی بیوی اور عبداللہ رضہ کی ماں ہے۔

علامہ عینی رح وغیرہ نے اس وہم کو ذکر کیا ہے اور یہ وہم شعبہ کو ہوا ہے۔

امام بخاری رح نے امام المغازی ابن اسحٰق کی سند سے اس پر تنبیہ فرمادی ہے کہ اصل عبداللہ بن بحینہ ہے اور مالک بن بحینہ وہم ہے۔ واللہ اعلم۔

احقر نے نصر الباری جلد اول صـ۶ میں اس تسامح کا ذکر کر دیا ہے۔

باب ۴۲۹ حَدِّ الْمَرِيضِ اَنْ يَّشْهَدَ الْجَمَاعَةَ۔

۶۳۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ الْاَسْوَدُ كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ فَذَكَرْنَا الْمُوَاظَبَةَ عَلَى الصَّلٰوةِ وَ التَّعْظِيْمِ لَهَا قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَرَضَهُ الَّذِيْ

besturdubooks.wordpress.com

مَاتَ فِيْهِ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَأُذِّنَ فَقَالَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ
فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّصَلِّيَ
بِالنَّاسِ وَاَعَادَ فَاَعَادُوْا لَهٗ فَاَعَادَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ
يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَخَرَجَ اَبُوْبَكْرٍ يُّصَلِّيْ فَوَجَدَ النَّبِيُّ
صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ نَفْسِهٖ خِفَّةً فَخَرَجَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَاَنِّيْ
اَنْظُرُ اِلٰى رِجْلَيْهِ تَخُطَّانِ الْاَرْضَ مِنَ الْوَجَعِ فَاَرَادَ اَبُوْبَكْرٍ اَنْ يَّتَاَخَّرَ فَاَوْمَاَ
اِلَيْهِ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ مَكَانَكَ ثُمَّ اُتِيَ بِهٖ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى
جَنْبِهٖ فَقِيْلَ لِلْاَعْمَشِ فَكَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّيْ وَاَبُوْبَكْرٍ
يُصَلِّيْ بِصَلٰوتِهٖ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ بِرَاْسِهٖ نَعَمْ
رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بَعْضَهٗ وَزَادَ اَبُوْمُعَاوِيَةَ جَلَسَ
عَنْ يَّسَارِ اَبِيْ بَكْرٍ فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُّصَلِّيْ قَائِمًا۔

ترجمہ حدیث

اسود بن یزید نخعی رحمہ نے بیان کیا کہ ہم لوگ حضرت عائشہ رضہ کی خدمت میں تھے اور ہم نے نماز کی پابندی اور نماز کی عظمت (یعنی عظیم ترین عبادت ہونے) کا ذکر کیا تو حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں وصال فرمایا اور نماز کا وقت آیا اور اذان دی گئی تو آپ ص نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اس پر آپ ص سے عرض کیا گیا کہ ابوبکر رقیق القلب ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (حزن وملال کے مارے) نماز نہیں پڑھا سکیں گے آپ ص نے دوبارہ وہی حکم دیا تو حاضرین نے آپ ص کے سامنے وہی عرض کیا پھر آپ ص نے تیسری بار وہی حکم دیا اور فرمایا (ازواج مطہرات سے) کہ تم حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو، ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ ابوبکر رضہ نماز پڑھانے کے لئے نکلے اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طبیعت میں افاقہ محسوس فرمایا تو آپ ص دو آدمیوں کے سہارے سے باہر تشریف لائے، حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں گویا میں آپ ص کے دونوں پاؤں دیکھ رہی ہوں کہ وہ بیماری کی وجہ سے زمین پر لکیر کھینچ رہے ہیں حضرت ابوبکر رضہ نے یہ دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ رہیں پھر حضور ص کو (ابوبکر کے قریب) لایا گیا یہاں تک کہ حضور ص ابوبکر رضہ کے پہلو میں بیٹھ گئے (جب اعمش نے یہ حدیث بیان کی تو) اعمش سے پوچھا گیا کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے اور ابوبکر آپ کی اقتدا کر رہے تھے تو اعمش نے سر ہلا کر جواب دیا کہ "ہاں"! اس حدیث کا بعض حصہ ابوداؤد طیالسی

besturdubooks.wordpress.com

نے شعبہ سے روایت کیا انہوں نے اعمش سے، اور ابو معاویہ نے اس روایت میں یہ اضافہ کیا کہ آنحضرت ﷺ ابوبکر کے بائیں طرف بیٹھے اور حضرت ابوبکر رضؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " فخرج یہادیٰ بین رجلین کانی انظر رجلیہ تخطان الارض من الوجع "۔

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیماری کے باوجود دو آدمی کے سہارے جماعت میں تشریف لائے اس سے جماعت کی اہمیت اور حد ظاہر ہے۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰہنا صـ۹۱ ومرّ صـ۳۲ ویاتی صـ۹۳ ایضاً صـ۹۸ تا صـ۹۹ ویاتی صـ۹۹۔

۶۳۹۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَاْذَنَ اَزْوَاجَهُ اَنْ يُّمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَاَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الْاَرْضَ وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَ بَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِيْ وَهَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ ﷺ کی بیماری بڑھ گئی تو آپ ﷺ نے ازواجِ مطہرات سے اس بات کی اجازت لی کہ آپ ﷺ کی تیمارداری میرے گھر میں کی جائے چنانچہ سب نے اجازت دیدی آپ ﷺ دو آدمیوں کے درمیان (سہارا لے کر) نکلے آپ ﷺ کے دونوں پاؤں (کمزوری کی وجہ سے) زمین پر لکیر کھینچ رہے تھے اور آپ ﷺ حضرت عباس اور ایک اور آدمی کے بیچ میں تھے، عبداللہ (راوی) کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضؓ کی یہ بات حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے ذکر کی تو انہوں نے مجھ سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ وہ دوسرا آدمی کون ہے جس کا نام حضرت عائشہ رضؓ نے نہیں لیا، میں نے کہا نہیں تو حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ وہ دوسرے آدمی حضرت علی رضؓ تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " فخرج بین رجلین تخطّ رجلاہ الارض "

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰہنا صـ۹۱ تا صـ۹۲ ومرّ صـ۳۲ تا صـ۳۳ ویاتی صـ۹۳ ایضاً صـ۹۸ تا صـ۹۹

besturdubooks.wordpress.com

وص۳۵۲ وص۴۳۷ وفی المغازی ص۶۳۹ وص۸۵۱ ومسلم ص۱۷۷ تا ص۱۷۸ ونسائی وابن ماجہ ایضاً۔

مقصد ترجمہ اگر ترجمۃ الباب کے الفاظ "حد المریض" ہیں جیسا کہ اکثر اور مشہور تر نسخہ یہی ہے یعنی حدّ بالحاء المہملۃ جو ہمارے ہندوستانی نسخہ کے علاوہ قابلِ اعتماد شروح (عمدۃ القاری فتح الباری، اور قسطلانی) میں بھی یہی بالحاء المہملہ ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ حد بمعنی حِدّت اور تیزی کے ہے یعنی جماعت میں حاضر ہونے اور شریک ہونے کی تحریض و ترغیب ہے کہ باوجودیکہ مرض ترکِ جماعت کے لئے عذر ہے یعنی ترکِ جماعت سے گناہ نہ ہوگا مگر رخصت کے باوجود حتی الامکان شریکِ جماعت ہونا چاہیئے۔

ع۲ حد اپنے معنی میں ہو یعنی بمعنی غایت اور انتہا کے ہو تو اب سوال یہ ہے کہ حدِ استحباب مراد ہے یا حدِ جواز؟

جواب:۔ دونوں اقوال ہیں امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ مریض کو ایک خاص حد تک جماعت میں حاضر ہونا مستحب ہے۔ اور خاص حد یہ ہے کہ جب تک مریض خود چل سکے، اور اگر خود نہ چل سکے تو کوئی سہارا دینے والا ہو اس وقت تک مستحب یہی ہے کہ شریکِ جماعت ہو۔

ع۳ بعض نسخہ میں جد بکسر الجیم ہے اس صورت میں مقصد حضورِ جماعت پر تحریض ہے کہ مریض کو باوجود بیمار ہونے کے حتی الامکان کوشش کرنی چاہیئے اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہیں اور اگر مرض اس حد سے بڑھ جائے تو نہ جانا ہی مستحب ہے اگرچہ جانا جائز ہے، واللہ اعلم۔

تشریح لما مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ اس سلسلے میں سب سے پہلے نصر الباری جلد دوم ص۱۱۷ حدیث ع۱۹۶ کی تشریحات ملاحظہ فرمائیں پھر یہاں کا مطالعہ مفید ہوگا۔

یہ قصہ مرض الوفات کا ہے اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رض کو امامت کا حکم دیا جیسا کہ بخاری اول ص۹۵ پر ہے فقیل لہ عرض کیا گیا کہ ابوبکر رض رقیق القلب ہیں اسیف ہیں جس پر حزن و ملال اور گریہ کا غلبہ ہے، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رض سے یہ فرمایا "مروا ابابکر" تو حضرت عائشہ رض نے حضرت حفصہ رض سے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ حضرت عمر رض کو نماز پڑھانے کا حکم دیں کیونکہ ابوبکر رقیق القلب ہیں مگر رسول اکرم ص نے دوبارہ، سہ بارہ یہی حکم فرمایا کہ ابوبکر کو کہو کہ نماز پڑھائیں، پھر یہی عذر پیش کیا گیا تو فرمایا "انکن صواحبُ یوسُفَ الخ" صواحب اگرچہ جمع ہے لیکن یہاں مراد صرف زلیخا ہیں اور خطاب اگرچہ حضرت حفصہ رض سے ہے مگر انکن سے مراد حضرت عائشہ رض ہیں کیونکہ حضرت عائشہ رض ہی نے حضرت حفصہ رض سے کہلایا تھا، اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت

besturdubooks.wordpress.com

عائشہ رضؓ اور حضرت حفصہ رضؓ دونوں مراد ہوں۔

زلیخا اور حضرت عائشہ رضؓ کے قصے میں قدرِ مشترک یہ ہے کہ زلیخا نے مصری عورتوں کو بظاہر تو دعوت کی تھی ضیافت کے بہانے بلایا تھا مگر مقصود دعوت وضیافت نہ تھی بلکہ حضرت یوسف علیہ السلام کا جلوہ دکھانا تھا کہ وہ یوسف ؑ کے حسن کا مشاہدہ کرلیں تاکہ یوسف ؑ سے میری محبت میں مجھ کو معذور سمجھیں۔

معلوم ہوا کہ ظاہر میں ضیافت اور دل میں کچھ اور؟ اسی طرح حضرت عائشہ رضؓ نے بظاہر تو فرمایا کہ ابوبکر رضؓ اسیف یعنی رقیق القلب ہیں، حضور اکرم ؐ کو مصلے پر نہ دیکھیں گے تو ضبط نہ کرسکیں گے اور رونے لگیں گے لیکن باطن دل میں یہ بات تھی کہ تاکہ لوگ ابوبکر رضؓ کی امامت سے بدفالی نہ لیں جیساکہ بخاری جلد ثانی صـ ۶۳۹ میں ہے۔

۲؎ یا تشبیہ بایں طور بھی ہوسکتی ہے کہ جیسے مصری عورتیں حضرت یوسف ؑ کو ان کی مرضی کے خلاف عمل کرنے کو کہتی تھیں اسی طرح تم مجھ سے میری مرضی کے خلاف حکم صادر کرانا چاہتی ہو۔

باب کی دوسری حدیث یعنی حدیث ۶۳۹ کیلئے نصر الباری جلد دوم صـ ۱۱۷ حدیث ۱۹۶ ملاحظہ فرمائیے۔

باب ۴۳۰ الرُّخْصَةِ فِي الْمَطَرِ وَالْعِلَّةِ أَنْ يُصَلِّيَ فِي رَحْلِهِ

۶۴۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ ثُمَّ قَالَ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَمَطَرٍ يَقُولُ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ۔

باب، بارش اور کسی عذر کی بنا پر گھر میں نماز پڑھ لینے کی اجازت کا بیان۔

ترجمہ حدیث نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضؓ نے ایک سردی اور آندھی کی رات میں نماز کی اذان دی پھر (پکارکر) یہ کہا "لوگو اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو اس کے بعد یہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سردی اور بارش کی رات میں مؤذن کو یہ حکم دیتے تھے کہ وہ یہ اعلان کردے کہ لوگو اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في قوله "كان يأمر المؤذن اذا كانت ليلة ذات برد ومطر يقول ألا صلوا في الرحال"۔

تعدد موضعه: والحديث ههنا صـ ۹۲ وقد مضىٰ صـ ۸۸۔

۶۴۱ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ

besturdubooks.wordpress.com

الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهٗ وَهُوَ اَعْمٰى وَاَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا تَكُوْنُ الظُّلْمَةُ وَ السَّيْلُ وَاَنَا رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَصَلِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ بَيْتِيْ مَكَانًا اَتَّخِذُهٗ مُصَلًّى فَجَاءَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ فَاَشَارَ اِلٰى مَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم۔

ترجمہ حدیث حضرت محمود بن ربیع انصاری رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عتبان بن مالک رضؓ اپنی قوم کی امامت کیا کرتے تھے اور وہ نابینا تھے اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کبھی اندھیرا ہوتا ہے اور پانی بہتا ہوتا ہے اور میں اندھا آدمی ہوں (یعنی جماعت میں نہیں آسکتا) تو آپ یا رسول اللہ میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھ دیں تاکہ میں اس کو مُصَلّٰی (نماز کی جگہ) بنالوں چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کہ تم اپنے گھر میں کس جگہ میرا نماز پڑھنا پسند کرتے ہو؟ انہوں نے اپنے گھر میں ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "انها تكون الظلمة والسيل وانا رجل ضرير البصر فصل يارسول الله فى بيتى مكانًا اتخذه مصلى الخ"

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۹۲ ومرّ ص۶۰ ، ويأتى ص۹۵ وص۱۱۶ ، وص۱۵۸ وص۸۱۳ مسلم شريف ص۴۶ وص۴۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ اعذار کی وجہ سے ترکِ جماعت کی اجازت ہے۔
باب سابق میں بیان ہوا کہ مرض کی ایک خاص مقدار ترکِ جماعت کے لئے قابلِ قبول عذر ہے، اب امام بخاری رحؒ کا مقصد اس باب سے تعمیم ہے اور بتلانا چاہتے ہیں کہ مرض کے علاوہ اور بھی اسباب و اعذار ہیں کہ جن کی وجہ سے شہودِ جماعت ساقط ہوجاتا ہے مثلاً بارش، آندھی اور سخت سردی وغیرہ بھی ایسے اعذار ہیں کہ اپنے گھر میں نماز پڑھ سکتا ہے اب خواہ تنہا پڑھے یا جماعت سے، البتہ بارش، آندھی اور سخت سردی میں ترک جماعت رخصت ہے افضل و عزیمت یہی ہے کہ مسجد جائے۔

تشریح ذات برد و مطر مطر یعنی بارش بالاتفاق عذر ہے، علامہ شامی رحؒ نے ترکِ جماعت کیلئے قابلِ قبول اعذار کی تعداد بیس (۲۰) نقل فرمایا ہے۔

باب کی دوسری حدیث (۶۴۱) کی تشریح کے لئے نصر الباری جلد دوم حدیث ۴۱۲ کی تشریح کا مطالعہ کیجئے، نصر الباری دوم ص۴۵۳ تا ص۴۵۶۔

besturdubooks.wordpress.com

باب [۴۳۱] هَل يُصَلِّي الْإِمَامُ بِمَنْ حَضَرَ وَهَلْ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَطَرِ۔

۶۴۲- حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ عبدِ الوَهّابِ قال ثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيدٍ قال حَدَّثَنَا عبدُ الحَمِيدِ صاحبُ الزِّيَادِيِّ قال سمعتُ عبدَ اللهِ بنَ الحارثِ قال خَطَبَنَا ابنُ عبّاسٍ فِي يَوْمٍ ذِي رَدْغٍ فَأَمَرَ الْمُؤَذِّنَ لَمَّا بَلَغَ حيَّ عَلى الصَّلٰوةِ قال قُلِ الصَّلٰوةُ فِي الرِّحَالِ فَنَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ كَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوا فَقَال كَأَنَّكُمْ أَنْكَرْتُمْ هٰذَا إِنَّ هٰذَا فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّي يعني النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم إِنَّهَا عَزْمَةٌ وَ إِنِّي كرهتُ أَنْ أُخْرِجَكُمْ وعن حَمَّادٍ عن عاصِمٍ عن عبدِ اللهِ بنِ الحارثِ عن ابنِ عبّاسٍ نحوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قال كرهتُ أَن أُؤَثِّمَكُمْ فَتَجِيئُونَ تَدُوسُونَ الطِّينَ إِلَى رُكَبِكُمْ۔

باب ، بارش میں جو لوگ مسجد میں حاضر ہو جائیں کیا امام ان کے ساتھ نماز پڑھ لے ؟ اور کیا جمعہ کے دن بارش میں خطبہ پڑھے ؟ (یا نہیں ؟)۔

ترجمہ حدیث حضرت عبد اللہ بن حارث رض کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رض نے بہت زیادہ کیچڑ والے دن ہمارے سامنے خطبہ دیا اور جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ پر پہنچا تو انہوں نے حکم دیا کہ الصلوٰۃ فی الرحال (قیام گاہوں پر نماز کی اجازت ہے) کا اعلان کردو (یہ سن کر) لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے گویا ان لوگوں نے اس حکم کو قابلِ اعتراض سمجھا تو حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ شاید تم لوگوں نے اس بات کو برا (قابلِ اعتراض) سمجھا ہے بے شک یہ وہ چیز ہے جس کو اس ذات نے کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ، اور بیشک جمعہ واجب ہے اور میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ تمہیں باہر نکالوں (یعنی کیچڑ میں مسجد آنے کی تکلیف جبکہ بارش میں گھر میں پڑھنے کی اجازت ہے) اور حماد نے اس حدیث کو عاصم سے انہوں نے عبد اللہ بن حارث سے انہوں نے حضرت ابن عباس رض سے اسی طرح نقل کیا ہے مگر (اتنا فرق ہے کہ) ابن عباس رض نے فرمایا کہ میں نے اچھا نہیں سمجھا کہ (حیّ علی الصلوٰۃ کہہ کر) تکلیف میں مبتلا کردوں پھر تم گھٹنوں تک کیچڑ روندتے آؤ۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تفهم من قوله "خطبنا ابن عباس في يوم ذی ردغ" لأنّ ذلك كان يوم الجمعة وكان يوم المطر ومن قوله ايضا " اى ان الجمعة واجبة "

besturdubooks.wordpress.com

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۲ ومرّ ص۸۶ ویاتی ص۱۳۳، مسلم شریف ص۲۴۴ ابوداؤد ص۱۵۲، ابن ماجہ ص۶۷۔

۶۴۳ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قال حَدَّثَنَا هِشَامٌ عن يحيٰي عن اَبِي سَلَمَةَ قال سَاَلتُ اَبَا سَعِيْدٍ الخُدْرِيَّ فقال جَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حتّٰى سَالَ السَّقفُ وكَانَ مِن جَرِيْدِ النَّخْلِ فَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَاَيْتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يَسْجُدُ فِى المَاءِ وَالطِّيْنِ حتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ الطِّيْنِ فِى جَبْهَتِهٖ۔

ترجمہ حدیث ابوسلمہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضؓ سے (شب قدر کے متعلق) پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ایک بادل کا ٹکڑا آیا اور برسا یہاں تک کہ (مسجد کی) چھت ٹپکنے لگی اور چھت کھجوروں کی شاخ کی تھی پھر نماز کی اقامت کہی گئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہے تھے یہاں تک کہ میں نے مٹی کا اثر آپ کی پیشانی پر دیکھا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى الجزء الاول منها من حيث ان العادة فى يوم المطر يتخلف بعض الناس عن الجماعة فلا شك ان صلوٰة الامام تكون حينئذ مع من حضر فينطبق على قوله باب هل يصلى الامام بمن حضر۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۲ ویاتی فی باب السجود علی الانف فی الطین ص۱۱۲ وص۱۱۵ و ص۲۷۰ ایضاً ص۲۷۰ وص۲۷۱ وص۲۷۲ تا ص۲۷۳۔

۶۴۴ - حَدَّثَنَا آدَمُ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قال حَدَّثَنَا انسُ بنُ سِيْرِيْنَ قال سَمِعْتُ اَنَساً يقولُ قال رَجُلٌ مِنَ الاَنْصَارِ اِنِّى لا اَسْتَطِيْعُ الصَّلٰوةَ مَعَكَ وكَانَ رَجُلاً ضَخْماً فَصَنَعَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم طعاماً فَدَعَاهُ اِلٰى مَنْزِلِهٖ فَبَسَطَ لَهٗ حَصِيْراً وَ نَضَحَ طَرَفَ الحَصِيْرِ فَصَلّٰى عليه رَكْعَتَيْنِ فقال رَجُلٌ مِنْ آلِ الجَارُوْدِ لِاَنَسٍ اَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّى الضُّحٰى قال مَا رَاَيْتُهٗ صَلَّاهَا اِلَّا يَوْمَئِذٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں (معذور ہوں) آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا اور وہ (عرض کرنے والے) موٹے آدمی تھے چنانچہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا اور آپ ؐ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی پھر انھوں نے آپ ؐ کے لئے ایک چٹائی بچھائی اور چٹائی کے کنارہ کو

besturdubooks.wordpress.com

دھویا پھر آپ ﷺ نے اس چٹائی پر دو رکعت نماز پڑھی پھر آلِ جارود میں سے ایک شخص نے حضرت انس رضؓ سے پوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ حضرت انس رضؓ نے فرمایا میں نے تو اس دن کے علاوہ آپ ﷺ کو نماز چاشت پڑھتے نہیں دیکھا۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه صلى الله عليه وسلم كان يصلي بسائر الحاضرين عند غيبة الرجل الضخم فينطبق الحديث على قوله باب هل يصلي الامام بمن حضر (عمدة)

تشریح باب کی تیسری حدیث یعنی آخری حدیث حضرت انس رضؓ کی روایت میں ہے رجلاً ضخماً یعنی حضرت عتبان بن مالک رضؓ نے اپنا عذر پیش کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک جماعت فی المطر کی اجازت دے دی تھی تو اب اگر اس موٹے بھاری بھرکم آدمی سے مراد کوئی دوسرا ہے اور عذر کی وجہ سے مسجد حاضر نہ ہو سکے تو ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صرف حاضرین ہی کو نماز پڑھائی ہوگی، پس صلوٰۃ بمن حضر فی المطر کا اثبات ہو گیا۔

تعدد موضعه والحديث ههنا ص۹۲ ويأتي ص۱۵۷ وص۸۹۸ وابوداؤد في باب الصلوٰة على الحصير ص۹۶۔

باب ۴۳۲ إِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ وَأُقِيمَتِ الصَّلوٰةُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَأُ بِالْعَشَاءِ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ مِنْ فِقْهِ الْمَرْءِ إِقْبَالُهُ عَلَىٰ حَاجَتِهِ حَتّٰى يُقْبِلَ عَلَىٰ صَلوٰتِهِ وَقَلْبُهُ فَارِغٌ۔

۶۴۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي سَمِعْتُ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ قَالَ إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلوٰةُ فَابْدَؤُا بِالْعَشَاءِ۔

باب، جب کھانا سامنے آجائے اور نماز کی اقامت کہدی گئی (تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیئے؟) حضرت ابن عمر رضؓ تو (ایسی صورت میں) پہلے شام کا کھانا کھالیتے تھے (امام بخاری رحؒ نے آگے چل کر خود وصل کیا ہے دیکھو حدیث ۶۴۷) اور حضرت ابوالدرداء رضؓ نے فرمایا ہے کہ انسان کی عقلمندی یہ ہے کہ پہلے اپنی حاجت کی طرف توجہ کرے (یعنی اپنی حاجت پوری کرلے) تاکہ جب وہ نماز کی طرف توجہ کرے (یعنی نماز شروع کرے) تو اس کا دل فارغ ہو۔

ترجمہ حدیث:۔ حضرت عائشہ رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب

شام کا کھانا (سامنے) رکھدیا جائے اور نماز کی اقامت کہدی جائے تو پہلے کھانا کھالو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اذا وضع العشاء واقیمت الصلوٰۃ فابدؤا بالعشاء"۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰہنا صـ۹۲ ویاتی صـ۸۲۱۔

۶۴۶۔ حَدَّثَنَا یحییٰ بنُ بُکَیرٍ قال حَدَّثَنا اللَّیثُ عن عُقَیلٍ عنِ ابنِ شِھابٍ عن اَنَسِ بنِ مَالِکٍ اَنَّ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اِذَا قُدِّمَ العَشَاءُ فَابْدَؤُا بِہٖ قَبْلَ اَن تُصَلُّوا صَلوٰۃَ المَغْرِبِ وَلَا تَعْجَلُوا عَن عَشَائِکُمْ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شام کا کھانا سامنے رکھا جائے تو مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے ہی کھالو اور اپنا کھانا چھوڑ کر نماز میں جلدی مت کرو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اذا قدم العشاء فابدؤا بہ الخ"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا صـ۹۲ ویاتی صـ۸۲۱ ومسلم شریف اول صـ۲۰۸ وترمذی اول صـ۴۶ وصـ۴۷۔

۶۴۷۔ حَدَّثَنَا عُبَیدُ بنُ اِسمٰعِیلَ عن اَبِی اُسَامَۃَ عن عُبَیدِ اللّٰہِ عن نَافِعٍ عن اِبنِ عُمَرَ قال قال رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا وُضِعَ عَشَاءُ اَحَدِکُمْ وَ اُقِیمَتِ الصَّلٰوۃُ فَابْدَؤُا بِالعَشَاءِ وَلَا یَعْجَلْ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْہُ وَ کَانَ اِبنُ عُمَرَ یُوضَعُ لَہُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلٰوۃُ فَلَا یَاتِیْھَا حَتّٰی یَفْرُغَ وَ اِنَّہٗ لَیَسْمَعُ قِرَاءَۃَ الاِمَامِ وقال زُھَیرٌ وَ وَھَبُ بنُ عُثْمَانَ عن مُوسَی بنِ عُقْبَۃَ عن نَافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال قال النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا کَانَ اَحَدُکُمْ عَلَی الطَّعَامِ فَلَا یَعْجَلْ حَتّٰی یَقْضِیَ حَاجَتَہٗ مِنْہُ وَ اِنْ اُقِیمَتِ الصَّلٰوۃُ قال اَبُو عبدِ اللّٰہِ وَحَدَّثَنِی اِبْرٰھِیمُ بنُ المُنْذِرِ عن وَھْبِ بنِ عُثْمَانَ وَ وَھْبٌ مَدَنِیٌّ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا شام کا کھانا (سامنے) رکھدیا جائے اور نماز کی تکبیر ہوجائے تو پہلے کھانا

besturdubooks.wordpress.com

کھالو اور جلدی نہ کرے یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہو جائے، اور حضرت ابن عمرؓ کے سامنے کھانا رکھا جاتا اور ادھر نماز کی تکبیر ہوتی تو وہ کھانے سے فراغت تک نماز کے لئے نہ آتے اور امام کی قراءت سنتے رہتے۔ اور زہیر اور وہب بن عثمان نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانے پر (بیٹھا) ہو تو جلدی نہ کرے یہاں تک کہ اپنی ضرورت پوری کرلے خواہ نماز کے لئے اقامت کہدی جائے، امام بخاریؒ نے فرمایا اور مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا انہوں نے وہب بن عثمان سے یہی روایت بیان کی اور وہب مدینہ طیبہ کے رہنے والے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اذا وضع عشاء احدکم واقیمت الصلوٰۃ فابدؤا بالعشاء"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۹۲ تا ص۹۳ ویاتی ص۸۲۱ ومسلم اول ص۲۰۸ وابوداؤد ثانی ص۵۲۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا ہے بلکہ فرماتے ہیں کہ اقامت کے ہوتے ہوئے انسان کیا کرے؟ جبکہ کھانا سامنے آگیا ہے تو اب نماز میں مشغول ہو یا کھانے میں؟ کس کو مقدم کرے؟ کیونکہ ترجمہ میں "اذا حضر الطعام" شرط مذکور ہے اور جزا مذکور نہیں یعنی امام بخاریؒ نے کوئی حکم اس پر نہیں لگایا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں تقدیرہ یقدم الطعام علی الصلوٰۃ یعنی نماز سے پہلے کھانا کھالے

قال الزین بن المنیر حذف جواب الشرط الخ (فتح جلد ثانی) یعنی چونکہ اس میں شدید اور قوی اختلاف تھا اس وجہ سے کوئی قطعی حکم نہیں لگایا۔

حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں حضرت ابوالدرداءؓ کا قول نقل کرکے اس باب کے روایاتِ مختلفہ میں جمع وتطبیق بین الروایات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کیونکہ بعض روایات میں کھانا مقدم رکھنے کا حکم ہے (جیسا کہ یہاں حضرت ابن عمرؓ کا عمل اور باب کی آخری حدیث حدیث ۶۴۷ سے معلوم ہوتا ہے) اور بعض میں ہے لا تؤخر الصلوٰۃ لطعام ولا لغیرہ۔

(ابوداؤد جلد ثانی ص۵۲۷ تا ص۵۲۸) (لامع جلد اول ص۲۵۳)

امام بخاریؒ کا رجحان و میلان یہ ہے کہ اگر قلب فارغ و مطمئن ہے تو نماز سے ابتدا کرے لیکن اگر بھوک کی وجہ سے کھانے کی طرف سخت رغبت ہو یعنی قلب فارغ نہیں ہے بھوک کا غلبہ ہے تو چونکہ اس

صورت میں انقطاع خشوع ہوگا اس لئے ابتدا بالطعام اولیٰ و بہتر ہے۔

اقوالِ ائمہ اس پر تو ائمہ مجتہدین کا اتفاق ہے کہ کھانا موجود ہونے کے باوجود کھانا چھوڑ کر نماز پڑھ لی جائے تو نماز ہو جائے گی اور فابدؤا بالعشاء جمہور کے نزدیک استحباب پر محمول ہے۔ (فتح)

(۱) ظاہر احادیث کی وجہ سے ابن حزم نے یہاں تک فرمایا ہے کہ کھانے کو نماز پر مقدم کرنا واجب ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے کھانے کی موجودگی میں نماز پڑھ لی تو نماز باطل ہو جائے گی۔ (فتح)

(۲) سفیان ثوری، امام احمد بن حنبل اور اسحٰق رحمہم اللہ کے نزدیک تقدیم بالطعام مطلقاً مستحب ہے۔

(۳) امام مالکؒ کے نزدیک ابتداء بالصلوٰۃ اولیٰ ہے ان لم یکن متعلق النفس بالاکل، یعنی نماز کو مقدم کرنا اولیٰ ہے بشرطیکہ کھانے کی طرف سخت رغبت نہ ہو خواہ صائم ہو یا نہ ہو اگر بہت بھوک ہے تو کھانے سے ابتدا کرنا اولیٰ و بہتر ہے چونکہ اس میں انقطاع خشوع ہوگا۔

یہی مسلک احناف اور حنابلہ کا ہے اور تقریباً امام شافعیؒ کا بھی یہی مسلک ہے، حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ واقیمت الصلوٰۃ میں صلوٰۃ سے مراد مغرب کی نماز ہے لقولہ "فابدؤا بالعشاء" اور عشاء بفتح العین شام کے کھانا کو کہتے ہیں، چنانچہ باب کی دوسری روایت (حدیث ۶۴۶) میں قبل ان تصلوا صلوٰۃ المغرب ہے والحدیث یفسر بعضہ بعضا، بعض حضرات نے صائم پر محمول کیا ہے۔

وقال الفاکہانی ینبغی حملہ علی العموم الخ (فتح)

علامہ فاکہانیؒ کہتے ہیں عموم پر رکھنا ہی مناسب ہے اصلی مدار طعام کے شوق و رغبت پر ہے وہ ہر وقت ہو سکتا ہے کہ بھوک میں خشوع صلوٰۃ نہ ہوگا۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ نماز کو کھانا بنا دوں کہ اس میں دل لگا رہے اس سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ کھانے کو نماز بنا دوں کہ کھاتے ہوئے بھی نماز کا دھیان رہے۔ لیکن اگر نماز کے وقت کے نکل جانے کا ڈر ہو تو نماز پہلے پڑھے اور اس وقت نماز کی تاخیر کھانے وغیرہ کی وجہ سے جائز نہیں جیسا کہ ابو داؤد کی حدیث گذری، واللہ اعلم۔

باب ۴۳۳ اِذَا دُعِیَ الْاِمَامُ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَبِیَدِہٖ مَا یَاْکُلُ۔

۶۴۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ اُمَیَّۃَ اَنَّ اَبَاہُ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَاْکُلُ ذِرَاعًا

besturdubooks.wordpress.com

يَحْتَزُّ مِنْهَا فَدُعِيَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّيْنَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

باب، جب امام کو نماز کے لئے بلایا جائے اور اس کے ہاتھ میں وہ چیز ہو جس کو کھا رہا ہو۔

ترجمہ حدیث حضرت عمرو بن امیہ رضؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ (بکری کا) دست کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے اتنے میں آپؐ نماز کے لئے بلائے گئے تو آپؐ کھڑے ہو گئے اور چھری رکھدیا پھر آپؐ نے نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ماتضمنه معنى الحديث وهو ظاهر (عمدۃ) یعنی حدیث پاک کے مفہوم سے مطابقت ظاہر ہے کہ حضور اقدسؐ دست کا گوشت کاٹ کر کھا رہے تھے جب آپؐ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو آپؐ نے کھانا چھوڑ کر نماز پڑھایا۔

تعدد موضعہ والحديث هٰهنا ص۹۳ ومرّ الحديث ص۳۴ ويأتي ص۴۰۹ وص۸۱۴ ايضا ص۸۱۵ وص۸۲۱ ومسلم شريف ص۱۵۷۔

مقصد ترجمہ اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد کیا ہے؟ حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ باب سابق کی حدیث میں فابدؤا بالعشاء کا حکم ایجابی نہیں ہے بلکہ استحبابی ہے۔

(۲) نیز حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں ويحتمل تقييده في الترجمة الخ (فتح)
یعنی چونکہ اس باب میں امام کی قید ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ ماقبل کی حدیث فابدؤا بالعشاء کا حکم مقتدیوں کے لئے ہو اور اب اس باب میں امام کا حکم بیان کر رہے ہیں کہ امام کو مسجد میں چلے جانا چاہئے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مقتدیوں کے مشغول بالطعام سے لوگوں کا کوئی حرج نہیں ہے بخلاف امام کے کہ مشغول رہنے سے سارے لوگ انتظار میں ٹھہرے رہیں گے۔

(۳) ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ فابدؤا بالعشاء کا حکم (یعنی کھانے سے ابتدا کا حکم) اس وقت ہے جبکہ شدتِ بھوک سے خشوع منقطع ہو جائے اور بغیر اس کے مسجد میں چلے جانا چاہئے جیسا کہ آنحضرتؐ کچھ بقدر ضرورت کھا چکے تھے، واللہ اعلم۔

اشکال اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپؐ چاقو سے کاٹ کر تناول فرما رہے تھے لیکن بعض روایت میں ہے لا تقطعوا اللحم بالسكين الخ۔ (ابوداؤد کتاب الاطعمۃ ص۳۵)

جواب: ابوداؤد کی روایت میں ایک راوی ابومعشر ہے جو ضعیف ہے اس لئے بخاری کی روایت

besturdubooks.wordpress.com

کو ترجیح ہوگی ۔

(۲) بعض حضرات نے یہ جواب دیا ہے کہ گوشت بالکل پکا ہوا ہو کہ ہاتھ سے یا دانت سے نوچ کر کھایا جاسکتا ہے تو بلا ضرورت چاقو سے کاٹ کر کھانا نصرانیوں کی مشابہت ہے وہ ممنوع ہے لیکن اگر گوشت ادھ پکا ہے تو ضرورتاً چاقو سے کاٹ کر کھانا جائز ہے ، واللہ اعلم ۔

باقی تشریح کے لئے نصر الباری جلد دوم ص ۱۳۵ حدیث ۲۰۶ ملاحظہ فرمائیے ۔

بابٌ [۴۳۴] مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَهْلِهِ فَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَخَرَجَ ۔

۶۴۹ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قال حَدَّثَنَا الحَكَمُ عَن إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ قال سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ قالت كان يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ تَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَخَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ ۔

باب ، جو شخص گھر کے کام کاج میں مشغول ہو اور نماز کی تکبیر کہی جائے تو نماز کیلئے نکل جائے ۔

ترجمہ حدیث اسود بن یزید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رض سے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ آپ ؐ اپنے گھر کے کام میں یعنی اپنے گھر والوں کی خدمت میں مصروف رہتے اور جب نماز کا وقت آجاتا تو (کام چھوڑ کر) نماز کے لئے تشریف لے جاتے ۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في " يكون في مهنة اهله تعني خدمة اهله فاذا حضرت الصلوٰة خرج الى الصلوٰة "

تعدد موضعه : والحديث ههنا ص ۹۳ و ياتي ص ۸۰۸ و ص ۸۹۲ ، والترمذی

مقصد ترجمہ علامہ عینی رح اور حافظ عسقلانی رح فرماتے ہیں کہ امام بخاری رح کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ کھانے کی طرح دنیا کے سارے کام کاج نہیں ہیں اگر تمام کاموں کو کھانے کے حکم میں کر دیا جائے تو چونکہ دنیا کے دھندے دن رات چلتے ہی رہتے ہیں تو نماز کے لئے کوئی وقت باقی نہیں رہیگا شریعت مطہرہ میں ضروریات کا اعتبار ضرور ہے مگر بعض ضرورت وہ ہے جس سے انقطاع خشوع کا اندیشہ ہے جیسے سخت بھوک ہے اور کھانا سامنے موجود ہو تو کھانے کو مقدم کرنے کی اجازت ہے ۔

اور دوسرے وہ ضروریات جس سے اصل نماز ہی کے فاسد ہونے کا اندیشہ ہے جیسے بول و براز شدید تقاضا ہو تو اس صورت میں بھی نماز کو مؤخر کرنا پڑیگا لیکن دوسرے تمام کاموں کو چھوڑ کر نماز میں جانا ضروری ہے

besturdubooks.wordpress.com

خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حدیثوں میں آتا ہے کہ آپ ؐ اپنے کپڑے سی لیتے تھے، جوتا مرمت کر لیتے تھے نیز گھر والوں کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے مگر جماعت کے وقت سب کام چھوڑ کر مسجد تشریف لے جاتے۔

باب [۴۳۵] مَنْ صَلّٰى بِالنَّاسِ وَهُوَ لَا يُرِيْدُ اِلَّا اَنْ يُّعَلِّمَهُمْ صَلٰوةَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَسُنَّتَهٗ۔

۶۵۰۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ جَاءَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ فِيْ مَسْجِدِنَا هٰذَا فَقَالَ اِنِّيْ لَاُصَلِّيْ بِكُمْ وَمَا اُرِيْدُ الصَّلٰوةَ اُصَلِّيْ كَيْفَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّيْ فَقُلْتُ لِاَبِيْ قِلَابَةَ كَيْفَ كَانَ يُصَلِّيْ قَالَ مِثْلَ شَيْخِنَا هٰذَا وَكَانَ الشَّيْخُ يَجْلِسُ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ قَبْلَ اَنْ يَّنْهَضَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى۔

باب، اس شخص کا بیان جو لوگوں کو صرف اس لئے نماز پڑھائے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور آپ ؐ کے طریقہ کی تعلیم دے گا۔

ترجمہ حدیث ابو قلابہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت مالک بن حویرث رضؓ ہماری اس مسجد (یعنی بصرہ کی مسجد) میں آئے اور فرمایا کہ میں تمہارے سامنے نماز پڑھتا ہوں اور میری نیت نماز پڑھنے کی نہیں ہے، نماز پڑھونگا (صرف یہ بتلانے کے لئے) کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ ایوب سختیانی کہتے ہیں کہ میں نے ابو قلابہ سے پوچھا کہ حضرت مالک بن حویرث رضؓ کس طرح نماز پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا ہمارے اس شیخ (حضرت عمرو بن سلمہ رضؓ) کی طرح اور شیخ (عمرو بن سلمہ رضؓ) پہلی رکعت میں جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تھے تو کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ جاتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "انی لاُصلی بکم وما اُرید الصلوٰۃ اصلی کیف رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی"۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا ص۹۳ ویاتی ص۱۱۰ وص۱۱۳ وص۱۱۴۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحؒ فرماتے ہیں "مقصودہ عن ھٰذا الباب انہ لیست ھذہ الصلوٰۃ صلوٰۃ المرائی بل فیہ ثواب الصلوٰۃ للمصلی مع ثواب التعلیم ایضاً"۔ یعنی اس باب کے انعقاد سے امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگر کوئی

besturdubooks.wordpress.com

لوگوں کو عملی طور پر تعلیم دینے کے لئے، نماز کا طریقہ سکھانے کے لئے نماز پڑھائے تو یہ ریاکاری نہیں ہے بلکہ اس صورت میں تو سکھلانے والے کو نماز کے عمل کے ساتھ تعلیم کا ثواب بھی ملے گا۔

اشکال:۔ یہاں اشکال یہ ہے کہ نماز میں نیت کا ہونا ضروری ہے اور جب انہوں نے ارادہ ہی نہیں فرمایا تو نماز کیسے درست ہوگی؟

جواب:۔ یہاں مطلق نیت و ارادہ کی نفی نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ یہ وقت اگرچہ کسی فریضہ کا وقت نہیں ہے اس لئے میں امامت کا ارادہ نہیں کر رہا ہوں بلکہ میرا ارادہ تو یہ ہے کہ تم لوگوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بتا دوں۔

امام بخاری رح کا مقصد ثابت ہو گیا کہ تعلیم کے ارادے سے نماز پڑھانا یا پڑھ کر دکھانا درست ہے۔

جلسۂ استراحت وکان الشیخ یجلس الخ امام شافعی رح نے اس سے جلسۂ استراحت پر استدلال کیا ہے۔ امام شافعی رح کے نزدیک پہلی اور تیسری رکعت میں سجدہ سے فراغت کے بعد جلسہ استراحت مسنون ہے۔ لیکن جمہور (یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رح، امام مالک رح، اور امام احمد رح وغیرہ) کے نزدیک جلسہ استراحت مسنون نہیں بلکہ سیدھا کھڑا ہو جانا افضل ہے۔

اس مسئلے پر مفصل اور مدلل بحث اپنی جگہ پر آئے گی انشاء اللہ یعنی بخاری ص۱۱۳ "فی باب من استوی قاعدا فی وتر من صلوته لم ینهض حتی یستوی قاعدا"۔

بَابُ ۴۳۶ اَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ

۶۵۱۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْبُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ مَرِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَاشْتَدَّ مَرَضُهٗ فَقَالَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ اِنَّهٗ رَجُلٌ رَقِيْقٌ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ قَالَ مُرِيْ اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَعَادَتْ فَقَالَ مُرِيْ اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فِيْ حَيٰوةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم۔

باب، علم و فضل والا امامت کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔

ترجمہ حدیث:۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ

besturdubooks.wordpress.com

کی بیماری سخت ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ وہ (ابو بکرؓ) نرم دل آدمی ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے آپ ﷺ نے (پھر دوبارہ) فرمایا کہ ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے وہی بات دہرائی آپ ﷺ نے پھر یہی فرمایا کہ ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں بیشک تم تو حضرت یوسف ؑ کی ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو (یعنی جنھوں نے یوسف ؑ کو گھیر رکھا تھا) بالآخر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لانیوالا حضرت ابو بکرؓ کے پاس پہنچا اور حضرت ابو بکرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " مروا ابا بکر فلیصل بالناس " فانّ ابا بکر افضل الصحابۃ و اعلمھم رضی اللہ عنہم۔

اس سے معلوم ہوا کہ اعلم و افضل امامت کا سب سے زیادہ حقدار ہو گا تو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کو امام بنایا نیز حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے " کان اعلمنا " پس اہل علم و فضل کا احق بالامامۃ ہونا معلوم ہو گیا۔

تعدد موضعہ:- والحدیث ھٰہنا ص۹۳ و یاتی ص۴۷۹۔

۶۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ فِي مَرَضِهِ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَهْ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا۔

ترجمہ حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الوفات میں فرمایا کہ ابو بکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ ابو بکرؓ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو (اپنی قراءت) نہیں سنا سکیں گے، لہذا آپ عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت

besturdubooks.wordpress.com

عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت حفصہ سے کہا کہ آپ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کردے کہ حضرت ابوبکر رضؓ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو (اپنی قراءت) نہیں سنا سکیں گے اس لئے آپ عمر رضؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حفصہ رضؓ نے عرض کردیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خاموش رہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفا ہوگئے اور ڈانٹا) بیشک تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کی ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو (یعنی جنھوں نے حضرت یوسفؑ کو گھیر رکھا تھا) ابوبکر رضؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر حضرت حفصہ رضؓ نے حضرت عائشہ رضؓ سے کہا مجھ کو آپ سے کبھی کوئی بھلائی نہیں پہونچ سکتی (یعنی آج بھی مجھ کو ایسا مشورہ دیا کہ صلاح نہ شد بلا شد کہ حضور اکرمؐ کی ڈانٹ پڑی حضرت حفصہ رضؓ کا اشارہ یوم العسل کے واقعہ کی طرف تھا کہ وہاں بھی حضرت عائشہ رضؓ نے ایسی پٹی پڑھائی کہ ڈانٹ پڑگئی)۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "مروا ابا بکر یصلی بالناس"۔

تعدد موضعہ:- والحدیث ھٰھنا ص۹۳ و مر ص۳۲ و ص۹۱ ویاتی ص۹۹ و ص۴۷۹ و ص۱۰۸۵۔

۶۵۳ - حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِی اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْاَنْصَارِیُّ وَکَانَ تَبِعَ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَخَدَمَهُ وَصَحِبَهُ اَنَّ اَبَابَکْرٍ کَانَ یُصَلِّی لَهُمْ فِی وَجَعِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الَّذِی تُوُفِّیَ فِیْهِ حَتّٰی اِذَا کَانَ یَوْمُ الْاِثْنَیْنِ وَهُمْ صُفُوْفٌ فِی الصَّلٰوةِ فَکَشَفَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سِتْرَ الْحُجْرَةِ یَنْظُرُ اِلَیْنَا وَهُوَ قَائِمٌ کَاَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ یَضْحَكُ فَهَمَمْنَا اَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْیَةِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَنَکَصَ اَبُوبَکْرٍ عَلٰی عَقِبَیْهِ لِیَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خَارِجٌ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاَشَارَ اِلَیْنَا النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَنْ اَتِمُّوا صَلٰوتَکُمْ وَاَرْخَی السِّتْرَ فَتُوُفِّیَ مِنْ یَوْمِهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے اور آپؐ کے خادم اور صحابی تھے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

besturdubooks.wordpress.com

کی اس بیماری میں جس میں آپ ؐ نے وفات پائی حضرت ابوبکرؓ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے یہاں تک کہ جب دوشنبہ کا دن ہوا اور لوگ نماز میں صف باندھے کھڑے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے کا پردہ ہٹایا اور کھڑے ہوکر ہماری طرف دیکھنے لگے اس وقت آپ ؐ کا چہرہ مبارک (حسن و جمال میں) گویا قرآن کریم کا ایک ورق تھا پھر آپ ؐ مسکرا کر ہنسنے لگے چنانچہ اس روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیدار سے ہم لوگوں کو اتنی خوشی ہوئی کہ ہم نے آزمائش میں پڑنے کا خیال کیا (یعنی مارے خوشی کے ہم نے چاہا کہ نماز توڑ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے میں مشغول ہوجائیں، یا ہم نے خیال کیا کہ فرطِ مسرت سے ہم میں کھلبلی پڑجائے گی) اور حضرت ابوبکرؓ الٹے پاؤں پیچھے ہٹنے لگے تاکہ صف میں مل جائیں حضرت ابوبکرؓ نے یہ سمجھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے باہر تشریف لارہے ہیں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ تم لوگ اپنی نماز پوری کرلو اور آپ ؐ نے پردہ ڈال لیا پھر اسی دن آپ ؐ کی وفات ہوئی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "انّ ابا بکر کان یصلی لھم" (عمدۃ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صـ۹۳ تا صـ۹۴ ویاتی صـ۹۴ وصـ۱۰۴ وصـ۱۶۰ وفی المغازی صـ۶۴۰ فی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۶۵۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عبدُ الوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عبدُ العَزِیْزِ عن اَنَسٍ قَالَ لَمْ یَخْرُجِ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ثَلٰثًا فَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَذَھَبَ اَبُوْبَکْرٍ یَتَقَدَّمُ فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْحِجَابِ فَرَفَعَہٗ فَلَمَّا وَضَحَ وَجْہُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا نَظَرْنَا مَنْظَرًا کَانَ اَعْجَبَ اِلَیْنَا مِنْ وَجْہِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم حِیْنَ وَضَحَ لَنَا فَاَوْمَأَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِیَدِہٖ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ اَنْ یَّتَقَدَّمَ وَاَرْخَی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم الْحِجَابَ فَلَمْ یُقْدَرْ عَلَیْہِ حَتّٰی مَاتَ۔

ترجمہ حدیث حضرت انسؓ نے فرمایا کہ (مرضِ وفات میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین دن باہر نہیں نکلے (انھیں دنوں میں ایک دن) نماز کی اقامت ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ (امامت کے لئے) آگے بڑھنے لگے اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجرہ کا) پردہ پکڑا اور اس کو اٹھادیا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے انور ظاہر ہوا تو ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت سے

besturdubooks.wordpress.com

پسندیدہ (ساری دنیا میں) کوئی منظر کبھی نہیں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ابوبکرؓ کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ گرالیا پھر وفات تک ہمیں آپؐ کی زیارت مقدر نہ ہوسکی۔

فائدہ:۔ علامہ قسطلانی رحمہ فرماتے ہیں "وفیہ ان ابابکر کان خلیفۃ فی الصلوٰۃ الی موتہ علیہ الصلوٰۃ الخ (قس)، یعنی اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ آپؐ کی وفات تک حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھانے کیلئے آپؐ کے خلیفہ رہے، اور شیعہ کا یہ گمراہ کن خیال باطل ہوا کہ آپؐ نے برآمد ہوکر ابوبکرؓ کو معزول کر دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ " فأومأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ الی ابی بکر لان اشارتہ الیہ بالتقدم امر لہ بالصلوٰۃ للقوم علی سبیل الخلافۃ الخ۔

تعدد موضعہ :۔ والحدیث ھٰھنا ص۹۴ ویاتی ص۱۰۴ وص۱۶۰ وفی المغازی ص۶۴۰۔

۶۵۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ سُلَيْمٰنَ قال حَدَّثَنِي ابنُ وَهْبٍ قال حَدَّثَنِي يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ عن حَمْزَةَ ابنِ عبدِ اللهِ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ عن اَبِيهِ قال لَمَّا اشْتَدَّ بِرسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَجَعُهُ قِيلَ لهُ فِي الصَّلٰوةِ فقال لهُ مُرُوا اَبَابَكرٍ فليُصَلِّ بِالنَّاسِ قالت عَائِشَةُ اِنَّ اَبَابَكرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ اِذا قَرَاَ غَلَبَهُ البُكَاءُ قال مُرُوهُ فليُصَلِّ فعَاوَدَتْهُ فقال مُرُوهُ فليُصَلِّ اِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وابنُ اَخِي الزُّهْرِيِّ وَاِسْحٰقُ بنُ يَحْيَى الكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ وقال عُقَيْلٌ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عن حَمْزَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم۔

ترجمہ حدیث (سالم بن عبداللہ کے بھائی) حمزہ بن عبداللہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری نے شدت اختیار کرلی تو آپؐ سے نماز (کی امامت) کے بارے میں عرض کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ ابوبکرؓ نرم دل آدمی ہیں جب (نماز میں قرآن مجید) پڑھیں گے تو ان پر رونا غالب آجائے گا آپؐ نے فرمایا انہی سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے پھر دوبارہ وہی عرض کیا پھر آپؐ نے فرمایا ان ہی سے کہو کہ نماز پڑھائیں تم تو یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو۔ اس حدیث کو یونس کے ساتھ محمد بن ولید زبیدی اور زہری کے بھتیجے اور اسحٰق بن یحییٰ کلبی نے بھی زہری سے روایت کیا ہے

besturdubooks.wordpress.com

اور عقیل اور معمر نے اس حدیث کو زہری سے روایت کیا انہوں نے حمزہ بن عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (مرسلاً) روایت کیا ہے۔
کیونکہ حمزہ بن عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی قوله "مروا ابابکر فلیصل بالناس"۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ امامت کا سب سے زیادہ حق دار و مستحق وہ ہے جو سب سے علم وفضل والا ہو، قال الحافظ ومقتضاه ان الاعلم والافضل احق من العالم والفاضل۔ (فتح)
یعنی اعلم وافضل عالم و فاضل سے احق ہوں گے، مطلب یہ ہے کہ جس میں جتنا علم ہوگا وہ اتنا ہی احق بنتا چلا جائیگا۔

امامت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ اس میں تو کوئی شبہ نہیں اور نہ ہی فقہاء اسلام کا اختلاف ہے کہ امامت ایک مقدس و محترم منصب ہے جس کے لئے نہایت پاکیزہ صفات اور اعلیٰ اوصاف کی ضرورت ہے اور وہ اوصاف متعدد ہیں جن کی وجہ سے لوگوں میں محترم ومقدس سمجھے جاتے ہیں۔

(۱) علم وفضل (یعنی دینی مسائل بالخصوص نماز کے مسائل) میں سب سے زیادہ فوقیت رکھتا ہو۔
(۲) قراءت (یعنی تجوید و قراءت) میں سب سے زیادہ فائق ہو۔ (۳) تقویٰ و پرہیزگاری وغیرہ۔

کما فی کتب الفقہ:- واولی الناس بالامامة اعلمهم بالسنة فان تساووا فاقرأهم فان تساووا فاورعهم فان تساووا فاسنهم۔ (هدایه باب الامامة وقدوری باب الجماعة)

اس سے معلوم ہوا کہ اوصاف مذکورہ میں سے سب سے زیادہ ترجیح علم اور قراءت کو ہے۔ لیکن خود ان دونوں (علم اور قراءت) میں کس کو ترجیح ہے؟ اس میں ائمہ کرام کے اقوال مختلف ہیں:-

(۱) امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام محمدؒ کے نزدیک علم کو ترجیح ہوگی قراءت پر، مالکیہ اور شوافع سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ یعنی جمہور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک احق بالامامۃ اعلم وافقہ ہے پھر اقرأ۔

حافظ عسقلانی شافعیؒ فرماتے ہیں "قال النووی قال اصحابنا الافقه مقدم علی الاقرأ الخ" (فتح الباری جلد ثانی صـ۱۳۵)۔

امام بخاریؒ بھی اسی کے قائل ہیں گویا امام بخاریؒ نے اس مسئلے میں حنفیہ کی تائید و موافقت کی ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

(۲) دوسرا قول امام احمد بن حنبلؒ اور امام ابو یوسفؒ کا ہے ان حضرات کے نزدیک اقرأ کو ترجیح ہوگی اعلم پر۔
امام بخاریؒ نے احق بالامامت کے سلسلے میں اہل علم وفضل کی ترجیح و تقدیم کے لئے پانچ روایات ذکر کی ہیں اور ہر روایت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امامت کا واقعہ ہے۔

باب کی پہلی روایت اور دوسری روایت میں ہے "مروا ابابکر فلیصل بالناس"۔
اب غور یہ کرنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم امامت کس بنیاد پر ہے؟ کس مقصد کے پیش نظر ہے؟ اگر اس حکم کا مقصد صرف یہ ہوتا کہ جماعت ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں تھا کہ حضرت عمرؓ یا حضرت ابی بن کعبؓ یا اور کوئی صحابی پڑھا دیتے لیکن یہاں تو حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے بار بار کی درخواست وگذارش کے بعد بھی حضور اقدس ﷺ کا یہی فرمانا کہ ابوبکر ہی سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور صرف یہی نہیں بلکہ درخواست کرنے والوں کو ڈانٹ کر فرمایا کہ ابوبکر ہی سے کہو کہ نماز پڑھائیں، بلاشبہ اس وقت کی امامت کسی اہم ترین مقصد کے پیش نظر تھا اور وہ مقصد اپنی جانشینی اور خلافت تھی اور یہ حکم دراصل منجانب اللہ تھا جیسا کہ ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

ادعی لی ابابکر اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولیٰ ویابی اللہ والمؤمنون الا ابابکر۔ (مسلم شریف ثانی ص۲۷۳)	(اے عائشہ) اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ایک مکتوب لکھدوں مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی تمنا کرنیوالا تمنا کرے اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں زیادہ مستحق ہوں (خلافت کا) حالانکہ اللہ اور مؤمنین سوائے ابوبکرؓ کے کسی کو پسند نہیں کریں گے۔

نیز بخاری شریف جلد ثانی باب الاستخلاف کی ایک طویل کا آخری جز اسی مضمون پر مشتمل ہے:۔
لقد اردت ان ارسل الیٰ ابی بکر وابنہ فاعھد الخ (بخاری ثانی ص۱۰۷۲)
یعنی میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ ابوبکر اور اس کے بیٹے کو بلا بھیجوں اور ابوبکر کو ولی عہد کردوں (یعنی خلیفہ بنا دوں) ایسا نہ ہو کہ (میری وفات کے بعد) کوئی کہنے والا یا آرزو کرنے والا آرزو کرے (خلیفہ بننا چاہے) پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کو ابوبکر کے سوا کسی اور کی خلافت منظور نہیں ہے اور نہ ہی مسلمان کسی اور کو خلیفہ ہونے دیں گے اس لئے پہلے سے خلیفہ بنانے کی ضرورت نہیں۔

بہر حال امام بخاریؒ نے امام اعظمؒ کی موافقت کی ہے اور احادیث سے استدلال کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وفات میں امامت حضرت ابوبکرؓ کے سپرد فرمائی جس سے بخاریؒ نے استدلال کیا ہے کہ اعلم کو اقرأ پر ترجیح ہوگی اگر اقرأ کی ترجیح ہوتی تو حضرت ابی بن کعبؓ امامت کے مستحق زیادہ ہوتے جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے اقرءھم ابی بن کعب الخ (ترمذی ثانی ص۲۲۰)

besturdubooks.wordpress.com

ظاہر ہے کہ یہاں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی تقدیم اَعلم ہونے کی بنا پر تھی چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضؓ فرماتے ہیں وکان ابوبکر ھو اعلمنا۔ (بخاری اول صـ۵۱۶ ساتویں سطر)

رہا حضرات حنابلہ رحمہم اللہ کا استدلال حضرت ابو سعید خدری رضؓ کی روایت سے ہے احقھم بالامامۃ اقرؤھم" (مسلم شریف اول صـ۲۳۶) اسی صفحہ پر دوسری روایت حضرت ابو سعید خدری رضؓ کی روایت میں ہے یؤمّ القوم اقرؤھم (ترمذی اول صـ۳۲)

اس کا صحیح تر جواب یہ ہے کہ ابتداءِ اسلام میں جبکہ قرآن حکیم کے حفاظ و قراء کم تھے چونکہ صحابہ کرام بڑی عمر میں اسلام سے مشرف ہوتے اور اسی عمر میں صحابہ قرآن حکیم پڑھتے تھے اس لئے اکثر صحابۂ کرام کو قرآن مجید کی سورتیں اور آیات اتنی مقدار میں بھی یاد نہ ہوتی تھیں کہ جن سے قراءتِ مسنونہ کا حق ادا ہو سکے تو قرآن مجید کے حفظ و قراءت کی ترغیب کے لئے اقرأ کو مقدم رکھا گیا بعد میں جب قرآن حکیم اچھی طرح رواج پا گیا اور مسلمانوں کے بچے قرآن مجید کے حافظ ہونے لگے تو اقرأ کو امامت میں ترجیح دینے کی بات منسوخ ہو گئی اور اعلمیت کو استحباب امامت کا اولین معیار قرار دیا گیا کیونکہ اقرأ کی ضرورت نماز کے صرف ایک رکن قراءت سے ہوتی ہے جبکہ اَعلم کی ضرورت نماز کے تمام ارکان میں ہوتی ہے۔

بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرضِ وفات میں حضرت ابوبکر رضؓ کو امام مقرر کرنا اور ان کے علاوہ کسی امامت پر راضی نہ ہونا ان کے اعلم ہونے کی بنا پر تھا۔

اور چونکہ یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانہ کا ہے اس لئے ان تمام احادیث کے لئے ناسخ کی حیثیت رکھتا ہے جن میں اقرأ کی تقدیم کا بیان ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء" نیز ارشاد ربّانی ہے "انّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم"

معلوم ہوا کہ خشیت الٰہی اور تقویٰ کا تعلق علم سے ہے واللہ اعلم۔

بابٌ ۴۳۷ مَنْ قَامَ اِلٰی جَنْبِ الْاِمَامِ لِعِلَّۃٍ۔

۶۵۶۔ حَدَّثَنَا زَکَرِیَّا بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ھِشَامُ بْنُ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَبَا بَکْرٍ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ فِیْ مَرَضِہٖ فَکَانَ یُصَلِّیْ بِھِمْ قَالَ عُرْوَۃُ فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ نَفْسِہٖ خِفَّۃً فَخَرَجَ فَاِذَا اَبُوْبَکْرٍ یَؤُمُّ النَّاسَ فَلَمَّا رَاٰہُ اَبُوْبَکْرٍ اسْتَاْخَرَ فَاَشَارَ اِلَیْہِ اَنْ کَمَا اَنْتَ فَجَلَسَ

besturdubooks.wordpress.com

رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حِذاءَ اَبی بَکرٍ اِلیٰ جَنبِہٖ فکانَ اَبُوبَکرٍ یُصَلِّی بِصَلوٰۃِ رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَالنَّاسُ یُصَلُّونَ بِصَلوٰۃِ اَبِی بَکرٍ۔

باب، جو شخص کسی عذر کی وجہ سے امام کے پہلو میں کھڑا ہو جائے۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے،
عروہ (راویِ حدیث) نے بیان کیا کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اندر (مرض میں) کچھ تخفیف محسوس کی تو باہر تشریف لائے اور دیکھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں پھر جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو اشارہ سے فرمایا کہ آپ اپنی جگہ رہئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر ان کے پہلو میں بیٹھ گئے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کی اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نماز کی اقتدا کر رہے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " فجلس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حذاء ابی بکر الیٰ جنبہ "

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۴ و یاتی مفصلا ومطولاً ص۹۵ ومسلم فی الصلوٰۃ ص۱۷۷ تا ص۱۷۸، ایضاً ابن ماجۃ۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ای ھو جائز لعلۃ الخ یعنی باوجود جماعت کے اگر مقتدی کسی ضرورت و عذر کی وجہ سے امام کے پہلو میں کھڑا ہو جائے تو جائز ہے خواہ وہ عذر یہ ہو کہ امام کی آواز لوگوں تک پہنچانا مقصود ہو یا خود امام کو کوئی عذر پیش آجائے۔

تشریح جماعت کے سلسلے میں اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ اگر مقتدی بہت ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہونگے تقدم صرف امام کا حق ہے لیکن بعض صورتیں ایسی ہیں کہ تقدم امام نہیں ہوتا ہے بلکہ مقتدی امام کے برابر کھڑا ہوگا۔

(۱) اگر مقتدی صرف ایک ہے تو مقتدی امام کے داہنی طرف کھڑا ہوگا۔
(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ جگہ تنگ ہو کہ امام تقدم پر قادر نہیں۔
(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ سب ننگے ہوں تو امام صف کے بیچ میں کھڑا ہوگا۔

besturdubooks.wordpress.com

خلاصہ یہ ہے کہ جماعت میں تقدم صرف امام کا حق ہے مجبوری کی صورت میں امام کسی مقتدی کو اپنے پہلو میں کھڑا کر سکتا ہے۔

فاشار الیہ أن کما انت اسمیں ما موصولہ ہے اور انت مبتدا اور اس کی خبر علیہ یا فیہ محذوف ہے اور کاف تشبیہ کے لئے ای کن مشابہا لما انت علیہ۔ ای یکون حالك فی المستقبل مشابھا لحالك فی الماضی یا کاف زائدہ ہو ای الزم الذی انت علیہ وھو الامامۃ (کرمانی)

سوال ترجمۃ الباب میں ہے قام الی جنب الامام اور روایت میں ہے فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حذاء ابی بکر الی جنبہ الخ۔

تو حدیث سے ترجمۃ الباب کی مطابقت کیونکر ہے؟ کیونکہ روایت میں قیام الی جنب الامام کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جواب: علامہ کرمانیؒ سوال قائم کرکے جواب دیتے ہیں "لاشك انّ فی الابتداء کان قائما ثم صار جالساً، (کرمانی)۔

۲ اور یہ جواب سب سے عمدہ ہے کہ یہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام تھے اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ امام (یعنی حضور اقدسؐ) کے پہلو میں قائم تھے لہٰذا اب ترجمہ سے مطابقت میں کوئی اشکال نہیں واللہ اعلم۔

باب ۴۳۸ مَن دَخَلَ لِيَؤُمَّ النَّاسَ فَجَاءَ الْإِمَامُ الْأَوَّلُ فَتَأَخَّرَ الْأَوَّلُ أَوْ لَمْ يَتَأَخَّرْ جَازَتْ صَلوٰتُهٗ فِيهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم۔

۶۵۷۔ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخْبَرَنَا مالكٌ عن اَبِی حازمِ بنِ دِينارٍ عن سهلِ بنِ سعدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم ذَهَبَ اِلَى بنِي عَمْرِو بنِ عَوفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلوٰةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ اِلى اَبِی بَكرٍ فقال اَتُصَلِّي لِلنَّاسِ فَاُقِيمُ قال نَعَم فَصَلّى اَبُوبَكرٍ فَجَاءَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَالنَّاسُ فِي الصَّلوٰةِ فَتَخَلَّصَ حتّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ اَبُوبَكرٍ لا يَلْتَفِتُ فِي صلوٰتِهٖ فلمّا اَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ اِلْتَفَتَ فَرَاٰى رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَاَشَارَ اِلَيْهِ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم اَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ اَبُوبَكرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللهَ عَلَى مَا اَمَرَهٗ بِهٖ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِن ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَاْخَرَ اَبُوبَكرٍ حتى اسْتَوٰى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رسولُ اللهِ

besturdubooks.wordpress.com

صلی اللہ علیہ وسلم فصلّٰی فلمّا انصرف قال یا ابا بکر ما منعک ان تثبت اذ امرتک فقال ابوبکر ما کان لابن ابی قحافۃ ان یصلّی بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالی رأیتکم اکثرتم التصفیق من نابہ شئ فی صلوتہ فلیسبح فانہ اذا سبح التفت الیہ وانما التصفیق للنساء۔

باب ، اگر کسی شخص نے نماز میں لوگوں کی امامت شروع کر دی پھر اصلی (معین) امام بھی آگئے تو پہلا شخص پیچھے ہٹے (یعنی مقتدیوں کے صف میں مل جائے) یا نہ ہٹے ہر حال میں اس کی نماز جائز ہوگی اس سلسلے میں حضرت عائشہ رضنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت سہل بن سعد ساعدی رضسے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف میں باہم صلح کرانے کے لئے (قبا) تشریف لے گئے اتنے میں نماز کا وقت آگیا تو مؤذن (بلال رض) حضرت ابوبکر رضکے پاس آیا اور کہا کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں گے؟ تو میں اقامت کہوں، حضرت ابوبکر رضنے فرمایا "ہاں" (پڑھا دونگا) چنانچہ حضرت ابوبکر رضنے نماز شروع کر دی اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور لوگ نماز میں تھے آپ صف چیرتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ پہلی صف میں جا کر ٹھہر گئے لوگ تالی بجانے لگے اور حضرت ابوبکر رض نماز میں کسی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے لیکن جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو انھوں نے التفات کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا (کہ کھڑے ہیں) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضکو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ رہو (یعنی نماز پڑھاتے رہو) اس پر ابوبکر رضنے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ان کو اپنی جگہ رہنے کی اجازت دی (یعنی ان کو امامت کے لائق سمجھا) اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا پھر ابوبکر رض پیچھے ہٹ گئے اور (پہلی) صف میں مل گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (امام کی جگہ) آگے بڑھ گئے اور نماز پڑھائی پھر جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا کہ اے ابوبکر جب میں نے تم کو حکم دیدیا تھا تو تمہیں اپنی جگہ ٹھہرے رہنے سے کیا چیز مانع ہوئی؟ اس پر ابوبکر رضنے عرض کیا کہ ابن ابی قحافہ کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے امام بن کر نماز پڑھانا مناسب نہیں تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نمازیوں سے) فرمایا تم لوگوں نے اتنی زیادہ تالیاں کیوں بجائیں دیکھو (آئندہ سے) اگر کسی کو نماز میں کوئی حادثہ پیش آجائے تو اس کو سبحان اللہ کہنا چاہئے اس لئے کہ جب وہ سبحان اللہ کہیگا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی اور تالی بجانا صرف عورتوں کے لئے ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی قوله " ثم استاخر ابوبکر حتی استوی فی الصف وتقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی۔

تعدد موضعه والحديث ههنا ص۹۴ ویاتی فی باب مایجوز من التسبيح الخ ص۱۶۰ و ایضا فی باب التصفيق للنساء ص۱۶۰ مختصراً۔ وفی باب رفع الایدی فی الصلوٰۃ لامر ینزل به ص۱۶۲، وفی باب الاشارۃ فی الصلوٰۃ ص۱۶۵ وفی کتاب الصلح ص۳۷۰ و ص۳۷۱ مختصراً، وص۱۰۶۶ واخرجہ ابوداؤد فی باب التصفیق فی الصلوٰۃ ص۱۳۵ تا ص۱۳۶ وخرجه النسائی ایضاً۔

مقصد ترجمہ ترجمۃ الباب میں لفظ اوّل دوجگہ آیا ہے فجاء الامام الاول میں امام راتب (یعنی امام) مراد ہے، اور دوسرے فتاخر الاول میں اول سے مراد نائب امام ہے۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ اگر امام راتب یعنی مستقل اور معین امام کسی ضرورت کی وجہ سے کہیں جارہا ہو اور کسی کو نماز پڑھانے کے لئے نائب بنا جائے اور وقت ہونے پر یہ نائب نماز شروع کردے پھر اسی دوران (نماز کے دوران ہی میں) امام راتب (اصل امام) آجائے تو دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ نائب امام پیچھے ہٹ جائے کیونکہ امام راتب کی عدم موجودگی میں اس کو امامت سپرد کی گئی تھی جب امام راتب آگیا ہے تو نائب امام کو پیچھے ہٹ جانا چاہئے اور امام راتب آگے بڑھ کر امامت کرے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ نائب امام جب اجازت کے بعد شروع کرچکا ہے تو اب نائب پیچھے نہ ہٹے بلکہ امام راتب نائب کی اقتداء میں نماز ادا کرلے۔

امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔

امام بخاری رح کا استدلال ایک تو حضرت عائشہ رض کی روایت سے ہے جو باب سابق میں حدیث ۶۵۶ گذرا، جس کے لئے امام بخاری رح نے اس باب میں اشارہ کیا "وفیه عائشة، ای عن عائشة رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس روایت عائشہ رض میں ہے فلما رأہ ابوبکر استاخر فاشار الیہ أن کما انت "، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد أن کما انت سے معلوم ہوگیا کہ امام (اصل امام) کے آجانے کے باوجود نائب پڑھا سکتا ہے۔

اور فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ یعنی آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر رض کے برابر میں بیٹھ کر امامت فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ امام راتب پڑھا سکتا ہے اور نائب امام ہٹ جائیگا۔

besturdubooks.wordpress.com

پس امام بخاری رحؒ کا مقصد اور مذہب ثابت ہوگیا کہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔
دوسرا استدلال حدیث الباب سے ہے جو بالکل واضح ہے۔
اصل واقعہ ۳ھ کا ہے کہ انصار کے ایک قبیلہ بنی عمرو بن عوف جو قباء میں آباد تھے آپس میں لڑائی ہوگئی یہاں تک کہ خشت باری کی نوبت آگئی اس کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ ﷺ ظہر کی نماز کے بعد چند صحابہ رضؓ کو ساتھ لے کر مصالحت کرانے کے لئے قبا تشریف لے گئے اور جاتے وقت حضرت بلال رضؓ سے فرما گئے کہ اگر میں عصر کی نماز کے وقت نہ آسکا تو ابوبکر رضؓ سے عصر کی نماز پڑھوالینا چنانچہ عصر کی نماز کا وقت آگیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وقت پر تشریف نہیں لاسکے اس لئے حضرت ابوبکر رضؓ نے مسجد میں نماز شروع کردی ابھی پہلی رکعت ہی تھی کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے اور صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں پہنچ گئے لوگوں نے حضرت ابوبکر رضؓ کو متوجہ کرنے کے لئے تصفیق کی لیکن حضرت ابوبکر رضؓ کا حال یہ تھا کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو پوری توجہ سے نماز میں مصروف ہو جاتے کسی طرف التفات نہ کرتے جب لوگوں نے بہت زیادہ تصفیق کی تو حضرت ابوبکر رضؓ متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں تو پیچھے ہٹنا چاہا تو حضور اقدس ﷺ نے اشارہ سے فرمایا امکث مکانک یعنی اپنی جگہ نماز پڑھاتے رہو۔ پس امام بخاریؒ نے استدلال کرلیا کہ نائب امام نماز پڑھا سکتا ہے لیکن حضرت ابوبکر رضؓ سے رہا نہیں گیا پیچھے ہٹ کر صف میں مل گئے اور حضور اقدس ﷺ نے نماز پڑھائی، اس سے دوسرا جز بھی ثابت ہوگیا کہ نائب امام کا پیچھے ہٹنا اور امام راتب کا نماز پڑھانا درست ہے۔

مذکورہ تقریر سے واضح ہوگیا کہ امام بخاری رحؒ نے شوافع کی موافقت کی ہے کہ دونوں صورت درست ہے۔ لیکن جمہور احناف وغیرہ اس سے اختلاف کرتے ہیں کہ ایک نماز میں دو اماموں کی اقتدا بلا عذر جائز نہیں اور حدیث الباب کا جواب دیتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ علامہ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں کہ علماء کا اتفاق ہے کہ دو اماموں کی اقتدا ایک نماز میں جائز نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل خصوصیت پر محمول ہے۔ (فتح)۔ البتہ اگر امامِ اول پر حصر واقع ہوجائے تو دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے تو یہاں ہوسکتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضؓ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی وجہ سے حصر واقع ہوگیا تھا۔

تصفیق تصفیق کے لغوی معنی ہیں تالی بجانا، یہاں تصفیق سے مراد یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی پشت پر داہنے ہاتھ کی دو انگلیوں کو مارا جائے اس سے جو آواز پیدا ہوگی اس سے امام متوجہ ہوگا۔
اور ہمارے عرف میں جو تالی بجانے کی عام صورت یہ ہے کہ احد الکفین کے بطن کو بطنِ اخریٰ پر مارا جائے اس سے آواز زور سے پیدا ہوتی ہے یہ از قبیل لہو ولعب ہے اور مذموم ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

حافظ عسقلانی کا تفرد

حافظ عسقلانی رح لکھتے ہیں وفیہ جواز احرام الماموم قبل الامام الخ (فتح) یعنی امام سے قبل مقتدی کا احرام صلوٰۃ جائز ہے۔ اور جو شخص تنہا نماز شروع کرے پھر اقامت ہوجائے تو وہ شخص نمازِ جماعت میں اسی طرح داخل ہوجائیگا نماز توڑ کر پھر سے تکبیر تحریمہ کہہ کر شرکتِ جماعت کی ضرورت نہیں ہے۔ (فتح جلد ثانی)

عند الجمہور غلط ہے۔ صحیح عند الجمہور یہ ہے کہ امام کی تکبیر تحریمہ سے قبل مقتدی کا تکبیر تحریمہ درست نہیں ہے اور اقتدار کے خلاف ہے لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبّر الامام فکبّروا یعنی جب امام تکبیر کہہ لے تو تم تکبیر کہو، واللہ اعلم۔

بابُ (۴۳۹) إذَا اسْتَوَوْا فِي الْقِرَاءَةِ فَلْيَؤُمُّهُمْ أَكْبَرُهُمْ۔

۶۵۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَنَحْنُ شَبَبَةٌ فَلَبِثْنَا عِنْدَهُ نَحْوًا مِنْ عِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم رَحِيمًا فَقَالَ لَوْ رَجَعْتُمْ إِلَى بِلَادِكُمْ فَعَلَّمْتُمُوهُمْ مُرُوهُمْ فَلْيُصَلُّوا بِصَلٰوةِ كَذَا فِي حِينِ كَذَا وَصَلٰوةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ۔

باب، جب چند لوگ قراءۃ میں برابر ہوں تو جوان سب میں زیادہ عمر والا ہو وہ امامت کرے۔

ترجمہ حدیث

حضرت مالک بن حویرث رض فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم سب جوان تھے اور ہم لوگوں نے آپ ص کے پاس تقریباً بیس دن تک قیام کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے رحم دل تھے تو (جب آپ ص نے ہمارا اشتیاق اپنے گھر والوں کی طرف محسوس کیا) فرمایا اگر تم اپنے وطن کو لوٹ کر جاؤ تو انہیں دین کی تعلیم دو اور ان لوگوں سے کہو کہ فلاں نماز ایسے وقت اور فلاں نماز اس وقت میں پڑھا کریں اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو تم میں سے عمر میں بڑا ہو وہ امامت کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ

مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " ولیؤمّکم اکبرکم "۔

حضرت گنگوہی رح فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب میں اس طرف اشارہ ہے کہ حدیث الباب میں جو بڑی عمر والے کو امامت کے لئے آگے بڑھانے کی بات ہے وہ اس وقت ہے جبکہ حاضرین میں سب علم

besturdubooks.wordpress.com

اور قراءت میں مساوی ہوں ورنہ بڑی عمر والے کی تقدیم نہ ہوگی۔ (لامع جلد اول)

اس پر حضرت شیخ الحدیث رح حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ گویا ترجمۃ الباب سے حدیث کی شرح کی گئی ہے اور یہ حدیث سے بھی بالکل واضح ہے چونکہ یہ حضرات سب کے سب علم اور قراءت میں برابر تھے اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک بیس دن تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں رہے اس لئے بڑی عمر والے کو ترجیح ہوگی اور یہ مسئلہ گذر چکا ہے کہ جمہور ائمہ ثلاثہ اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک اعلم کو اقرأ پر ترجیح ہوگی۔

امام احمدؒ اور ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اقرأ مقدم ہوگا، امام بخاری رح کا رجحان و میلان جمہور ہی کی طرف ہے چونکہ بخاری رح اس سے پہلے باب اهل العلم والفضل احق بالامامة منعقد فرما چکے ہیں، واللہ اعلم

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صـ۹۴ تا صـ۹۵ و مرّ صـ۸۷ و صـ۸۸ و صـ۹۰ و یاتی صـ۱۱۳ و صـ۳۹۹ مختصراً صـ۸۸۸ و صـ۱۰۷۶ باقی مواضع کے لئے حدیث ۶۰۶ دیکھئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد حدیثِ پاک کی شرح ہے کہ حدیث میں بڑی عمر والے جو تقدم کا حق بتایا گیا ہے یہ اس وقت ہے جبکہ اذا استووا فی القراءۃ یعنی سارے حاضرین علم اور قراءت میں برابر ہوں تو بڑی عمر والے کو تقدم کا حق ہوگا۔ و مرّ مراراً۔

بابٌ ۴۴۰ اِذَا زَارَ الْاِمَامُ قَوْماً فَاَمَّهُمْ

۶۵۹۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ اسْتَاذَنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَاَذِنْتُ لَهٗ فَقَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِي اُحِبُّ فَقَامَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا۔

باب، جب امام کچھ لوگوں سے ملاقات کے لئے جائے تو ان کا امام ہو سکتا ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت محمود بن ربیع رض فرماتے ہیں کہ حضرت عتبان بن مالک انصاری رض سے سنا انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے میرے گھر میں آنے کی) اجازت طلب فرمائی میں نے آپ ص کو اجازت دیدی پھر آپ ص نے فرمایا کہ تم کس جگہ چاہتے ہو کہ میں وہاں تمہارے گھر میں نماز پڑھوں چنانچہ میں جس جگہ کو پسند کرتا تھا میں نے اس کا اشارہ کر دیا پھر آپ ص وہیں (نماز کے لئے) کھڑے ہو گئے اور ہم نے آپ ص کے پیچھے صف باندھ لی پھر آپ ص نے سلام پھیرا اور ہم نے بھی سلام پھیر دیا۔

besturdubooks.wordpress.com

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله
"فقال اين تحب ان اصلي من بيتك فاشرت له الخ"

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۹۵، باقی مواضع کے لئے نصر الباری جلد دوم حدیث ۴۱۲ کے مواضع ص۴۵۴ پر ملاحظہ فرمائیے۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح فرماتے ہیں کہ امام بخاری رح کا مقصد جواز بتانا ہے اور سنن میں جو روایت آئی ہے من زار قوما فلا يؤمهم وليؤمهم رجل منهم (ابوداؤد باب امامة الزائر ص۸۹، وترمذی فی باب ماجاء من زار قوما الخ ص۴۷)

یعنی جو شخص کسی کے گھر پر جائے تو امامت نہ کرے الخ

امام بخاری رح کا مقصد یہ بتانا ہے کہ یہ ممانعت علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ عدم اجازت پر موقوف ہے۔
نیز یہ مقصد ہے کہ حدیث عام لوگوں کے لئے ہے کہ گھر والوں کی اجازت کے بغیر امامت نہ کرے لیکن امام اعظم خلیفۃ المسلمین، سلطان وقت اس حکم میں داخل نہیں ہیں کیونکہ ان کو ولایتِ عامہ حاصل ہے اس لئے ان حضرات کو اجازت کی ضرورت نہیں ہے یہی جمہور ائمہ اربعہ کا مسلک ہے۔
ویسے اجازت کے بعد ہر ایک کے لئے امامت کرنا جائز ہے بشرطیکہ شرائطِ امامت پائے جائیں۔ صرف امام اسحاق بن راہویہ رح کے نزدیک صاحبِ خانہ کی اجازت کے بعد بھی زائر یعنی مہمان کو امام بننا درست نہیں۔

فائدہ شریعت میں احق بالامامت کے جو مراتب و درجات بیان کئے گئے کہ پہلے اعلم پھر اقرأ وغیرہ امام مسجد اور صاحب البیت اس سے مستثنیٰ ہیں یعنی امامِ مسجد سے اگر کوئی بڑا عالم بھی مقتدی میں ہو تب بھی امامِ مسجد ہی احق بالامامت ہے ہاں امام مسجد کی اجازت سے دوسرا پڑھا سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب (۴۴۱) اِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ وَصَلَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ بِالنَّاسِ وهو جالسٌ وقال ابنُ مسعودٍ إِذَا رَفَعَ قَبْلَ الْإِمَامِ يَعُودُ فَيَمْكُثُ بِقَدْرِ مَا رَفَعَ ثُمَّ يَتْبَعُ الْإِمَامَ وقال الحَسَنُ فِيمَنْ يَرْكَعُ مَعَ الْإِمَامِ رَكْعَتَيْنِ وَلَا يَقْدِرُ عَلَى السُّجُودِ يَسْجُدُ لِلرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَقْضِي الرَّكْعَةَ الْأُولَى بِسُجُودِهَا وَفِيمَنْ نَسِيَ سَجْدَةً حَتَّى قَامَ يَسْجُدُ۔

۶۶۰ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ أَخْبَرَنَا زَائِدَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ

besturdubooks.wordpress.com

عن عُبَيْدِ اللهِ بنِ عبدِ اللهِ بنِ عُتْبَةَ قال دَخلتُ عَلىٰ عائِشَةَ فقلتُ اَلاَ تُحَدِّثِيْنِي عن مَرَضِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم قالتْ بَلىٰ ثَقُلَ النَّبيُّ صلى الله عليه وسلم فقال اَصَلّى النّاسُ قُلنا لاَ وَهُمْ يَنْتَظِرُونكَ يا رسولَ اللهِ قال ضَعُوا لِي ماءً فِي المِخْضَبِ قالتْ ففَعَلْنَا فاغتَسَلَ فذَهَبَ لِيَنُوءَ فأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثمّ اَفَاقَ فقال اَصَلّى النّاسُ قُلنا لاَ وَهُمْ يَنْتَظِرُونكَ يا رسولَ اللهِ قال ضَعُوا لِي ماءً فِي المِخْضَبِ قالتْ ففَعَلْنَا فاغْتَسَلَ ثمّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثمّ اَفَاقَ فقال اَصَلَّى النّاسُ قُلنا لاَ هُمْ يَنْتَظِرُونكَ يارسولَ اللهِ قال ضَعُوا لِي ماءً فِي المِخْضَبِ فقَعَدَ فاغْتَسَلَ ثمّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثمّ اَفَاقَ فقال اَصَلَّى النّاسُ قُلنا لاَ هُمْ يَنْتَظِرُونكَ يارسولَ اللهِ وَالنّاسُ عُكُوفٌ فِي المَسْجِدِ يَنْتَظِرُونَ النَّبيَّ صلى الله عليه وسلم لِصَلٰوةِ العِشَاءِ الاٰخِرَةِ فأَرْسَلَ النَّبيُّ صلى الله عليه وسلم اِلىٰ اَبِي بَكْرٍ بِاَن يُصَلِّيَ بِالنّاسِ فأَتَاهُ الرَّسولُ فقال اِنّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَاْمُرُكَ اَن تُصَلِّيَ بِالنّاسِ فقال اَبُوبَكْرٍ وَكانَ رَجُلاً رَقِيقاً يا عُمَرُ صَلِّ بِالنّاسِ فقالَ لهُ عُمَرُ اَنْتَ اَحَقُّ بِذٰلِكَ فصَلّى اَبُوبَكْرٍ تِلكَ الاَيّامَ ثمّ اِنّ النَّبيَّ صلى الله عليه وسلم وَجَدَ مِن نَفْسِهٖ خِفَّةً فخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا العَبّاسُ لِصَلٰوةِ الظُّهرِ وَاَبُوبَكْرٍ يُصَلِّي بِالنّاسِ فلَمّا رَاٰهُ اَبُوبَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَاَخَّرَ فأَوْمَىٰ اِلَيْهِ النَّبيُّ صلى الله عليه وسلم بِاَنْ لاَ يَتَاَخَّرَ فقال اَجْلِسَانِي اِلىٰ جَنْبِهٖ فأَجْلَسَاهُ اِلىٰ جَنْبِ اَبِي بَكْرٍ قال فجَعَلَ اَبُوبَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ يَاْتَمُّ بِصَلٰوةِ النَّبيِّ صلى الله عليه وسلم وَالنّاسُ بِصَلٰوةِ اَبِي بَكْرٍ وَالنَّبيُّ صلى الله عليه وسلم قاعِدٌ قال عُبَيْدُ اللهِ فدَخَلْتُ علىٰ عبدِ اللهِ بنِ عبّاسٍ فقلتُ لهُ اَلاَ اَعْرِضُ عَلَيكَ ماحَدَّثَتْنِي عائِشَةُ عن مَرَضِ النَّبيِّ صلى الله عليه وسلم قال هاتِ فعَرَضْتُ عليهِ حَدِيثَهَا فمَا اَنْكَرَ مِنهُ شَيْئاً غَيْرَ اَنّهُ قال اَسَمَّتْ لكَ الرَّجُلَ الّذِي كانَ

besturdubooks.wordpress.com

مَعَ العَبَّاسِ فَقُلتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِیٌّ۔

باب ، امام تو اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی (لوگ کھڑے تھے) اور حضرت ابن مسعود رضہ نے فرمایا کہ اگر کوئی مقتدی امام سے پہلے (رکوع میں یا سجدے میں) سر اٹھالے تو پھر لوٹ جائے (یعنی رکوع یا سجدے میں چلا جائے) اور جتنی دیر سر اٹھائے رہا اتنی ہی دیر ٹھہرا رہے پھر امام کی پیروی کرے اور حسن بصری رح نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے اور (لوگوں کی کثرت و ہجوم کے سبب) سجود پر قادر نہ ہو سکا تو وہ آخری رکعت کے لئے دو سجدے کرے پھر پہلی رکعت کو مع اس کے سجدوں کے قضا کرے اور جو شخص سجدہ بھول کر کھڑا ہو جائے تو لوٹ کر سجدہ کرے (یعنی یہ خیال نہ کرے کہ میں تو کھڑا ہو چکا ہوں بلکہ قیام کو ترک کر کے سجدہ کرے پھر سجدہ کر کے قیام کرے کیونکہ سجدہ فرض ہے)۔

ترجمہ حدیث حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رح کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا آپ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی تفصیلات نہیں بیان فرمائیں گی؟ انھوں نے فرمایا "کیوں نہیں" (پھر بیان کیا کہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ وہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ ص نے فرمایا تو میرے لئے لگن (ٹب) میں پانی رکھدو (میں غسل کروں گا) حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ ہم نے ایسا ہی کیا (یعنی پانی رکھدیا) پھر آپ ص نے غسل کیا پھر آپ ص بمشقت اٹھنے لگے تو آپ ص بیہوش ہو گئے پھر ہوش میں آئے تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ وہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ ص نے فرمایا میرے لئے لگن میں پانی رکھدو عائشہ رضہ نے فرمایا کہ ہم نے کیا (یعنی پانی رکھدیا) آپ ص نے غسل فرمایا پھر آپ ص بمشقت اٹھنے لگے تو بیہوش ہو گئے پھر ہوش میں آئے تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا جی نہیں یا رسول اللہ وہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں فرمایا میرے لئے لگن میں پانی رکھ دو پھر آپ ص بیٹھے اور غسل فرمایا پھر بمشقت اٹھنے لگے تو بیہوش ہو گئے پھر ہوش میں آئے تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ وہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور لوگ عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ قاصد ان کے پاس پہنچا اور اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت ابو بکر رضہ نے (حضرت عمر رضہ سے) کہا اور ابو بکر رضہ نرم دل انسان تھے اے عمر تم لوگوں کو نماز پڑھا دو

besturdubooks.wordpress.com

حضرت عمر رضؓ نے ان سے کہا آپ ہی اس (امامت) کے زیادہ حقدار ہیں چنانچہ ان دنوں حضرت ابوبکر رضؓ ہی نماز پڑھاتے رہے پھر (ایک دن) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ میں (اپنے مرض میں) کچھ ہلکا پن محسوس کیا تو آپ ؐ دو آدمیوں کے سہارے سے ظہر کی نماز کے لئے نکلے ان میں سے ایک حضرت عباس رضؓ تھے اور اس وقت حضرت ابوبکر رضؓ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے پھر جب ابوبکر رضؓ نے آپ ؐ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کر دیا کہ پیچھے نہ ہٹیں اور آپ ؐ نے ان دونوں سے فرمایا کہ مجھے ابوبکرؓ کے پہلو میں بٹھادو چنانچہ ان دونوں نے آپ ؐ کو ابوبکر رضؓ کے پہلو میں بٹھادیا عبیداللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضؓ تو نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر رضؓ کی اقتدا کر رہے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، عبیداللہ کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کے پاس پہونچا اور ان سے عرض کیا کہ کیا میں آپ کے سامنے وہ حدیث پیش نہ کروں جو حضرت عائشہ رضؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے سلسلے میں بیان کی ہے انھوں نے فرمایا پیش کرو چنانچہ میں نے ان کے سامنے حضرت عائشہ رضؓ کی حدیث پیش کی انھوں نے کسی بات کا انکار نہیں کیا صرف یہ کہا کہ انھوں نے اس دوسرے شخص کا نام بھی بتایا تھا جو حضرت عباس رضؓ کے ساتھ تھے میں نے کہا نہیں تو انہوں نے کہا کہ وہ دوسرے شخص حضرت علی رضؓ تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " فجعل ابوبکر یصلی وھو یاتمّ بصلوٰۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام"۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صـ۹۵ ومرّ صـ۳۲ تا صـ۳۳ وصـ۹۱ تا صـ۹۲ ومرّ قطعۃ منہ فی باب من قام الیٰ جنب الامام لعلۃ صـ۹۴ ویاتی صـ۹۸ وصـ۹۹ وصـ۳۵۲ وصـ۴۳۷ وفی المغازی صـ۶۳۹ وصـ۸۵۱۔

۶۶۱ ـ حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخْبَرَنا مَالِكٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ عن اَبِيهِ عن عائِشَةَ اُمِّ المُؤْمِنِيْنَ اَنَّها قالَتْ صَلّى رسولُ الله صلى الله عليه وسلم فى بَيْتِه وهو شاكٍ فصَلّى جَالِساً وَصَلّى وَرَاءَهٗ قَوْمٌ قِياماً فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ اجْلِسُوا فلَمَّا انْصَرَفَ قال اِنَّما جُعِلَ الاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فاِذَا رَكَعَ فارْكَعُوا وَاِذا رَفَعَ فارْفَعُوا وَاِذا قال سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فقُولُوا رَبَّنا وَلَكَ الحَمْدُ وَ اِذَا صَلّى جَالِساً فصَلُّوا جُلُوساً اَجْمَعُوْنَ۔

besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ رضؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں نماز پڑھی اور آپؐ بیمار تھے تو آپؐ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگوں نے آپؐ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو آپؐ نے ان کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ پھر جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے لہذا جب وہ رکوع کرے تو تم لوگ بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "انما جعل الامام لیؤتم بہ"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صـ۹۵ تا صـ۹۶ ویاتی صـ۱۵۰ وصـ۱۶۵ وصـ۸۴۵ وخرجہ مسلم صـ۱۷۷ وابوداؤد صـ۸۹۔

۶۶۲. حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ قال أخبَرَنا مالكٌ عن ابنِ شِهابٍ عن أنَسِ بنِ مالكٍ أنّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عنهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الأيمَنُ فصَلّى صلوةً مِنَ الصَّلواتِ وهو قاعدٌ فصَلَّينا وَرَاءَهُ قُعودًا فلَمّا انصَرَفَ قال إنّما جُعِلَ الإمامُ لِيُؤتَمَّ بِهِ فإذا صَلّى قائِمًا فصَلُّوا قِيامًا وإذا رَكَعَ فارْكَعُوا وإذا رَفَعَ فارْفَعُوا وإذا قال سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فقُولُوا رَبَّنا وَلَكَ الحَمْدُ وإذا صَلّى جالِسًا فصَلُّوا جُلوسًا أجْمَعُونَ قال أبو عبدِ اللهِ قال الحُمَيدِيُّ قولُهُ وإذا صَلّى جالِسًا فصَلُّوا جُلوسًا هُوَ في مَرَضِهِ القَدِيمِ ثُمَّ صَلّى بعدَ ذٰلك النبيُّ صلى الله عليه وسلم جالِسًا والنّاسُ خَلْفَهُ قِيامٌ لَمْ يَأمُرْهُمْ بِالقُعودِ وإنّما يُؤخَذُ بالآخِرِ فالآخِرِ مِن فِعلِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس سے گر پڑے تو آپؐ کا داہنا پہلو چھل گیا تو آپؐ نے نمازوں میں سے کوئی نماز بیٹھ کر پڑھی ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر ہی نماز پڑھی پھر جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب امام کھڑے

besturdubooks.wordpress.com

ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ (رکوع سے) سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔

ابو عبداللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حمیدی نے کہا کہ یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر پڑھو" یہ پرانی بیماری میں فرمایا تھا پھر اس کے بعد (مرض الوفات میں) آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے آپ ﷺ نے ان کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری سے آخری فعل کو معمول بنایا جاتا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقة الحديث للترجمة "انما جعل الامام ليوتم به"۔

تعدد موضعہ:۔ والحديث ههنا ص۹۶ وابوداؤد فی "باب الامام يصلی من قعود ص۸۸"۔

مقصد ترجمہ ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کی دوسری حدیث یعنی حدیث ۶۶۱ کا ٹکڑا نقل فرمایا ہے۔ یعنی امام کو امام ہی اس لئے بنایا جاتا ہے کہ نماز کے تمام افعال یعنی قیام رکوع، سجدہ اور قعدہ سب میں امام کی اقتداء کی جائے امام کی مخالفت اور امام سے سبقت درست نہیں سوائے ان چند اقوال وافعال کے جو خود نصوص سے مستثنیٰ ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد امام کے نقل کردہ تعلیقات سے واضح ہے مثلاً ترجمۃ الباب کے بعد پہلی تعلیق ذکر کرتے ہیں "وصلى النبی صلى الله عليه وسلم فی مرضه الذی توفی فيه وهو جالس" ای والناس خلفه قياماً ولم يامرهم بالجلوس اس سے صاف معلوم ہوا کہ انما جعل الامام ليؤتم به قانون کلی ہے لیکن اس سے یہ حکم مستثنیٰ ہے۔ چنانچہ شیخ المشائخ محدث دہلوی رحمہ اللہ تراجم ابواب میں فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ اذا صلى جالسا فصلوا جلوسا منسوخ ہے چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات ۱۱ھ میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھی۔ نیز حنابلہ پر رد اور جمہور احناف وشوافع کی تائید وموافقت مقصود ہے۔

ائمہ کرام کے اقوال امام اگر عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کیسے پڑھے؟ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے جمہور احناف وشوافع، امام ابو یوسف اور سفیان ثوری رحمہم اللہ کے نزدیک مقتدی حضرات کھڑے ہو کر پڑھیں گے کیونکہ مقتدیوں کو کوئی عذر نہیں ہے بلا عذر بیٹھ کر فرض نماز جائز نہیں۔

(۲) امام مالک رحمہ اللہ اور حنفیہ میں سے امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قاعد قائم کی امامت ہی نہیں کرسکتا ہے بیٹھ کر

besturdubooks.wordpress.com

نماز پڑھانے والے کی امامت جائز ہی نہیں لہذا اس کی اقتدا کھڑے ہو کر بھی درست نہیں۔

(۳) امام احمدؒ اور داؤد ظاہری رح کے نزدیک اقتداء کرنے والے کو بھی بیٹھ کر ہی نماز پڑھنی چاہیئے بشرطیکہ امام راتب ہو اور مرض مرجوع الزوال ہو۔

مگر ایسی صورت میں امام کو چاہیئے کہ اگر قائماً نماز پڑھانے کی قدرت نہ ہو تو اپنا نائب و جانشین مقرر کر دے کہ وہ نماز پڑھا دے۔

امام مالکؒ وغیرہ کا استدلال ایک مرسل روایت سے ہے ولا یؤمن احد بعدی جالسا، جمہور نے اس کو مکروہ تنزیہی پر محمول کیا ہے۔

امام احمد رح کی دلیل باب کی دوسری حدیث ہے یعنی حدیث ۶۶۱ ۔ اس کا جواب گذر چکا ہے کہ منسوخ ہے اگرچہ دوسرے تاویلات بھی کئے گئے ہیں۔

تعلیقات کی تشریح

۱ وصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ اس کی تشریح گذر چکی ہے کہ یہ ناسخ ہے اور باب کی دوسری حدیث کا حکم منسوخ ہے۔

قال ابن مسعود رضہ الخ ترجمہ گذر چکا ہے، حضرت ابن مسعود رضہ کا یہ فرمانا کہ لوٹنا ضروری ہے، اس سے ثابت ہو گیا کہ مقتدی کے ذمہ اقتدا ہے اس اثر سے ترجمہ کی مطابقت ظاہر ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ اگر امام سے پہلے سر اٹھا لیا تو عود اس وقت تک ضروری ہے جبکہ امام ابھی تک سجدہ ہی میں ہو۔ یہی حکم احناف و مالکیہ و حنابلہ کے نزدیک ہے۔ اس سے بھی اقتدا ثابت ہو گیا کہ مقتدی کو امام سے سبقت نہیں کرنا چاہیئے اگر کر لیا تو لوٹ کر تلافی کرنی ضروری ہے۔

قال الحسن رح اس اثر میں دو مسئلے کا بیان ہے ۱ اگر کسی نے دو رکعت والی نماز مثلاً جمعہ کی نماز یا فجر کی نماز میں امام کی اقتدا کی لیکن ہجوم کی کثرت کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکا تو حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پہلے دوسری رکعت کا سجدہ کر کے اس کو مکمل کر لے پھر رکعتِ اولیٰ کی مع سجدوں کے قضا کرے۔ علامہ عینی رح نے اس کی وجہ یہ بتائی ہے لاتصال الرکوع الثانی بہ (عمدہ)

اس سے امام بخاری رح کا مقصد حاصل ہے کہ مقتدی کو حتی الامکان امام کی پیروی کرنی چاہیئے اگر مجبوری کی وجہ سے بعض ارکان فوت ہو گئے تو بعد میں ادا کرنے کی صورت بیان کی جا رہی ہے۔

جمہور فقہاءؒ فرماتے ہیں کہ جیسے بھی ممکن ہو سجدہ کرے خواہ اگلی صف کے پشت پر کرنی پڑے یہی مذہب امام اعظم، امام شافعی، امام احمد اور اسحٰق رحمہم اللہ کا ہے۔

امام مالکؒ اور امام زہری رح کے نزدیک پیٹھ پر سجدہ کرنے سے نماز ہی نہیں ہوگی۔

besturdubooks.wordpress.com

المسئلة الثانية دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی اول صلوٰۃ میں ایک سجدہ بھول گیا اور کھڑا ہونے پر یاد آیا تو اس کو قیام چھوڑ کر فوراً سجدہ کرنا چاہیئے پھر امام کے ساتھ قیام میں شریک ہو جائے اور اگر فوراً یاد نہ آیا بلکہ دوسری رکعت میں یاد آیا تو تین سجدے کرے اور اگر فراغت کے بعد یاد آیا تو نماز از سر نو پڑھے ۔

احادیث الباب امام بخاری رح نے اس باب کے تحت تین حدیثیں ذکر کی ہیں پہلی حدیث کے حل الفاظ مع تشریح کے لئے نصر الباری جلد دوم ص۱۱۸ دیکھئے نیز جلد ہشتم کتاب المغازی ص۵۴۳ کی تشریح ملاحظہ فرمایئے ۔

اشکال :۔ پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر رض نے حضرت عمر رض سے فرمایا "صلّ بالناس" لوگوں کو نماز پڑھا دیجئے ۔ یہاں اشکال یہ ہے کہ ابوبکر رض کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حکم دیا تھا تو ابوبکر رض نے حضرت عمر رض کے حوالہ کیوں کر دیا ؟

جواب :۔ ۱ حضرت ابوبکر رض چونکہ رقیق القلب تھے اس لئے سمجھا کہ شاید میں نماز نہ پڑھا سکوں ۔

۲ حضرت ابوبکر رض نے یہ سمجھا کہ یہ امامت صغریٰ شاید امامت کبریٰ کا پیش خیمہ ہو اور میں شاید امامت کبریٰ کو کما حقہٗ انجام نہیں دے سکوں ۔

۳ ابوبکر رض نے یہ سمجھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صرف تکریماً کہدیا ہے اصل مقصد تو نماز پڑھانا ہے اسی واسطے عمر رض سے کہدیا کہ آپ پڑھا دیجئے ۔

دوسری روایت صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتہ الخ بیت سے مراد حضرت عائشہ رض کا بالاخانہ ہے اور یہ واقعہ ۵ھ کا ہے جب حضور ص گھوڑے پر سے گر گئے تھے اور پیر میں موچ آگئی نیز پنڈلی میں بھی ضرب آگئی تھی تو آپ ص نے بالاخانہ پر بیٹھ کر نماز ادا فرمائی ۔

تیسری روایت ۶۶۲ اس میں بھی وہی واقعہ سقوط فرس کا ہے ۔ حضرت انس رض نے بیان فرمایا ہے جو ۵ھ میں پیش آیا تھا ۔

مسئلہ مختلف فیہ ہے اقوال ائمہ مذکور ہو چکا ہے اور ترجمہ حدیث سے وضاحت بھی گذر چکی ہے اور یہ بھی مذکور ہو چکا ہے کہ آپ ص کے مرض الوفات کی روایات سے یہ حکم منسوخ ہے چونکہ قیام فرض ہے اور مقتدی کو کوئی عذر نہیں ہے ، واللہ اعلم ۔ ع ۔ غ ۔ بیگو سرائے ۔

besturdubooks.wordpress.com

باب ۴۴۲ مَتٰی یَسْجُدُ مَنْ خَلْفَ الْاِمَامِ قال اَنَسٌ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا۔

٦٦٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ سُفْیَانَ قال حَدَّثَنِیْ اَبُوْ اِسْحٰقَ قال حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یَزِیْدَ قَالَ حَدَّثَنِی الْبَرَاءُ وَھُوَ غَیْرُ کَذُوْبٍ قال کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ لَمْ یَحْنِ اَحَدٌ مِّنَّا ظَھْرَہٗ حتی یَقَعَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعُ سُجُوْدًا بَعْدَہٗ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ حَدَّثَنَا سفیانُ عن اَبِیْ اِسْحٰقَ نَحْوَہٗ۔

باب، جو لوگ امام کے پیچھے (مقتدی) ہیں وہ کب سجدہ کریں۔ حضرت انسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا جب امام سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن یزیدؓ (انصاری صحابی) روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت براء بن عازبؓ نے بیان کیا اور وہ جھوٹ بیان کرنیوالے نہیں تھے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم میں سے کوئی بھی اپنی پیٹھ (سجدہ کیلئے) نہ جھکاتا یہاں تک کہ آپؐ سجدہ میں چلے جاتے پھر آپؐ کے بعد ہم لوگ سجدہ میں جاتے۔ ہم سے ابونعیم (یعنی فضل بن دکین) نے بیان کیا اس نے کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا اور انہوں نے ابواسحٰق سے نحوہٗ یعنی جیسے اوپر گذرا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ثم نقع سجوداً بعدہٗ" فانہ یقتضی ان یکون سجود من خلف الامام اذا شرع الامام فی السجود۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۶ ویاتی ص۱۰۳ وص۱۱۲ ومسلم اول ص۱۸۹ والترمذی فی باب ماجاء فی کراھیۃ ان یبادر الامام فی الرکوع والسجود ص۴۷ وابوداؤد فی باب مایؤمر بہ الماموم من اتباع الامام ص۹۱۔

مقصد ترجمہ باب سابق میں ایک قانون کلی کا بیان تھا کہ "انما جعل الامام لیؤتم بہ" امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے یعنی مقتدی نماز میں امام کے تابع ہے اب یہ باب بمنزلہ فرع کے ہے کہ مقتدی امام کی متابعت کریں گے۔

امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ مقتدی کے لئے امام پر سبقت و تقدم جائز نہیں اور نہ مخالفت جائز ہے۔ البتہ مقتدی کے لئے مقارنت (یعنی ساتھ ساتھ چلنا) مقارنت کا مطلب یہ ہے کہ جب امام رکوع میں جانا شروع کرے تو امام کے ساتھ فوراً مقتدی بھی جانا شروع کرے یا معاقبت (یعنی پیچھے

besturdubooks.wordpress.com

چلنا) دونوں درست ہے۔ معاقبت کا مطلب یہ ہے کہ پہلے امام رکن کو شروع کرے پھر امام کے بعد مقتدی جانا شروع کرے۔

امام بخاری رح کا رجحان ومیلان یہی معاقبت ہے یعنی فعل امام کے پیچھے چلنا۔

تشریح حضرت گنگوہی رح فرماتے ہیں کہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ مقتدی کے افعال امام کے افعال کے بعد میں ہوں گے لیکن یہ بعدیت متصلہ ہوگی یعنی مقارنت بلا فصل اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رح سے منقول ہے، لیکن اگر امام کبیر السن اور بطی الحرکات ہو تو مقتدی کو معاقبت کرنی چاہئے اتنی تاخیر ضروری ہے کہ امام سے سبقت نہ ہو (لامع)

نماز میں تین طرح کے افعال ہیں تکبیر تحریمہ، سلام اور بقیہ ارکان یعنی رکوع، سجدہ وغیرہ۔

تکبیر تحریمہ میں تقدم علی الامام باتفاق ائمہ اربعہ مفسد صلوٰۃ ہے۔

تقدم فی السلام ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مفسد ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رح کے نزدیک مکروہ۔

بقیہ ارکان میں تقدم باتفاق مفسد صلوٰۃ نہیں مگر مکروہ تحریمی ہے البتہ ظاہریہ کے نزدیک اور فی روایۃ امام احمد رح مفسد صلوٰۃ ہے۔

حدثنا البراء وھو غیر کذوب الخ حافظ عسقلانی، امام نووی اور علامہ خطابی رحمہم اللہ کے نزدیک صحیح تر قول یہی ہے کہ ھو ضمیر کا مرجع حضرت براء بن عازب رض ہیں۔ رہا یہ کہ حضرات صحابہ خود موثق و عدول ہیں ان حضرات کے توثیق کی ضرورت نہیں۔

جواب یہ ہے کہ یہ کلام توثیق کے طور پر ذکر نہیں کیا بلکہ مقصود تقویتِ روایت ہے یعنی حضرت براء رض کے کلام میں قوت پیدا کرنے کے لئے حضرت عبداللہ بن یزید رض نے کہا ہے تاکہ تردد نہ رہے یہی صحیح ابن خزیمہ میں ہے من طریق محارب بن دثار قال سمعت عبد اللہ بن یزید علی المنبر یقول حدثنی البراء و کان غیر کذوب۔ (عمدہ)

اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رض نے فرمایا تھا حدثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الصادق المصدوق۔

رہا یہ اشکال کہ کذوب مبالغہ کا صیغہ ہے اس کی نفی سے مبالغہ کی نفی ہو جائے گی لیکن اصل کذب ختم نہ ہوگی۔

جواب یہ ہے کہ یہاں کذوب بمعنی ذو کذب ہے لہذا اس میں ذو کذب کی نفی ہو جائے گی کما فی قولہ تعالیٰ اَنَّ اللہ لیس بظلامٍ للعبید (آل عمران آیت ۱۹۲) ایضاً وما انا بظلامٍ للعبید (ق آیت ۲۹)۔

besturdubooks.wordpress.com

ظاہر ہے کہ ان آیات میں سرے سے ظلم ہی کی نفی کی جارہی ہے۔

باب [۴۴۳] إِثْمِ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ۔

۶۶۴۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ أَوْ أَلَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ اللهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ۔

باب، اس شخص کے گناہ کا بیان جو اپنا سر (رکوع یا سجدے میں) امام سے پہلے اٹھالے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صؐ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص جب امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا (سا) سر بنادے یا اس کی صورت گدھے کی (سی) صورت بنادے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اذا رفع راسه قبل الامام ان يجعل الله راسه راس حمار الخ"

مطلب یہ ہے کہ اس حدیث میں وعید شدید و تہدید ہے اور ایسی شئی کا مرتکب جس میں وعید ہو بلا اختلاف گنہگار ہے۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا صـ۹۶ وخرجه مسلم صـ۱۸۱ وابوداؤد في باب التشديد في من يرفع قبل الامام صـ۹۱۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح بتانا چاہتے ہیں کہ امام کی متابعت جس طرح شروع فی الفعل میں ہوتی ہے ایسے ہی انقضاء فعل میں بھی امام کی متابعت ضروری ہے خواہ رکوع میں ہو یا سجدہ میں حکم عام ہے مخالفت میں گناہ ہوگا۔

ع۲ ہو سکتا ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد اہل ظاہر کا رد ہو، اہل ظاہر کہتے ہیں کہ اگر امام سے پہلے سر اٹھالیا تو نماز باطل ہوگئی کیونکہ اس سلسلے میں شدید وعید ہے۔

جمہور کے نزدیک یہ فعل مکروہ ہے گنہگار ہوگا لیکن نماز باطل نہیں ہوگی کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کلمہ ابطال کے لئے نہیں فرمایا۔

بخاری رح جمہور کی موافقت کر رہے ہیں کیونکہ ترجمہ میں ابطال کا کوئی لفظ ذکر نہیں فرمایا۔ نیز ذکر کردہ حدیث پاک میں بھی ابطال کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

تشریح اَمَا حرف نفی پر یہ استفہام زجر و توبیخ کے لئے ہے۔
حافظ عسقلانی رح کا رجحان یہ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث شریف میں سجود سے سر اٹھانے پر وعید ہے
جیساکہ ابوداؤد ص۹۱ میں ہے اذا رفع راسه والامام ساجد "
اس کا جواب یہ ہے کہ قیاساً رکوع بھی شامل ہوگا کہ دونوں اہم ارکان میں سے ہیں۔
۲؎ جن روایات میں صرف سجود کا ذکر ہے وہ من باب الاکتفاء ہے اور سجدہ کے اہم ہونے کی بنا پر
سجدہ ہی کو ذکر فرمادیا گیا ہے۔ واللہ اعلم
او یجعل اللہ صورته صورة حمار یہ او شک راوی ہے۔ نیز یہاں دو جملے ہیں ان میں کوئی
تعارض نہیں ہے اس لئے کہ جب سر بدلے گا تو صورت بھی بدل جائے گی۔
اس میں اختلاف ہے کہ حدیث الباب میں جو مسخ کی وعید ہے وہ حقیقت پر محمول ہے یا مجاز مراد ہے؟
دونوں اقوال ملتے ہیں ۱؎ ایک قول یہ ہے کہ اس امت سے مسخ کا عذاب موقوف کردیا گیا ہے۔
اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس سے مراد پوری امت کا عام مسخ ہے یعنی پوری امت کی صورت مسخ نہ ہوگی
لیکن جزوی واقعات ہوں گے جیساکہ ترمذی شریف وغیرہ کے روایات سے جزوی مسخ کا ثبوت ہے۔
ملا علی قاری رح نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ دمشق میں ایک شیخ تھے جو شاگردوں
کو پردہ کی آڑ میں پڑھایا کرتے تھے ان کے تلمیذ نے چہرہ دیکھنے کی درخواست کی اور دیکھا تو سر گدھے کا ہوگیا تھا اور
یہ صرف اس وجہ سے ہوا تھا کہ اس شیخ نے عمداً امام سے پہلے سجدہ سے سر اٹھایا تھا کہ دیکھوں تو کہ گدھے کی
صورت کیسے ہوجاتی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ گدھے کی صورت ہوگئی اللّٰهم احفظنا۔
دوسرا قول یہ ہے کہ مسخ مجاز پر محمول ہے کہ یہ کنایہ ہے بلادت وحماقت سے، اور گدھا کیلئے بلادت
وصف لازم ہے نیز یہ بھی ہوسکتا ہے کہ برزخ میں یا آخرت میں یہ سزا دی جائے واللہ اعلم۔

باب ۴۴۴ اِمَامَةِ الْعَبْدِ وَالْمَوْلٰى وَكَانَتْ عَائِشَةُ يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ وَوَلَدِ الْبَغِيِّ وَالْاَعْرَابِيِّ وَالْغُلَامِ الَّذِىْ لَمْ يَحْتَلِمْ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَؤُمُّهُمْ اَقْرَأُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ وَلَا يُمْنَعُ الْعَبْدُ مِنَ الْجَمَاعَةِ بِغَيْرِ عِلَّةٍ۔

۶۶۵۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الْعُصْبَةَ مَوْضِعاً بِقُبَاءٍ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم

besturdubooks.wordpress.com

كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَكَانَ أَكْثَرُهُمْ قُرْآناً ۔

باب، غلام اور آزاد شدہ غلام کی امامت کا بیان ۔ اور حضرت عائشہ رضؓ کی امامت ان کا غلام ذکوان قرآن سے (دیکھ کر) کیا کرتا تھا اور ولد الزنا اور گنوار اور اس لڑکے کی امامت کا بیان جو بالغ نہ ہوا ہو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگوں کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں اللہ کی کتاب کا زیادہ قاری ہو اور بے وجہ غلام کو جماعت سے نہ روکا جائے ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے سے پہلے مہاجرین اولین ہجرت کر کے عصبہ پہنچے جو قباء میں ایک جگہ کا نام ہے تو حضرت ابوحذیفہ رضؓ کے غلام حضرت سالم ان کی امامت کیا کرتے تھے اور ان کو سب سے زیادہ قرآن یاد تھا۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "کان یؤمّھم سالم مولیٰ ابی حذیفۃ"۔

معلوم ہوا کہ غلام کی امامت درست ہے چونکہ اس وقت تک سالم آزاد نہیں ہوئے تھے۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰھنا ص۹۶ وابوداؤد فی الصلوٰۃ ص۸۷۔

۶۶۶ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ (حاکم کی بات) سنو اور اطاعت کرو خواہ ایک ایسے حبشی (غلام) کو تم پر حاکم بنا دیا جائے جس کا سر گویا منقّی کی طرح ہو۔ (کان راسہ زبیبۃ) کنایہ ہے بدصورتی سے۔

تنبیہ: عامل سے مراد خلیفۃ المسلمین نہیں ہے کیونکہ اس کے لئے قریش ہونا شرط ہے بحکم الائمۃ من قریش۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اسمعوا واطیعوا وان استعمل حبشیّ الخ" یعنی جب ایسے امیر کی اطاعت کا حکم دیا گیا تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم بھی شامل ہے کیونکہ امامت کا تعلق بھی امیر سے ہوتا تھا خواہ خود پڑھائے یا کسی کو نائب مقرر کر کے پڑھوائے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۶ ویاتی ص۹۷ و ص۱۰۵۷ وابن ماجۃ فی باب طاعۃ الامام ص۲۱۱۔

مقصد ترجمہ:۔ امام بخاری رحؒ کا مقصد کیا ہے؟ امام بخاری نے صراحت کے ساتھ کوئی حکم بیان

besturdubooks.wordpress.com

نہیں کیا ہے۔ صرف پانچ قسم کے حضرات کا تذکرہ کر دیا، لیکن بخاریؒ کے ذکر کردہ آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مذکورہ انواع واقسام کی امامت جائز ودرست ہے۔

تشریح ؎۱ عبد یعنی غلام، حافظ عسقلانیؒ لکھتے ہیں والی صحة امامة العبد ذهب الجمهور وخالف مالك الخ یعنی غلام کی امامت جمہور (حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ) کے نزدیک درست ہے، صرف امام مالکؒ نے مخالفت کی ہے اور فرمایا ہے کہ غلام احرار کی امامت نہ کرے البتہ اگر صرف غلام عالم وقاری ہو اور مقتدی ایسے نہ ہوں تو حرج نہیں امامت کر سکتا ہے بجز جمعہ کے یعنی جمعہ میں اس صورت میں بھی جائز نہیں (فتح)۔ امام بخاری جمہور کے ساتھ ہیں۔

؎۲ مولیٰ، عبد معتوق یعنی آزاد شدہ غلام کی امامت بالاتفاق جائز ہے۔

؎۳ تیسرا مسئلہ ہے من المصحف، یعنی حضرت عائشہ رضؓ کے غلام ابوعمرو ذکوان قرآن سے امامت کرتے تھے۔ اس جملہ کا کیا مطلب ہے؟ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں بظاہر اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا جائز ہے، یعنی قرآن مجید سامنے رکھ کر اس میں دیکھ کر پڑھے۔ اگر اس کا مطلب یہ لیا جائے تو یہ مسئلہ اختلافی ہو جائیگا کہ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

(۱) ابن سیرین، حسن بصری اور عطاء رحمہم اللہ کے نزدیک جائز ہے۔

(۲) امام اعظم ابوحنیفہؒ اور ابن حزم کے نزدیک جائز نہیں نماز فاسد ہو جائیگی کہ عمل کثیر ہے۔

(۳) امام شافعیؒ اور امام احمدؒ فی قول کے نزدیک نماز جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ اسی طرف امام بخاریؒ کا رجحان ومیلان ہے۔

(۴) مالکیہ کے نزدیک تراویح میں گنجائش ہے۔

احناف رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ من المصحف، کا وہ مطلب ہی نہیں ہے بلکہ اس میں مِنْ تبعیضیہ ہے مطلب یہ ہے کہ قرآن کا بعض حصہ نماز میں پڑھتے تھے پوری سورہ نہیں پڑھتے تھے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں بھی بعض ائمہ کرتے ہیں کہ کسی سورہ کے ابتدا سے یا درمیان سے یا آخر سے چند آیات پڑھ لیتے ہیں۔

؎۲ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ قرآن مجید میں دیکھ کر پڑھتے تھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید سامنے رکھ لیتے تھے اور نماز شروع کرنے سے پہلے جتنا نماز میں پڑھنا ہے دیکھ لیتے یا تراویح میں دو رکعت پڑھا کر سلام پھیرنے کے بعد پھر اسی کے بقدر دیکھ لیتے۔

ایک جواب یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ نے ایسا کیا ہے مگر حضرت عمر فاروق رضؓ نے منع کیا ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے تھے نہانا امیر المؤمنین ان نؤمّ الناس فی المصحف۔

besturdubooks.wordpress.com

اور ارشاد نبوی ہے علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین ، لہٰذا حضرت عمر فاروق رضؓ کا قول راجح ہوگا۔

وولد البغیّ والاعرابی ۔ بالجر عطفاً علی المولیٰ، عند الجمهور، ولد البغی یعنی مجہول النسب اور گنوار (دیہاتی) کی امامت درست ہے ، مالکیہ کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے ۔ جمہور علماء سے جو کراہت منقول ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر یہ لوگ مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں نیز بالعموم تارک جماعت اور لوگ نفرت کرتے ہیں لیکن اگر ایسا نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے ۔

والغلام الذی لم یحتلم نابالغ کی امامت جائز ہے یا نہیں ؟
اس مسئلے کے لئے نصر الباری آٹھویں جلد یعنی کتاب المغازی ص ۳۶۵ ملاحظہ فرمائیے ۔
خلاصہ یہ ہے کہ امام بخاری رحؒ اور امام شافعی رحؒ کے نزدیک جائز ہے باقی جمہور ائمہ کے نزدیک ناجائز۔ مفصل دلائل کے لئے کتاب المغازی کا مطالعہ کیجئے ۔

باب ۴۲۵ إِذَا لَمْ يُتِمَّ الْإِمَامُ وَأَتَمَّ مَنْ خَلْفَهُ ۔

۶۶۷ ۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الْأَشْيَبُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ اللّٰه صلّى الله عليه وسلّم قال يُصَلُّونَ لَكُمْ فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ وَإِنْ أَخْطَؤُا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ ۔

باب ، اگر امام اپنی نماز کو پورا نہ کرے اور مقتدی پورا کرلیں ؟ (ای لا یضرهم ذلك)

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ائمہ تمہیں نماز پڑھائیں گے پس اگر وہ ٹھیک طور پر نماز پڑھائیں تو تمہارے لئے (ثواب) ہے اور اگر وہ غلطی کریں گے تو بھی تمہارے لئے (تمہاری نماز کا) ثواب ہے اور ان ائمہ پر (گناہ) ہے ۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله يصلون لكم (ای الائمة) فان اصابوا لكم (ای فان اتموا فلكم) وان اخطؤا (ای لم يتموا) فلكم وعليهم ۔

والحديث ههنا ص ۹۶ وهذا الحديث انفرد به البخاری (عمدہ)۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ نے ترجمۃ الباب میں کسی حکم کی صراحت نہیں فرمائی لیکن تحت الباب جو حدیث ذکر فرمایا ہے اس سے مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام کی نماز کا فساد مقتدی کی نماز پر اثر انداز نہیں ہوگا یعنی مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوگی ۔

besturdubooks.wordpress.com

حدیث شریف کے مراد و مفہوم میں اختلاف ہو گیا ہے کہ یصلون لکم فان اصابوا فلکم سے کیا مراد ہے۔ علامہ ابن بطال نے اس کو وقت پر محمول کیا ہے یعنی اگر ٹھیک وقت پر نماز پڑھیں تو تمہارا فائدہ ہے تمہارے لئے ثواب ہے۔

رہا یہ اشکال کہ اس صورت میں تو ثواب صرف مقتدی کے لئے خاص نہیں ہے بلکہ امام کے لئے بھی ہے؟
جواب یہ ہے کہ یہاں اس کی ضرورت نہیں تھی بداہۃً معلوم ہے کہ یہاں امام کو ثواب ہو گا۔

وان اخطؤا فلکم وعلیہم اور اگر وہ (ائمہ) وقت وغیرہ میں غلطی کریں تو اس کا نقصان ائمہ پر ہو گا اور اس مفہوم کی تائید روایات کثیرہ سے ثابت ہے۔ مثلاً ابوداؤد میں حضرت قبیصہ بن وقاص رضؓ سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون علیکم امراء من بعدی یؤخرون الصلوٰۃ فھی لکم وھی علیھم فصلوا معھم ما صلوا القبلۃ (ابوداؤد ص ۶۲)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تم پر ایسے امراء ہوں گے جو نماز میں تاخیر کریں گے پس یہ نماز تمہارے لئے باعثِ ثواب اور ان امراء پر وبال، اور تم ان کے ساتھ نماز پڑھتے رہو جب تک قبلہ کی طرف نماز پڑھیں، نیز ایک روایت میں حضور اقدس ؐ کا ارشاد ہے من اقام الناس فاصاب الوقت الخ یعنی جو لوگوں کی امامت کرے اور صحیح وقت پر نماز پڑھائے تو اس کے حق میں بھی بہتر ہے اور مقتدیوں کے حق میں بھی اور جو وقت میں دیر کرے تو اس کا گناہ امام پر ہو گا نہ کہ مقتدیوں پر۔

نیز اس مضمون اور مفہوم کی روایات نسائی وغیرہ میں بھی ہیں۔ ایک روایت مسلم شریف میں حضرت ابوذرؓ سے ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کیف انت اذا کانت علیک امراء یؤخرون الصلوٰۃ عن وقتھا او یمیتون الصلوٰۃ عن وقتھا۔ الحدیث (مسلم اول ص ۲۳۰، ابوداؤد ص ۶۲)	تمہارا کیا حال ہو گا جب تم پر ایسے امراء ہوں گے جو نماز کو مؤخر کر کے پڑھیں گے یا وقت گذار کر پڑھیں گے، انہوں نے عرض کیا آپ مجھ کو کیا حکم دیتے ہیں۔ ارشاد فرمایا نماز اپنے وقت پر پڑھ لے پھر ان کے ساتھ نماز ملے تو ان کے ساتھ بھی پڑھ لے یہ تیرے لئے نفل ہو گی۔

امام بخاریؒ نے وان اخطؤا فلکم وعلیھم سے جو استدلال کیا ہے نہایت ضعیف بلکہ غلط ہے کیونکہ یہ مبہم اور محتمل ہے اس لئے ان کو فرائض واجزاءِ نماز پر جاری کرنا کیسے درست ہو گا؟ ابوداؤد اور مسلم کے مذکورہ روایات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حدیث الباب کا تعلق نماز کے خارجی امور سے ہے جیسے اوقات کی رعایت۔ نماز کے داخلی امور فرائض وواجبات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے سنن ومستحباب کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے نہ کہ ارکان وشرائطِ

besturdubooks.wordpress.com

صلوٰۃ کی طرف، کیونکہ ان میں خلل سے تو نہ امام کی نماز ہوگی نہ مقتدیوں کی اس لئے کہ یہ نماز ہی نہیں ہے۔
خلاصہ یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک امام کی نماز کے فساد سے مقتدی کی نماز فاسد ہوجاتی ہے اور حدیث الباب کو سنن و مستحبات پر محمول کریں گے یا اوقات پر، کیونکہ عموم پر کرنا تو کسی کے نزدیک صحیح نہیں اس لئے کہ اگر امام نے رکوع چھوڑ دیا اور سیدھا سجدہ میں چلا گیا اور مقتدیوں نے اپنے رکوع کو پورا کرلیا تو پھر بھی کسی کے نزدیک کسی کی بھی نماز نہ ہوگی، تو یہاں امام کے فساد صلوٰۃ سے مقتدیوں کی نماز سب کے نزدیک فاسد ہوگئی۔ واللہ اعلم

باب [۴۴۶] إِمَامَةِ الْمَفْتُونِ وَالْمُبْتَدِعِ وَقَالَ الْحَسَنُ صَلِّ وَعَلَيْهِ بِدْعَتُهُ وَ قال لنا محمدُ بنُ يُوسُفَ قال حدَّثنا الأوزاعيُّ قال حدَّثنا الزُّهريُّ عن حُمَيْدِ بنِ عبدِ الرَّحمٰنِ عن عُبَيْدِ اللهِ بنِ عَدِيِّ بنِ الخِيَارِ أَنَّهُ دَخَلَ على عثمانَ بنِ عفَّانَ وهو محصورٌ فقال إنَّكَ إمامُ عامَّةٍ ونَزَلَ بِكَ ما ترى ويُصَلِّي لنا إمامُ فِتْنَةٍ ونَتَحَرَّجُ فقال الصَّلوٰةُ أَحْسَنُ ما يَعْمَلُ النَّاسُ فإذا أَحْسَنَ النَّاسُ فَأَحْسِنْ معهم وإذا أساؤا فاجتنِبْ إساءتَهُم وقال الزُّبَيْدِيُّ قال الزُّهريُّ لا نرى أن يُصَلِّيَ خَلْفَ المُخَنَّثِ إلَّا من ضرورةٍ لا بُدَّ منها۔

باب، فتنہ پرداز اور بدعتی کی امامت کا بیان۔ اور حسن بصریؒ نے فرمایا تم بدعتی کے پیچھے نماز پڑھ لو اور اس کی بدعت کا وبال اسی پر ہے۔ وقال لنا الخ ای قال ابوعبد اللہ یعنی امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ ہم سے محمد بن یوسف نے کہا کہ ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا کہا کہ ہم سے امام زہری نے بیان کیا انھوں نے حمید بن عبد الرحمٰن سے انھوں عبید اللہ بن عدی بن خیار سے کہ وہ (عبید اللہ بن عدیؒ) حضرت عثمان بن عفان رضؓ کے پاس اس حالت میں گئے جب وہ اپنے گھر میں محصور تھے (باغیوں نے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا) عبید اللہ نے عرض کیا کہ آپ عام مسلمانوں کے امام ہیں اور آپ پر جو آفت نازل ہوئی ہے وہ آپ جانتے ہیں اور ہمیں فسادیوں کا امام نماز پڑھا رہا ہے اور ہم تنگ دل ہوتے ہیں (یعنی ہم اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف محسوس کرتے ہیں) حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا کہ نماز لوگوں کے اعمال میں سب سے اچھا عمل ہے پس جب لوگ اچھا کام کریں تو تم بھی ان کے ساتھ اچھا کام کرو اور جب وہ برا کام کریں تو تم ان کی برائی سے الگ رہو۔ اور زبیدی نے کہا کہ امام زہری نے کہا کہ مخنث (ہیجڑا) کے پیچھے نماز پڑھنے کو ہم جائز نہیں سمجھتے مگر جبکہ ایسی مجبوری ہو کہ جس سے کوئی چارہ نہ ہو۔

مطابقتہ للترجمہ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " ویصلی لنا امام فتنۃ "

قال الزہری الخ اس تعلیق سے ترجمۃ الباب کی مطابقت اس طرح ہے کہ ہیجڑا سے مراد مصنوعی ہیجڑا

besturdubooks.wordpress.com

ہے جو تصنع سے ہیجڑا بنایا گیا ہے یہ مفتون ہے اس لئے امام بخاریؒ نے اس باب کے تحت لایا ہے۔

۶۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِاَبِی ذَرٍّ اِسْمَعْ وَاَطِعْ وَلَوْ لِحَبَشِیٍّ کَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِیْبَةٌ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا کہ (حاکم کی) بات سنو اور اطاعت کرو اگرچہ (حاکم) ایسا حبشی ہو جس کا سر گویا سوکھا انگور (منقی) ہو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة من حیث ان هٰذه الصفات لا توجد غالباً الّا فیمن هو فی غایة الجهل ومفتون بنفسه (عمدہ)

ولو لحبشیّ دلالته علی الترجمة من حیث ان الحبشی لا یکون اماما الّا بالتغلب والجور او باب ینصبه غیره للامامة وکلّ من الحبشی امرنا باطاعته ومن جملة ذالك الصلوٰة خلفه فکانت الصلوٰة خلف الفسقة جائز (الابواب والتراجم)

خلاصہ یہی ہے کہ اگر ایک حبشی غلام کو تم پر حاکم بنا دیا جائے جو مفتون بنفسہ ہو یا بدعتی ہو تب بھی اس کی بات سنو اور حکم مانو بشرطیکہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔

تعدد موضعہ :- والحدیث هنا ص۹۷ و یاتی ص۱۰۵۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد امام مالکؒ کی تردید ہے کیونکہ وہ ناجائز کہتے ہیں۔
امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ مفتون ہو یا بدعتی سب کے پیچھے نماز درست ہے اور اس کی تائید میں امام حسن بصریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ اس میں مقتدی کا کیا نقصان ہے اگر بدعتی ہے تو اسکی بدعت کا گناہ اس پر ہے۔

دراصل باب سابق سے اس کا ربط و تعلق ہے اسی لئے حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ یہ باب امامۃ العبد میں آسکتا تھا مگر چونکہ مالکیہ بہت شدت کرتے ہیں حتیٰ کہ حضرت امام مالکؒ ساری نمازیں اپنے گھر پڑھا کرتے تھے صرف جمعہ کی نماز مسجد میں پڑھا کرتے تھے اور آخر میں آکر وہ بھی مسجد میں آنا چھوڑ دیا کسی نے دریافت کیا تو فرمایا کہ بعض لوگ اپنا عذر بھی نہیں بتلا سکتے، اس لئے امام بخاریؒ نے مستقل باب باندھ دیا اور جمہور کی تائید فرمائی، جمہور فرماتے ہیں کہ ابوداؤد میں صلوا خلف کل برّ وفاجر آیا ہے۔ (تقریر بخاری جلد ثالث ص۴۸)

تشریح المفتون باغی، جو امام برحق سے خروج کیا ہو، ۲ بعض حضرات نے مفتون کو عام رکھا ہے کہ کسی بھی فتنہ میں مبتلا ہو سب داخل ہے۔ مبتدع ہر وہ شخص کہلاتا ہے جس نے دین میں ایسی نئی

besturdubooks.wordpress.com

چیز گھڑ کر داخلِ دین سمجھتا ہو جس کی کوئی اصل شریعت میں نہ ہو اس کی دو قسمیں ہیں :۔
عـ۱ اعتقادی مبتدع جیسے روافض، خوارج اور معتزلہ وغیرہ۔ عـ۲ عملی مبتدع جیسے قبروں پر چادر و چراغاں کرنے والے، محرم میں تعزیہ و علم اٹھانے والے۔

احناف کے نزدیک مبتدعین کی بدعت اگر شرک و کفر کی حد تک نہ پہونچے تو ان کے پیچھے نماز ہو جائیگی۔
امام مالک رح کے نزدیک بدعتی یعنی فاسق معلن کے پیچھے نماز درست نہیں۔
امام احمد رح فرماتے ہیں کہ بدعتی اگر داعی الی البدعت ہے تو اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔

وقال لنا چونکہ امام بخاری رح نے بطور مذاکرہ کے لیا ہے یا بطور مناولہ کے یا بطور اجازہ کے اس لئے حدثنا نہیں فرمایا۔ لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب روایت موقوف ہوتی ہے تو امام بخاری رح حدثنا کے بجائے وقال لنا کہہ دیتے ہیں۔

انه دخل علی عثمان بن عفان رض حضرت عثمان غنی رض کے ابتدائی چھ سال بہت اچھے گذرے پھر بعد میں جب حضرت عثمان رض نے اپنے خاندان کے بہت سے لوگوں کو گورنر و حاکم بنایا تو ان میں ایک ولید بن عقبہ بھی تھا ایک دفعہ اس نے فجر کی نماز چار رکعت پڑھا کر مقتدیوں سے کہنے لگا کیا اور پڑھادوں؟ اس نے شراب پی رکھی تھی۔ اس پر لوگوں نے حضرت محمد بن ابی بکر کو امام مقرر کرنے کی درخواست کی حضرت عثمان رض نے منظور کرلیا اور اپنے منشی مروان سے کہا کہ لکھو اذا جاءکم محمد بن ابی بکر فاقبلوہ، لیکن مروان نے اس میں فاقتلوہ لکھدیا راستہ میں وہ خط دیکھا گیا اور لوگوں نے واپس آکر حضرت عثمان رض کے گھر کا محاصرہ کرلیا۔

یہ واقعہ ۳۵ھ کا ہے۔ حضرت عثمان رض کو مسجد جانے سے روکدیا، کچھ نمازیں حضرت علی رض وغیرہ نے حضرت عثمان رض کی اجازت سے پڑھائیں لیکن بلوائیوں نے ان کو روکدیا اور مسجد پر قبضہ کرلیا۔ حضرت علی رض نے حضرت حسین رض کو حضرت عثمان رض کے پاس بھیجدیا کہ دروازہ پر کھڑے ہوجاؤ تاکہ بلوائی لوگ اندر میں داخل نہ ہوسکیں، حضرت علی رض وغیرہ کا خیال تھا کہ بلوائیوں کی شورش دب جائے گی لیکن بلوائیوں نے بجائے دروازہ کے دیوار پھاندکر گھر میں داخل ہوگئے اور بالآخر ۱۸ ذی الحجہ بروز جمعہ بوقت چاشت شہید کردیئے گئے۔

ویصلی لنا امام الفتنۃ امام فتنہ سے مراد عبدالرحمان بن عدیس بلوائی اور کنانہ بن بشر رئیس الخوارج ہے، عبدالرحمٰن بن عدیس وہ فتین ہے جس نے مصریوں کو بھڑکا کر لایا تھا۔

بہرحال انہی ایام محاصرہ میں تابعی کبیر عبداللہ بن عدی رح حضرت عثمان رض کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمیں فسادیوں کا امام یعنی کبھی رئیس الخوارج کنانہ بن بشر اور کبھی عبدالرحمٰن بن عدیس بلوائی نماز پڑھاتا ہے تو حضرت عثمان رض نے فرمایا کہ اگر وقت پر پڑھائیں تو پڑھ لو۔ حدیث کا ترجمہ دیکھئے۔

besturdubooks.wordpress.com

خلف المخنث مخنث کی تحقیق و تشریح کے لئے نصر الباری جلد ہشتم یعنی کتاب المغازی صـ۲۹۳ دیکھئے۔

باب ۴۴۷ يقومُ عن يمينِ الامامِ بحذائِهِ سواءً اذا كانا اثنينِ۔

۶۶۹ - حدّثنا سليمٰنُ بنُ حربٍ قالَ حدّثنا شعبةُ عن الحكمِ قالَ سمعتُ سعيدَ بنَ جُبَيرٍ عن ابنِ عبّاسٍ قالَ بتُّ في بيتِ خالتي ميمونةَ فصلّى رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم العشاءَ ثمّ جاءَ فصلّى أربعَ ركعاتٍ ثمّ نامَ ثمّ قامَ فجئتُ فقمتُ عن يسارِهٖ فجعلني عن يمينِهٖ فصلّى خمسَ ركعاتٍ ثمّ صلّى ركعتينِ ثمّ نامَ حتّى سمعتُ غطيطَهٗ أوقالَ خطيطَهٗ ثمّ خرجَ إلى الصّلوٰةِ۔

باب، جب نماز پڑھنے والے دو ہوں تو مقتدی امام کے دائیں طرف اس کے برابر کھڑا ہو گا۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضؓ کے گھر رات گذاری تو (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسجد میں) عشاء کی نماز پڑھائی پھر آپؐ (مسجد سے گھر) آئے اور چار رکعتیں پڑھیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر آپؐ اٹھ گئے (اور وضو کرکے نماز پڑھنے لگے) تو میں بھی آیا اور آپؐ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپؐ نے مجھ کو اپنی داہنی طرف کر لیا پھر آپؐ نے پانچ رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں (فجر کی سنت) پڑھیں اس کے بعد سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپؐ کے خراٹوں کی آواز سنی پھر آپؐ (فجر کی) نماز کے لئے نکلے (یعنی مسجد تشریف لے گئے)

مطابقتہ للترجمہ:- مطابقة الحديث للترجمة في قوله فجعلني عن يمينه۔

تعدد مواضعہ والحديث ههنا صـ۹۷ و مر صـ۲۲ و صـ۲۵ و صـ۳۰ ویاتی صـ۱۰۰ و صـ۱۰۱ و صـ۱۱۸ تا صـ۱۱۹ و صـ۱۳۵ و صـ۱۵۹۔ باقی مواضع کے لئے نصر الباری جلد دوم صـ۹۸ دیکھئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد ایک مقتدی کا موقف بتانا ہے، یعنی اگر نمازی صرف دو ہی ہوں ایک امام اور دوسرا مقتدی تو مقتدی امام کی داہنی جانب امام کے برابر کھڑا ہونا چاہئے پیچھے نہیں کھڑا ہو گا۔

اقوال ائمہ امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر ایک ہی مقتدی ہے تو امام کے دائیں طرف کھڑا ہو گا اور بالکل برابر میں کھڑا ہو گا۔ امام بخاریؒ اسی کے قائل ہیں۔

امام شافعیؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ دائیں طرف کھڑا ہو گا مگر تھوڑا پیچھے اس طرح کہ امام کی ایڑی کے پاس مقتدی کا پنجہ ہوتا کہ امام سے آگے بڑھنے کا خطرہ نہ ہو۔

(۳) ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں اگر اور مقتدی کے آنے کی امید ہو تو پیچھے کھڑا ہو ورنہ نہیں۔ (عمدہ ۲۳۵/۵)

besturdubooks.wordpress.com

امام بخاری رحمہ نے حضرت ابن عباس رضی کی اس روایت سے یہ مسئلہ استنباط کر لیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی کو داہنی طرف کھڑا کر لیا لیکن روایت میں کیفیت کی کوئی تصریح نہیں ہے کہ برابر کھڑا کیا یا کچھ آگے پیچھے۔ بخاری رحمہ نے اپنے مذاق کے مطابق بحذائه سواءً یعنی برابر پر استدلال کر لیا۔ باقی اس حدیث کی مزید تشریح کے لئے نصر الباری جلد اول ص۵۰۴ تا ص۵۰۵ اور جلد دوم ص۱۶ تا ص۱۷ دیکھئے۔

باب ۶۴۸ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِ الْإِمَامِ فَحَوَّلَهُ الْإِمَامُ إِلَى يَمِينِهِ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُمَا۔

۶۷۰ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نِمْتُ عِنْدَ مَيْمُونَةَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ عَمْرٌو فَحَدَّثْتُ بِهِ بُكَيْرًا فَقَالَ حَدَّثَنِي كُرَيْبٌ بِذٰلِكَ۔

باب، اگر کوئی شخص (مقتدی) امام کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا اور امام نے اس کو اپنی داہنی طرف کر لیا تو دونوں میں سے کسی کی نماز فاسد نہ ہوگی۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی سے روایت ہے کہ میں ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی کے یہاں ایک رات سویا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس رات اُن ہی کے یہاں تھے (میں نے دیکھا کہ) آپؐ نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے تو میں آپؐ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپؐ نے مجھ کو پکڑا اور اپنی داہنی جانب کر لیا پھر آپؐ نے تیرہ رکعتیں (وتر سمیت) پڑھیں، پھر آپ سو گئے یہاں تک کہ خرّانٹے لینے لگے اور آپؐ جب سوتے تھے تو خرانٹے لیتے تھے پھر مؤذن آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ (نماز کے لئے) نکلے اور آپؐ نے نماز پڑھائی اور وضو نہیں فرمایا، عمرو نے کہا کہ میں نے یہ حدیث بکیر سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ کریب نے یہ حدیث مجھ سے بھی بیان کی تھی۔

مطابقۃ للترجمہ:۔ مطابقة الحديث للترجمة في قوله فَأَخَذَنِي فجعلني عن يمينه۔

تعدد موضعه: والحديث هٰهنا ص۹۷، باقی مواضع کے لئے سابق حدیث یعنی ۶۶۹ کے مواضع دیکھئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ کا مقصد حنابلہ کی تردید ہے کیونکہ حنابلہ کے نزدیک چونکہ مقتدی نے اپنے محل و موقف

besturdubooks.wordpress.com

کو چھوڑ دیا ہے اس لئے مقتدی کی نماز نہیں ہوئی، بخاری رح نے رد کر دیا کہ امام نے عمل قلیل کے ذریعہ اس کی اصلاح کر دی ہے اس لئے کسی کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

اسی طرح کا ایک باب صنا میں آرہا ہے اس صنا کی آخری حدیث پر کچھ بحث آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۴۹ اِذَا لَمْ يَنْوِ الْإِمَامُ اَنْ يَّؤُمَّ ثُمَّ جَاءَ قَوْمٌ فَأَمَّهُمْ۔

۶۷۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ اُصَلِّي مَعَهُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَاَخَذَ بِرَأْسِي وَاَقَامَنِي عَنْ يَمِيْنِهِ۔

باب، جب (نماز شروع کرتے وقت) امام نے امامت کی نیت نہ کی ہو پھر کچھ لوگ آجائیں اور وہ امام ان کی امامت کرے (تو کیا حکم ہے؟)۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رض روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رض کے پاس رات گذاری (تو میں نے دیکھا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے رات کو (تہجد کی) نماز پڑھنے لگے تو میں بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے اٹھ گیا اور آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپ نے میرا سر پکڑا اور مجھ کو اپنی داہنی طرف کھڑا کر لیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل فقمت اصلی معہ"

یعنی حدیث پاک سے ظاہر ہے کہ ابن عباس رض نے حضور اقدس ﷺ کی اقتدا کی اور حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی لیکن حضور اقدس ﷺ نے تنہا نماز تہجد شروع فرمائی تھی اس کا خیال بھی نہیں تھا کہ ابن عباس شریک نماز ہوں گے کیونکہ بظاہر سوئے ہوئے تھے اور چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی داہنی جانب کر کے برقرار رکھا اس سے معلوم ہوا کہ نماز صحیح ہے۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا ص۹۷ ومرّ مرارًا۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا چونکہ ایک اہم مقصد استنباطِ مسائل ہے اس لئے ایک حدیث سے مختلف مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔

یہاں امام بخاری رح نے کوئی حکم واضح نہیں کیا ہے چونکہ اس مسئلہ میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔

اقوال ائمہ (۱) جمہور یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رح، امام مالک رح اور امام شافعی رح کے نزدیک صحت نماز کے لئے

besturdubooks.wordpress.com

امامت کی نیت شرط نہیں ہے البتہ عند الاحناف عورتوں کے حق میں مسئلہ محاذاۃ کی صورت میں نیتِ امام شرط ہے۔

(۲) اوزاعیؒ اور ثوری وفی روایۃ امام احمدؒ نیتِ امام شرط ہے۔ اگر امام نے امامت کی نیت نہیں کی ہے تو مقتدی پر اعادہ ہے۔

(۳) امام احمدؒ فی روایۃ فرض میں نیتِ امام شرط ہے نفل میں نہیں (عمدہ)

باب ۴۵۰ اِذَا طَوَّلَ الْاِمَامُ وَكَانَ لِلرَّجُلِ حَاجَةٌ فَخَرَجَ وَصَلّٰى۔

۶۷۲. حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ مُعَاذَ ابْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ فَقَرَأَ بِالْبَقَرَةِ فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ فَكَاَنَّ مُعَاذًا يَنَالُ مِنْهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَتَّانٌ فَتَّانٌ فَتَّانٌ ثَلٰثَ مِرَارٍ اَوْ قَالَ فَاتِنًا فَاتِنًا فَاتِنًا وَاَمَرَهُ بِسُوْرَتَيْنِ مِنْ اَوْسَطِ الْمُفَصَّلِ قَالَ عَمْرٌو لَا اَحْفَظُهُمَا۔

باب، جب امام نماز میں طویل قراءت کرے اور مقتدی کو کوئی ضرورت ہو تو وہ جماعت سے نکل کر تنہا نماز پڑھ لے۔

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے پھر واپس ہو جاتے اور اپنی قوم کی امامت کرتے۔

(دوسری سند) وحدثنی ای قال ابو عبد اللہ وحدثنی الخ یعنی امام بخاریؒ نے کہا کہ مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا انھوں نے کہا کہ ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انھوں نے کہا میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ سے سنا حضرت جابر رضؓ نے فرمایا کہ حضرت معاذ بن جبل رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ لیتے تھے پھر واپس ہو جاتے اور اپنی قوم میں امامت کرتے، چنانچہ ایک مرتبہ عشاء کی نماز پڑھائی تو سورہ بقرہ شروع کر دی تو (مقتدیوں میں سے) ایک شخص (نماز توڑ کر) چل دیا حضرت معاذ رضؓ اس کو بُرا کہنے لگے یہ خبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ نے معاذ سے تین مرتبہ فرمایا کہ تم فتنہ میں مبتلا کرنے والے ہو یا آپ ؐ نے فرمایا تو فاتن ہے، فسادی ہے، فسادی ہے اور آپ ؐ نے معاذ کو اوساط مفصل میں سے دو سورتیں پڑھنے کا حکم دیا عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ وہ دو سورتیں مجھے یاد نہیں رہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

مطابقتہ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "فقرأ بالبقرۃ فانصرف الرجل"۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا ص۹۷ ویاتی ایضاً فی باب اذا صلّی ثم ام قوماً ص۹۸ وفی الادب ص۹۰۳

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ امام کے ساتھ نماز شروع کرنے سے اقتدا لازم نہیں ہوتا کہ مقتدی بالکل مجبورِ محض ہو بلکہ مقتدی کو اگر کوئی مجبوری ہو تو ضرورت کے وقت امام کی اقتدا ترک کر کے اپنی نماز علیحدہ پڑھ سکتا ہے۔ بظاہر ترجمہ کا مقصد یہی معلوم ہوتا ہے کہ امام کو مقتدی کی رعایت ملحوظ رکھنی چاہیئے کہ ان میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں، مریض بھی، ضعیف بھی اور ضرورتمند بھی۔

تشریح علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ اس باب کا تعلق بھی مسائلِ قدوہ (پیروی) سے ہے امام شافعیؒ کے نزدیک جائز ہے کہ مقتدی اقتدا ترک کر کے منفرد بن جائے اور حدیث الباب کو اسی پر محمول کرتے ہیں کہ مقتدی نماز سے نکلے بغیر (صرف نیت بدل کر) انفراد اختیار کر لیا تھا (فیض ص۲۲۳/۲)

حنفیہ کے نزدیک اگر مقتدی نے اقتدا چھوڑ دی تو صرف نیت بدل لینا کافی نہیں اس نماز پر بنا کرنا درست نہیں اس کی نماز فاسد ہو گئی اب باضابطہ سلام پھیر کر پھر سے نیا تحریمہ باندھ کر نماز پڑھے، بخاری کی روایت میں فانصرف الرجل ہے جس میں ابہام ہے کہ ۱- انصرف من القدوۃ ۲- انصرف من الصلوٰۃ ۳- انصرف من المسجد۔ ان احتمالات میں سے کسی ایک کو بلا دلیل متعین کرنا درست نہیں۔

حنفیہ ومالکیہ کے پاس روایت نسائی میں تصریح ہے انصرف الرجل فصلّی فی ناحیۃ المسجد۔ (نسائی اول ص۹۴)۔

نیز مسلم شریف میں سلام پھیر کر تنہا نماز پڑھنے کی تصریح ہے (مسلم باب القراءۃ فی العشاء ص۱۸۷/۱)۔

امام بخاریؒ کا ترجمہ بھی مبہم ہے فخرج وصلّی سے اگر خرج عن الصلوٰۃ مراد ہو تو امام بخاریؒ حنفیہ ومالکیہ کے ساتھ ہیں لیکن اگر خرج عن القدوہ مراد ہو تو شوافع کے ساتھ ہیں۔

من اوسط المفصّل حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں "وفی المراد بالمفصل اقوال ستاتی فی فضائل القرآن اصحہا انہ اوّل قٓ الی آخر القرآن (فتح)

علامہ عینیؒ نے مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے "اول الطوال من قٓ" وقال الخطابی روی ھٰذا فی حدیث مرفوع (عمدہ)

خلاصہ یہ ہے کہ مفصل قرآن مجید کی ساتویں منزل کا نام ہے یعنی سورہ قٓ سے اخیر قرآن تک، پھر اسکے تین حصے ہیں ۱- سورہ قٓ سے سورہ عم تک طوالِ مفصل ۲- سورہ عم سے والضحیٰ تک اوساطِ

besturdubooks.wordpress.com

مفصل ۔ اور سورہ والضحیٰ سے اخیر تک قصارِ مفصّل ۔

اس روایت سے ایک دوسرا مسئلہ متعلق ہے یعنی اقتداء المفترض خلف المتنفل " یہ مسئلہ عنقریب بخاری شریف صـ ۹۸ کی حدیث ۶۸۲ میں مدلل آئیگا انشاء اللہ الرحمٰن ۔ ع ۔ غ چلیل ۔

بابُ ۴۵۱ تَخْفِيفِ الْإِمَامِ فِي الْقِيَامِ وَإِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

۶۷۳ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسًا قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ ۔

باب ، قیام میں امام کے تخفیف کرنے اور رکوع وسجود کے پورا کرنے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابومسعود انصاری رضہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم میں فجر کی نماز میں فلاں کی وجہ سے پیچھے رہ جاتا ہوں (یعنی جماعت میں شریک نہیں ہوتا ہوں) کہ وہ لمبی نماز پڑھاتے ہیں، ابومسعود رضہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی وعظ ونصیحت میں اس دن سے زیادہ غضبناک نہیں دیکھا پھر آپؐ نے فرمایا کہ تم میں کچھ لوگ (عبادت سے) نفرت دلانے والے ہیں، دیکھو جو کوئی شخص تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے وہ اختصار کرے کیونکہ نمازیوں میں کمزور اور بوڑھے اور ضرورتمند (سب ہی) ہوتے ہیں ۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقة الحديث فی قوله " فايكم ماصلى بالناس فليتجوز " یعنی حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ جماعت کی نماز مختصر (ہلکی) پڑھائے ۔

تعدد موضعہ :- والحديث ههنا صـ۹۷ ومرّ صـ۱۹ ويأتی صـ۹۸ وصـ۹۰۲ وصـ۱۰۶۰ مسلم صـ۱۸۸ ۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ رح فرماتے ہیں کہ امام بخاری رح کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے حدیث شریف میں مذکور لفظ فلیتجوز کی تفسیر ہے کہ تجوز واختصار کا تعلق قرأت اور اوراد واذکار کی تکثیر سے ہے کہ قرأت مختصر ہو باقی رہا رکوع وسجود تو پوری طرح سے ادا کرنا چاہیئے ان میں قدر مسنون ومستحب سے کم نہ کرے ۔

besturdubooks.wordpress.com

اشکال اشکال یہ ہے کہ حدیث شریف کے الفاظ تو عام ہیں ایکم ماصلی بالناس فلیتجوز۔ یعنی جو بھی امامت کرے وہ تخفیف کرے۔ پھر امام بخاری رح نے تجوز و اختصار میں قیام کی تخصیص کیوں کی؟ اور رکوع وسجود کے اتمام کا حکم کیوں فرمایا؟

جواب:۔ علامہ کرمانی رح فرماتے ہیں کہ واتمام الرکوع والسجود میں واؤ بمعنی مع ہے یعنی تخفیف قیام میں ہوگی مع اتمام الرکوع والسجود کے یعنی تخفیف تو ضرور ہوگی لیکن ارکان وواجبات کی تکمیل کی جائے گی۔

۲ قیام میں تخفیف کا حکم اس بنا پر ہے کہ قیام کو طویل کرنے میں مشقت زیادہ ہوتی ہے جس کی طرف خود حدیث شریف میں اشارہ ہے کہ نمازیں کمزور اور بوڑھے وغیرہ ہوتے ہیں۔

باب (۴۵۲) إِذَا صَلَّى لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ۔

۶۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ۔

باب، جب کوئی شخص تنہا نماز پڑھے تو جس قدر چاہے لمبی کرے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کرنا چاہیے اس لئے کہ ان مقتدیوں میں کمزور، بیمار اور بوڑھے ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی اپنے لئے (یعنی تنہا) نماز پڑھے تو جس قدر چاہے لمبی کرے (بشرطیکہ وقت کا خیال رہے)۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "واذا صلی احدکم لنفسہ فلیطول ماشاء"

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰھنا صـ۹۷ ومسلم صـ۱۸۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد واضح ہے کہ نماز میں تخفیف کا حکم مقتدیوں کے حالات کے پیش نظر دیا گیا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص تنہا انفرادی نماز پڑھ رہا ہے تو اپنے حال اور ذوق کے مطابق جس قدر چاہے طول دیدے۔

باب (۴۵۳) مَنْ شَكَا إِمَامَهٗ إِذَا طَوَّلَ فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ طَوَّلْتَ بِنَا يَا بُنَيَّ۔

۶۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ

besturdubooks.wordpress.com

عن قَيْسِ بنِ اَبِی حَازِمٍ عن اَبِی مَسْعُوْدٍ قال قال رَجُلٌ يا رسولَ اللهِ اِنِّی لَاَ تَاَخَّرُ عنِ الصَّلٰوةِ فِی الْفَجْرِ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فلانٌ فِيْهَا فَغَضِبَ رسولُ اللهِ صلّى الله عليه وسلّم مارَأَيْتُهُ غَضِبَ فِیْ مَوْعِظَةٍ كانَ اَشَدَّ غَضَباً مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قال يا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَمَنْ اَمَّ مِنْكُمُ النَّاسَ فَلْيَتَجَوَّزْ فَاِنَّ خَلْفَهُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ۔

باب، امام کی شکایت کرنے کا بیان جب وہ نماز کو لمبا کرے اور حضرت ابو اُسید نے (اپنے بیٹے منذر سے) کہا اے بیٹا تم نے ہماری نماز کو لمبی کر دی۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں فجر کی نماز میں فلاں شخص کے طول دینے کی وجہ سے پیچھے رہ جاتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوئے کہ میں نے آپ کو کسی نصیحت کے موقع پر اس دن سے زیادہ غضبناک نہیں دیکھا پھر آپؐ نے فرمایا لوگو! تم میں سے کچھ لوگ نفرت دلانے والے ہیں تم میں سے جو شخص لوگوں کی امامت کرے اسے تخفیف کرنا چاہئے کیونکہ اس کے پیچھے کمزور اور بوڑھے اور ضرورتمند ہوتے ہیں۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی "قال رجل یا رسول الله انی لاتاخر عن الصلوٰة فی الفجر مما یطیل بنا فلان فیها"۔

تعدد موضعه:۔ والحديث هنا ص۹۸ ومر ص۱۹ و ص۹۷ ویاتی ص۹۰۲ و ص۱۰۶۰۔

۶۷۶۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بنُ اَبِی اِيَاسٍ قال ثنا شُعْبَةُ قال ثنا مُحَارِبُ بنُ دِثَارٍ قال سَمِعْتُ جَابِرَ بنَ عبدِ اللهِ الْاَنْصَارِیَّ قال اَقْبَلَ رَجُلٌ بِنَاضِحَيْنِ وَ قد جَنَحَ اللَّيْلُ فَوَافَقَ مُعَاذاً يُصَلِّی فَتَرَكَ نَاضِحَهُ وَاَقْبَلَ اِلٰى مُعَاذٍ فَقَرَأَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ اَوِ النِّسَآءِ وَانْطَلَقَ الرَّجُلُ وَبَلَغَهُ اَنَّ مُعَاذاً نَالَ مِنْهُ فَاَتَى النَّبِیَّ صلّى الله عليه وسلم فَشَكٰى اِلَيْهِ مُعَاذاً فقال النبیّ صلى الله عليه وسلّم يا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ اَوْ قال اَفَاتِنٌ اَنْتَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فلولا صَلَّيْتَ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى فَاِنَّهُ يُصَلِّی وَرَآءَكَ الْكَبِيْرُ وَالضَّعِيْفُ وَذُو الْحَاجَةِ اَحْسِبُ هٰذَا فِی الْحَدِيْثِ قال ابو عبدِ اللهِ وتَابَعَهُ سَعِيْدُ بنُ مَسْرُوْقٍ وَمِسْعَرٌ وَالشَّيْبَانِیُّ وقال عَمْرٌو وَعُبَيْدُ اللهِ بنُ مِقْسَمٍ وَاَبُو الزُّبَيْرِ عن جابرٍ

besturdubooks.wordpress.com

قَرَأَ مُعَاذٌ فِي الْعِشَاءِ بِالْبَقَرَةِ وَتَابَعَهُ الْأَعْمَشُ عَنْ مُحَارِبٍ ۔

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص پانی کھینچنے والے دو اونٹوں کو لیکر آیا اور رات اندھیری ہوگئی تھی اس نے حضرت معاذ رضؓ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا تو اپنے دونوں اونٹوں کو بٹھا دیا اور (نماز میں شریک ہونے کے لئے) معاذؓ کی طرف آیا حضرت معاذ رضؓ نے سورہ بقرہ یا سورہ نساء پڑھنا شروع کی تو وہ شخص (نماز چھوڑ کر) چلاگیا اور اس کو یہ خبر پہونچی کہ حضرت معاذ رضؓ نے اس کو بُرا کہا تو وہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے معاذ کی شکایت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ سے) فرمایا اے معاذ کیا تم فتنے میں مبتلا کرنے والے ہو آپؐ نے فتّان یا فاتن کا لفظ تین بار فرمایا، پھر فرمایا تم نے سبح اسم ربك الاعلیٰ، والشمس وضحٰها اور واللیل اذا یغشیٰ کے ساتھ نماز کیوں نہ پڑھائی؟ کیونکہ تیرے پیچھے بوڑھے اور کمزور اور ضرورتمند (ہر طرح کے لوگ) نماز پڑھتے ہیں۔ شعبہ نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جملہ "فانه یصلی وراءك" حدیث میں داخل ہے۔ امام بخاری رحؒ کہتے ہیں کہ سعید بن مسروق اور ابو اسحاق شیبانی نے شعبہ کی متابعت کی ہے اور عمرو بن دینار اور عبید اللہ بن مقسم اور ابو الزبیر نے حضرت جابر رضؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت معاذ نے عشاء میں سورہ بقرہ پڑھی اور اعمش نے محارب بن دثار سے روایت کرنے میں شعبہ کی متابعت کی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في "فشكی اليه معاذا الخ"
فانّ فيه شكوى صاحب الناضح الى رسول الله صلى الله عليه وسلم من معاذ حين طوّل الصلوٰة وهو الامام (عمدہ)

تعدد موضعہ: والحديث هنا ص۹۸ و مرّ ص۹۷ و یاتی ص۹۰۲۔

مقصد ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ رحؒ فرماتے ہیں کہ بالادست حکام سے اس طرح کی شکایت کرنا غیبتِ محرمہ میں داخل نہیں، یعنی اس طرح کی شکایت کرنا جائز ہے۔

۲۔ بعض علماء سے منقول ہے کہ بیٹے کا اپنے باپ کی امامت کرنا مکروہ ہے، امام بخاری رحؒ نے حدیث الباب سے ان کی تردید کردی اور ثابت کردیا کہ جائز ہے۔

بابٌ [۴۵۴] الْإِيجَازِ فِي الصَّلٰوةِ وَإِكْمَالِهَا ۔

۶۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوجِزُ الصَّلٰوةَ وَيُكْمِلُهَا ۔

besturdubooks.wordpress.com

باب، نماز کو اختصار کے باوجود اکمال کے ساتھ پڑھنے کا بیان (یعنی مختصر ہو مگر مکمل)۔
علامہ عینی رح اور حافظ عسقلانی رح لکھتے ہیں کہ مستملی اور کریمہ کے نسخہ میں یہ باب ہے اور بعض نسخہ میں یہ باب نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق باب سابق سے ہے چنانچہ بخاری شریف کی قدیم شرح کرمانی میں یہاں باب نہیں ہے اور یہ حدیث باب سابق کے تحت ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رض فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز مختصر اور پوری پڑھتے تھے (یعنی جماعت فرض میں آپ مقتدیوں کے خیال سے چھوٹی سورتیں پڑھتے لیکن ارکان رکوع، سجود، قعدہ اور قومہ پورے طور پر ادا فرماتے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی " کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوجز الصلوٰۃ ویکملها "

تعدد موضعہ: والحدیث ھنا ص۹۸ وخرجہ مسلم ص۱۸۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح بتانا چاہتے ہیں کہ جو امام مقتدیوں میں سے مریض اور بوڑھے مقتدی کی رعایت نہ کرے اور طویل طویل سورتیں پڑھ کر نماز کو لمبی کرے تو اس کی شکایت کی جائیگی جیسا کہ باب سابق سے معلوم ہوا۔
اب اس باب سے امام بخاری رح یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جو ایجاز و اکمال کرے گا اس کی شکایت نہیں کی جائیگی جیسا کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے۔

باب ۴۵۵ مَنْ اَخَفَّ الصَّلٰوةَ عِنْدَ بُكَاءِ الصَّبِيِّ۔

۶۷۸ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قال حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قال حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عن يَحْيَى بْنِ كَثِيْرٍ عن عبدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عن اَبِيْهِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلّى اللّٰه عليه وسلم قال اِنِّيْ لَاَقُوْمُ فِي الصَّلٰوةِ اُرِيْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِيْهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِيْ صَلٰوتِيْ كَرَاهِيَةَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمِّهٖ تَابَعَهٗ بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ وَبَقِيَّةُ وَابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ۔

باب، اس شخص کا بیان جو بچہ کے رونے کی آواز سنکر نماز کو مختصر کردے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ رض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا " میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس میں طول دوں (یعنی لمبی قرأت

besturdubooks.wordpress.com

کروں، پھر میں بچے کے رونے کی آواز سنتا تو اپنی نماز میں اختصار کر دیتا ہوں اس بات کو ناگوار سمجھ کر کہ اس کی ماں کو تکلیف میں ڈالوں۔ بشر بن بکر اور بقیہ بن ولید اور عبد اللہ بن مبارک نے امام اوزاعی سے اس روایت کے نقل کرنے میں ولید بن مسلم کی متابعت کی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى "اريد ان اطوّل فيها فاسمع بكاء الصبى فاتجوز فى صلوتى"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۹۸ و ياتى ص۱۲۱ وابوداؤد اول فى "باب تخفيف الصلوٰة للامر يحدث ص۱۱۵" وخرجه النسائى وابن ماجة ايضاً فى الصلوٰة۔

۶۷۹۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ اِمَامٍ قَطُّ اَخَفَّ صَلٰوةً وَلَا اَتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَاِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّهٗ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی امام کے پیچھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ ہلکی نماز اور کامل نماز نہیں پڑھی اور بے شک آپ ﷺ بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس خوف سے کہ اس کی ماں پریشان ہو جائے گی نماز میں تخفیف کر دیتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى "وان كان ليسمع بكاء الصبىّ فيخفف مخافة اَن تفتن امه"۔

تعدد موضعہ: والحديث هنا ص۹۸ وخرجه مسلم ص۱۸۸۔

۶۸۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ اِنِّيْ لَاَدْخُلُ فِى الصَّلٰوةِ وَاَنَا اُرِيْدُ اِطَالَتَهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِيْ صَلٰوتِيْ مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ اُمِّهٖ مِنْ بُكَائِهٖ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نماز شروع کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لمبی نماز پڑھوں پھر میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بچے کے رونے سے اس کی ماں کو

besturdubooks.wordpress.com

کتنا شدید رنج وغم لاحق ہوتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " وانا ارید اطالتہا فاسمع بکاء الصبیّ فاتجوّز فی صلوٰتی "

تعدد موضعہ: والحدیث ھنا ص۹۸ وایضاً مرّ انفا ص۹۸۔

۶۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَاَدْخُلُ فِی الصَّلٰوۃِ فَاُرِیْدُ اِطَالَتَہَا فَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّۃِ وَجْدِ اُمِّہٖ مِنْ بُکَائِہٖ وَقَالَ مُوْسٰی حَدَّثَنَا اَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلَہٗ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا " میں نماز شروع کرتا ہوں اور نماز کو طویل کرنا چاہتا ہوں پھر بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بچے کے رونے سے اس کی ماں کو کتنا شدید رنج وغم لاحق ہوتا ہے ، اور موسیٰ بن اسماعیل نے کہا کہ ہم سے ابان بن یزید نے بیان کیا انھوں نے کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا انھوں نے کہا کہ ہم سے حضرت انس بن مالک رضؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث بیان کی۔

مطابقۃ للترجمۃ ھذا طریق اٰخر من حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ والمطابقۃ فی " فاسمع بکاء الصبیّ فاتجوّز "

مقصد ترجمہ قال الزین بن المنیر الخ شارح بخاری زین بن منیرؒ کہتے ہیں کہ ابواب سابقہ میں جس تخفیف کا حکم تھا وہ نماز میں شریک مقتدیوں کے حق سے متعلق تھا اور اس باب میں اس سے زائد یہ بات بیان کرنا چاہتے ہیں کہ غیر مقتدی (یعنی بچہ کی رعایت) کے پیشِ نظر بھی تخفیف کی جا سکتی ہے اگرچہ فی الجملہ اس کا فائدہ مقتدی ہی کی طرف لوٹ رہا ہے۔ (فتح الباری)

حافظ عسقلانیؒ کے نقل سے معلوم ہو رہا ہے کہ ان کا خیال بھی یہی ہے کہ حضور اقدسؐ نے جس بچہ کے رونے کی آواز سنکر نماز میں تخفیف فرمائی ہے وہ نماز میں شریک نہیں ہے، یعنی تخفیف غیر مقتدی کی بنا پر ہے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس باب کی یہ غرض نہیں ہے جو شراح فرماتے

besturdubooks.wordpress.com

ہیں کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان بچوں کی ماؤں کی رعایت سے اختصار فرمایا کرتے تھے جیسا کہ روایات میں ہے فیخفف مخافۃ ان تفتتن امہ۔ یعنی جو ماں شریکِ نماز ہے اس کی رعایت وخیال ہے۔ لہٰذا مقتدی کی رعایت ہوئی نہ کہ غیر مقتدی کی۔

تشریح امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں چار روایات نقل کی ہیں ان روایات سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد ثابت اور واضح ہے کہ نماز کے دوران عارضی اور وقتی مصلحت سے تخفیف جائز ہے

بعض علماء فرماتے ہیں کہ جیسے نماز میں امرِ دنیوی کی وجہ سے تخفیف کی جاسکتی ہے تو امرِ آخرت کی بنا پر اس میں تطویل بھی جاسکتی ہے یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام اگر رکوع میں ہے اور کسی نمازی کے آنے کی آہٹ محسوس ہوئی تو رکوع میں بجائے تین تسبیح کے پانچ یا سات کردے تاکہ آنے والا نمازی رکوع میں شریک ہوکر رکعت پالے تو یہ تطویل جائز ہے یا نہیں؟

ائمہ کرام رحمہم اللہ کے اقوال مختلف ہیں شوافع رحمہم اللہ کا مسلک امام نووی رحمہ اللہ نے استحباب نقل کیا ہے لیکن حنفیہ کے یہاں مکروہ ہے۔ بالخصوص آنے والا اگر صاحبِ ریاست وثروت ہو، لیکن اگر آنے والے کو امام بالکل نہیں جانتا صرف نمازی ہونے کا علم ہے کہ نمازی کو رکعت مل جائے تو جائز ہے۔

فرق ظاہر ہے کہ صاحبِ ریاست کی صورت میں اس کی عظمت کا لحاظ کیا گیا جو عبادت میں جائز نہیں بخلاف دوسری صورت کے کہ صرف اعانت علی العبادت ہے۔

نیز اگر آنے والا شریر ہے کہ اگر رکوع کو لمبا نہیں کریگا تو وہ تکلیف پہنچائیگا تب بھی ضرر و تکلیف سے بچنے کے لئے تطویل کی گنجائش ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۵۶ إذا صلّى ثم أمّ قوماً۔

۶۸۲ - حدّثنا سليمٰن بن حرب و ابو النعمان قالا نا حماد بن زيد عن أيّوب عن عمرو بن دينار عن جابر قال كان معاذ يصلّي مع النبيّ صلّى الله عليه وسلم ثمّ يأتي قومه فيصلّي بهم۔

باب، جب خود نماز پڑھ چکا اس کے بعد لوگوں کی امامت کرے؟

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ لیتے تھے پھر اپنی قوم میں جاتے تھے اور ان کو نماز پڑھاتے تھے

مطابقتہ للترجمۃ: مطابقۃ الحديث للترجمۃ فی قوله "کان معاذ یصلی مع النبی صلی اللہ

besturdubooks.wordpress.com

علیه وسلم ثم یاتی قومه فیصلی بهم ۔

تعدد موضعه :۔ والحدیث هنا صـ۹۸ وقد مضیٰ صـ۹۷ و یأتی صـ۹۰۲ ۔

مقصد ترجمہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب تو یہ ہے کہ اگر ایک شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ کر دوسرے لوگوں کی امامت کرے تو کیا حکم ہے ؟

امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے مطابق کوئی جواب نہیں دیا ہے کہ ایسا کرنا درست ہے یا نہیں ؟

چونکہ اس مسئلہ میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے ، علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ والظاھر ان میلہ الیٰ جواز ذٰلک (عمدہ) ، یعنی امام بخاریؒ کا رجحان و میلان بظاہر جواز ہی کی طرف ہے ۔

تشریح اس باب میں اصل مسئلہ صلوٰۃ المفترض خلف المتنفل کا ہے یعنی متنفل کے پیچھے مفترض کی نماز درست ہے یا نہیں ؟

اقتداء المفترض خلف المتنفل حضرت امام شافعیؒ اور داؤد ظاہریؒ وفی روایۃ امام احمدؒ کے نزدیک متنفل کے پیچھے مفترض کی نماز درست ہے ۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ امام مالکؒ اور امام احمدؒ فی روایۃ مشہورۃ اور اکثر تابعین عدم جواز کے قائل ہیں حضرات شوافع نے حدیث الباب سے استدلال کیا ہے کہتے ہیں کہ حضرت معاذؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ لیتے تھے پھر اپنی قوم بنی سلمہ میں جاکر وہی (عشاء کی) نماز پڑھاتے تھے ۔

جواب :۔ حدیث الباب سے استدلال اس لئے درست نہیں کہ حدیث الباب میں صرف اتنا مذکور ہے کہ حضرت معاذؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ لیتے پھر اپنی قوم میں جاکر نماز پڑھاتے تھے اس حدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے کہ حضرت معاذؓ حضور علیہ السلام کے ساتھ کونسی نماز پڑھتے پھر کس نیت سے پڑھتے تھے ۔ اس میں کثیر احتمالات ہیں ۔ ۱ یہ احتمال ہے کہ حضرت معاذؓ حضور اقدس علیہ السلام کے پیچھے فرض پڑھتے ہوں ۔ ۲ اور یہ بھی احتمال ہے کہ نفل کی نیت سے پڑھتے ہوں پھر اپنی قوم کے ساتھ فرض ۔ اور یہی ارجح اور قوی تر احتمال ہے ۔ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ۔

جواب ۲ ممکن ہے کہ یہ واقعہ اس زمانہ کا ہو جبکہ ایک فرض نماز دو مرتبہ پڑھی جاتی تھی ۔

جواب ۳ یہ بھی احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنیتِ فرض شرکت کی ہو اور قوم کے ساتھ بنیتِ نفل یا دونوں جگہ بنیتِ فرض ہی شرکت کی ہو ، ان دونوں صورتوں میں حضرت معاذؓ کا اپنا اجتہاد تھا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر ثابت نہیں بلکہ معاملہ برعکس ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ وہ اپنے یہاں جاکر بھی نماز پڑھاتے ہیں اور طویل نماز پڑھاتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

besturdubooks.wordpress.com

نے فرمایا یا معاذ اما ان تصلّی معی واما ان تخفف عن قومك ۔ یعنی اے معاذ یا تو میرے ساتھ نماز پڑھو یا اپنی قوم کو مختصر نماز پڑھاؤ ۔ یعنی اے معاذ دو صورتوں میں سے ایک صورت اختیار کرو یا تو میرے ساتھ نماز پڑھو یعنی قوم کی امامت ختم کردو ، اور اگر اپنی قوم کی امامت کرنی ہے تو میرے ساتھ مت پڑھو اور امامت کے آداب کا لحاظ کرتے ہوئے تخفیف کا خیال رکھو ۔

جواب ۴ حدیث الباب حدیثِ معاذؓ صلوٰۃ خوف سے منسوخ ہے کیونکہ یہ واقعہ غزوۂ اُحد سے پہلے کا ہے اور صلوٰۃ خوف کی مشروعیت ۶ھ میں ہوئی ، تو اگر یہ صورت جائز ہوتی کہ فرض پڑھ لینے کے بعد بھی فرض پڑھ سکتا ہے تو ایک ہی امام دونوں جماعتوں کو پوری نماز پڑھا دیتا پھر صلوٰۃ خوف کا طریقہ جاری کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی ۔

جمہور کے دلائل ۱ ارشاد نبوی الامام ضامن والمؤذن موتمن (ابوداؤد فی " باب مایجب علی المؤذن من تعاهد الوقت ص۷۷ " ، ترمذی اول فی " باب ماجاء ان الامام ضامن الخ ص۲۹)

امام ضامن ہے یعنی سارے مقتدیوں کی نماز کو اپنی نماز کے ضمن میں لئے ہوئے ہے ۔ قاعدہ ہے کہ ضعیف قوی کا ضامن نہیں ہوسکتا ، ادنیٰ کے ضمن میں اعلیٰ نہیں آسکتا البتہ اس کا برعکس اعلیٰ اور قوی کے ضمن میں ادنیٰ آسکتا ہے اور ظاہر ہے کہ فرض اعلیٰ اور قوی ہے اس لئے فرض کے ضمن میں نفل آسکتی ہے ۔

نیز ضمن میں آنے کے لئے مساوی اور مماثل ہونا ضروری ہے مغایرت کے بعد ضمن صحیح نہ ہوگا اس لئے ایک فرض پڑھنے والے کے پیچھے دوسرا فرض پڑھنے والا اقتداء نہیں کرسکتا مثلاً عصر پڑھنے والے کے پیچھے ظہر کی قضا یا کل کی عصر ہی کی قضا پڑھنے والا اقتداء نہیں کرسکتا ۔

جمہور کی دوسری دلیل ارشاد نبوی انما جعل الامام لیوتم به (بخاری اول ص۹۵ ایضاً ص۱۰۰ و مسلم اول پہلی سطر ص۱۷۷ ایضا ابوداؤد ، ترمذی ، نسائی وغیرہ)

اگر امام اور مقتدی کی نیت مختلف ہو تو اقتداء نہیں کیا جاسکتا ۔ واللہ اعلم ۔

بابُ ۴۵۷ مَنْ اَسْمَعَ النَّاسَ تَكْبِيْرَ الْإِمَامِ

۶۸۳ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال نا عبدُ اللهِ بنُ داوٗدَ قال نا الاَعْمَشُ عن اِبْرَاهِيْمَ عنِ الْاَسْوَدِ عن عائِشَةَ قالتْ لمَّا مَرِضَ النَّبِیُّ صلّى الله عليه وسلم مَرَضَهُ الّذی ماتَ فيه اَتَاهُ بِلَالٌ يُؤذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ قال مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قلتُ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ اِنْ يَّقُمْ مَقَامَكَ يَبْكِ فَلَا يَقْدِرُ

besturdubooks.wordpress.com

عَلَى الْقِرَاءَةِ فَقَالَ مُرُوا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ فَقُلْتُ مِثْلَهٗ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ اِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ فَصَلّٰى وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَخُطُّ بِرِجْلَيْهِ الْاَرْضَ فَلَمَّا رَآهُ اَبُوْبَكْرٍ ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَاَشَارَ اِلَيْهِ اَنْ صَلِّ فَتَاَخَّرَ اَبُوْبَكْرٍ وَقَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جَنْبِهٖ وَاَبُوْبَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ التَّكْبِيْرَ تَابَعَهٗ مُحَاضِرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ۔

باب، اس شخص کا بیان جو لوگوں (یعنی مقتدیوں) کو امام کی تکبیر (یعنی اللہ اکبر کی آواز) سنائے۔
یعنی اگر کسی جماعت میں مقتدیوں کی بہت زیادہ کثرت کی وجہ یا امام کی آواز پست ہونے کی وجہ سے امام کی تکبیر مقتدیوں تک نہ پہونچنے کا خیال ہو تو کسی مقتدی کو مکبّر مقرر کر دیا جائے تاکہ بلند آواز سے امام کی تکبیر سب لوگوں کو سنادے تو یہ جائز ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں وصال فرمایا تو بلال رضؓ نماز کی اطلاع دینے کے لئے آپؐ کے پاس آئے آپ صؐ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (عائشہ رضؓ فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا کہ ابوبکرؓ رقیق القلب آدمی ہیں وہ اگر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے لگیں گے اور قرأت پر قادر نہ ہوں گے۔ آپ صؐ نے (پھر) فرمایا ابوبکر سے کہو وہ نماز پڑھائیں (عائشہ رضؓ فرماتی ہیں) میں نے پھر وہی عرض کیا تو آپ صؐ نے تیسری بار یا چوتھی بار فرمایا کہ تم تو یوسف عؑ کی ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو، ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں چنانچہ ابوبکر رضؓ نے نماز شروع کردی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے مرض میں کچھ افاقہ محسوس کرکے) دو آدمیوں کے بیچ میں سہارا لیتے ہوئے نکلے گویا میں اس وقت بھی آپ صؐ کو دیکھ رہی ہوں کہ آپ صؐ کے دونوں پیر زمین پر خط کھینچ رہے ہیں، جب ابوبکر رضؓ نے آپ صؐ کو دیکھا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے تو آپ صؐ نے اشارہ سے ابوبکر کو فرمایا کہ نماز پڑھاتے رہو ابوبکر رضؓ پیچھے ہٹ گئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پہلو میں بیٹھ گئے ابوبکر رضؓ آپ کی تکبیر لوگوں کو سناتے تھے، محاضر نے اعمش سے روایت کرنے میں عبداللہ بن داؤد کی متابعت کی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وابوبکر یسمع الناس التکبیر"۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھنا ص۹۸ تا ص۹۹ ومرّ ص۹۱۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگر مقتدی بہت ہوں اور امام کی تکبیر (اللہ اکبر)

besturdubooks.wordpress.com

کی آواز مقتدیوں تک نہ پہونچنے کا خیال ہو تو امام کی تکبیرات مقتدیوں کو سنانے کے لئے مکبّر مقرر کرنا جائز ہے کہ وہ بلند آواز سے امام کی تکبیرات مقتدیوں تک پہونچادے اگر ایک مکبّر کافی نہ ہو تو ایک سے زائد مکبر مقرر کرنا بھی درست ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکبیرات مقتدیوں کو سنانے کے لئے بلند آواز سے کہتے تھے۔

باقی تشریح کے لئے روایت گذر بھی چکی ہے اور آئندہ بھی آرہی ہے۔

بابُ ۴۵۸ الرَّجُلِ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَيَأْتَمُّ النَّاسُ بِالْمَأْمُومِ وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ ائْتَمُّوا بِي وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ۔

۶۸۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى مَا يَقُومُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى مَا يَقُومُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى مَا يَقُومُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَجَدَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي نَفْسِهِ خِفَّةً فَقَامَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ يَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ حِسَّهُ ذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَجَاءَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم حَتَّى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي قَاعِدًا يَقْتَدِي أَبُو بَكْرٍ بِصَلٰوةِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَالنَّاسُ مُقْتَدُونَ بِصَلٰوةِ أَبِي بَكْرٍ۔

باب ، ایک شخص امام کی اقتدا کرے اور تمام لوگ اس مقتدی کی اقتدا کریں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا تم لوگ میری اقتدا کرو اور تمہارے بعد آنیوالے تمہاری اقتدا کریں گے۔

besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضؓ روایت کرتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے (مرض وفات میں) تو حضرت بلال رضؓ آپ صؐ کو نماز کی اطلاع دینے کے لئے آئے آپ صؐ نے فرمایا ابو بکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابو بکر ایک نرم دل آدمی ہیں اور وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (اپنی آواز) لوگوں کو نہ سنا سکیں گے کاش آپ حضرت عمرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں، آپ صؐ نے پھر یہی فرمایا کہ ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ) میں نے حفصہ رضؓ سے کہا کہ تم حضور اقدس صؐ سے عرض کرو کہ ابو بکر نرم دل آدمی ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو (آواز) نہ سنا سکیں گے کاش آپ عمر رضؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں اس پر آپ صؐ نے فرمایا تم تو یوسفؑ کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو، ابو بکر ہی سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پس جب ابو بکرؓ نے نماز شروع کر دی تو رسول اللہ صلی اللہ نے اپنی طبیعت میں تخفیف محسوس فرمائی (اپنی طبیعت ہلکا پایا) تو آپؐ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لیکر چلنے لگے اور آپ صؐ کے دونوں پیر زمین پر خط کھینچ رہے تھے یہاں تک کہ آپ مسجد میں داخل ہوئے، جب ابو بکر رضؓ نے آپ صؐ کی آہٹ محسوس کی تو ابو بکر رضؓ پیچھے ہٹنے لگے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کر دیا (کہ اپنی جگہ رہو) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آئے یہاں تک کہ ابو بکرؓ کے بائیں جانب بیٹھ گئے اور حضرت ابو بکر رضؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے حضرت ابو بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ حضرت ابو بکر کی نماز کے مقتدی تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "يقتدى ابوبكر بصلوٰة رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس مقتدون بصلوٰة ابى بكرؓ"

تعدد موضعہ:- والحديث هنا ص۹۹ ومضى ص۹۱ وص۹۸ تا ص۹۹۔

مقصد ترجمہ حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں قال ابن بطال هذا موافق لقول مسروق والشعبى ان الصفوف يؤم بعضها بعضا خلافاً للجمهور (فتح)

یعنی امام بخاریؒ کا یہ باب مسروق اور شعبیؒ کے موافق ہے۔ امام شعبی اور مسروقؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی جماعت میں چند صفیں ہوں تو اگلی صف والے امام کا اتباع اور اقتداء کریں گے اور دوسری صف والے پہلی صف کی اقتداء کریں گے، علیٰ ہذا تیسری صف والے کا امام دوسری صف والے ہیں۔ وہلم جرًا۔

علامہ عینیؒ نے بھی تقریباً یہی لکھا ہے استدل به الشعبى على جواز ائتمام بعض المأمومين ببعض وهو مختار الطبرى ايضاً۔ (عمدہ)

بظاہر امام بخاریؒ کا مقصد امام شعبی وغیرہ کی موافقت و تائید ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

ائمۂ اربعہ اور جمہور رحمہم اللہ کے نزدیک یہ صورت جائز نہیں بلکہ امام ہی پوری جماعت کا امام ہے۔ اور امام صرف ایک شخص ہی ہوگا۔

ثمرۂ اختلاف ایک شخص نماز جماعت میں ایسے وقت شریک ہوا کہ امام نے رکوع سے سر اٹھالیا لیکن مقتدیوں نے ابھی سر نہیں اٹھایا یعنی شریک والا اگر اپنے سامنے کے مقتدیوں کا رکوع پالیا تو اس نے اپنے امام کا رکوع پالیا اور یہ مدرک رکعت مانا جائیگا۔

جمہور کے نزدیک اس کو مدرک رکوع نہیں مانا جائیگا، یعنی امام جب تک رکوع میں ہے اور شریک ہونیوالا امام کو رکوع میں پالے گا تو مدرک رکعت ہوگا دوسرے مقتدیوں کا اعتبار نہیں

تشریح ائتموا بی ولیأتم بکم من بعدکم جمہور کے نزدیک اس روایت کا صاف مطلب یہ ہے کہ تم لوگ میری اقتداء و پیروی کرو یعنی مجھ سے طریقہ سیکھ لو اور بعد میں آنے والے لوگ تمہاری اقتدا کریں گے، تمہارے نقش قدم پر چلیں گے کیونکہ میں تو رہوں گا نہیں کہ ہر فعل مجھ سے دریافت کریں اس لئے تم خوب میرے طریقہ کو دیکھ سمجھ لو آنے والی نسلیں تمہاری اقتدا کریں گی۔

باب ^۴۵۹^ هَلْ يَأْخُذُ الْإِمَامُ إِذَا شَكَّ بِقَوْلِ النَّاسِ۔

۶۸۵۔ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكِ بنِ أَنَسٍ عن أَيُّوبَ بنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ عن محمّدِ بنِ سِيرِينَ عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ اللهِ صلّى الله عليه وسلم انصرفَ مِنِ اثْنَتَيْنِ فقال لهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ أَمْ نَسِيتَ يا رسولَ اللهِ فقال رسولُ اللهِ صلّى الله عليه وسلم أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فقال النَّاسُ نَعَمْ فقامَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فصلّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ۔

باب، جب امام کو نماز میں شک واقع ہو جائے تو کیا وہ مقتدیوں کی بات پر عمل کر سکتا ہے؟

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ظہر کی نماز میں) دو رکعت پڑھ کر علیحدہ ہو گئے (سلام پھیر دیا)، تو آپ سے ذوالیدین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا نماز میں کمی کردی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں سے) پوچھا کیا ذوالیدین صحیح کہتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے پھر آپ نے آخری دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی پھر اپنے سجدہ کرنے کی طرح سجدہ کیا یا اس سے بھی طویل سجدہ کیا۔

besturdubooks.wordpress.com

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه صلى الله عليه وسلم شكّ فيما قال له ذواليدين فرجع فيه الى قول الناس الخ۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۹۹ ومر ص۶۹ ويأتي ص۱۶۳ وص۱۶۴ وص۸۹۴ وص۱۰۷۷ باقی مواضع کے لئے حدیث ع۴۶۵ ملاحظہ فرمائیے۔

۶۸۶۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ فَقِيلَ قَدْ صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز (ایک مرتبہ) صرف دو رکعتیں پڑھیں تو آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں پھر آپ ص نے دو رکعتیں اور پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر (سہو کے) دو سجدے کئے۔

مطابقۃ للترجمۃ:- مطابقة الحديث للترجمة:- هذا طريق آخر في الحديث المذكور۔

تعدد موضعہ:- والحديث هنا ص۹۹ باقی مواضع کے لئے حدیث ع۴۶۵ دیکھئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح نے ترجمۃ الباب میں قطعی طور پر کوئی حکم نہیں لگایا ہے بلکہ ھل کے ذریعہ ترجمہ قائم کیا ہے۔

علامہ عینی رح فرماتے ہیں کہ امام بخاری رح کی عادت ہے کہ مسئلہ اختلافیہ میں کوئی حکم وفیصلہ کن بات نہیں کہتے بلکہ اختلاف کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ھل کے ساتھ ترجمہ قائم کرتے ہیں۔

ع۲ امام بخاری رح کا مقصد شوافع کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ مقتدی کی بات پر اعتماد نہیں کریگا تاوقتیکہ امام کو خود بھی یقین نہ آجائے۔

اس مسئلہ میں ائمہ کرام کے اقوال مختلف ہیں:-

ائمہ کے اقوال اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ اگر امام کو یقین ہے کہ نماز پوری پڑھی ہے تو امام اپنے یقین کے مطابق عمل کریگا۔ لیکن اگر امام کو خود شک ہے تو امام شافعی رح کے نزدیک امام کو جب تک یقین نہ ہوجائے اس وقت تک مقتدی کی بات ماننا جائز نہیں۔

(۲) امام مالک رح فرماتے ہیں کہ اگر امام کو شک ہو اور دو عادل آدمی لقمہ دیں تو مقتدی کی بات پر عمل کرنا ہوگا۔

(۳) امام احمد بن حنبل رح فرماتے ہیں کہ اگر ایک مقتدی کہتا ہے تو امام اپنے یقین پر عمل کریگا اور اگر دو عادل ہوں تو ان کی بات پر عمل ضروری ہوگا۔

besturdubooks.wordpress.com

(۴) امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام کو شک ہو تو مقتدی کے قول پر عمل کرے گا خواہ ایک ہی مقتدی کیوں نہ ہو۔

بہرحال حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں امام کو اگر سہو یا شک پیش آجائے تو مقتدی کی بات پر اعتماد کرنا اور اس کو قبول کرنا جائز ہے۔

باقی یہ حدیث بخاری ص۱۶۳ و ص۱۶۴ میں آرہی ہے انشاء اللہ مزید تفصیل آئے گی۔ حضرت ذوالیدینؓ کا اصلی نام خرباق (بکسر الخاء) تھا، ان کو ذوالیدین یعنی دو ہاتھ والا اس لئے کہا جاتا تھا کہ ان کے دونوں ہاتھ لمبے تھے۔ واللہ اعلم۔

باب [۴۶۰] إِذَا بَكَى الْإِمَامُ فِي الصَّلٰوةِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ سَمِعْتُ نَشِيْجَ عُمَرَ وَأَنَا فِي اٰخِرِ الصُّفُوْفِ يَقْرَأُ إِنَّمَا أَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْ إِلَى اللّٰهِ۔

۶۸۷ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهٖ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ لَهٗ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَقَالَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِيْ لَهٗ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا۔

باب، جب امام نماز میں رو پڑے؟ عبداللہ بن شدادؒ (تابعی) کہتے ہیں کہ میں نے (نماز میں حضرت عمرؓ کے رونے کی آواز سنی حالانکہ میں آخری صف میں تھا اور وہ (سورہ یوسف کی) یہ آیت پڑھ رہے تھے انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ (میں اپنی پریشانی اور غم کی شکایت صرف اللہ سے کرتا ہوں)۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ ام المومنین رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ میں نے آپ صؐ سے عرض کیا کہ ابوبکر رضؓ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے اپنی آواز لوگوں کو

besturdubooks.wordpress.com

نہ سنا سکیں گے اس لئے آپ عمر فرمادیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر آپ ؐ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حفصہ رضؓ سے کہا کہ تم آپ ؐ سے کہو کہ ابوبکر رضؓ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو اپنی آواز نہ سنا سکیں گے اس لئے آپ عمر رضؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت حفصہ رضؓ نے عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بس کرو) بلاشبہ تم تو یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو، ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر حضرت حفصہ رضؓ نے حضرت عائشہ رضؓ سے کہا کہ میں نے تمہاری طرف سے کبھی کوئی بھلائی نہیں پائی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ قالت عائشۃ قلتُ لہ اِنّ ابابکر اذا قام فی مقامک لم یسمع الناس من البکاء۔

تعدد موضعہ! والحدیث ھنا صـ۹۹ تاصـ۱۰۰ ومرّ صـ۹۳ ویاتی صـ۴۷۹ وصـ۱۰۸۵۔

مقصد ترجمہ اگر نماز کی حالت میں امام پر گریہ طاری ہو جائے، امام رو پڑے تو کیا حکم ہے؟
امام بخاری رحؒ نے ترجمۃ الباب میں کوئی جواب ذکر نہیں فرمایا، لیکن امام بخاری رحؒ نے باب کے تحت جو اثر اور روایت پیش کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ بکاء سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

اقوال ائمہ کرام امام اعظم ابوحنیفہ رحؒ اور امام مالک رحؒ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے خوف سے یا جہنم کے تذکرہ سے روئے تو جائز ہے نماز میں کسی طرح کی کراہت نہ ہوگی اگرچہ رونے میں آواز بھی پیدا ہو جائے۔ اور اگر جسمانی یا دنیاوی مصائب کی وجہ سے رونا آئے تو اگر آواز سے روئے بایں طور کہ آواز میں الفاظ و حروف ظاہر ہو جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر رونے کی آواز پیدا نہ ہو صرف آنکھ متاثر ہو کہ آنسو آجائے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور یہی امام احمد بن حنبل رحؒ کا بھی مذہب ہے۔

(۲) حضرت امام شافعی رحؒ کے نزدیک اگر رونے میں دو حرف ظاہر ہو گئے تو نماز فاسد ہو جائے گی خواہ رونے کا سبب خوفِ خدا ہو یا اور کوئی سبب آواز و حروف مفسد صلوٰۃ ہے۔

بہت ممکن ہے کہ امام بخاری رحؒ کا مقصد شوافع کا رد ہو اور جمہور کی موافقت و تائید۔ واللہ اعلم۔

امام بخاری رحؒ نے حضرت عمر رضؓ کا اثر بطور استدلال نہیں نقل فرمایا ہے، یہ قصہ فجر کی نماز کا ہے عبداللہ بن شداد کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور سورہ یوسف تلاوت کر رہے تھے، جب اس آیت پر پہونچے انما اشکوا بثّی وحزنی الی اللہ تو حضرت عمر رضؓ رو رہے تھے، عبداللہ بن شداد فرماتے ہیں کہ میں آخری صف میں رونے کی آواز سن رہا تھا، ظاہر ہے کہ حضرت عمر رضؓ کا یہ رونا کسی جسمانی تکلیف یا دنیاوی مصائب کی بنا پر نہ تھا بلکہ کسی وارد غیبی یا پروردگار عالم کی جانب سے حضرت یعقوب علیہ السلام

besturdubooks.wordpress.com

کے امتحان کے استحضار پر بے اختیار گریہ و بکاء طاری ہو گیا۔
معلوم ہوا کہ نماز میں گریہ و بکاء سے نماز فاسد نہ ہوگی واللہ اعلم۔

روایت سے استدلال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوبکرؓ کے رقتِ قلب اور کثرتِ بکاء کا علم تھا اس کے باوجود آپؐ نے ابوبکر ہی کے لئے نماز پڑھانے کا حکم فرمایا نیز ابوبکرؓ کو گریہ و بکاء سے منع نہیں فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ گریہ و بکاء سے نماز فاسد نہ ہوگی واللہ اعلم۔

ماکنتُ لاصیب منك خیراً اس سے اشارہ واقعۂ شہد کی طرف ہے کہ حضور اقدسؐ نے حضرت زینبؓ کے یہاں شہد نوش فرمایا اور حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کے یہاں تاخیر سے پہونچنے لگے تو عائشہؓ نے حفصہؓ سے کہا کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس تشریف لائیں تو کہدینا کہ آپ کے منہ سے مغافیر (گوند) کی بوٗ آرہی ہے، حفصہؓ نے رسول اللہؐ سے ڈرتے ڈرتے کہدیا اس پر عتاب نازل ہوا، تو حفصہؓ عائشہؓ سے کہتی ہیں کہ تم پھر مجھ کو حضورؐ کی توبیخ و ڈانٹ سنوانا چاہتی ہو جیسا کہ شہد کے معاملہ میں ہوا تھا۔

باب[۴۶۱] تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ عِندَ الْإِقَامَةِ وَبَعْدَهَا۔

۶۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ۔

باب، اقامت کے وقت اور اقامت کے بعد صفوں کے برابر کرنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ (نماز میں) اپنی صفوں کو برابر کر لیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا فرما دیگا (باہمی پھوٹ ڈالدے گا)۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "لتسوّنّ صفوفكم الخ"

تعدد موضعہ:۔ والحديث هنا صـ۱۰۰ ومسلم اول صـ۱۸۲ وترمذی صـ۳۱، ابوداؤد صـ۹۷۔

۶۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ أَقِيمُوا الصُّفُوفَ فَإِنِّي أَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِي۔

besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صفوں کو درست کرو میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "اقيموا الصفوف" لان الامر باقامة الصفوف هو الامر بالتسوية۔

تعدد موضعہ:- والحديث هنا صنا ويأتي الحديث في الباب الذي بعده صنا ومسلم اول ص۱۸۲۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد تسویۂ صفوف کی اہمیت بیان کرنا ہے کہ جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو نہایت اہتمام سے صفوں کو سیدھا کر لیا جائے اس لئے کہ اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ پر پہونچنے کے وقت یا اقامت کے بعد فوراً امام کو تکبیر تحریمہ منعقد کر کے نماز شروع کر دینی ہے۔ امام بخاریؒ نے تنبیہ کر دی کہ اگر تسویۂ صفوف میں کمی رہ گئی ہو تو اقامت کے بعد پہلے صفوں کو سیدھا اور درست کر لے۔

سوال ترجمۃ الباب میں عند الاقامۃ وبعدھا کی قید ہے لیکن باب کے تحت جو روایات ذکر کی گئی ہیں ان میں یہ قید مذکور نہیں ہے؟ سوال یہ ہے کہ مصنفؒ نے یہ اضافہ کہاں سے فرمایا ہے؟

جواب ۱ باب کی پہلی روایت میں لتسون صفوفکم یہ خبر بمعنی انشاء ہے، یعنی آنحضرت ﷺ کا حکم ہے کہ نماز میں صفوں کو برابر کرو۔ اور باب کی دوسری حدیث میں تو صراحۃً حکم ہے۔ معلوم ہوا کہ تسویہ صفوف ضروری ہے اور یہ اقامت کے وقت یا اقامت کے بعد ہی ہوا کرتا ہے تو اس عموم سے امام بخاریؒ نے عند الاقامۃ وبعدھا کو ثابت کیا ہے۔

۲ یا امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے مطابق ان حدیثوں کے دوسرے طریقوں کی طرف اشارہ کیا ہے چنانچہ حضرت نعمان بن بشیر رضؓ ہی کی روایت میں ہے فقام حتی کاد ان یکبر الخ (مسلم اول ص۱۸۲) یعنی آپ ﷺ کھڑے ہو گئے قریب تھا کہ آپ ﷺ تکبیر تحریمہ کہہ لیں (یعنی اقامت ہو رہی تھی) اتنے میں آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ کے بندو صفیں سیدھی کر لو الخ۔

اور باب کی دوسری روایت حضرت انس رضؓ کی حدیث بخاری شریف کے اسی صفحہ پر اگلے باب میں آرہی ہے اقیمت الصلوٰۃ فاقبل الخ یعنی اقامت ہو گئی تو آپ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اقیموا صفوفکم (صفیں سیدھی کر لو)۔

تسویۂ صفوف کا حکم علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "فيه الامر بتسوية الصفوف وهى من سنة الصلوٰة عند ابى حنيفة والشافعى ومالك رحمهم الله وزعم ابن حزم

besturdubooks.wordpress.com

انه فرض الخ (عمدہ)۔
یعنی جمہور فقہاء کے نزدیک سنت ہے صرف علامہ ابن حزم ظاہری فرض کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عدم تسویہ کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی لیکن ان کا یہ مذہب شاذ ہے۔

اولیخالفن اللہ بین وجوھکم اگر وجوہ سے مراد ذوات ہوں تو مطلب یہ ہوگا کہ تمہارے درمیان عداوت و بغض پیدا ہو جائیگا، باہمی پھوٹ پڑجائے گی اور یہی مطلب ترجمہ میں لیا گیا ہے۔

۲ دوسری صورت یہ ہے کہ وجوہ سے حقیقی اور ظاہری معنی لیا جائے یعنی چہرہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے میں اختلاف پیدا کر دیگا کہ انسانی چہرہ سے غیر وجہ انسانی کی طرف مبدل کر دیں گدھے کی صورت میں تبدیل کر دیں۔ یا چہرے کے نقوش کو آگے سے پیچھے کر دیں یعنی مسخ کر دیں والاول اوجہ واللہ اعلم۔

فانی اراکم خلف ظھری علامہ عینی رح فرماتے ہیں کہ اس میں تاویل کی کوئی ضرورت نہیں اپنے ظاہر اور حقیقت پر محمول ہے، یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص میں سے تھا اور بطور خرق عادت معجزہ تھا۔

افادہ:۔ یہ بحث گذر چکی ہے ملاحظہ ہو حدیث ۶۶۴ کی تشریح۔

باب ۴۶۲ اِقْبَالِ الْاِمَامِ عَلَى النَّاسِ عِنْدَ تَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ۔

۶۹۰۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ نَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ نَا حُمَيْدُ الطَّوِيْلُ قَالَ نَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّیْ اَرَاكُمْ وَرَاءَ ظَهْرِیْ۔

باب، صفیں سیدھی کرتے وقت امام کے لوگوں کی طرف متوجہ ہونے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ نے بیان کیا کہ نماز کے لئے اقامت کہہ دی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرۂ انور سے ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگ اپنی صفوں کو درست کر لو اور ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہو بلاشبہ میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

مطابقتہ للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی قوله "اقبل علينا رسول الله صلی الله عليه وسلم بوجهه فقال الخ"

تعدد موضعہ:۔ والحديث ههنا صنا ومر انفاً صنا۔

besturdubooks.wordpress.com

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد طریقۂ تسویہ کی تعلیم ہے کہ امام کو چاہئیے کہ تکبیر تحریمہ سے پہلے مقتدیوں پر نگاہ ڈال لے کہ صفیں سیدھی ہوئیں یا نہیں؟ صفوں کی درستگی امام کی ذمہ داری ہے۔

تشریح تراصّوا بضم الصاد المشددة، اصل میں تراصصوا تھا صاد کو صاد میں مدغم کردیا گیا معناه تلاصقوا، ایک دوسرے سے چمٹ جاؤ، جڑ جاؤ۔

اصل مادّہ ر ص صٌ ہے جس کے معنی ہیں دو چیزوں کو ملاکر جوڑ دینا، چپٹا دینا۔

باب ۴٦۳ الصَّفِّ الْاَوَّلِ

۶۹۱۔ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عن مَالِكٍ عن سُمَيٍّ عن اَبِي صَالِحٍ عن اَبِي هريرةَ قال قَالَ النَّبِيُّ صلَّى الله عليه وسلم الشُّهَدَاءُ الْغَرِقُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْمَطْعُوْنُ وَالْهَدِمُ وَقَالَ لَوْيَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْيَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْحَبْوًا وَلَوْيَعْلَمُوْنَ مَا فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ لَاسْتَهَمُوْا۔

باب، پہلی صف (کے ثواب) کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شہداء (یہ لوگ بھی شہید ہیں) ڈوب کر مرنے والا، پیٹ کی بیماری میں مرنے والا طاعون سے مرنے والا، دب کر مرنے والا، اور آپ نے فرمایا کہ اگر لوگ وہ ثواب جان لیں جو نماز کے لئے جلدی آنے میں ہے تو وہ ایک دوسرے پر سبقت کرنے کی کوشش کریں اور اگر لوگ جان لیں جو ثواب عشاء اور صبح کی نماز میں ہے تو وہ ان نمازوں میں ضرور آئیں اگرچہ گھٹنوں کے بل چلنا پڑے اور اگر وہ ثواب جان لیں جو پہلی صف میں ہے تو اس کے لئے قرعہ اندازی کریں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " ولو یعلمون ما فی الصفِّ المقدم لاستهموا "

تعدد موضعہ والحدیث ھنا صـ۱۰۰ ومرّ صـ۹۰ ویأتی صـ۳۹۷، ایضاً صـ۸۵۳ ومنہ قال لو یعلمون ما فی التہجیر الخ مرّ صـ۸۶ ویاتی صـ۳۷۰۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد صفِ اول کی فضیلت بیان کرنی ہے مگر صف اول کے مصداق میں اقوال مختلف ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

(۱) جمہور کے نزدیک صفِ اول وہ ہے جو امام کے متصل ہو۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں وھو الصحیح المختار وعلیه المحققون (قس)۔

(۲) بعض حضرات کہتے ہیں کہ صف اول کا مصداق وہ لوگ ہیں جو نماز کے لئے سب سے پہلے مسجد کے اندر آجائیں خواہ وہ نماز دوسرے یا تیسرے صف میں ہی پڑھیں۔ قالہ ابن عبد البر۔

امام بخاریؒ اس باب سے جمہور کی تائید و موافقت کر رہے ہیں اور علامہ ابن عبد البر وغیرہ پر رَد کر رہے ہیں۔ امام بخاریؒ استدلال کرتے ہیں لو یعلمون ما فی الصف المقدم لاستھموا۔ تو اگر صفِ اول کا مصداق وہ لوگ ہوتے جو مسجد میں پہلے آویں تو اس میں قرعہ اندازی کا کیا مطلب؟

اور جمہور فرماتے ہیں کہ مسجد میں پہلے آنے کا ثواب بہر حال ہے یہ علیحدہ چیز ہے اور صفِ اول کا ثواب الگ ہے۔

باب ۴۶۴ اِقَامَةُ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ

۶۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَیْهِ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا فَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِذَا صَلّٰی جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ وَاَقِیْمُوا الصَّفَّ فِی الصَّلٰوةِ فَاِنَّ اِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلٰوةِ۔

باب۔ نماز کو کامل کرنے کے لئے صفوں کو سیدھا کرنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے لہٰذا اس سے اختلاف نہ کرو تو جب وہ رکوع کرے تو تم لوگ بھی رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم لوگ ربنا لک الحمد کہو۔ اور جب وہ سجدہ کرے تو تم لوگ بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم لوگ بھی سب بیٹھ کر پڑھو اور نماز میں صف کو سیدھا رکھو اس لئے کہ صفوں کو سیدھا رکھنا نماز کی خوبی کا ایک جز ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی "فان اقامة الصف من حسن الصلوٰة" ای من حسن تمام الصلوٰة۔

besturdubooks.wordpress.com

تعدد موضعہ: والحدیث ھنا ص۱۰۰ ویاتی ص۱۰۱ تا ص۱۰۲ ومسلم اول ص۱۸۲۔

۶۹۳۔ حدثنا ابوالولید قال ناشعبۃ عن قتادۃ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال سوّوا صفوفکم فان تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوٰۃ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی صفوں کو برابر کرو اس لئے کہ صفوں کو برابر کرنا نماز کے درست کرنے کا جز ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "فانّ تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوٰۃ"

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۱۰۰، مسلم اول ص۱۸۲، ترمذی اول ص۳۱۔ ابوداؤد اول ص۹۷ تا ص۹۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ نے اس باب کے تحت دو طرح کی روایات ذکر کی ہیں:۔
(۱) پہلی روایت ہے "اقامۃ الصفّ من حسن الصلوٰۃ"

اور دوسری روایت میں ہے "تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوٰۃ"

امام بخاری رحؒ نے جوان روایات پر ترجمہ قائم فرمایا ہے "اقامۃ الصف من تمام الصلوٰۃ" اس سے امام بخاریؒ کے تفقہ اور دقتِ نظر کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دونوں روایات کے درمیان ایک تیسرا عنوان قائم کر کے تطبیق بین الروایات پیش کردی ہے اور بتادیا کہ حسن واقامت دونوں چیزیں نماز کیلئے مکمل و متمم ہیں۔

پہلی روایت کے الفاظ من حسن الصلوٰۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامتِ صف کو نفسِ صلوٰۃ میں کوئی دخل نہیں ہے اس کے ذریعہ سے صرف حسن پیدا ہوجاتا ہے۔

اور دوسری روایت میں فانّ تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوٰۃ اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اقامتِ صف کو نفس صلوٰۃ میں دخل ہے اور داخلی چیز ہے۔

قربان جایئے امام بخاری رحؒ نے من تمام الصلوٰۃ قائم کر کے بہترین حل فرمایا کہ اقامتِ صف جزءِ صلوٰۃ ہے مگر جزءِ تکمیلی ہے جس سے نماز میں حسن پیدا ہوتا ہے ایسا جزء نہیں ہے کہ اس کے انتفاء سے انتفاءِ صلوٰۃ ہوجائے ورنہ پہلی روایت سے تعارض ہوجائیگا۔

البتہ جمہور کے نزدیک چونکہ اقامتِ صف سنت مؤکدہ ہے یعنی قریب الوجوب اس لئے ترکِ سنت کا گناہ ہوگا اور نماز میں نقصان بھی ہوگا مگر نماز ادا ہوجائے گی، علامہ ابن حزم کا مفسدِ صلوٰۃ کہنا نقلاً وعقلاً غلط ہے۔ واللہ اعلم۔ ع غ چلبل۔

besturdubooks.wordpress.com

باب ۴۶۵ اِثْمِ مَنْ لَمْ یُتِمَّ الصُّفُوْفَ

۶۹۴۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ اَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ انا سَعِیْدُ بْنُ عُبَیْدٍ الطَّائِیُّ عَنْ بُشَیْرِ بْنِ یَسَارٍ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ فَقِیْلَ لَهٗ مَا اَنْكَرْتَ مِنَّا مُنْذُ یَوْمِ عَهِدْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم قال مَا اَنْكَرْتُ شَیْئًا اِلَّا اَنَّكُمْ لَا تُقِیْمُوْنَ الصُّفُوْفَ وقال عقبة بْنُ عُبَیْدٍ عن بُشَیْرِ بْنِ یَسَارٍ قَدِمَ علینا اَنَسٌ الْمَدِیْنَةَ بِهٰذَا۔

باب، اس شخص کے گناہ کا بیان جو صفوں کو پورا نہ کرے

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (بصرہ سے) مدینہ طیبہ آئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ نے ہم میں کونسی بات اس کے خلاف پائی جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھی تھی تو انہوں نے فرمایا میں نے بجز اس کے کوئی بات خلاف نہیں پائی کہ تم (زمانہ میں) صفیں درست نہیں کرتے ہو، اور عقبہ بن عبید نے بشیر بن یسار سے روایت اس طرح نقل کی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمارے پاس مدینہ منورہ تشریف لائے پھر یہی حدیث نقل کی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة هٰذا الاثر للترجمة من حيث ان انسًا حصل منه الانكار على عدم اقامتهم الصفوف الخ (عمدة)

تعدد موضعہ: والحديث هنا صننا۔

مقصد ترجمہ اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنا رجحان و میلان واضح کر دیا کہ تسویۂ صفوف واجب ہے کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے انکار سے امام بخاری رحمہ اللہ نے استدلال کر لیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا انکار اثم یعنی گناہ کی وجہ سے تھا۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تسویۂ صفوف پر اہتمام فرمانا، نیز ارشاد نبوی صلوا کما رأیتمونی اصلی، ان دلائل سے بخاری رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے۔

اور خود حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے "سووا صفوفکم" اس میں امر کا صیغہ ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمۃ الباب میں لفظ اثم یعنی گناہ کا عنوان قائم کر کے اپنا مقصد ظاہر کر دیا کہ تسویۂ صفوف واجب ہے۔ لیکن جمہور ائمہ رحمہم اللہ کا مذہب گذر چکا ہے کہ سنت مؤکدہ ہے، واللہ اعلم۔

besturdubooks.wordpress.com

باب [۴۶۶] اِلزَاقِ المَنكِبِ بِالمَنكِبِ وَالقَدَمِ بِالقَدَمِ فِي الصَّفِّ وَقَالَ النُّعمَانُ بنُ بَشِيرٍ رَأَيتُ الرَّجُلَ مِنَّا يُلزِقُ كَعبَهُ بِكَعبِ صَاحِبِهِ۔

۶۹۵۔ حَدَّثَنا عَمرُو بنُ خَالِدٍ قَالَ نَا زُهَيرٌ عَن حُمَيدٍ عَن اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقِيمُوا صُفُوفَكُم فَاِنِّي اَرَاكُم وَرَاءَ ظَهرِي وَكَانَ اَحَدُنَا يُلزِقُ مَنكِبَهُ بِمَنكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ۔

باب، صف میں شانے سے شانہ ملاکر اور قدم سے قدم ملاکر کھڑے ہونے کا بیان۔
اور حضرت نعمان بن بشیر رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ہم میں سے ایک شخص اپنے ٹخنے کو اپنے ساتھی کے ٹخنہ سے ملادیتا۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی صفوں کو سیدھا رکھو اس لئے کہ میں تم کو اپنی بیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں اور ہم میں سے ہر شخص (صف میں) اپنے شانے کو اپنے ساتھی کے شانے سے اور اپنے قدم کو اپنے ساتھی کے قدم سے ملادیتا تھا۔

مطابقة للترجمة:۔ مطابقة الحديث للترجمة في قوله وكان احدنا يلزق منكبه بمنكب صاحبه الخ والحديث هنا مسند۔

مقصد ترجمة امام بخاری رحؒ کا مقصد ترجمہ سے بالکل واضح ہے کہ تسویۂ صفوف کی صورت اور اس کا طریقہ بتانا چاہتے ہیں۔

روایت میں شانے کو شانے سے اور قدم کو قدم سے ملانے کا ذکر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ الزاق حقیقی نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ سارے لوگ ایک ہی قد و قامت کے نہیں ہوتے ہیں بعض طویل القامت یعنی لمبا ہوتا ہے اور بعض قصیر۔ اس لئے لا محالہ محاذات مراد ہے یعنی محاذاتِ مناکب بالمناکب اور محاذات قدم بالقدم مراد ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ سارے نمازی ایک خط پر کھڑے ہوجائیں کہ سب کے قدم برابر ہوجائیں اور برابری میں ایڑی کا لحاظ کیا جائیگا پنجوں کا نہیں، چنانچہ بڑے بڑے مساجد میں صفوں کی درستگی کے لئے رسّی کھینچ دیجاتی ہے کہ جس سے سارے نمازی کی صفیں برابر اور درست ہوجاتی ہیں۔

غالباً یہی مقصد امام بخاری رحؒ کا ہے جیساکہ امام بخاری رحؒ نے ترجمۃ الباب میں حضرت نعمان بن بشیر رضؓ کی روایت نقل کی ہے کہ ہم میں سے ایک دوسرے کے ٹخنے سے ٹخنہ ملالیتے تھے۔
مگر یہ واضح رہے کہ اس سے مقصود حقیقی الزاق و اتصال نہیں ہے بلکہ مقصد محاذات بیان کرنا ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

چونکہ اصل مقصد یہ ہے کہ صفیں سیدھی رکھی جائیں۔

باب [۴۶۷] إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنْ يَسَارِ الْإِمَامِ وَحَوَّلَهُ الْإِمَامُ خَلْفَهُ إِلَى يَمِينِهِ تَمَّتْ صَلَاتُهُ۔

۶۹۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا دَاوُدُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بِرَأْسِي مِنْ وَرَائِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى وَرَقَدَ فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ يُصَلِّي وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ۔

باب، اگر کوئی شخص (مقتدی) امام کے بائیں جانب کھڑا ہو اور امام اس کو اپنے پیچھے سے اپنے داہنی جانب پھیر لے تو نماز پوری ہوجائے گی۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز (تہجد) پڑھی تو میں (ناواقفیت کی وجہ سے) آپؐ کے بائیں جانب کھڑا ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے کی جانب سے میرا سر پکڑا اور مجھے اپنی داہنی جانب کرلیا پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور سو گئے پھر آپؐ کے پاس مؤذن آیا تو آپؐ نے اٹھ کر نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فقمت عن يساره فأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۱۰۰ وقد مضى ص۲۲ وص۲۵ وص۳۰ وص۹۷۔ ويأتي ص۱۰۱ وص۱۱۸ تا ص۱۱۹ وص۱۳۵ وص۱۵۹ تا ص۱۶۰ وفي الثاني ص۶۵۷ " " وص۸۷۷ ح " وص۹۱۸ وص۹۳۴ تا ص۹۳۵ وص۱۱۱۰۔

اس حدیث کے لئے نصر الباری جلد اول ص۵۰۴ بھی دیکھ لیا جائے۔

مقصد ترجمہ تقریباً یہی ترجمہ ص۹۷ پر ہے اور بخاری ص۹۷ کا دوسرا باب ہے اور انیس [۱۹] باب کے بعد ص۱۰۰ پر یہ زیر بحث ترجمہ ہے ان دونوں میں معنیً اتحاد ہے کوئی فرق نہیں ہے۔ صرف بعض الفاظ کا فرق ہے کہ وہاں ص۹۷ خلفہ کی زیادتی نہیں ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ وہاں ص۹۷ میں لم تفسد صلوتہما ہے، یہاں ص۱۰۰ میں تمت صلوتہ ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

امام بخاری رح کا مقصد یہاں تسویۂ صف کا مسئلہ بیان کرنا ہے کہ تسویۂ صف ضروری ہے خلاف ورزی باعث گناہ ہے۔

تو امام بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کسی جماعت میں صرف ایک ہی مقتدی ہے تو اس کا تسویہ اسی وقت ہوگا جب کہ منفرد مقتدی امام کے دائیں طرف کھڑا ہو، لیکن مقتدی ناواقفیت کی بناء پر بائیں طرف کھڑا ہوگیا اور امام اس کو بائیں طرف سے ہٹا کر دائیں طرف کھڑا کردے تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی بالفرض اگر تنہا مقتدی بائیں طرف ہی کھڑا ہو کر نماز پڑھ لے تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔

اور وہاں ص۹۷ کے باب میں لم تفسد صلوتہما تھا میں نے وہاں مقصدِ ترجمہ کے تحت بیان کردیا ہے کہ مقتدی کی نماز ترک موقف کی وجہ سے فاسد نہ ہوگی، اور امام کی نماز فاسد نہ ہوگی مقتدی کو پیچھے کی جانب سے کھینچنے پر کہ عمل قلیل سے اصلاح کردی۔ واللہ اعلم۔

بابُ ۴۶۸ المَرأَةُ وَحدَهَا تَكُونُ صَفًّا۔

۶۹۷۔ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ محمَّدٍ قال ثَنَا سُفيٰنُ عن إسحٰقَ عن أنسِ بنِ مَالِكٍ قال صَلَّيتُ أنَا وَيَتِيمٌ فِي بَيتِنَا خَلفَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَأُمِّي أُمُّ سُلَيمٍ خَلفَنَا۔

باب، تنہا عورت (بھی) ایک صف (کی طرح) ہے۔

یعنی اگر عورت ایک بھی ہو تو مردوں کے پیچھے کھڑی ہوگی وہ تنہا ایک صف کے حکم میں ہے، نہ یہ کہ اکیلے ہونے کی وجہ سے وہ مردوں کے ساتھ کھڑی ہو۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ نے فرمایا کہ میں نے اور ایک یتیم لڑکے (ضمیرہ بن ابی ضمیرہؓ) نے اپنے گھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور میری والدہ ام سلیم رضؓ ہم لوگوں کے پیچھے تھیں۔

مطابقۃ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وامی ام سلیم خلفنا"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۱ وقد مضی ص۵۵ ویاتی ص۱۱۹ وص۱۳۰ وص۱۵۶۔
مسلم اول ص۲۳۴، ابوداؤد اول فی "باب اذا کانوا ثلثۃ کیف یقومون ص۹۰"۔
ترمذی اول فی باب ماجاء فی الرجل یصلی ومعہ رجال ونساء ص۳۲۔ ونسائی اول کتاب الامامۃ اذا کانوا ثلثۃ وامرأۃ ص۹۲۔

besturdubooks.wordpress.com

مقصد ترجمہ سابق باب میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ مقتدی اگر ایک ہو تو امام کے دائیں جانب کھڑا ہونا چاہئے حتی کہ اگر مقتدی ناواقفیت کی بنا پر امام کے بائیں جانب کھڑا ہو تو امام کو چاہئے کہ اس تنہا مقتدی کو اپنی داہنی جانب پھیر لے۔

اب اس باب سے امام بخاری رح یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عورت کا حکم الگ ہے۔ اگر مقتدی عورت ہو تو مردوں سے پیچھے کھڑی ہوگی خواہ ایک عورت ہو یا چند عورتیں ہوں ان کا حکم یہی ہے کہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں گویا امام بخاری رح لاصلوٰۃ لمنفرد خلف الصّف سے عورت کو مستثنیٰ کر رہے ہیں۔

اس پر حضرت ام سلیم رض کے واقعہ سے استدلال کر رہے ہیں کہ حضرت انس رض اور یتیم تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوئے اور حضرت امّ سلیم رض ان سب کے پیچھے کھڑی ہوئیں باوجودیکہ یہاں کسی اجنبی اور غیر محرم کا معاملہ بھی نہیں تھا۔

نیز علامہ عینی رح نے حضرت ابن مسعود رض کی روایت نقل کی ہے اخروھن من حیث اخرھن اللہ۔

امام ترمذی رح حضرت انس رض کی اس حدیث تحت الباب کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ "حدیث انس حدیث صحیح والعمل علیہ عند اھل العلم قالوا اذا کان مع الامام رجل وامرأۃ قام الرجل عن یمین الامام والمرأۃ خلفھما۔ (ترمذی اول ص۳۲)

باقی تشریح کے لئے نصر الباری جلد دوم ص۴۰۳ حدیث ۳۷۲ ملاحظہ فرمائیے۔

باب ۴۶۹ مَيْمَنَةِ الْمَسْجِدِ وَالْإِمَامِ

۶۹۸ - حَدَّثَنَا مُوسٰی قال نا ثَابِتُ بنُ يَزِيْدَ نا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عنِ ابنِ عبّاسٍ قال قمتُ لَيْلَةً أُصَلِّي عن يَسَارِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَاَخَذَ بِيَدِي أَوْ بِعَضُدِي حَتّٰى أَقَامَنِي عن يَمِيْنِهِ وقال بِيَدِهِ مِنْ وَّرَائِي۔

باب، مسجد کی اور امام کی داہنی جانب کی فضیلت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رض سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں ایک رات (تہجد کی) نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑے ہو کر پڑھنے لگا تو آپ نے میرا ہاتھ یا میرا بازو پکڑا یہاں تک کہ مجھ کو اپنی داہنی جانب کھڑا کر لیا اور آپ ص نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ میرے پیچھے سے گھوم کر داہنی طرف آجاؤ۔

مطابقۃ للترجمۃ :- مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "فاخذ بیدی او بعضدی حتی اقامنی عن یمینہ الخ۔

besturdubooks.wordpress.com

تعدد مواضعہ والحدیث ھٰہنا صلاا ، باقی مواضع کے لئے نصر الباری جلد اول ص۵۰۴ ملاحظہ فرمائیے کیونکہ یہ حدیث امام بخاری رح نے تقریباً ۱۶ سولہ جگہ ذکر فرمایا ہے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد اس ترجمہ سے واضح ہے کہ میمنۃ المسجد والا امام کی فضیلت بیان کرنا ہے کہ امام کے داہنی جانب اور مسجد کے داہنی جانب کو بائیں جانب سے فضیلت حاصل ہے۔

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ وملائکتہ یصلون علی میامن الصفوف (ابن ماجہ ص۷۲)۔

اشکال حدیث الباب سے میمنۃ الامام کی فضیلت بلاشبہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رض کو بائیں جانب سے کھینچ کر دائیں جانب کرلیا اور یہ معلوم ہے کہ یہ واقعہ گھر کا ہے، اشکال یہ ہے کہ مسجد کا میمنہ کہاں سے معلوم ہوا؟

جواب ع۱ اگر مسجد میں بھی ایک مقتدی ہو تو امام کا میمنہ اور مسجد کا میمنہ بلاشبہ واحد ہوگا۔ امام بخاریؒ نے التزاماً یہ اخذ کرلیا کہ جب امام کا میمنہ افضل ہے تو مسجد کا میمنہ بھی افضل ہوگا۔

جواب: ع۲ امام بخاریؒ کا طریقہ ہے کہ ان روایات کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو روایت صحیح ہو اگرچہ علی شرط البخاری نہ ہو تو چونکہ حضرت براء بن عازب رض کی حدیث ہے قال کنا اذا صلینا خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم احببنا ان نکون عن یمینہ (اخرجہ النسائی باسناد صحیح) (عمدہ)۔ یعنی جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے تو ہم یہ خواہش کرتے تھے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب ہوں اور ظاہر ہے کہ وہی مسجد کا بھی میمنہ ہوگا۔

اشکال حضرت عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے قال قیل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان میسرۃ المسجد تعطلت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من عمر میسرۃ المسجد کتب لہ کفلان من الاجر۔ (ابن ماجہ ص۷۲)۔

بظاہر یہ روایت مخالف ہے۔

جواب اس روایت کی سند میں لیث بن ابی سلیم راوی ضعیف ہے۔

ع۲ یہ حکم ایک عارضی علت کی بنا پر تھا اس لئے اس سے احتجاج درست نہیں بلکہ امام بخاری رح کا مقصد ابن ماجہ کی اس روایت پر رد کرنا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۷ إِذَا كَانَ بَيْنَ الْإِمَامِ وَبَيْنَ الْقَوْمِ حَائِطٌ أَوْ سُتْرَةٌ وَ

besturdubooks.wordpress.com

قَالَ الْحَسَنُ لَابَأْسَ أَنْ تُصَلِّيَ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ نَهْرٌ وَقَالَ أَبُو مِجْلَزٍ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَإِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا طَرِيقٌ أَوْ جِدَارٌ إِذَا سَمِعَ تَكْبِيرَ الْإِمَامِ۔

۶۹۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ عَبْدَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فِي حُجْرَتِهِ وَجِدَارُ الْحُجْرَةِ قَصِيرٌ فَرَأَى النَّاسُ شَخْصَ النَّبِيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم فَقَامَ أُنَاسٌ يُصَلُّونَ بِصَلٰوتِهِ فَأَصْبَحُوا فَتَحَدَّثُوا بِذٰلِكَ فَقَامَ اللَّيْلَةَ الثَّانِيَةَ فَقَامَ مَعَهُ أُنَاسٌ يُصَلُّونَ بِصَلٰوتِهِ صَنَعُوا ذٰلِكَ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلٰثًا حَتّٰى إِذَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ جَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم فَلَمْ يَخْرُجْ فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذٰلِكَ النَّاسُ فَقَالَ إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكُمْ صَلٰوةُ اللَّيْلِ۔

باب ، جب امام اور قوم (مقتدیوں) کے درمیان کوئی دیوار یا پردہ حائل ہو (تو کیا حکم ہے؟ کیا اقتداء صحیح ہوگی یا نہیں؟ یعنی اقتداء کے لئے اتحادِ مکان ضروری ہے یا نہیں؟) امام حسن بصری نے فرمایا " اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تم نماز پڑھو (یعنی اقتداء کرنے میں کوئی حرج نہیں) جبکہ تمہارے درمیان اور امام کے درمیان (چھوٹی) نہر ہو اور ابو جعفرؒ نے فرمایا کہ امام کی اقتداء کر سکتا ہے اگرچہ دونوں کے درمیان (یعنی امام اور مقتدی کے درمیان) راستہ یا دیوار حائل ہو جبکہ امام کی تکبیر سن لے۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اپنے حجرے میں نماز پڑھا کرتے تھے اور حجرے کی دیوار پست (چھوٹی) تھی لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک دیکھ لیا تو کچھ لوگ کھڑے ہو گئے اور حضور اقدس ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے پھر صبح ہوئی تو اس کا چرچا کرنے لگے پھر دوسری رات (نماز کے لئے) آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو پھر لوگ آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے، دو یا تین راتوں تک لوگوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور باہر نہیں نکلے (یعنی نماز کی جگہ تشریف ہی نہیں لائے) پھر جب صبح ہوئی تو لوگوں نے اس کا ذکر کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ ڈر ہو گیا کہ کہیں رات کی نماز تم پر فرض نہ ہو جائے۔

besturdubooks.wordpress.com

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی فقام اناس یصلون بصلوٰتہ۔
لانہ کان بینہ وبینھم جدار الحجرۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۱ ویاتی ایضا ص۱۰۱ وص۱۲۶ وص۱۵۲ وص۲۶۹ وص۸۷۱
وابوداؤد ص۱۹۴ تا ص۱۹۵۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں کوئی حکم قطعی طور پر واضح نہیں کیا ہے لیکن ذکر کردہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر امام اور مقتدی کے درمیان کوئی دیوار حائل ہو یا پردہ ہو یا اور کوئی چھوٹی نہر یا نالہ ہو یا راستہ حائل ہو تو اقتدا درست ہے صرف یہ ضروری ہے کہ مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم ہوتا ہے یہی مذہب حضرات مالکیہ کا ہے۔ گویا امام بخاریؒ اس مسئلہ میں امام مالکؒ کی تائید وموافقت کر رہے ہیں۔

حنفیہ کے یہاں اگر مقتدی کو امام کے انتقال کا حال معلوم ہوتا رہے تو حائل مانع اقتدا نہیں ہے اور اختلاف مکان مانع ہے۔ یہی مسلک حنابلہ کا ہے۔

۲ امام اور مقتدی کے درمیان نہر کبیر ہو جس میں کشتی چلتی ہو تو سب کے نزدیک مانع اقتدا ہے۔

۳ اگر راستہ حائل ہے تو اتصال صفوف کی صورت میں اقتدا درست ہے ورنہ نہیں۔

یصلی من اللیل فی حجرتہ اس حجرہ کے متعلق دوؔ اقوال ہیں۔ ۱ حضرت عائشہ رضؓ کا حجرہ مراد ہو۔
۲ یا وہ حجرہ مراد ہو جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں بوریوں سے گھیر کر بنا رکھا تھا۔ اب اگر یہ دوسری شکل یعنی مسجد کا حجرہ مراد ہو تو کوئی اشکال ہی نہیں کہ مکان متحد ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے جیسا کہ باب آئندہ کی روایت میں تصریح ہے حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ آپ صؐ کے لئے ایک چٹائی تھی جس کو آپ صؐ دن میں بچھا لیتے تھے اور رات کو حجرہ بنا لیتے تھے۔

نیز بخاری کتاب اللباس ص۸۷۱ میں حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے ان النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کان یحتجر حصیراً باللیل الحدیث، یعنی آپ صؐ رات میں چٹائی سے حجرہ بنا لیتے تھے۔

نیز بخاری کتاب التہجد ص۱۵۲ میں حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ فی المسجد صلّی ذات لیلۃ فی المسجد فصلّی بصلوٰتہ ناسؔ الحدیث
اور مسلمہ اصول ہے الحدیث یفسر بعضہ بعضاً۔

اور اگر حجرۂ عائشہ رضؓ مراد ہو تو اس میں اشکال ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرۂ عائشہ رضؓ میں نماز ادا کی اور لوگوں نے باہر اقتدا کر لی۔

besturdubooks.wordpress.com

اس صورت میں یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ یہ ضرورت کی بنا پر تھا اور صفوف متصل تھا۔

قال الحسن رح سب سے پہلی بات یہ ہے کہ حسن بصری رح اور ابو مجلز رح تابعی ہیں ان کا قول حجت نہیں، ثانیاً بعض حضرات نے نہر کے بجائے نُہَیر نقل کیا ہے یعنی چھوٹی نہر یعنی نالہ، فلا اشکال۔ واللہ اعلم۔

بابٌ (۴۷۱) صَلٰوۃِ اللَّیۡلِ

۷۰۰۔ حَدَّثَنَا اِبۡرَاهِيۡمُ بۡنُ الۡمُنۡذِرِ قال نا ابۡنُ اَبِیۡ فُدَيۡكٍ قال حَدَّثَنَا ابۡنُ اَبِیۡ ذِئۡبٍ عن الۡمَقۡبُرِیِّ عن اَبِیۡ سَلَمَةَ بۡنِ عبد الرَّحۡمٰنِ عن عائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صلّی اللّٰه عليه وسلّم كَانَ لَهٗ حَصِيۡرٌ يَبۡسُطُهٗ بِالنَّهَارِ يَحۡتَجِرُهٗ بِاللَّيۡلِ فَثَابَ اِلَيۡهِ نَاسٌ فَصَفُّوۡا وَرَاءَهٗ۔

باب، رات کی نماز کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چٹائی تھی جس کو آپ ؐ دن میں بچھا لیا کرتے تھے اور رات کے وقت اس سے حجرہ بنا لیتے (یعنی اس چٹائی کا پردہ ڈال کر حجرہ بنا لیتے) چنانچہ کچھ لوگ (رات کے وقت) آپ ؐ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور ان لوگوں نے آپ ؐ کے پیچھے صف باندھ لی (یعنی صف بنا کر نماز پڑھنے لگے)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فصفّوا وراءه" لان صفهم وراء النبیّ صلی اللّٰه علیه وسلم کان فی صلوٰة اللیل۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ: والحدیث ههنا صا۱۰ ومرّ صا۱۰ ویاتی صا۱۲۶ وصا۱۵۲ وصا۲۶۹ وصا۸۷۱۔

۷۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبۡدُ الۡاَعۡلٰی بۡنُ حَمَّادٍ قال نا وُهَيۡبٌ قال نا موسٰی بۡنُ عُقۡبَةَ عن سالِمٍ اَبِی النَّضۡرِ عن بُسۡرِ بۡنِ سَعِيۡدٍ عن زيدِ بۡنِ ثابتٍ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اتَّخَذَ حُجۡرَةً قال حَسِبۡتُ اَنَّهٗ قال مِنۡ حَصِيۡرٍ فِیۡ رَمَضَانَ فَصَلّٰی فِيۡهَا لَيَالِیَ فَصَلّٰی بِصَلٰوتِهٖ نَاسٌ مِّنۡ اَصۡحَابِهٖ فَلَمَّا عَلِمَ بِهِمۡ جَعَلَ يَقۡعُدُ فَخَرَجَ اِلَيۡهِمۡ فقال قَدۡ عَرَفۡتُ الَّذِیۡ رَاَيۡتُ مِنۡ صَنِيۡعِكُمۡ فَصَلُّوۡا اَيُّهَا النَّاسُ فِیۡ بُيُوۡتِكُمۡ فَاِنَّ اَفۡضَلَ الصَّلٰوةِ صَلٰوةُ الۡمَرۡءِ فِیۡ بَيۡتِهٖ اِلَّا الۡمَكۡتُوۡبَةَ وَقَالَ عَفَّانُ نا وُهَيۡبٌ قال نا موسٰی قال سَمِعۡتُ اَبَا النَّضۡرِ عن بُسۡرٍ عن زَيۡدٍ عَنِ النَّبِیِّ صلّی اللّٰه عليه وسلم۔

besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ حدیث حضرت زید بن ثابت رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں ایک حجرہ بنالیا تھا، بسر بن سعید کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضؓ نے یہ فرمایا تھا کہ وہ حجرہ بوریہ (چٹائی) کا تھا، پھر آپ نے اس حجرے میں کئی راتوں تک نماز پڑھی اور آپ ؐ کے صحابہ میں سے بہت سے لوگوں نے آپ ؐ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر جب آپ ؐ کو ان لوگوں کا حال معلوم ہوا تو آپ ؐ نے بیٹھ رہنا شروع کردیا (یعنی نماز موقوف رکھی) پھر تشریف لائے اور فرمایا میں نے جو تمہارا عمل (یعنی شوقِ عبادت واتباع) دیکھا وہ میرے علم میں آیا لیکن اے لوگو تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو اس لئے کہ فرض نماز کے علاوہ آدمی کی نمازوں میں افضل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھے، عفان بن مسلم نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، وہیب نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، موسیٰ نے کہا میں نے ابو النضر بن ابی امیہ سے سنا انھوں نے بسر بن سعید سے انھوں نے زید بن ثابت رضؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

اس دوسری سند کے بیان کرنے سے امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ موسیٰ بن عقبہ کا سماع ابو النضر سے ثابت ہے جس کی اس روایت میں تصریح ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فیصلّی فیہا لیالیَ الخ"۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا ص۱۰۱ ویاتی ص۹۰۳ وص۱۰۸۲ تا ص۱۰۸۳۔

مقصد ترجمہ علامہ عینی رحؒ فرماتے ہیں کہ یہ ترجمہ صرف نسخہ مستملی میں ہے اور باقی نسخوں میں یہ باب یہاں نہیں ہے اور راجح اور صحیح یہی ہے کہ یہاں پر یہ باب غلط ہے۔ یہاں تو اقامتِ صفوف کے ابواب چل رہے ہیں، صلوٰۃ اللیل کا ان ابواب سے کوئی ربط نہیں ہے۔ صلوٰۃ اللیل سے متعلقہ ابواب کتاب التہجد میں مستقل طور پر ص۱۵۲ وص۱۵۳ میں آرہے ہیں۔

حافظ عسقلانی رحؒ ایک باریک بات پیش فرمارہے ہیں کہ یہاں یہ باب کاتب کی غلطی سے ہے، بظاہر ایسا ہوا ہوگا کہ ماقبل کی حدیث (حدیث ۶۹۹) کا آخری جملہ خشیت ان تکتب علیکم صلوٰۃ اللیل تھا اس کا آخری جز صلوٰۃ اللیل غلطی سے کسی نسخہ میں دو مرتبہ لکھا گیا، کسی راوی نے یہ سمجھا کہ یہ تو مستقل ترجمہ معلوم ہوتا ہے صرف لفظ باب لکھنا رہ گیا ہے اس لئے اس نے لفظ باب کا اضافہ کردیا بہرحال یہ خیال امکان کے درجہ میں درست ہوسکتا ہے۔

اب اس خیال پر اگر یہاں باب نہ ہو بلکہ باب سابق کے تحت ان دونوں روایتوں کو مانا جائے تو بابِ سابق سے دونوں روایتوں کا تعلق واضح ہے کہ امام اور قوم کے درمیان رات کی تاریکی بھی ایک حائل ہے

besturdubooks.wordpress.com

بالفاظ دیگر من وراء السترۃ اقتدا جائز ہے بشرطیکہ امام کے احوال معلوم ہوتے رہیں۔
شیخ المشائخ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ یہ باب باب فی الباب کے قبیل سے ہے۔ امام بخاریؒ کا مقصد حنفیہ کے خلاف نوافل میں جوازِ جماعت کو بیان کرنا ہے۔
مگر یہاں اس باب کا نہ ہونا ہی اولیٰ وانسب ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۷۲ اِیجَابِ التَّکْبِیرِ وَاِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ

۷۰۲ - حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ انا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِی اَنَسُ بْنُ مَالِکِ الْاَنْصَارِیُّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رَکِبَ فَرَساً فَجُحِشَ شِقُّہُ الْاَیْمَنُ وَقَالَ اَنَسٌ فَصَلّٰی لنا یَوْمَئِذٍ صَلٰوۃً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَھُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّیْنَا وَرَاءَہٗ قُعُوداً ثُمَّ قَالَ لَمَّا سَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا صَلّٰی قَائِماً فَصَلُّوا قِیَاماً وَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ۔

باب، تکبیر (تحریمہ) کے واجب ہونے اور نماز کے شروع کرنے کا بیان۔

تشریح علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جب امام بخاریؒ احکام جماعت و اقامت اور تسویہ صفوف کی ایک سو بائیس احادیث کے ذکر سے فارغ ہوئے جن میں چھیانوے موصول اور چھبیس ۲۶ معلق اور سترہ آثارِ صحابہ وتابعین کے ذکر سے فارغ ہو گئے تو اب نماز کی صفت مع جمیع انواع و متعلقات کا بیان شروع فرما رہے ہیں۔ (عمدہ)

ہمارے ہندوستانی نسخوں میں یہاں کوئی مستقل عنوان نہیں ہے بس مسلسل ابواب کا سلسلہ چل رہا ہے۔ لیکن بخاری شریف کے سب سے عظیم شارح علامہ عینیؒ نے اپنی مایۂ ناز شرح عمدۃ القاری میں جو نسخہ نقل کیا ہے اس میں باب سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے پھر مستقل عنوان ہے

"اَبْوَابُ صِفَۃِ الصَّلٰوۃِ"

اس کے بعد ابواب کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور صفۃ الصلوٰۃ سے متعلق پہلا باب ہے

"باب ایجاب التکبیر وافتتاح الصلوٰۃ"

علامہ قسطلانیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہاں ایجاب سے مجازاً وجوب مراد ہے لان الایجاب خطاب الشارع والوجوب ما یتعلق بالمکلف (قس)۔

besturdubooks.wordpress.com

یعنی ایجاب کا تعلق خطابِ شارع سے ہوتا ہے نہ کہ بندہ سے، اور یہاں چونکہ یہ بندہ سے متعلق ہے اس لئے یہاں ایجاب بمعنی وجوب ہوگا۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک انصاری رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) ایک گھوڑے پر سوار ہوئے (اور گر پڑے) تو آپ ص کا داہنا پہلو چھل گیا حضرت انسؓ نے فرمایا کہ آپ ص نے اس دن (فرض) نمازوں میں سے کوئی نماز ہمیں بیٹھ کر پڑھائی تو ہم لوگوں نے بھی آپؐ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی پھر آپ ص نے جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ امام اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے لہٰذا جب وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھے تو تم لوگ بھی کھڑے ہوکر نماز پڑھو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو۔

مطابقتہ للترجمۃ اسماعیلی نے تو اعتراض کردیا ہے کہ اس حدیث کی مطابقت ترجمۃ الباب سے نہیں ہے کیونکہ اس میں تکبیر کا مطلق ذکر نہیں ہے۔

لیکن اعتراض صحیح نہیں ہے۔ امام بخاریؒ نے حضرت انس بن مالک رضؓ کی اس حدیث کو دو[۲] طریق سے ذکر کیا ہے۔ پہلی حدیث میں شعیب نے اختصار کردیا ہے اور یہی حدیث جس کو لیث نے نقل کیا ہے اس میں تصریح ہے فاذا کبر فکبروا۔ فلا اشکال۔

رہا یہ کہ امام بخاریؒ نے اس حدیثِ شعیب کو مقدم اس لئے کیا ہے کہ اس میں حضرت انسؓ سے امام زہری کے سماع کی تصریح ہے، اور دوسری حدیث جو لیث کی ہے اس میں عن انس بن مالک ہے، سماع کی تصریح نہیں ہے۔

نیز امام بخاریؒ کی تو عادت ہے کہ دوسری حدیثوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں چنانچہ دو باب کے بعد حضرت ابن عمر رضؓ کی روایت آرہی ہے رأیت النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم افتتح التکبیر فی الصلوٰۃ الخ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۱۰۱ و مر ص۵۵ و ص۹۶ و یاتی ص۱۱۰ تا ص۱۱۱ و ص۱۵۰ و ص۲۵۶ ص۳۳۵ و ص۸۳ و ص۹۷ و ص۹۸۹۔

۷۰۳ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ خَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ فَصَلَّى لَنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا مَعَهُ قُعُودًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ إِنَّمَا الْإِمَامُ أَوْ إِنَّمَا

besturdubooks.wordpress.com

جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا فَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گر گئے تو آپ ؐ کا بدن چھل گیا اس وجہ سے آپ ؐ نے بیٹھ کر ہمیں نماز پڑھائی ہم نے بھی آپ ؐ کے ہمراہ بیٹھ کر نماز پڑھی پھر آپ ؐ نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا امام تو اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے اس لئے جب وہ تکبیر کہے تو تم لوگ بھی تکبیر کہو اور جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔

مطابقۃ للترجمۃ :۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فاذا کبّر فکبّروا "

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۱۰۱ و مرّ ص۵۵ و ص۹۶ و یاتی ص۱۱۰ و ص۱۵۰ و ص۲۵۱ و ص۳۳۵ و ص۷۸۳ و ص۷۹۷ و ص۹۸۹ و ترمذی اول ص۴۷ ۔

۷۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعِينَ ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اس لئے جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربّنا ولک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔

مطابقۃ للترجمۃ :۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فاذا کبّر فکبّروا "

تعدد موضعہ :۔ والحدیث ھنا ص۱۰۱ تا ص۱۰۲ و مرّ ص۱۰۰

مقصد ترجمہ ترجمۃ الباب بظاہر دو جزء پر مشتمل ہے ایک تکبیر افتتاح (تکبیر تحریمہ) کا وجوب. اور دوسرا افتتاح صلوٰۃ۔

besturdubooks.wordpress.com

اور یہ اس صورت میں ہوگا جبکہ ان دونوں کے درمیانی واؤ کو عاطفہ مانا جائے۔
اب اگر واؤ کو عاطفہ مانا جائے تو امام بخاری رح کا رجحان حنفیہ کے ساتھ ہوگا کیونکہ عطف مغایرت کو چاہتا ہے، یعنی معطوف علیہ اور معطوف میں فرق ہے مطلب یہ ہوگا کہ تکبیر تحریمہ افتتاحِ صلوٰۃ سے الگ یعنی شرط ہے اور خارجِ نماز ہے، شرط الشئ خارج الشئ۔
ائمہ ثلاثہ رح کے نزدیک تکبیر تحریمہ فرض یعنی داخلِ نماز ہے اور رکن ہے۔

دلائل احناف

حنفیہ کا استدلال آیت کریمہ سے ہے وذکر اسم ربہ فصلّٰی۔
اور معلوم ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ میں فرق ہوا کرتا ہے اس لئے تکبیر تحریمہ پہلے ہوگی پھر نماز شروع ہوگی اور ظاہر ہے کہ نماز شروع ہونے سے پہلے جو چیز ضروری قرار دی جائے گی وہ شرط ہوگی رکن نہیں ہوسکتی۔
ویسے یہ اختلاف کوئی سنگین اختلاف نہیں ہے کہ شرط ہو یا رکن دونوں فرض ہے ایک فرض داخلی دوسرا فرض خارجی۔ امام بخاری رح نے ترجمۃ الباب میں پہلے ایجاب تکبیر اور اس کے بعد افتتاحِ صلوٰۃ کو ذکر کیا ہے اگر تکبیر داخلِ نماز ہوتی تو تکبیر کے ساتھ ہی افتتاحِ صلوٰۃ ہوجاتا۔
حافظ عسقلانی شافعی رح فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب میں واؤ مع کے معنی میں ہے۔ اس صورت میں ایک ہی ترجمہ رہ جائیگا یعنی تکبیر تحریمہ مع افتتاح الصلوٰۃ کا باب ہے۔
اس صورت میں امام بخاری رح کا رجحان ائمہ ثلاث کے ساتھ ہوگا۔
تیسری صورت یہ ہے کہ ترجمۃ الباب میں واؤ بمعنی لام لیا جائے اس صورت میں مطلب ہوگا نماز شروع کرنے کے لئے تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہنا واجب ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وجوب یعنی فرضیت پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے خواہ فرض داخلی ہو یا خارجی؟ اور انشاء اللہ یہ (واؤ بمعنی لام) سب سے راجح اور اقرب الی الصواب ہوگا۔ واللہ اعلم۔

مذاہب ائمہ

یہاں ایک اختلاف یہ ہے کہ تکبیر کن الفاظ سے ادا کی جائیگی؟ اس میں ائمہ عظام کے چار اقوال ہیں:-

۱۔ امام مالک اور امام احمد رح کے نزدیک صرف اللہ اکبر سے ہی کہی جائیگی، امام بخاری رح کا بھی یہی رجحان ہے۔
۲۔ امام شافعی رح کے نزدیک اللہ اکبر کے علاوہ اللہ الاکبر بھی کافی ہے۔
۳۔ امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ اللہ اکبر کے علاوہ اللہ الکبیر اور اللہ کبیر کی بھی گنجائش ہے۔
۴۔ امام اعظم ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح، ابراہیم نخعی رح وغیرہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ ذکر جو اللہ تعالیٰ کی تعظیم خالص

besturdubooks.wordpress.com

اور بڑائی پر دلالت کرے اس سے فریضۂ تحریمہ ادا ہوجائیگا جیسے اللہ اجل الرحمٰن اعظم وغیرہ۔

خلاصہ یہ ہے کہ ائمہ ثلاثؒ کا استدلال اخبار آحاد سے ہے اور امام اعظمؒ کا نصوص قرآن سے مثلاً وَ ذکر اسم ربہ فصلّٰی (سورۃ الاعلیٰ)۔ ۲۔ ربّک فکبّر (سورۃ المدثر)۔ ۳۔ وَلِلّٰہِ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا (سورۃ الاعراف)۔

نیز حدیث میں ہے اُمرتُ ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الٰہ الّا اللّٰہ یا لا الٰہ الّا الرّحمٰن وغیرہ سے ایمان ثابت ہوجاتا ہے جو اسلام کی اصل ہے تو ان سب سے فروع اسلام نماز وغیرہ بطریق اَولیٰ صحیح ہونی چاہیئے (عمدہ)۔

اور سنن ابن ابی شیبہ میں ہے کہ ابو العالیہ سے سوال کیا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کس چیز کے ساتھ نماز شروع کرتے تھے؟

تو فرمایا توحید سے اور تسبیح و تہلیل سے، (عمدہ)۔

لیکن چونکہ اللہ اکبر واجب ہے اس لئے ترکِ واجب کی وجہ سے اعادۂ صلوٰۃ واجب ہوگا۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۷۳ رَفعِ الْیَدَیْنِ فِی التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی مَعَ الْاِفْتِتَاحِ سَوَاءً۔

۷۰۵۔ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰہِ بنُ مَسْلَمَۃَ عن مالکٍ عن ابنِ شِہابٍ عن سالمِ بنِ عبدِ اللّٰہِ عن اَبیْہِ اَنَّ رسولَ اللّٰہِ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم کان یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ وَ اِذَا کَبَّرَ لِلرُّکُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَہُمَا کَذٰلِکَ اَیْضاً وقال سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ وَکَانَ لَا یَفْعَلُ ذٰلِکَ فِی السُّجُوْدِ۔

باب، پہلی تکبیر (تکبیرِ تحریمہ) میں نماز شروع کرنے کے بالکل ساتھ ساتھ ہاتھ اٹھانے کا بیان۔ (یعنی رفع یدین نہ مقدم ہوگا نہ مؤخر بالکل تکبیر کے ساتھ ساتھ ہوگا)۔

ترجمہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ دونوں مونڈھوں کے برابر اٹھاتے اور جب رکوع کے لئے اللہ اکبر کہتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور فرماتے سمع اللہ لمن حمدہٗ ربّنا ولک الحمد اور آپ سجدے میں یہ عمل (رفعِ یدین) نہ کرتے۔

besturdubooks.wordpress.com

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلوٰۃ۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھنا ص۱۰۲ ویاتی الحدیث فی الباب الثلثۃ الآتیۃ ص۱۰۲۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ صاحب رح فرماتے ہیں کہ بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ تکبیر افتتاح یعنی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ساتھ رفع یدین ہوگا بلاتقدیم وتاخیر اور یہ عند الجمہور سنت ہے۔

مطلب یہ ہے کہ رفع یدین تکبیر تحریمہ کے مقارن ہوگا نہ مقدم نہ مؤخر۔

تشریح جمہور کے نزدیک رفعِ یدین عند الافتتاح سنت ہے۔

ائمہ ثلاثہ (شافعیہ، مالکیہ وفی روایۃ حنابلہ) کے نزدیک رفعِ یدین اور تکبیر تحریمہ میں مقارنت و معیت ہے کہ تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرے، بعض احناف نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

حنفیہ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ پر رفع یدین مقدم ہوگا یعنی پہلے دونوں ہاتھ اٹھائے جائیں پھر تکبیر تحریمہ کہی جائے گی۔

امام بخاری رح نے جو روایت یہاں نقل فرمائی ہیں کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلوٰۃ اس سے رفع یدین اور تکبیر تحریمہ کی مقارنت ومعیت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ رفع یدین کے لئے افتتح الصلوٰۃ ظرف ہے اور ظرف مظروف کا مقارن ہوا کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاری رح اس مسئلے میں شوافع اور مالکیہ کی موافقت کر رہے ہیں۔

حنفیہ کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رض کی روایت ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام للصلوٰۃ رفع یدیہ حتیٰ تکونا بحذو منکبیہ ثم کبّر۔ الحدیث۔ (مسلم شریف اول ص۱۶۸)۔

اس میں تصریح ہے کہ آپ ﷺ پہلے مونڈھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے تھے پھر تکبیر کہتے تھے۔

حدیث الباب میں رفعِ یدین کے تین مواضع کا ذکر ہے۔ ۱ تکبیر تحریمہ کے وقت جو اوپر مذکور ہوا۔ ۲ رکوع میں جاتے وقت۔ ۳ رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے۔ ان دونوں یعنی ۲ اور ۳ پر آئندہ باب میں مفصل بحث ہوگی انشاء اللہ الرحمٰن۔

رفع یدین میں حکمت کیا ہے؟ ۱ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ پہلے رفع یدین کرے اس سے غیر اللہ کی نفی ہوئی یعنی ہاتھ اٹھا کر غیر اللہ سے برائی کی نفی ہوئی۔

besturdubooks.wordpress.com

پھر تکبیر یعنی اللہ اکبر سے اللہ تعالیٰ کی کبریائی وعظمت کا اثبات ہوگا اور نفی مقدم ہوتا ہے اثبات پر۔ جیسے لا الٰہ الا اللہ میں پہلے نفی ہے پھر اثبات ہے اس لئے قیاساً بھی رفع یدین کو تکبیر سے مقدم ہونا چاہئے۔

ع۲ نماز پڑھنے والوں میں بعض اصم (بہرہ) ہوتا ہے اور اعمیٰ (اندھا) ہوتا ہے تو ان دونوں کو جمع کردیا جاتا ہے کہ بہرہ چونکہ امام کی تکبیر کو سن نہیں سکے گا البتہ رفع یدین کو دیکھ کر معلوم کرلے گا کہ نماز شروع ہو رہی ہے۔

ع۳ قال البعض اشارۃ الی طرح الدنیا خلف المصلی والاقبال بکلیتہ الی اللہ تعالیٰ، یعنی اشارہ ہے دنیا کو پس پشت ڈالنے کی طرف اور یہ کہ میں پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ مزید حکمت کیلئے حضرت شیخ الحدیث رح کی اوجز کا مطالعہ فرمائیے۔ محمد عثمان غنی جلیل بیگوسرائے۔

باب ۴۷۴ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ

۷۰۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوعِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَيَقُولُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ۔

باب، دونوں ہاتھوں کے اٹھانے کا بیان جب تکبیر تحریمہ کہے اور جب رکوع کرے اور جب رکوع سے سر اٹھائے۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلعم نماز کے لئے کھڑے ہوتے (تکبیر تحریمہ کے وقت) آپ دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ دونوں ہاتھ مونڈھوں کے برابر ہوجاتے اور جب آپ رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو بھی اسی طرح رفع یدین کرتے اور جب آپ صلعم رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو بھی اسی طرح رفع یدین کرتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے اور آپ صلعم اس طرح (یعنی رفع یدین) سجدوں میں نہیں کرتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ :- مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ۔

تعدد موضعہ :- والحدیث ھنا ص۱۰۲ ویاتی ایضاً ص۱۰۲ وایضاً ص۱۰۲ ومسلم اول ص۱۶۸۔

۷۰۷ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدٍ

besturdubooks.wordpress.com

عن ابی قلابة انه رای مالك بن الحویرث اذا صلی کبر و رفع یدیه واذا اراد ان یرکع رفع یدیه واذا رفع راسه من الرکوع رفع یدیه وحدث ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صنع ھکذا۔

ترجمہ حدیث ابو قلابہ رحؒ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت مالک بن حویرث رضؓ کو دیکھا کہ جب وہ نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے (یعنی تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کرتے) اور جب رکوع کرنا چاہتے تو بھی رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو بھی رفع یدین کرتے اور حضرت مالک بن حویرث رضؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقة الحدیث للترجمة ظاھرة۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھنا ص ۱۰۲ ومسلم اول ص ۱۶۸۔

مقصد ترجمہ مقصد بالکل واضح ہے۔ امام بخاری رحؒ نے باب سابق کے تحت حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کی جو حدیث ذکر فرمایا تھا اس میں تین مواضع میں رفع یدین کا ذکر تھا۔ اب ان تینوں مواضع میں رفع یدین کے اثبات کے لئے مستقل ترجمہ قائم کرتے ہیں جن میں پہلا یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین بلا اختلاف بالاتفاق سنت ہے جس کا بیان باب سابق میں ہوچکا۔

اس باب سے امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین اور دو جگہ مسنون ہے ایک رکوع میں جاتے وقت اور دوسرا رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے۔ امام بخاری رحؒ کا مسلک یہی ہے۔

تشریح یہاں امام بخاری رحؒ نے کھل کر رفع یدین کا باب باندھا ہے۔
یہ مسئلہ مشہور مسائل خلافیہ میں سے ہے۔

امام بخاری رحؒ نے اس مسئلہ پر مستقل ایک رسالہ "جزء رفع الیدین" تالیف کرکے پورا زور صرف کیا ہے جس کا جواب مکمل ومدلل اور شافی جواب حضرت شاہ صاحب علامہ کشمیری رحؒ نے اپنے رسالہ "نیل الفرقدین فی رفع الیدین" میں دیا ہے جو قابلِ مطالعہ ہے۔

امام بخاری رحؒ کے اس ترجمہ اور ذکر کردہ دونوں روایات کا حاصل یہ ہے کہ نماز میں رفع یدین کن کن مقام میں ہوگا۔

اس سلسلے میں ایک تو رفع عند التحریمہ ہے یعنی افتتاح صلوٰۃ کے وقت، اس کا بیان سابق باب میں گذرچکا ہے کہ متفق علیہ ہے وفی شرح المھذب اجمعت الامة علیٰ استحباب رفع الیدین فی تکبیرة الاحرام۔ (عمدہ)

besturdubooks.wordpress.com

علامہ عینی رح نے لکھا ہے کہ ابن حزم کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین فرض ہے اس کے بغیر نماز ہی نہ ہوگی وقد روی ذلک عن الاوزاعی۔ (عمدہ)۔

دوسرا رفع ہے رکوع میں جاتے ہوئے، اور تیسرا رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے، ان دونوں میں اختلاف ہے۔

مذاہب ائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رح، صاحبین رح، ابواسحٰق سبیعی اور عامر شعبی رحمہم اللہ کے نزدیک لا یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ۔

نیز امام مالک رح کا مشہور اور مفتی بہ قول یہی ہے کہ صرف ایک مرتبہ یعنی تکبیر تحریمہ میں رفع یدین مسنون ہے باقی عند الرکوع و عند الرفع عدم استحباب یعنی ترکِ رفع افضل ہے، اور یہی عدمِ رفع عند الرکوع صحابہ کرام رض و تابعین کی ایک جماعت سے منقول ہے جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود رض اور براء بن عازب رض اور جابر بن سمرہ رض وغیرہ۔

(۲) امام شافعی رح، امام احمد رح اور اسحٰق بن راہویہ وغیرہ کے نزدیک رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے بھی رفع یدین مستحب و افضل ہے اور یہی امام بخاری رح کا مسلک ہے، کما مرّ۔

نیز صحابہ کرام کی ایک جماعت سے ان دونوں جگہوں میں رفع یدین ثابت و منقول ہے جیسے حضرت ابن عمر جابر بن عبداللہ، ابوہریرہ، انس، ابن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم۔ (ترمذی ص ۳۵)

نیز امام ترمذی رح فرماتے ہیں و من التابعین الحسن البصری وعطاء وطاؤس ومجاهد ونافع وسالم بن عبد الله وسعيد بن جبير وغيرهم وبه يقول عبد الله بن المبارك والشافعي واحمد واسحٰق رحمهم الله۔

وضاحت یہاں یہ بات ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ ائمہ مجتہدین رح کے درمیان یہ اختلاف صرف اولیٰ اور غیر اولیٰ کا ہے نفسِ جواز میں کوئی اختلاف نہیں، چنانچہ تحقیق اور صحیح تر قول یہ ہے کہ دونوں طریقے فریقین کے نزدیک بلا کراہت جائز ہیں۔

دلائلِ شوافع رح حضرات شوافع و حنابلہ رحمہم اللہ کی سب سے قوی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رض کی یہ روایت اور حضرت مالک بن الحویرث رض کی روایت جو تحت الباب مذکور ہیں (ص ۱۰۲)۔

واضح رہے کہ امام بخاری رح کا قاعدہ اور عام عادت یہی ہے کہ اپنی رائے کے موافق حدیثیں ذکر کرتے ہیں اور اپنی رائے کے مخالف احادیث کو ذکر ہی نہیں کرتے۔ برخلاف اس کے دوسرے محدثین کرام رح مسلم رح، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، مسند احمد اور مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ کے کہ اپنے مسلک کے موافق اور مخالف ہر طرح کے احادیث صحیحہ ذکر فرماتے ہیں۔

دلائلِ احناف حضرت عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے الا اصلی بکم صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلّٰی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرّۃ۔

besturdubooks.wordpress.com

ترمذی اول "باب رفع الیدین عند الرکوع ص۳۵"۔

وقال ابوعیسیٰ حدیث ابن مسعود حدیث حسن ۔ وسنن ابی داؤد اول "باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع ص۱۰۹"۔

(۲) دوسری دلیل حضرت براء بن عازب رضؓ کی روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود (ابوداؤد اول ص۱۰۹)

(۳) حنفیہ کی تیسری دلیل حضرت جابر بن سمرہ رضؓ کی روایت ہے قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ۔

(مسلم شریف اول ص۱۸۱)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے (جبکہ ہم نمازمیں رفع یدین کررہے تھے) تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ میں تم لوگوں کو سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھ رہا ہوں، نماز میں سکون اختیار کرو (یعنی یہ حرکت مت کیا کرو)۔

محاکمہ معلوم ہوا کہ روایات واحادیث صحاح سے رفع اور ترکِ رفع دونوں ثابت ہیں۔

اب امام بخاری رحؒ نے اپنے رسالہ "جزء رفع الیدین" میں جو دعویٰ کیا ہے کہ ترکِ رفع پر کوئی حدیث سنداً ثابت نہیں، یہ دعویٰ صحیح نہیں چنانچہ کبار محدثین نے ان کی تردید فرمائی ہے خود ان کے تلمیذ اور خلیفہ امام ترمذی رحؒ نے بھی ساتھ نہیں دیا چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ کی روایت نقل کرکے فرماتے ہیں وبہ یقول غیر واحد من اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین الخ۔

(ترمذی اول ص۳۵)

(۲) خود امام بخاری رحؒ کے شیخ حُمیدی جن کا نام عبداللہ بن زبیر اور کنیت ابوبکر ہے اپنی مشہور تالیف "مسندِ حمیدی" حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کی حدیث نقل کرتے ہیں رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ واذا اراد ان یرکع وبعد مایرفع راسہ من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدتین۔ (مسند حمیدی جلد ۲ حدیث ۶۱۴)۔

پھر بھی یہ دعویٰ کہ ترکِ رفع پر کوئی حدیث ثابت نہیں نہایت تعجب خیز اور افسوس ناک ہے۔ اصل یہ ہے کہ امام بخاری رحؒ اپنی رائے کے خلاف والی حدیثوں کو نقل نہیں کرتے۔ پوری سند کے ساتھ اس حدیث کو دیکھنے کے لئے ملاحظہ ہو (نصر الباری جلد اول ص۹۵)۔

مطلب یہ ہے کہ صحابہ وتابعین میں ترکِ رفع کے قائل کافی لوگ رہے ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رح فرماتے ہیں کہ رفع یدین اور ترکِ رفع دونوں زمانۂ نبوت سے ہمارے زمانہ تک عملاً متواتر دمتوارث ہیں۔

اقسامِ تواتر

(۱) تواترِ اسناد ایسی کثیر جماعت نقل کرے جس کا توافق علی الکذب محال ہو۔

(۲) توافق قدرِ مشترک، ناقلین اگرچہ الگ الگ روایت کریں لیکن کسی ایک جگہ جا کر سب جمع ہو جاتے ہیں، مثلاً معجزاتِ رسول ص سب اخبارِ آحاد سے ثابت ہیں لیکن قدرِ مشترک تواتر کو پہنچ جائیگا جیسے نبع الماء من اصابع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۳) تواترِ طبقہ، کہ جس کے لئے ضابطہ میں کوئی سند نہ ہو ہاں طبقہ بعد طبقہ وہ چلی آتی ہو مثلاً قرآن مجید اسی میں سے ہے کہ اس کے لئے تواترِ اسناد ثابت ہونا نہایت مشکل ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تواترِ طبقہ کا انکار مشاہدات کا انکار ہے۔

(۴) تواترِ تعامل، کہ لوگ طبقہ بعد طبقہ اور بکثرت لوگ الی یومنا ھٰذا کرتے چلے آئے ہوں مثلاً رفع یدین اور ترکِ رفع ہمیشہ سے ہے ایک جماعت ہر دور میں ایسی چلی آرہی ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ رفع یدین کی احادیث معنیً متواتر ہیں جبکہ ترکِ رفع کی احادیث عملاً متواتر ہیں۔ یعنی ترکِ رفع میں تواترِ تعامل بھی ہے اور تواترِ طبقہ بھی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ عالمِ اسلام کے دو بڑے مراکز مدینہ منورہ اور کوفہ تقریباً بلا استثناء ترکِ رفع پر عامل رہے ہیں۔ چنانچہ امام مالک رح نے ترکِ رفع کا مسلک اہلِ مدینہ کا تعامل دیکھ کر ہی اختیار فرمایا۔ واللہ اعلم۔

خلاصہ خلاصہ یہ ہے کہ عندالرکوع رفع یدین بلاشبہ احادیث سے ثابت ہے۔ اسی طرح بلاشبہ ترکِ رفع احادیث صحیحہ اور آثارِ صحابہ سے ثابت ہے۔ مزید روایات و دلائل کے لئے امام طحاوی رح کی شرح معانی الآثار، اور علامہ نیموی عظیم آبادی کے آثار السنن کا مطالعہ کیا جائے، کہ حضرت عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر عمر بن الخطاب، علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے ترکِ رفع ثابت ہے۔

فقہائے احناف رح کے نزدیک رفع یدین کے نفسِ ثبوت میں نہ کوئی شبہ ہے نہ انکار بلکہ حنفیہ بقاءِ رفع اور اس کے دوام کا انکار کرتے ہیں یعنی اس کو منسوخ مانتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شروع میں رفع یدین کیا کرتے تھے بعد میں ترک فرما دیا اور حکم دیا اسکنوا فی الصلوٰۃ۔

اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ نماز حرکت سے سکون کی طرف چلی ہے مثلاً پہلے کلام فی الصلوٰۃ جائز تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

بَابٌ (۴۷۵) اِلٰی اَیْنَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ وَقَالَ اَبُوْ حُمَیْدٍ فِیْ اَصْحَابِهٖ

besturdubooks.wordpress.com

رَفَعَ النَّبِیُّ صلّی اللہ علیہ وسلم حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ۔

۷۰۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قال اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّہْرِیِّ قال اَخْبَرَنِی سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ قال رَأَیْتُ النَّبِیَّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم افْتَتَحَ التَّکْبِیْرَ فِی الصَّلٰوۃِ فَرَفَعَ یَدَیْہِ حِیْنَ یُکَبِّرُ حَتّٰی یَجْعَلَھُمَا حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ وَاِذَا کَبَّرَ لِلرُّکُوْعِ فَعَلَ مِثْلَہٗ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَعَلَ مِثْلَہٗ وقال رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ وَلَا یَفْعَلُ ذٰلِکَ حِیْنَ یَسْجُدُ وَلَا حِیْنَ یَرْفَعُ رَأْسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ۔

باب، تکبیر تحریمہ میں ہاتھوں کو کہاں تک اٹھائے؟ اور حضرت ابوحمید ساعدی رضؓ نے اپنے ساتھیوں میں (یعنی صحابہ میں سے اپنے ساتھیوں کے درمیان) بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مونڈھوں کے برابر ہاتھ اٹھائے۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے تکبیر یعنی اللہ اکبر سے نماز شروع کی تو تکبیر کہتے وقت آپ صؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ان ہاتھوں کو اپنے مونڈھوں کے برابر کرلیا اور جب آپ صؐ نے رکوع کے لئے تکبیر کہی تب بھی اسی طرح کیا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا تب بھی اسی طرح کیا اور فرمایا ربنا ولک الحمد اور جب آپ صؐ سجدہ میں جاتے تو اس طرح نہیں کرتے (یعنی رفع یدین نہیں کرتے) اور نہ اس وقت ایسا کرتے جب اپنے سر کو سجدے سے اٹھاتے۔

مطابقۃ للترجمہ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "حتی یجعلھما حذو منکبیہ"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۱۰۲ و مرّ ص۱۰۲، مسلم اول ص۱۶۸۔ ابوداؤد ص۱۰۴۔

مقصد ترجمہ مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ تکبیر میں ہاتھوں کو کہاں تک اٹھایا جائے؟ امام بخاری رحؒ نے ترجمہ میں مقصد کی وضاحت نہیں کی ہے بلکہ سوال قائم کردیا ہے، چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات مختلف ہیں (۱) الی المنکبین (۲) حذاء الاذنین، یعنی کانوں کے برابر (۳) الی فروع الاذنین یعنی کانوں کا بالائی حصہ۔

اسی اختلاف روایات کی بناء پر مسالک ائمہ مختلف ہیں لیکن امام بخاری رحؒ نے تحت الباب جو حدیث ذکر فرمائی ہے اس سے امام بخاری رحؒ کا رجحان بخوبی معلوم ہوگیا کہ امام بخاری رحؒ کا مسلک یہی ہے کہ ہاتھوں کو مونڈھوں تک اٹھایا جائے۔ واللہ اعلم

besturdubooks.wordpress.com

مذاہب ائمہؒ حنفیہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے یعنی انگوٹھے کانوں کی لو تک پہونچ جائیں۔

(۲) مشہور یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک منکبین یعنی مونڈھوں تک اٹھائے۔

شوافع وغیرہ کی دلیل حدیث الباب ہے۔

احناف رح کی دلیل حضرت مالک بن الحویرث رضؓ سے روایت ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا کبر رفع یدیه حتی یحاذی بهما اذنیه۔ (مسلم اول ص ۱۶۸)

اسی کے مثل طحاوی رح نے حضرت براء رضؓ سے اور دارقطنی نے حضرت انس رضؓ سے نقل کیا ہے۔

لیکن امام نووی شافعی نے تو مسئلہ ہی صاف کر دیا ہے کہ اس مسئلہ میں احناف و شوافع میں کوئی اختلاف ہی نہیں ہے۔ فرماتے ہیں:۔

فالمشهور من مذهبنا ومذهب الجمهور انه یرفع یدیه حذو منکبیه بحیث یحاذی اطراف اصابعه فروع اذنیه الخ۔

یعنی دونوں ہاتھوں کو دونوں مونڈھوں کے برابر اس طرح اٹھایا جائے کہ انگلیوں کا بالائی حصہ کانوں کے اوپر تک پہونچ جائیں اور انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر رہیں یہی حنفیہ کا مسلک مختار ہے۔ اس صورت میں تینوں طرح کی روایات میں تطبیق ہو گئی اور مذاہب ائمہ کا فرق بھی ختم ہو جاتا ہے۔

مرد و عورت کا فرق اب ایک مسئلہ رہ جاتا ہے کہ ہاتھ اٹھانے میں مرد اور عورت کے درمیان فرق ہے یا نہیں؟ احناف کہتے ہیں کہ فرق ہے۔ مرد تو اذنین تک اور عورت اپنے ہاتھوں کو مردوں کے مقابلہ میں کم اٹھائے گی اس لئے کہ عورت کے لئے اس میں ستر ہے۔

بابُ ۴۷۶ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ۔

۷۰۹ - حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَ إِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ وَ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَ رَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ رَوَاهُ إِبْنُ طَهْمَانَ عَنْ

besturdubooks.wordpress.com

اَیُّوبَ وَمُوسَی بنِ عُقْبَةَ مُختَصَراً۔

باب، جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھے تو دونوں ہاتھوں کے اٹھانے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت نافع رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ جب نماز میں داخل ہوتے (یعنی نماز شروع کرتے) تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع میں جاتے تب بھی رفع یدین کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تب بھی رفع یدین کرتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تب بھی رفع یدین کرتے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے اس عمل کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کیا، اس حدیث کو حماد بن سلمہ نے ایوب سختیانی سے انھوں نے نافع سے انھوں نے حضرت ابن عمر رضؓ سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور ابراہیم بن طہمان نے اس کو ایوب اور موسیٰ بن عقبہ سے اختصار کے ساتھ روایت کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله
" واذا قام من الركعتين رفع يديه "

تعدد موضعہ:۔ والحديث هنا صـ۱۰۲ ومرّ ايضا صـ۱۰۲ وابوداؤد اول صـ۱۰۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد بالکل واضح ہے کہ تین رکعت والی نماز یا چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کو پورا کر کے تشہد کے بعد اٹھتے ہوئے رفع یدین کرنا چاہیے۔ اور یہ صرف امام بخاری رحؒ کا مسلک ہے، البتہ بعد کے بعض شوافع حضرات اور بعض حنابلہ بھی اس کے قائل ہیں حالانکہ امام شافعی رحؒ کی مشہور و معرکۃ الآراء کتاب "کتاب الام" میں تصریح ہے کہ رفع یدین صرف تین جگہ ہے ۱ تکبیر تحریمہ کے وقت، ۲ رکوع میں جاتے وقت، ۳ رکوع سے اٹھتے وقت۔

اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ امام شافعی رحؒ بھی رفع عند القیام من الرکعتین کے قائل نہیں ہیں۔

دراصل یہ حکم بھی ابتدائی ہے جیسے روایات سے فی کل خفض و رفع بھی رفع ثابت علی ہذا عند السجود بھی روایات سے رفع ثابت ہے۔ تو جس طرح رفع عند السجود اور عند کل خفض و رفع رفع یدین منسوخ ہے اسی طرح رفع عند القیام من الرکعتین بھی حضرت جابر بن سمرہ رضؓ وغیرہ کی روایت سے منسوخ ہے۔ واللہ اعلم۔

بابٌ ۴۷۷ وَضعِ اليُمنیٰ عَلَى اليُسرىٰ فِي الصَّلوٰةِ

۷۱۰۔ حَدَّثَنَا عَبدُ اللهِ بنُ مَسلَمَةَ عَن مَالِكٍ عَن اَبِي حَازِمٍ عَن سَهلِ بنِ سَعدٍ قَالَ كَانَ نَاسٌ يُؤمَرُونَ اَن يَضَعَ الرَّجُلُ اليَدَ اليُمنىٰ عَلَى

besturdubooks.wordpress.com

ذِرَاعِهِ الْيُسْرَىٰ فِي الصَّلٰوةِ وَقَالَ اَبُوْحَازِمٍ لَآ اَعْلَمُهٗ اِلَّا يَنْمِي ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ يُنْمٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَقُلْ يَنْمِي۔

باب، نماز میں داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت سہل بن سعد رضؓ روایت کرتے ہیں کہ لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ ہر آدمی نماز میں داہنے ہاتھ کو اپنی بائیں کلائی پر رکھے اور ابوحازم نے کہا میں نہیں جانتا مگر یہ کہ حضرت سہل رضؓ اس بات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے، اسمٰعیل نے کہا یُنمٰی ذٰلك یعنی یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی جاتی تھی (یعنی منسوب کی جاتی تھی) اور انہوں نے یَنمی بصیغہ معروف نہیں کہا، یعنی اس طرح نہیں کہا کہ پہنچاتے تھے۔

فائدہ ابوحازم کے بصیغہ معروف کہنے سے بھی کوئی خلل نہیں آیا کیونکہ صحابی کا یہ کہنا کہ ایسا حکم دیا جاتا تھا رفع کے حکم میں ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى قوله "يؤمرون أن يضع الرجل اليد اليمنى على ذراعه اليسرىٰ فى الصلوٰة۔

تعدد موضعہ: والحديث هنا ص۱۰۲ وخرّجه الترمذى فى الباب ص۳۴۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد بالکل واضح ہے اور اس مسئلہ میں امام بخاری رحؒ جمہور ائمہ یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رحؒ، امام شافعی رحؒ، امام احمد رحؒ اور اسحاق وغیرہ کی تائید وموافقت کر رہے ہیں چونکہ اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت جو رفع یدین کیا گیا تھا اس کے بعد نمازی کیا عمل کرے؟ وضع یا ارسال؟ یعنی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا چاہئے یا دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دینا چاہئے؟۔

امام بخاری رحؒ بتلا رہے ہیں کہ نقل وعقل دونوں کا تقاضا ہے کہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا چاہئے، نقل کے لئے حدیث الباب کافی ہے۔

اور عقل کا تقاضہ ہے کہ احکم الحاکمین رب العالمین کے سامنے عبدیت کا ثبوت دینے کیلئے غایت تواضع کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور دست بستہ کھڑا ہونا اظہار تواضع وعبدیت کے لئے سب سے بہتر صورت ہے۔

قتل کر ڈالو ہمیں یا جرم الفت بخش دو
لو کھڑے ہیں ہاتھ باندھے ہم تمہارے سامنے

مسالک ائمہ رحؒ جمہور ائمہ یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رحؒ امام شافعی رحؒ امام احمد رحؒ اور اسحٰق رحؒ وضع یعنی ہاتھ باندھنے کو مستحب فرماتے ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

علامہ عینی حنفی ؒ فرماتے ہیں " فعندنا یضع وبہ قال الشافعی واحمد واسحٰق وعامۃ اھل العلم وھو قول علی وابی ھریرۃ والنخعی والثوری " (عمدۃ)

حافظ عسقلانی شافعی ؒ بھی یہی فرماتے ہیں وھو قول الجمہور من الصحابۃ والتابعین (فتح الباری)

یہی امام مالک ؒ سے ابن المنذر وغیرہ نے نقل کیا ہے، نیز یہی امام مالک ؒ سے مؤطا امام مالک میں منقول ہے (مؤطا امام مالک ص۵۵ تا ص۵۶) ۔

(۲) امام مالک ؒ سے ابن القاسم نے ارسال نقل کیا ہے اور یہی اکثر مالکیہ کا مشہور مسلک ہے کما قال الحافظ و صار الیہ اکثر اصحابہ (فتح)

(۳) امام مالک ؒ سے ایک قول فریضہ اور نافلہ میں فرق منقول ہے۔ (فتح)

علامہ ابن رشد مالکی فرماتے ہیں فکرہ ذالک مالک فی الفرض واجازہ فی النفل (بدایۃ المجتہد اول ص۹۹)

ومنھم من کرہ الامساک ونقل ابن الحاجب ان ذالک حیث یمسک معتمد القصد الراحۃ (فتح)

یعنی کراہت اس وقت ہے جبکہ استراحت کی نیت سے ہاتھ باندھے۔

دوسرا مسئلہ وضع کی کیفیت

یعنی ہاتھ کس طرح باندھے؟ حنفیہ کے نزدیک سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھکر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کے گٹّے کو پکڑلے، بیچ کی تینوں انگلیاں (بنصر، وسطیٰ اور سبابہ) بائیں کلائی پر رکھے۔

تیسرا مسئلہ محل وضع

یہ بھی اختلافی مسئلہ ہے کہ تحت السرہ یعنی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہیئے یا فوق السرہ تحت الصدر؟

(۱) فعندنا تحت السرۃ الخ (عمدۃ) امام اعظم ابوحنیفہ ؒ، سفیان ثوری ؒ، اسحٰق بن راہویہ ؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھنا مسنون ہے۔

(۲) حضرات شوافع ؒ کے نزدیک فوق السرہ تحت الصدر۔

(۳) امام احمد ؒ سے تین روایتیں ہیں ایک قول حنفیہ کے مطابق، ایک قول امام شافعی ؒ کے مطابق اور تیسرا قول یہ ہے کہ دونوں طریقوں میں اختیار ہے۔

ہماری دلیل

عن علی رض قال ان من السنۃ فی الصلوٰۃ وضع الاکف علی الاکف تحت السرۃ۔ (مسند احمد جلد اول ص۱۱۱ حدیث ۸۷۵)۔

اصول حدیث میں یہ بات طے شدہ ہے کہ جب کوئی صحابی کسی عمل کو سنت کہے تو وہ حدیث مرفوع کے

۲؎ حکم میں ہوگی۔
دوسری دلیل :۔ حضرت وائل بن حجر رضؓ سے روایت ہے قال رأیتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوٰۃ تحت السرۃ ، رواہ ابن ابی شیبۃ واسنادہ صحیح۔
(آثار السنن علامہ شوق نیموی عظیم آبادی ص۶۹ تا ص۷۱)۔

بابُ ۴۷۸ الخُشُوعِ فِی الصَّلوٰۃِ۔

۷۱۱۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ هٰهُنَا وَاللّٰهِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا خُشُوْعُکُمْ وَاِنِّیْ لَاَرَاکُمْ وَرَاءَ ظَهْرِیْ۔
باب، نماز میں خشوع کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا رخ یہاں (قبلہ کی طرف) ہے، خدا کی قسم تمہارا رکوع اور تمہارا خشوع مجھ پر چھپا ہوا نہیں رہتا بلاشبہ میں تم کو اپنی پشت کے پیچھے سے دیکھتا رہتا ہوں۔

مطابقۃ للترجمۃ :۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ما یخفی علیّ رکوعکم ولا خشوعکم"
تعدد موضعہ :۔ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۲ ومرّ ص۵۹۔

۷۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقِیْمُوا الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ بَعْدِیْ وَرُبَّمَا قَالَ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِیْ اِذَا رَکَعْتُمْ وَسَجَدْتُمْ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رکوع اور سجدہ کو ٹھیک طور پر ادا کرو اس لئے کہ خدا کی قسم میں تم کو اپنے پیچھے سے دیکھتا رہتا ہوں اور کبھی یہ فرمایا کہ جب تم رکوع کرتے ہو اور جب تم سجدہ کرتے ہو تو میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " اقیموا الرکوع والسجود " لانّ اقامۃ الرکوع والسجود لا تکون الّا بالسکون والطمانیۃ وھو الخشوع۔

besturdubooks.wordpress.com

تعدد موضعہ:- والحدیث ھہنا ص۱۰۲ و مرّ ص۵۹ و یاتی ص۱۰۱ و ص۱۰۳ و ص۹۵۷ و ص۹۸۳ ومسلم اول ص۱۸۰۔

مقصد ترجمہ سابق باب تھا "وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ" یعنی رب العالمین کے سامنے دست بستہ (ہاتھ باندھ کر) کھڑا ہونا جو صفت ہے عاجزی و زاری کرنے والے سائل کی۔

اب اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد نمازی کو خشوع و خضوع کی ترغیب ہے۔

خشوع دراصل جوارح سے ہوتا ہے مگر کامل خشوع یہ ہے کہ قلب و جوارح دونوں سے توجہ ہو، چونکہ خشوع و خضوع نماز کی روح ہے اس لئے نمازی کو اس طرح نماز پڑھنی چاہئے کہ قلب و جوارح سے پوری توجہ نماز کیطرف ہو۔ لیکن امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں کوئی حکم متعین نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے خشوع ضروری ہونے کے باوجود فرض و واجب نہیں ہے کہ اس کے فوت ہونے سے نماز باطل و فوت ہو جائے گی۔ فقہائے اسلام نے تصریح کی ہے کہ خشوع کے فوت ہونے پر بھی نماز ہو جائے گی۔ امام نوویؒ نے تو اجماع نقل کیا ہے کہ خشوع واجب نہیں۔ (شرح مسلم ص۲۰۸)

تشریح انی لاراکم من بعدی ای وراء ظھری کما ورد فی روایۃ اخریٰ۔

بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ مراد مِن بعد موتی ہے یعنی مرنے کے بعد میں تمہارے احوال پر مطلع ہوتا ہوں، وفیہ نظر۔ چونکہ اس صورت میں اذا رکعتم و سجدتم کا کوئی مطلب نہ ہوگا۔ باقی تشریح کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد دوم ص۴۴۱۔

باب ۴۷۹ مَا يَقْرَءُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ

۷۱۳۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوْا يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

باب، تکبیر (تحریمہ) کے بعد کیا پڑھے؟

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نماز کو الحمد للہ رب العٰلمین سے شروع کرتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ کانوا یفتتحون الصلوٰۃ بالحمد للہ رب العٰلمین۔

تعدد موضعہ:- والحدیث ھنا ص۱۰۲ تا ص۱۰۳ وخرّجہ مسلم اول ص۱۷۲ ابوداؤد ص۱۱۴

besturdubooks.wordpress.com

ترمذی صـ۳۴ والنسائی ایضاً۔

۷۱۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ هُنَيَّةً فَقُلْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ قَالَ أَقُولُ اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان کچھ دیر سکوت فرماتے تھے ابوزرعہ کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا تھا "تھوڑی دیر" تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ جو قراءت اور تکبیر کے درمیان سکوت فرماتے ہیں اس میں کیا پڑھتے ہیں آپؐ نے فرمایا میں یہ پڑھتا ہوں اللّٰھم باعد الخ اے اللہ میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری کر دے جتنی دوری مشرق و مغرب کے درمیان تونے کردی ہے، اے اللہ مجھ کو گناہوں سے ایسا پاک وصاف کردے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اے اللہ میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولے سے دھو دے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث ان الحدیث یتضمن انه صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول بین التکبیر والقراءۃ ھذا الدعاء المذکور۔ (عمدہ)

تعدد موضعه والحدیث ھھنا صـ۱۰۳ ومسلم اول صـ۲۱۹، ابوداؤد اول صـ۱۱۳ تا صـ۱۱۴ ابن ماجه صـ۵۸ تا صـ۵۹ ایضا نسائی۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ نے یہاں بھی ترجمۃ الباب میں کوئی حکم نہیں لگایا ہے مگر باب کے تحت ذکر کردہ احادیث سے مقصد معلوم ہو رہا ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد اس سلسلے میں توسع کو بیان کرنا ہے کہ کوئی دعاء پڑھنا واجب وضروری نہیں۔

نیز نہ کوئی خاص معین دعاء ضروری ہے پھر قائلین دعا بھی دعا پڑھنے کو مستحب سمجھتے ہیں چنانچہ امام بخاری رحؒ نے دو روایت ذکر کی ہے۔ پہلی روایت حضرت انس بن مالک رضؓ کی ہے جس میں کسی بھی

besturdubooks.wordpress.com

دعا کا ذکر نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ کوئی دعا نہ پڑھے۔

اور دوسری روایت حضرت ابوہریرہ رضؓ کی ہے جس میں ایک دعا مذکور ہے جس سے صاف معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے بخاری نے دونوں طرح کی روایت ذکر کر کے اختلاف کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ بخاری رحؒ کا مقصد فریقین کے دلائل کو ذکر کرنا ہے۔ اور اختلافِ ائمہ کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں اور یہ بھی کہ دعاءِ افتتاح واجب نہیں ہے۔

تشریح: یہاں ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد قرأت سے پہلے کچھ دعا پڑھے یا نہیں؟

مذاہبِ ائمہ امام مالک رحؒ کسی دعاء کے قائل نہیں ہیں بس تکبیر تحریمہ کے بعد الحمد للہ رب العلمین سے قرأت شروع کر دے حتیٰ کہ تعوذ و تسمیہ بھی نہ پڑھے۔

استدلال باب کی پہلی روایت حضرت انس بن مالک رضؓ کی حدیث سے ہے۔

(۲) جمہور ائمہ ثلاثہ رحؒ اور اسحاق رحؒ دعا کے قائل ہیں اور فرماتے ہیں کہ باب کی دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔

پھر دعا کی تعیین میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے۔

حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا یعنی سبحانک اللھم وبحمدک الخ مستحب ہے۔

(۳) امام شافعی رحؒ کے یہاں دعا توجیہ یعنی انی وجہت وجہی الخ پڑھنا مختار ہے۔

حنفیہ کی دلیل عن حمید الطویل عن انس بن مالک رضؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استفتح الصلوٰۃ قال سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک۔ (رواہ الطبرانی فی کتابہ المفرد فی الدعاء واسنادہ جید)۔

(آثار السنن جلد اول علامہ نیموی عظیم آبادی ص۷۲)

پھر علامہ نیموی رحؒ نے دو اثر ذکر فرمایا ہے جن میں ایک حضرت عمر فاروق رضؓ اور دوسرا حضرت عثمان غنی رضؓ کے بارے میں تذکرہ ہے کہ وہ افتتاح صلوٰۃ میں ثنا پڑھا کرتے تھے۔ (آثار السنن اول ص۷۲)

امام مالک رحؒ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ آپ کی مستدل حدیث میں افتتاح سے مراد افتتاح قراءتِ جہریہ ہے لہذا قراءت سریہ اس کے منافی نہیں۔

بسملہ کا حکم یہاں ایک مسئلہ یہ ہے کہ بسملہ قرآن اور سورہ فاتحہ کا جز ہے یا نہیں؟

دوسرا یہ کہ نماز میں اس کا کیا حکم ہے؟

تیسرا یہ کہ بسملہ بالجہر پڑھا جائیگا یا بالسر؟

besturdubooks.wordpress.com

اول مسئلہ مسئلہ اختلافیہ ہے۔ حنفیہ نیز امام مالکؒ کے نزدیک بسملہ صرف سورہ نمل کا جز ہے وہ بھی جز آیت ہے انه من سلیمان وانه بسم الله الرحمن الرحیم۔ اس کے علاوہ کسی سورہ کا جز نہیں البتہ بسم الله الرحمن الرحیم قرآن مجید کا جز ہے یعنی تسمیہ مستقل آیت ہے جو سورتوں کے درمیان فصل وامتیاز کے لئے نازل ہوئی ہے۔

(۲) امام شافعیؒ کے نزدیک بسملہ سورہ فاتحہ کا جز ہے۔

دوسرا مسئلہ: جمہور اہل علم احناف وحنابلہؒ کے نزدیک نماز میں بسم اللہ پڑھنا مسنون ومستحب ہے۔

(۲) حضرات شوافعؒ چونکہ بسملہ کو سورہ فاتحہ کا جز مانتے ہیں اس لئے پڑھنا واجب ہے۔

(۳) امام مالکؒ کے نزدیک بسملہ پڑھنا بدعت ہے۔

تیسرا مسئلہ: تسمیہ مسنون ہے نماز خواہ جہری ہو یا سری ہر حال میں سرًّا پڑھنا مستحب ہے۔ اس مسئلہ میں ابن تیمیہ وغیرہ نے بھی حنفیہ کا مسلک اختیار کیا ہے، لیکن حضرات شوافعؒ چونکہ فاتحہ کا جز مانتے ہیں اس لئے ان کے نزدیک صلوٰۃ جہریہ میں جہر کے ساتھ اور صلوٰۃ سریہ میں سر کے ساتھ پڑھا جائیگا۔ واللہ اعلم۔

بابٌ [۴۸۰]

۷۱۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی مَرْیَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ اَبِی مُلَیْکَةَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِی بَکْرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم صَلّٰی صَلٰوةَ الْکُسُوْفِ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ قَدْ دَنَتْ مِنِّی الْجَنَّةُ حَتّٰی لَوِ اجْتَرَأْتُ عَلَیْهَا لَجِئْتُکُمْ بِقِطَافٍ مِنْ قِطَافِهَا وَدَنَتْ مِنِّی النَّارُ حَتّٰی قُلْتُ اَیْ رَبِّ اَوَاَنَا مَعَهُمْ فَاِذَا امْرَاَةٌ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ قُلْتُ مَاشَاْنُ هٰذِهٖ قَالُوْا حَبَسَتْهَا حَتّٰی مَاتَتْ جُوْعًا لَا اَطْعَمَتْهَا وَلَا اَرْسَلَتْهَا تَاْکُلُ قَالَ

besturdubooks.wordpress.com

نَافِعٌ حَسِبْتُ اَنَّهُ قَالَ مِنْ خَشِيْشِ الْاَرْضِ اَوْ خِشَاشِهَا۔

باب، بلا ترجمہ۔

ترجمہ حدیث حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن کی نماز پڑھی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تو دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا تو دیر تک رکوع میں رہے پھر کھڑے ہوئے تو دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا تو دیر تک رکوع میں رہے پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور دیر تک سجدہ میں رہے پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور دیر تک سجدہ میں رہے پھر کھڑے ہوئے تو دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا تو دیر تک رکوع میں رہے پھر سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا اور دیر تک رکوع میں رہے پھر سر اٹھایا اور سجدہ کیا تو دیر تک سجدہ میں رہے پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور دیر تک سجدہ میں رہے پھر نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کہ جنت مجھ سے قریب ہوگئی اتنی کہ اگر میں جرأت کرتا تو اس کے خوشوں میں سے ایک خوشہ تم کو لا دیتا، اور دوزخ بھی مجھ سے اتنی قریب ہوگئی کہ میں کہہ اٹھا کہ اے پروردگار کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ اچانک ایک عورت پر نظر پڑی، نافع نے کہا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا اس عورت کو بلی نوچ رہی ہے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) میں نے دریافت کیا کہ اس عورت کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس عورت نے بلی کو باندھ کر رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی نہ تو اس نے اسے کھانا دیا اور نہ اس کو چھوڑا کہ کہیں سے کھا لے، نافع نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ زمین کے کیڑے وغیرہ سے اپنا پیٹ بھر لیتی۔

باب، بلا ترجمہ کالفصل من الباب السابق۔

بعض نسخوں میں یہاں لفظ باب بھی نہیں ہے جیسے عمدۃ القاری۔

اس صورت میں باب سابق "مایقرأ بعد التکبیر" ہی کی تیسری روایت مانی جائے گی اور حدیث کی مناسبت بقول علامہ قسطلانی رحمہ اللہ أی ربّ أوَ أنا معهم، سے ہے۔

اس میں أ ہمزۂ استفہام ہے اور واؤ عاطفہ ہے، ہمزۂ استفہام کا مدخول محذوف ہے، عبارت اس طرح ہوگی "أی ربّ اتعذ بهم وأنا معهم" یعنی اے پروردگار کیا تو ان کو عذاب میں مبتلا فرمائیگا جبکہ میں ان کے ساتھ موجود ہوں۔

اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے رحمت کی درخواست کر رہے ہیں اور اس وعدہ کیطرف اشارہ فرما رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دو چیزوں کو عذاب الٰہی سے امن کا سبب بتایا ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے "وما کان اللہ لیعذّبھم وانت فیھم"، "وما کان اللہ معذّبھم

besturdubooks.wordpress.com

وھم یستغفرون ۝ (سورۃ الانفال)

اور اگر باب ہو مگر بلا ترجمہ ہو جیسا کہ اکثر نسخوں میں ہے تو اس صورت میں کالفصل من الباب السابق ہوا کرتا ہے، یعنی فی الجملہ بابِ سابق سے تعلق بھی ہو، لیکن بظاہر یہاں کوئی تعلق و مناسبت ظاہر نہیں ہے۔

جواب ۱ : فاطال القیام سے ما یقرأ بعد التکبیر ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ اطالتِ قیام دعا ہی کی وجہ سے ہوئی۔

جواب ۲ : اس حدیث میں ثنا اور تعوذ کا ذکر نہیں ہے تو ممکن ہے کہ اطالہ قیام کا سبب یہی ہو۔

۳ : حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ای ربّ وانا معھم کہہ کر دعا فرمائی لہذا دعا ثابت ہوگئی۔ واللہ اعلم۔

صلوٰۃ کسوف ص۱۴۱ میں مستقل عنوان "ابواب الکسوف کا" آرہا ہے انشاء اللہ تفصیل سے بحث ہوگی۔

باب ۴۸۱ رَفعِ البَصَرِ اِلَی الاِمَامِ فِی الصَّلوٰۃِ وَقالتْ عائِشَۃُ

قال النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰۃِ الکُسُوفِ رَأیتُ جَھنّمَ یَحطِمُ بَعضُھا بَعضاً حِینَ رَأیتُمونِی تَاَخّرتُ۔

۷۱۶۔ حدّثنا موسیٰ قال حدّثنا عبدُ الواحدِ قال حدّثنا الأعمشُ عن عُمارۃَ بنِ عُمیرٍ عن ابی مَعمرٍ قال قُلنا لِخبّابٍ أکانَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَقرأُ فی الظُّھرِ والعَصرِ قال نعم فقلنا بِمَ کُنتُم تَعرِفُون ذالک قال باضطِرابِ لِحیَتِہٖ۔

باب، نماز میں امام کی طرف نظر اٹھانے کا بیان۔ اور حضرت عائشہ رضؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف کے بارے میں فرمایا کہ میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا بعض بعض کو توڑ پھوڑ رہا ہے جس وقت تم نے دیکھا کہ میں (نماز میں) پیچھے ہٹا ہوں۔

ترجمہ حدیث ابو معمر سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت خبّاب رضؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ ہاں کرتے تھے، تو ہم نے پوچھا کہ آپ لوگ اس کو کیسے معلوم کرتے تھے؟ تو فرمایا کہ آپ ؐ کی ڈاڑھی مبارک کے ہلنے سے۔

مطابقۃ للترجمۃ :- مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "باضطراب لحیتہ"

besturdubooks.wordpress.com

کیونکہ ڈاڑھی کا ہلنا ان لوگوں کو بغیر امام کی طرف دیکھے کیونکر معلوم ہو سکتا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ امام کی طرف نظر کر لیتے تھے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص ۱۰۳ و یاتی ص ۱۰۵ ایضاً ص ۱۰۵ و ص ۱۰۷ وابوداؤد ص ۱۱۶۔

۷۱۷۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قال أَنْبَأَنَا أَبُوإِسْحٰقَ قال سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ يَزِيْدَ يَخْطُبُ قال حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ وَكَانَ غَيْرَ كَذُوبٍ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَامُوا قِيَامًا حَتّٰى يَرَوْهُ قَدْ سَجَدَ۔

ترجمہ حدیث حضرت براء بن عازب رضؓ نے حدیث بیان کی اور وہ جھوٹ بولنے والے نہیں تھے کہ وہ لوگ (صحابہ رضؓ) جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے اور آپ جب اپنا سر رکوع سے اٹھا لیتے تو سب کھڑے رہتے یہاں تک وہ یہ دیکھ لیتے کہ آپ سجدے میں چلے گئے (اس وقت صحابہ بھی سجدے میں چلے جاتے)۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "حتی یروہ قد سجد"۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰھنا ص ۱۰۳ ومر ص ۹۶ ویاتی ص ۱۱۲۔

۷۱۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قال حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عن زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عن عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عبَّاسٍ قال خَسَفَتِ الشَّمْسُ على عهدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فصلّى قالوا يا رسولَ اللّٰهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فقال إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گہن ہوا تو آپ نے نماز پڑھائی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے دیکھا کہ آپ (نماز میں) اپنی جگہ پر رہ کر کچھ لینے کو بڑھے پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا تھا تو میں اس کا ایک خوشہ لینا چاہا اور اگر میں اس کو لے لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تم تم اس میں سے کھاتے رہتے (یعنی وہ کبھی ختم نہیں ہوتا)۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "رأیناک تکعکعت"۔

besturdubooks.wordpress.com

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صـ ۱۰۳ ومرّ صـ ۶۲ ویاتی صـ ۱۴۳ وصـ ۲۵۴ وصـ ۷۸۲ تا صـ ۷۸۳ مطوّلاً۔

۷۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى لَنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدَيْهِ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الْآنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلٰوةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِي قِبْلَةِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ ثَلَاثًا۔

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے مسجد کے قبلہ کی جانب اشارہ کیا پھر فرمایا ابھی جب میں نے تمہیں نماز پڑھائی تو میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا جو اس دیوار کے قبلہ میں متمثل کردی گئیں تو میں نے آج کے دن کی طرح خیر و شر کبھی نہیں دیکھی آپ نے تین بار فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فاشار بیدیہ قِبل قبلۃ المسجد"۔ مطلب یہ ہے کہ یہ اشارہ صحابہ نے دیکھا اور ظاہر ہے کہ صحابہ اسی وقت۔ دیکھ سکتے ہیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہے ہوں۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں فی وجہ المطابقۃ الخ خلاصہ یہ ہے کہ حدیث پاک میں امام کا اپنے آگے دیکھنا مذکور ہے اور جب امام کو آگے دیکھنا جائز ہوا تو مقتدی کو بھی اپنے آگے یعنی امام کو دیکھنا جائز ہوگا۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھنا صـ ۱۰۳ ومرّ صـ ۵۹ ویاتی صـ ۹۵۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ اس ترجمہ سے مسئلہ اختلافیہ کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ نمازی حالت میں مقتدی کی نظر کہاں ہو؟

مگر خود امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان یہ ہے کہ مقتدی کی نظر امام کی طرف رہے۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مصلی کی نظر قبلہ کی جانب ہونی چاہئے اس لئے کہ اس کی وجہ سے امام کے انتقالات کا علم ہوتا رہے گا، بالخصوص بہرا آدمی کے لئے تو امام کی طرف نظر ضروری ہے۔

ائمہ ثلاثہ (امام اعظم، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ) کا مسلک یہ ہے کہ قیام کی حالت میں موضع سجود پر نظر رہے، رکوع کی حالت میں پیر کی انگلیوں پر، سجدے کی حالت میں ناک پر اور تشہد کی حالت میں اپنی گود پر نظر رہنی چاہئے لانہ غایۃ الخشوع۔

besturdubooks.wordpress.com

بہرحال جمہور کے نزدیک بھی اگر نظر بجانب امام یا بجانب قبلہ ہوجائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

تشریح مزید تشریح کے لئے نصر الباری جلد سوم باب ۴۴۲ حدیث ۶۶۳ ملاحظہ فرمالیا جائے۔

بَابٌ ۴۸۲ رَفْعِ الْبَصَرِ اِلَی السَّمَاءِ فِی الصَّلوٰةِ

۷۲۰۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَّرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَی السَّمَاءِ فِیْ صَلٰوتِهِمْ فَاشْتَدَّ قَوْلُهٗ فِیْ ذٰلِكَ حَتّٰی قَالَ لَیَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ۔

باب، نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نماز میں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں، پھر اس کے بارے میں آپ ص کی گفتگو سخت ہوگئی یہانتک کہ آپؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس سے باز رہیں ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة
"یرفعون ابصارهم الی السماء فی صلوتهم"

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص۱۰۳ تا ص۱۰۴ وابوداؤد ص۱۳۲
وابن ماجة فی الصلوٰة ص۷۴ والنسائی ایضا فی الصلوٰة۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ نماز کی حالت میں آسمان کی طرف نظر اٹھانا مکروہ ہے وقال العینی رحؒ وهذا لاخلاف فیه۔

وقال ابن بطال وابن التین اجمع العلماء علی کراهة النظر الی السماء فی الصلوٰة لهذا الحدیث۔ (عمدہ)

تشریح نماز کی حالت میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا بالاتفاق مکروہ ہے جیساکہ ابن بطال وغیرہ نے فرمایا ہے چونکہ یہ ایک گونہ قبلہ سے انحراف ہے۔

دوسرا مسئلہ ہے خارجِ صلوٰة کا؟ یعنی نماز کے باہر دعاؤں میں آسمان کی طرف نظر اٹھانے کا

besturdubooks.wordpress.com

کیا حکم ہے؟ قاضی شریح وغیرہ نے مکروہ ہی کہا ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے کیونکہ حدیث شریف کے جو الفاظ ہیں ما بال اقوام یرفعون ابصارھم الی السماء فی صلوٰتھم۔ یعنی اس وعید میں نماز کی قید ہے پس نماز سے باہر جائز ہونا ہی چاہیئے لان السماء قبلۃ الدعاء کما ان الکعبۃ قبلۃ الصلوٰۃ (فتح) چونکہ آسمان قبلۃ الدعاء ہے جیساکہ کعبہ قبلۃ الصلوٰۃ ہے لہذا یہ اجابت کے زیادہ لائق ہے۔ واللہ اعلم۔

بابٌ الالتفات فی الصلوٰۃ [۴۸۳]

۷۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنَا ابُوالاَحْوَصِ قال حَدَّثَنَا اَشْعَثُ بنُ سُلَيْمٍ عن اَبِيْهِ عن مَسْرُوْقٍ عن عَائِشَةَ قَالَتْ سَالتُ رسولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عنِ الاِلْتِفَاتِ فِی الصَّلٰوةِ فقال هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَبْدِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک اچک لینا ہوا کہ شیطان بندے کی نماز میں سے اچک لیتا ہے (کہ نماز کا ثواب کھودے یا کم کردے)۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی "سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الالتفات فی الصلوٰۃ الخ"۔

تعدد موضعہ:- والحدیث ھنا صـ۱۰۴، ونسائی صـ۲۶۵، ابوداؤد صـ۱۳۱۔

۷۲۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قال حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عن عُرْوَةَ عن عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰى فِی خَمِيْصَةٍ لَهَا اَعْلَامٌ فقال شَغَلَتْنِی اَعْلَامُ هٰذِهٖ اذْهَبُوا بِهَا اِلٰی اَبِی جَهْمٍ وَ اْتُوْنِی بِاَنْبِجَانِيَّةٍ۔

ترجمہ حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) ایسی چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش بنے ہوئے تھے (نماز سے فارغ ہوکر) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس چادر کے نقوش نے مجھے مشغول کردیا اس چادر کو ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور مجھے انبجانی چادر لادو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ: علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
وجہ المطابقۃ للترجمۃ من حیث ان اعلام الخمیصۃ اذا لحظھا

besturdubooks.wordpress.com

المصلی وھو علی عاتقه کان یلتفت الیها یسیرا الا تری انه صلی اللہ علیه وسلم خلعها وعلل بقوله "شغلتنی اعلام ھذہ" ولا یکون ھذا الا بوقوع بصرہ علیها وفی وقوع بصرہ علیها التفات۔ (عمدہ)

خلاصہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شغلتنی اعلام ھذہ فرمایا معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نقش ونگار کو دیکھا ہے اور یہ دیکھنا نوع من الالتفات ہے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ نماز میں التفات کا حکم انواع التفات پر مبنی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح فرماتے ہیں "الالتفات علی ثلثۃ اقسام" (شرح تراجم)

(۱) التفات اگر گوشۂ چشم سے ہے یعنی کن انکھیوں سے دائیں یا بائیں نگاہ ڈالی تو یہ نگاہ ڈالنا اگر بلاضرورت ہے تو مکروہ تنزیہی ہے لانہ ینافی الخشوع۔

نماز میں تو خشوع و توجہ الی اللہ علی وجہ الکمال مطلوب ہے، البتہ اگر گوشۂ چشم سے دیکھنا ضرورت کی بناء پر ہو تو لاباس بہ یعنی کوئی حرج نہیں، گوشۂ چشم سے دیکھنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری شریف جلد ثانی" باب حدیث کعب بن مالک کی طویل حدیث میں ص ۶۳۵ میں ہے فاسارقہ النظر فاذا اقبلت علی صلوتی اقبل الی و اذا التفت نحوہ اعرض عنی الخ حضرت کعب بن مالک رض فرماتے ہیں کہ میں نماز میں کنکھیوں سے آپ ص کو دیکھتا رہتا جب میں اپنی نماز میں مشغول ہو جاتا تو آنحضور ص میری طرف دیکھتے لیکن جونہی میں آپ ص کی طرف دیکھتا تو آپ ص چہرہ پھیر لیتے الخ۔ معلوم ہوا کہ گوشۂ چشم سے التفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

(۲) دوسرا درجہ ہے تحویل وجہ کے ساتھ کہ گردن قبلہ سے منحرف ہو جائے لیکن سینہ کا انحراف بالکل نہ ہو تو مکروہ ہے۔

(۳) التفات میں سینہ بھی قبلہ سے منحرف ہو جائے تو یہ صورت حنفیہ، شافعیہ کے نزدیک مفسد صلوٰۃ ہے۔ مالکیہ و حنابلہ کے نزدیک مکروہ ہے مفسد صلوٰۃ نہیں۔

مالکیہ کے یہاں اگر مصلی دائیں بائیں مڑ جائے لیکن دونوں پاؤں قبلہ کی طرف قائم ہیں تو نماز باطل نہیں ہوگی۔
حنابلہ کے یہاں استدبار قبلہ ہونے پر نماز باطل ہوگی، واللہ اعلم۔

تشریح اختلاس اور خلس از باب ضرب، اچانک کسی چیز کو اچک لینا، فریب سے جھپٹا مارنا، نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے شیطان خشوع وخضوع کو اچک لے جاتا ہے۔

باقی تشریح کیلئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد دوم صفحہ ۳۹۰ تا ص ۳۹۱۔

باب ۴۸۴ هَلْ يَلْتَفِتُ لِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهِ، أَوْ يَرَى شَيْئًا أَوْ بُصَاقًا

besturdubooks.wordpress.com

فِی الْقِبْلَۃِ وقال سہلٌ اِلْتَفَتَ اَبُوْبَکْرٍ فرأی النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۷۲۳۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قال حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّہٗ قال رَاٰی رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نُخَامَۃً فِیْ قِبْلَۃِ الْمَسْجِدِ وَھُوَ یُصَلِّیْ بَیْنَ یَدَیِ النَّاسِ فحَتَّھَا ثُمَّ قال حِیْنَ انْصَرَفَ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا کَانَ فِی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّ اللہَ قِبَلَ وَجْھِہٖ فلا یَتَنَخَّمَنَّ اَحَدٌ قِبَلَ وَجْھِہٖ فِی الصَّلٰوۃِ رَوَاہُ موسی بنُ عُقْبَۃَ و ابنُ اَبِیْ رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ۔

باب، اس بات کے بیان میں کہ کیا نمازی التفات کرسکتا ہے بسبب کسی ایسے حادثہ کے جو اثنائے نماز میں نازل ہو یعنی پیش آجائے (مثلاً کسی درندے کا یا زہریلے جانور کا آجانا) یا نمازی کوئی چیز دیکھے یا قبلہ کی جانب تھوک دے تو التفات جائز ہے۔

اور حضرت سہل بن سعد رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے نماز میں التفات کیا تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عمر رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں قبلہ کی دیوار پر بلغم دیکھا اور آپ صؐ لوگوں کے آگے (کھڑے ہوئے) نماز پڑھ رہے تھے آپ صؐ نے اس کو کھرچ دیا (صاف کردیا) پھر جب آپ صؐ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص نماز میں ہوتا ہے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کے سامنے کی جانب ہوتا ہے اس لئے تم میں سے کوئی شخص نماز میں اپنے سامنے کی جانب کھنکار (بلغم) نہ ڈالے۔ اس حدیث کو موسیٰ بن عقبہ اور عبدالعزیز بن ابی رواد نے بھی نافع سے روایت کیا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی الجزء الثالث منہا وھو قولہ "او بصاقا" (عمؒ) فان قلت المذکور فی الترجمۃ البصاق وفی الحدیث النخامۃ واین التطابق؟ قلت المقصود المطابقۃ اصل الحدیث فان اخرج حدیث نافع عن ابن عمر ھذا ایضا فی باب حک البزاق بالید من المسجد ولفظہ عن عبد اللہ بن یوسف عن مالک عن نافع عن عبداللہ بن عمر رضؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأی بصاقا فی جدار القبلۃ فحکہ۔ الحدیث۔ ولان حکم البصاق والنخامۃ واحد من حیثیۃ تعین الازالۃ منہا الخ۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھہنا ص۱۰۴ ومر ص۵۸ ویاتی ص۱۶۲ وص۹۰۲ ومسلم اول ص۲۰۷ والنسائی ص۸۴۔

besturdubooks.wordpress.com

۷۲۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا الْمُسْلِمُونَ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ صُفُوفٌ فَتَبَسَّمَ يَضْحَكُ وَنَكَصَ أَبُوبَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ لَهُ الصَّفَّ فَظَنَّ أَنَّهُ يُرِيدُ الْخُرُوجَ وَهَمَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِي صَلٰوتِهِمْ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ أَتِمُّوا صَلٰوتَكُمْ وَأَرْخَى السِّتْرَ وَتُوُفِّيَ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ (ایک روز) مسلمان فجر کی نماز میں (مشغول) تھے کہ اچانک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آگئے آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضؓ کے حجرے کا پردہ اٹھایا اور مسلمانوں کی طرف دیکھا اس وقت مسلمان صف بستہ تھے آپ ﷺ (یہ منظر دیکھ کر) ہنستے ہوئے مسکرائے اور حضرت ابوبکر رضؓ الٹے پاؤں پیچھے ہٹنے لگے تاکہ آپ کے لئے (جگہ چھوڑ کر) صف میں مل جائیں ابوبکر رضؓ نے یہ سمجھا کہ آپ ﷺ باھر تشریف لانا چاہتے ہیں اور مسلمانوں نے (مارے خوشی کے) یہ قصد کیا کہ نماز میں مبتلائے فتنہ ہوجائیں (یعنی نماز توڑ دیں) پھر آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ تم لوگ اپنی نماز کو پورا کرلو اور پردہ گرادیا اور اسی دن کے آخر میں آپ ﷺ نے وفات پائی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان الصحابة لما كشف صلى الله عليه وسلم الستر التفتوا اليه وذٰلك لان الحجرة كانت عن يسار القبلة فالناظر الى اشارة من هو فيها يحتاج الى ان يلتفت ولولا التفاتهم مارأوا اشارته فصدق عليه الجزء الثاني من الترجمة۔ (عمدۃ)

تعدد موضعہ:۔ والحديث ھھنا ص۱۰۴ ومر ص۹۳ تا ص۹۴ وفى المغازى ص۶۴۰۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا یہ باب مثل استثناء ہے، مقصد یہ ہے کہ التفات کی مختلف قسمیں ہیں بعض قسم مفسد صلوٰۃ ہے اور بعض مکروہ۔ کما مرّ۔

اب اس باب میں بعض التفات کو مستثنیٰ کرنا مقصود ہے کہ اگر التفات ضرورت کی بناء پر ہو تو جائز ہے۔

سوال:۔ ضرورت کے وقت جب التفات جائز ہے تو امام بخاری رحؒ نے ترجمۃ الباب میں لفظ ھل کیوں بڑھایا؟

جواب:۔ یہ ھل بمعنی قد ہے، یعنی بلاشبہ جبکہ ضرورت ہو تو التفات جائز ہے۔ جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نیز حضرت ابوبکر رضؓ سے التفات ثابت ہے۔

ع۲:۔ حضرت مصنف رحؒ نے حضرت سہل رضؓ کی معلق روایت ذکر فرمائی جس میں حضرت ابوبکر رضؓ کا التفات

besturdubooks.wordpress.com

مذکور ہے اور اس التفات میں احتمال ہے کہ یہ التفات الی القبلہ ہو جو مضر نہیں۔
لیکن یہ جواب قابلِ اعتراض ہے اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو حجرہ سے تشریف لائے تھے اور حجرۂ مبارکہ بائیں جانب تھا لہٰذا صحابہ کرام نے بائیں جانب التفات فرمایا۔
حضرت ابن عمرؓ کی حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیوارِ قبلہ پر بلغم دیکھا۔ اس میں احتمال ہے کہ بالکل سامنے کے بجائے دائیں یا بائیں دیکھا اس تردّد کی بنا پر بخاری نے لفظ ھل قائم کر دیا۔
۳:۔ حضرت انس بن مالک رضؓ کی روایت ہے کہ (دوشنبہ کے دن) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حجرۂ عائشہ کا پردہ اٹھایا اور حضرت ابوبکر رضؓ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے تو حضرات صحابہ رضؓ نے رسول اکرم ؐ کو دیکھا۔
معلوم ہوا کہ التفات جائز ہے لیکن احتمال ہے کہ صحابہ نے گوشۂ چشم سے دیکھا اس لئے امام بخاریؒ نے ھل قائم کر دیا واللہ اعلم۔

باب ۴۸۵ وُجُوبِ الْقِرَاءَةِ لِلْاِمَامِ وَالْمَامُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ۔

۷۲۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ شَكَىٰ أَهْلُ الْكُوفَةِ سَعْداً إِلَى عُمَرَ فَعَزَلَهُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّاراً فَشَكَوا حَتَّى ذَكَرُوا أَنَّهُ لَا يُحْسِنُ يُصَلِّي فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا أَبَا إِسْحٰقَ إِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّي قَالَ أَمَّا أَنَا وَاللّٰهِ فَإِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا أَخْرِمُ عَنْهَا أُصَلِّي صَلٰوةَ الْعِشَاءِ فَأَرْكُدُ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأُخِفُّ فِي الْأُخْرَيَيْنِ قَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ يَا أَبَا إِسْحٰقَ فَأَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلاً أَوْ رِجَالاً إِلَى الْكُوفَةِ يَسْأَلُ عَنْهُ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَلَمْ يَدَعْ مَسْجِداً إِلَّا سَأَلَ عَنْهُ وَيُثْنُونَ عَلَيْهِ مَعْرُوفاً حَتَّى دَخَلَ مَسْجِداً لِبَنِي عَبْسٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ أُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ يُكْنَى أَبَا سَعْدَةَ فَقَالَ أَمَّا إِذَا نَشَدْتَنَا فَإِنَّ سَعْداً كَانَ لَا يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ قَالَ سَعْدٌ أَمَا وَاللّٰهِ لَأَدْعُوَنَّ بِثَلٰثٍ اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِباً قَامَ رِيَاءً وَسُمْعَةً فَأَطِلْ عُمْرَهُ وَأَطِلْ فَقْرَهُ وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ وَكَانَ بَعْدُ إِذَا سُئِلَ يَقُولُ شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ أَصَابَتْنِي

besturdubooks.wordpress.com

دَعْوَةُ سَعْدٍ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِي فِي الطُّرُقِ يَغْمِزُهُنَّ۔

باب ، امام اور مقتدی کے لئے تمام نمازوں میں قراءت کے واجب ہونے کا بیان حضر میں ہو یا سفر میں یا وہ نماز ہو جس میں جہر کیا جاتا ہے یا وہ نماز ہو جس میں سراً پڑھا جاتا ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن سمرہ رضہ روایت کرتے ہیں کہ اہل کوفہ نے حضرت عمر رضہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضہ کی شکایت کی تو حضرت عمر رضہ نے حضرت سعد رضہ کو معزول کر دیا اور حضرت عمار بن یاسر رضہ کو ان لوگوں کا حاکم مقرر کر دیا۔

اہل کوفہ نے حضرت سعد رضہ کی (متعدد) شکایتیں کیں یہاں تک کوفہ والوں نے بیان کیا کہ وہ اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھاتے تو حضرت عمر رضہ نے حضرت سعد رضہ کو بلا بھیجا اور کہا اے ابو اسحٰق (یہ حضرت سعد رضہ کی کنیت ہے) یہ اہل کوفہ کہتے ہیں کہ تم نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھاتے ؟ حضرت سعد رضہ نے کہا " خدا کی قسم میں تو ان کو اسی طرح نماز پڑھاتا تھا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھایا کرتے تھے میں اس میں ذرا بھی کمی نہیں کرتا تھا (مثلاً) عشاء کی نماز اس طرح پڑھاتا تھا کہ پہلی دو رکعتوں میں دیر تک ٹھہرتا تھا (یعنی لمبا کرتا تھا) اور اخیر کی دو رکعتوں میں تخفیف کرتا تھا ، حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ اے ابو اسحٰق آپ کے بارے میں گمان غالب یہی ہے پھر حضرت عمر رضہ نے ایک آدمی یا چند آدمیوں کو حضرت سعد رضہ کے ساتھ کوفہ بھیجا تاکہ کوفہ والوں سے حضرت سعد رضہ (کی شکایتوں) کے بارے میں دریافت کریں (یعنی سوالات کرکے تحقیق کریں) ان لوگوں نے کوئی مسجد نہ چھوڑی جہاں حضرت سعد رضہ کا حال نہ پوچھا ہو سب لوگ ان کی عمدہ تعریف کرتے رہے یہاں تک کہ بنی عبس کی مسجد میں گئے تو ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا جس کو اسامہ بن قتادہ کہتے تھے اس کی کنیت ابو سعدہ تھی اس نے کہا جب آپ نے ہم کو قسم دی ہے تو سچ تو یہ ہے کہ حضرت سعد رضہ لشکر کے ساتھ جہاد میں نہیں جاتے تھے مالِ غنیمت کی تقسیم میں برابری نہیں کرتے تھے اور فیصلہ میں انصاف نہیں کرتے تھے (یہ سنکر) ، سعد رضہ نے فرمایا میں تو بخدا تین بد دعائیں ضرور کروں گا کہ اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور ریاکاری اور شہرت کے لئے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کر دے اور اس کے فقر کو طویل کر دے اور اس کو فتنوں کا نشانہ بنا دے ، اس کے بعد جب اس شخص سے پوچھا جاتا تو وہ کہتا کہ میں ایک مبتلائے فتنہ بوڑھا ہوں مجھے حضرت سعد رضہ کی بد دعا لگ گئی ہے عبد الملک نے کہا کہ میں نے اس کو بعد میں دیکھا بڑھاپے کی وجہ سے اس کی دونوں بھویں آنکھوں پر آگئی تھیں اور راستہ میں (کھڑا ہو کر) لڑکیوں کو چھیڑتا اور ان پر دست درازی کرتا۔

مطابقتہ للترجمۃ :۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ " فانی کنت اصلی بہم صلوٰۃ رسول اللہ

besturdubooks.wordpress.com

صلی اللہ علیہ وسلم وما اخرم عنہا الخ"۔

ترجمۃ الباب کی تشریح

واضح رہے کہ ترجمۃ الباب چھ اجزاء پر مشتمل ہے۔ ۱۔ وجوب القراءۃ للامام ۲۔ وجوب القراءۃ للمقتدی، ۳۔ وجوب القراءۃ للحضر، ۴۔ فی السفر، ۵۔ جہری نمازمیں، ۶۔ سرّی نمازمیں۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "ولا نزاع فی قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰتہ دائما وھو یدل علی وجوب القراءۃ لکن التطابق انما یکون فی الجزء الاول من الترجمۃ وھو قولہ وجوب القرأۃ للامام، وما اخرم عنہا "ای عن صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدل علی الجزء الخامس و السادس من الترجمۃ وھو الجھر فیما یجھر والمخافۃ فیما یخافت ولا نزاع انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یجھر فی محل الجھر ویخفی فی محل الاخفاء وھذا القول یدل ایضا علی الجزء الثالث والرابع لانہ یدل علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کان یترک القراءۃ فی الصلوۃ فی الحضر ولا فی السفر لانہ لم ینقل ترکہ اصلاً ولم یبق من الترجمۃ الّا الجزء الثانی وھو قرأۃ الماموم فلا دلالۃ فی الحدیث علیہ۔ (عمدہ ج ۶ ص ۴)

یعنی یہ ایک جامع باب ہے جو چھ مسائل پر مشتمل ہے۔

اس میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اپنی نماز میں قرأت کرتے تھے جو وجوبِ قرأت پر دلیل ہے اور ترجمہ کے جزء اول یعنی وجوب القراءۃ للامام کی مطابقت ہے۔

وما اخرم عنہا، یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے کوتاہی و کمی نہ کرتا تھا۔ اس سے ترجمہ کا پانچواں اور چھٹا مسئلہ ثابت ہوتا ہے، یعنی جہری نمازوں میں جہر کے ساتھ اور سرّی نمازوں میں سر کے ساتھ۔

اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہوں یا حضر میں ہر نماز میں قرأت کرتے تھے۔ یہ ترجمہ کے تیسرے اور چوتھے جزء پر دلیل ہے یعنی تیسرا اور چوتھا مسئلہ ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ترکِ قرأت ثابت نہیں ہے۔

اب صرف ترجمہ کا جزء ثانی باقی رہ گیا یعنی مقتدی کی قرأت؟ یہ مسئلہ حدیث کے کسی جزء سے ثابت نہیں۔

تعدد موضعہ

والحدیث ھٰھنا ص ۱۰۴ ویاتی فی "باب القراءۃ فی الظھر ص ۱۰۵ (و) فی باب یطوّل فی الاولیین ویحذف فی الاخریین ص ۱۰۶ ومسلم اول ص ۱۸۶ وابوداؤد اول فی باب تخفیف الاخریین ص ۱۱۷۔

۷۲۶۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ حَدَّثَنَا الزُّھْرِیُّ عَنْ

besturdubooks.wordpress.com

مَحْمُودِ بنِ الرَّبِيعِ عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قال لا صَلوٰةَ لِمَن لَمْ يَقرَأ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة: علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "مطابقة الحديث للترجمة غيرظاهرة لان الترجمة اعم من ان تكون القراءة بالفاتحة اوبغيرها والحديث يعين الفاتحة۔ (عمدہ ۵)

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۱۰۴ ومسلم اول ص۱۶۹ وابوداؤد فی باب من ترك القرأة فى صلاته ص۱۱۹، والترمذی فی "باب ما جاء فی القرأة خلف الامام ص۴۱"

۷۲۷۔ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قال حدَّثَنا يحيىٰ عن عُبَيدِ اللهِ قال حَدَّثَنِى سَعِيدُ بنُ اَبِى سَعِيدٍ عن اَبِيهِ عن ابى هُرَيرَةَ اَنَّ رَسولَ اللهِ صلَّى اللّٰهُ عليه وسلم دَخَلَ المَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجلٌ فَصَلّٰى فَسَلَّمَ على النبيِّ صلى الله عليه وسلم فَرَدَّ وقال اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَم تُصَلِّ فرَجَعَ فصَلّٰى كما صَلّٰى ثمَّ جاءَ فسَلَّمَ على النبيِّ صلى الله عليه وسلم فقال اِرْجِعْ فصَلِّ فاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلٰثاً وقال وَالَّذى بَعَثَكَ بِالحَقِّ ما اُحْسِنُ غَيرَهُ فَعَلِّمْنِى فقال اِذا قُمْتَ اِلَى الصَّلوٰةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ القُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعاً ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِماً ثُمَّ اسْجُدْ حتى تَطْمَئِنَّ سَاجِداً ثُمَّ ارْفَعْ حتى تَطْمَئِنَّ جَالِساً وَافْعَلْ ذٰلِكَ فى صَلَاتِكَ كُلِّهَا۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے پھر ایک شخص (خلاد بن رافع رضؓ) داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ صلعم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ واپس جاؤ پھر نماز پڑھو اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی (یعنی تمہاری نماز واجب الاعادہ ہے اس لئے دوبارہ پڑھو)۔ چنانچہ وہ شخص لوٹ کر گیا اور اس نے پھر اسی طرح نماز پڑھی جیسے پہلے پڑھی تھی پھر آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا پس آپ صلعم نے یہی فرمایا کہ واپس جاؤ اور نماز پڑھو اس لئے کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی تین بار ایسا ہی ہوا آخر اس شخص نے عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا لہٰذا آپ مجھے سکھا دیجئے تو

besturdubooks.wordpress.com

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اللہ اکبر کہو پھر قرآن مجید میں سے جو تم آسانی سے پڑھ سکتے ہو اس کو پڑھو پھر رکوع کرو یہاں تک رکوع کی حالت میں اطمینان ہوجائے پھر رکوع سے سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدے کی حالت میں اطمینان ہوجائے پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ یہاں تک کہ بیٹھنے کی حالت میں اطمینان ہوجائے پھر اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "ثم اقرأ ما تیسر معك من القرآن" چونکہ یہ حضرت خلاد بن رافع رضؓ کا واقعہ ہے اور یہ واقعہ دن کی نماز کا ہے پس چھٹے جز (ما یخافت) سے مطابقت ہے، یعنی سرّی نماز میں آنحضرت ﷺ نے قرأت قرآن کا حکم دیا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۱۰۴ تا ص۱۰۵ ریاتی ص۱۰۹ وص۹۲۴ وص۹۸۶، ومسلم اول ص۱۷۰ و ابوداؤد فی "باب صلوٰۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود ص۱۲۴" ترمذی اول فی "باب ماجاء فی وصف الصلوٰۃ ص۴۰"، واخرج النسائی فی الصلوٰۃ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے بالکل واضح ہے کہ ساری نمازوں میں قرأت ضروری ہے خواہ وہ حضر کی ہوں یا سفر کی اور خواہ وہ جہری ہوں یا سرّی امام اور مقتدی دونوں پر قرأت واجب ہے۔

الفاظ کی تحقیق وتشریح شکی اھل الکوفۃ ای بعض اھل الکوفۃ۔ کوفہ کے معنی ہیں ریت کا گول سرخ ٹیلہ، تو چونکہ جہاں یہ آباد ہے وہاں پہلے گول ٹیلہ تھا اس لئے اس کا نام کوفہ پڑا۔ یہ کوفہ عراق کے ایک شہر کا نام ہے بلکہ عراق کا سب سے بڑا شہر ہے جو بغداد سے تیس ۳۰ کوس یعنی تقریباً نوے میل کے فاصلہ پر ہے یہی وہ اہم مقام ہے جس کو حضرت علی رضؓ نے اپنا دار الخلافہ بنایا اور وہیں واصل بحق ہوئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ حضرت سعد رضؓ ۱۷ھ میں کوفہ کے گورنر بنائے گئے اور ۲۱ھ یا ۲۰ھ میں علیٰ اختلاف الاقوال معزول کئے گئے۔

بقیہ حالات کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد اول ص۲۷۳۔

ابا اسحٰق:۔ یہ ابو اسحاق حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کی کنیت ہے کنی بذلك باکبر اولادہ۔ (عمدہ)

فعزلہ چند شرپسند عناصر نے حضرت عمر فاروق رضؓ کے پاس حضرت سعد رضؓ کی شکایت کی حضرت فاروق رضؓ نے انہیں معزول کردیا، معلوم ہوا کہ اگر مصلحت کا تقاضا ہو تو بلا تحقیقِ حال بھی معزول کرنا درست ہے۔ (عمدہ)

مصلحت یہ تھی کہ فتنہ بڑھنے نہ پائے بلکہ فتنہ دب جائے۔ وقیل عزلہ ایثار القربۃ منہ لکونہ

besturdubooks.wordpress.com

من اهل المشورۃ وقیل إنّ مذهب عمرؓ ان لا یستمر بالعامل اکثر من اربع سنین۔ (عمدہ)
یعنی بعض حضرات نے عزل کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حضرت عمرؓ کسی عامل کو ایک جگہ چار سال سے زیادہ نہیں رکھتے تھے۔ مگر یہ وجہ اس لئے صحیح نہیں کہ حضرت معاویہؓ ۱۸ھ میں حضرت فاروقؓ کی طرف سے شام کے والی ہوئے اور حضرت فاروق اعظمؓ کی زندگی بھر شام کے والی رہے، سیدنا عمر فاروقؓ کی شہادت ۲۳ھ میں ہوئی، واللہ اعلم۔

ما اخرم بفتح الهمزة وکسر الراء ای لا انقص۔ ارکد فی الاولیین پہلی دو رکعتوں میں دیر تک ٹھہرتا تھا یعنی قراءت لمبی کرتا تھا واُخِف فی الاخریین اور اخیر کی دو رکعتوں میں تخفیف کرتا تھا، یعنی مختصر۔

قراءت خلف الامام

یعنی امام کے پیچھے مقتدی کے لئے قراءت کرنے کا حکم؟

زمانۂ قدیم سے ہی یہ مسئلہ مختلف فیہ اور معرکۃ الآراء مسئلہ رہا ہے، اس مسئلہ کو نماز کے اختلافی مسائل میں سب سے زیادہ اہمیت ہے، اس بارے میں روایات واحادیث میں بظاہر اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ بعض سے قراءت خلف الامام کی ممانعت اور بعض سے اجازت نیز بعض سے بظاہر تاکید مفہوم ہوتی ہے اس لئے یہ مسئلہ طویل المباحث اور معرکۃ الآراء بن گیا۔ اور چونکہ اس میں اختلاف صرف افضلیت کا نہیں ہے جواز و عدم جواز بلکہ وجوب و تحریم کا ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ پر قلمی اور زبانی مناظرات کا بازار گرم رہا ہے اور اس پر فریقین کیطرف سے اتنی کتابیں اور رسائل لکھے گئے ہیں جن سے ایک کتبخانہ تیار ہو سکتا ہے۔

سب سے پہلے اس موضوع پر مستقل رسالہ امام بخاریؒ نے القراءت خلف الامام لکھا جو جزء القراءۃ خلف الامام کے نام سے مشہور ہوا۔ اور ان کے بعد امام بیہقی نے اس موضوع پر کتاب القراءۃ تحریر فرمائی۔

اس ابتدائی دور میں کسی حنفی عالم کی اس موضوع مستقل کتاب کا ذکر نہیں ملتا البتہ امام بیہقی نے اپنی کتاب القراءت میں بکثرت ایک حنفی عالم کی تردید کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علمائے احناف میں سے کسی نے اس مسئلہ پر امام بیہقی سے پہلے کوئی کتاب لکھی تھی، پھر آخری دور میں غیر مقلدین نے اس مسئلہ کو بہت اچھالا۔

غیر مقلدین اور حنفیہ چونکہ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور برما وغیرہ میں ہمیشہ حنفی مسلک ہی کی سیادت و قیادت رہی ہے اس لئے خاص طور سے حنفیہ کے خلاف بلکہ ائمہ مجتہدین و سلف صالحین کے خلاف محاذ قائم کیا اور ان کی نمازوں کے فاسد ہونے کا اعلان کیا تو محدثینِ عظام و علماءِ کرام نے اس کے جواب میں متعدد کتابیں تالیف کیں۔

besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ م ۱۳۰۴ھ نے امام الکلام فی القراءۃ خلف الامام اور اس کا حاشیہ غیث الغمام فی القراءۃ خلف الامام تحریر فرمایا۔ حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ م ۱۳۲۳ھ نے ھدایۃ المعتدی لکھی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ م ۱۲۹۷ھ نے توثیق الکلام فی ترک القراءۃ خلف الامام لکھی، حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمہ محشی بخاری شریف م ۱۲۹۷ھ نے الدلیل القوی علی ترک القراءۃ للمقتدی لکھی، حضرت الشیخ المحقق محمد ہاشم سندھی رحمہ م ۱۱۷۴ھ نے تنقیح الکلام فی القراءۃ خلف الامام اور علامہ ظہیر حسن نیموی بہاری نے متعدد رسالے تحریر فرمائے۔ اور حضرت شاہ صاحب علامہ کشمیری رحمہ نے فاتحۃ الخطاب فی فاتحۃ الکتاب اور فصل الخطاب فی امّ الکتاب دو رسالے لکھے، پھر حضرت مولانا ظفر احمد تھانوی رحمہ مؤلف اعلاء السنن نے فاتحۃ الکلام فی القراءۃ خلف الامام تحریر فرمایا۔

پھر آخر میں ہمارے زمانے میں حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صاحب صفدر شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے احسن الکلام فی ترک القراءۃ خلف الامام کے نام سے دو جلدوں میں مفصّل و مدلل کتاب لکھی جسے اس موضوع کے مباحث کا جامع ترین ذخیرہ کہنا چاہیئے جو بلاشبہ اعلیٰ علمی تحقیق اور مسکت جوابات پر مشتمل ہے، جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ ہم یہاں ان ہی اکابر بزرگوں سے نقل کر کے ضروری تحقیق اختصار کے ساتھ پیش کریں گے انشاء اللہ۔

تفصیل مذاہب حنفیہ کے نزدیک قراءتِ فاتحہ خلف الامام (یعنی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا) مکروہ تحریمی ہے خواہ جہری نماز ہو یا سرّی کسی بھی نماز میں امام کے پیچھے مقتدی کو قراءت کرنا جائز نہیں۔

سفیان ثوریؒ، امام زہریؒ، امام شعبیؒ، ابراہیم نخعیؒ، ابن ابی لیلیؒ، امام احمدؒ فی روایۃ اور امام اوزاعیؒ فی روایۃ وغیرہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

امام محمدؒ مؤطا میں لکھتے ہیں:۔

قال محمد لا قراءۃ خلف الامام فیما جہر فیہ ولا فیما لم یجہر بذلک جاءت عامۃ الآثار وھو قول ابی حنیفۃؒ (مؤطا امام محمد مطبوعہ دیوبند ص ۹۶)

امام کے پیچھے قراءت نہ کرنی چاہیئے خواہ امام جہر سے قراءت کرتا ہو یا آہستہ، اسی طرح پر عام آثار دلالت کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مسلک و مذہب ہے۔

فائدہ اس سے امام محمدؒ م ۱۸۹ھ کا مسلک بھی واضح ہو جاتا ہے کہ امام محمدؒ بھی کسی نماز میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے قائل نہ تھے اور یہی مضمون ان کی کتاب الآثار ص ۲۱ میں بھی منقول ہے۔ مؤطا امام محمد سے یہ بھی صاف ہو گیا کہ بعض بزرگوں نے جو امام محمدؒ کی طرف یہ منسوب کیا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کو احتیاط کے طور پر جائز اور مستحسن سمجھتے ہیں یہ نسبت صحیح نہیں ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ علامہ ابن ہمام رح لکھتے ہیں "الاصح ان قول محمد رح کقولہما"
علامہ ابن ہمام رح م ۸۸۱ھ کی اس تحریر سے امام ابویوسف رح م ۱۸۲ھ کا مسلک بھی واشگاف اور آشکارا ہوگیا کہ وہ بھی جملہ نمازوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے قائل نہ تھے۔
(۲) حضرت امام مالک رح م ۱۷۹ھ بھی امام کے پیچھے جہری نمازوں میں مقتدی کے لئے سورہ فاتحہ پڑھنے کے حق میں نہ تھے جیساکہ مؤطا امام مالک ص ۲۹ میں ہے

مالك عن نافع ان عبد الله بن عمر كان اذا سئل هل يقرأ احد خلف الامام قال اذا صلى احدكم خلف الامام فحسبه قراءة الامام واذا صلى وحده فليقرأ قال وكان عبد الله بن عمر لا يقرء خلف الامام،

قال يحيى سمعت مالكا يقول الامر عندنا ان يقرأ الرجل وراء الامام فيما لا يجهر فيه الامام بالقراءة ويترك القراءة فيما يجهر فيه الامام بالقراءة۔

آخر میں یحییٰ (تلمیذ امام مالک رح) فرماتے ہیں میں نے امام مالک رح سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ امام کے پیچھے سری نمازیں پڑھ لے اور جہری نماز میں قرأت چھوڑدے نہ پڑھے۔

(۳) امام احمد بن حنبل رح المتوفی ۲۴۱ھ بھی جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرارت فاتحہ کے قائل نہ تھے بلکہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرارت کرنے کو شاذ اور خلاف اجماع فرماتے تھے ملاحظہ ہو مغنی ابن قدامہ جلد اول ص ۶۰۲، تحفۃ الاحوذی ج ۱، ص ۲۵۷، روح المعانی ج ۹، ص ۱۳۵۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رح تحریر فرماتے ہیں:۔

بخلاف وجوبها فى حال الجهر فانه شاذ حتى نقل احمد رح الاجماع على خلافه (فتاوی ج ۲، ص ۱۴۹)

یعنی سورہ فاتحہ کا جہری نمازوں میں امام کے پیچھے بطور وجوب پڑھنا شاذ ہے حتی کہ امام احمد رح نے اس کے خلاف اجماع اور اتفاق نقل کیا ہے۔

معلوم ہوگیا کہ امام مالک رح اور امام احمد رح کے نزدیک جہری نمازوں میں مقتدی کو قرادت کی اجازت نہیں اور سری نمازوں میں اگرچہ سورہ فاتحہ پڑھنے کی اجازت ہے مگر پڑھنا واجب کسی کے نزدیک نہیں ہے چنانچہ مولانا مبارکپوری صاحب رح لکھتے ہیں:۔

وكذلك الامام مالك رح والامام احمد رح لم يكونوا قائلين بوجوب قراءة الفاتحة خلف الامام فى جميع الصلوات۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۲۵۷)۔

امام ترمذی رح نے امام احمد رح کا قول نقل کیا کہ ارشاد نبوی صلى الله عليه وسلم لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب

besturdubooks.wordpress.com

کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی تنہا ہو تو اس کی نماز بغیر فاتحہ کے نہ ہوگی۔ (ترمذی اول ص۴۲)

(۴) حضرت امام شافعیؒ المتوفی ۲۰۴ھ کی طرف مشہور قول کے مطابق یہ منسوب کیا جاتا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی پر قراءتِ فاتحہ واجب ہے خواہ جہری نماز ہو یا سری یعنی جہری اور سری سب نمازوں میں قراءت فاتحہ خلف الامام واجب ہے۔

لیکن تحقیق یہ ہے کہ امام شافعیؒ بھی جہری نمازوں میں امام کے پیچھے وجوبِ قراءت کے قائل نہیں ہیں۔ امام موفق الدین ابن قدامہ حنبلیؒ المتوفی ۶۲۰ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

وجملة ذٰلك ان القراءة غير واجبة على المأموم فيما جهر به الامام الخ۔

ترجمہ: اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مقتدی پر قراءت واجب نہیں نہ جہری نمازوں میں نہ سری میں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے صراحت کے ساتھ یہ بیان کیا ہے جیساکہ علماء کی ایک جماعت نے ان سے نقل کیا ہے

اور امام زہریؒ، ثوریؒ، سفیان بن عیینہؒ، امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور اسحٰقؒ اسی کے قائل ہیں۔ امام شافعیؒ اور داؤد ظاہریؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کہ جس شخص نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہ ہوگی، عام ہے مگر جہری نمازیں اس حدیث سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ ان میں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور جہری نمازوں کے علاوہ یہ حدیث اپنے عموم پر باقی رہے گی۔

(احسن الکلام جلد اول مطبوعہ سہارنپور ص۴۷ بحوالہ مغنی ابن قدامہ ج۱ ص۶۰۹)

نیز کتاب الام، میں خود امام شافعیؒ کے کلام سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے اس لئے کہ اس میں امام شافعیؒ تحریر فرماتے ہیں

ونحن نقول كل صلوٰة صليت خلف الامام والامام يقرأ قراءة لا يسمع فيها قرأ فيها۔ (کتاب الام ج۷ ص۱۵۳)

اور ہم کہتے ہیں کہ ہر وہ نماز جو امام کے پیچھے پڑھی جائے اور امام ایسی قراءت کر رہا ہو جو سنی نہ جاتی ہو تو مقتدی اس نماز میں قرأت کرلے۔

اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ امام شافعیؒ کا قول جدید یہ ہے کہ جہری میں اگر مقتدی امام کی قراءت سن رہا ہو تو مقتدی کو قراءت نہیں کرنی چاہئے اس لئے کہ کتاب الام امام شافعیؒ کی کتبِ جدیدہ میں سے ہے نہ کہ کتبِ قدیمہ میں سے جیساکہ حافظ ابن کثیرؒ تحریر فرماتے ہیں۔

ثم انتقل منها الى مصر فاقام بها الى ان مات فى هذه السنة سنة اربع ومائتين وصنف بها كتابه الام وهو من كتبه

پھر حضرت امام شافعیؒ بغداد سے مصر کی طرف روانہ ہوئے اور وہیں اقامت پذیر ہوئے حتی کہ ۲۰۴ھ میں اسی جگہ انکی وفات ہوئی اور مصر میں ہی انہوں نے کتاب الام تصنیف کی ہے اور

besturdubooks.wordpress.com

الجديدة لانها من رواية الربيع بن سليمان وهو مصری فقد زعم امام الحرمين وغيره انها من القديم وهذا بعيد وعجيب من مثله ۔ واللہ اعلم (البداية والنهاية ج ۱۰، ص ۲۵۲)

وہ ان کی جدید کتابوں میں ہے کیونکہ اس کے راوی ربیع بن سلیمان (م ۲۷۰ھ) ہیں جو مصری تھے۔ اور امام الحرمین وغیرہ نے یہ قیاس کیا کہ یہ کتاب الام کتب قدیمہ میں ہے لیکن یہ امام الحرمین ایسے امام سے بڑی ہی بعید اور تعجب خیز بات ہے (یعنی صواب سے بہت دور اور نرالی بات ہے)۔

نیز بحر العلوم علامہ سیوطیؒ حسن المحاضرہ جلد اول ص ۱۶۶ میں تحریر کرتے ہیں ۔

ثم خرج الی مصر وصنف بہا کتب الجديدة كالام والامالی الکبری الخ ۔

اس میں صاف صاف تصریح ہے کہ کتاب الام، امام شافعیؒ نے مصر میں منتقل ہونے کے بعد تالیف کی لہذا یہ ان کی کتب جدیدہ میں سے ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ امام شافعیؒ کا قول جدید ہو نہ کہ قول قدیم ۔

نیز علامہ ابن تیمیہؒ بھی جہری نمازوں میں ترک قراءت خلف الامام کے قائل ہیں ۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں :

ونقل ابن تیمیہؒ الاجماع عنه يدل على ان وجوب القراءة فی الجهرية خلاف الاجماع اولم يذهب اليه احد من اهل الاسلام ۔ (فیض الباری ج ۲ ص ۲۷۲)

علامہ ابن تیمیہؒ نے امام احمد بن حنبلؒ سے اجماع نقل کیا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جہری نمازوں میں وجوب قراءت اجماع کے خلاف ہے، یا اہل اسلام میں سے ایک شخص بھی اس کا قائل نہیں ہے ۔

حافظ ابن القیمؒ المتوفی ۷۵۱ھ فرماتے ہیں :

فقراءة الامام وسترته قراءة لمن خلفه وسترة له ۔ (کتاب الروح لابن القیم ج ۱ ص ۱۶۶)

یعنی امام کی قراءت مقتدی کی قراءت ہے، امام کا سترہ مقتدیوں کا سترہ ہے (یعنی نہ انکو الگ قراءت کی ضرورت ہے اور نہ سترہ کی)

اس سے واضح ہو گیا کہ جہری نمازوں میں وجوب قراءت کا مسلک صرف امام بخاریؒ کا ہے اور امام بخاریؒ کی تقلید میں ہمارے زمانہ کے غیر مقلدین کا ہے یہاں تک کہ داؤد ظاہریؒ بھی اس کے قائل نہیں ۔ اس کے باوجود اکثر شوافع کا عمل اور قول بھی یہی دیکھا جاتا ہے کہ یہ حضرات تمام نمازوں میں قراءت فاتحہ خلف الامام کو فرض کہتے ہیں کہ بغیر اس کے نماز صحیح ہی نہ ہو گی ۔

besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ شرح مہذب میں ہے ان مذھبنا وجوب قراءة الفاتحة على المأموم في كل الركعات من الصلاة السرية والجهرية لهذا هو الصحيح عندنا۔

امام ترمذی رح نے تو اور کمال کر دیا کہ قائلینِ قراءت خلف الامام کے سلسلے میں صرف تکثیرِ سواد کے پیش نظر امام مالک رح، ابن مبارک رح، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ وغیرہ سب کو شمار کر لیا حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ امام مالکؒ اور امام احمدؒ جہری نماز میں ترک قراءت ہی کے قائل ہیں جیسا کہ تفصیل کے ساتھ عرض کر دیا گیا۔

قائلینِ قراءت فاتحہ خلف الامام کے دلائل

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہو چکا کہ قراءت خلف الامام (یعنی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا) جمہور علماء اور ائمہ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک بھی فرض و واجب نہیں۔ البتہ امام بخاری رح اور غیر مقلدین اس کے قائل ہیں۔

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے اگر مقتدی نے فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز باطل اور کالعدم ہوگی۔

اولاً تو ان کے جواب کے لئے یہی کافی ہے کہ جمہور علمائے اسلام وائمہ مجتہدین کی تحقیق و تقریر سے معلوم ہوگیا کہ ان کا دعویٰ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے اس لئے ان کی مزید تردید میں وقت ضائع کرنا فضول ہے۔

ثانیاً یہ جماعت قرآن حکیم میں غور و فکر سے محروم ہے نیز حدیث دیکھتی اور پڑھتی ہے مگر فکر و تدبر سے محروم ہے البتہ امام بخاری رح کے دعویٰ اور دلیل کا جائزہ ضروری ہے۔

امام بخاریؒ کا دعویٰ اور دلیل امام بخاری رح نے باب قائم کیا ہے کہ ساری نمازوں کے اندر خواہ وہ حضر کی ہوں یا سفر کی، اور خواہ وہ جہری نمازیں ہوں یا سرّی امام اور مقتدی دونوں پر قراءت کرنا واجب ہے۔

بخاری رح نے اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے جو تین روایات پیش کی ہیں ان میں پہلی روایت حضرت سعد بن ابی وقاص رض کی قراءت کا بیان ہے، یعنی اس روایت کا تعلق صرف امام سے ہے مقتدی کا کچھ نہیں۔

اور تیسری حدیث کا تعلق صرف منفرد سے ہے۔

البتہ دوسری حدیث جو حضرت عبادہ بن صامت رض کی ہے: قال عليه السلام لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب۔

امام بخاری رح کے پاس بس ایک یہی صحیح حدیث زوردار دلیل ہے جو متفق علیہ ہے۔

اس کا صاف جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا تعلق صرف امام اور منفرد سے ہے مقتدی کیلئے یہ حکم نہیں ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

اس لئے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ کی حدیث ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہٗ امام فقراءۃ الامام لہٗ قراءۃ۔ (ابن ماجہ صلا فی باب اذا قرأ الامام فانصتوا)

بلکہ مقتدی کے لئے یہ حکم ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا (ابن ماجہ صلا)

تشریح حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

حضرت عبادہ بن صامت رضؓ کی حدیث سے دو مسائل متعلق ہیں:۔

ایکؔ یہ کہ نماز میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے یا واجب؟

احناف رحؒ کے نزدیک نفس قرارت فرض ہے خواہ کوئی بھی سورت ہو یا کوئی بھی آیت ہو نماز کا رکن اور فرض ہے جیساکہ ارشادِ الٰہی ہے فاقرءوا ما تیسر من القرآن (پڑھ لیا کرو جو کچھ قرآن میں سے آسان ہو)۔

اس آیتِ کریمہ میں لفظ ما عام ہے جو قرآن حکیم کے چھوٹے سے چھوٹے حصے پر صادق ہے جسے قرآن کہا جاسکے اس کی مقدار فقہاءِ کرام نے ایک آیت رکھی ہے، اب آیت کا مفاد یہ ہوا کہ قرآن حکیم کی ایک آیت کا پڑھنا فرض ہے خواہ وہ سورہ فاتحہ کی آیت ہو یا کسی دوسری سورہ کی۔ اور سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ ظاہر ہے کہ فرضیت کے لئے دلیل قطعی (خواہ آیت کریمہ ہو یا خبر متواتر) کی ضرورت ہے اور یہ حدیث خبر واحد ہے جس سے وجوب ثابت ہو سکتا ہے۔

حضرات شوافع رحؒ وغیرہ کے نزدیک سورہ فاتحہ رکن اور فرض ہے۔ اگر کوئی سارا قرآن پڑھ لے اور فاتحہ نہ پڑھے ترکِ فرض کی وجہ سے نماز قطعاً نہ ہوگی۔

اور حضرت عبادہ بن صامت رضؓ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ لاصلوٰۃ میں لَا نفیِ جنس (یعنی نفی حقیقت کے لئے) ہے

ہمارے نزدیک یہ لَا نفیِ کمال کے لئے ہے۔

جیسے اس حدیث میں ہے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ (یعنی جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں ہے)

ایک دوسری حدیث میں ہے لاصلوٰۃ لجار المسجد **الا فی المسجد** (مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے علاوہ اور کہیں نہیں)

ایک اور حدیث میں ہے لاصلوٰۃ لحضرۃ الطعام (کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں)

نیز قرآن حکیم میں ما تیسر میں ما عموم کے لئے قطعی ہے۔ اور حدیثِ عبادہ میں لاصلوٰۃ میں لَا محتمل ہے لَا نفیِ جنس بمعنی نفی جواز کے لئے اور لَا نفی کمال کے لئے دونوں احتمال ہے۔ ظاہر ہے کہ قطعی

besturdubooks.wordpress.com

کو محتمل پر بلاشبہ ترجیح ہوگی۔

غرضیکہ حنفیہ ماثبت بالقرآن کو فرض اور ماثبت بالسنۃ کو واجب مانتے ہیں۔

نیز حضرت ابوہریرہ رضہ کی روایت ہے کہ:۔

قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرج فناد فی المدینۃ انہ لاصلوٰۃ الا بقراٰن ولو بفاتحۃ الکتاب فما زاد۔ (ابوداؤد مطبوعہ دھلی ص۱۱۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ نکلو اور مدینہ میں اعلان کردو کہ نماز درست نہیں ہوتی مگر قرآن (پڑھنے) سے اگرچہ سورہ فاتحہ اور کچھ زیادہ (یعنی سورہ) ہو۔

اسی طرح حضرت ابو سعید خدری رضہ کی روایت ہے:۔

امرنا ان نقرأ بفاتحۃ الکتاب وما تیسّر۔ (ابوداؤد ج ۱ ص۱۱۸)۔

ہمیں حکم دیا گیا کہ سورہ فاتحہ پڑھیں اور جو قرآن میں سے آسان ہو (یعنی آسانی سے پڑھ سکیں)

مذکورہ دونوں حدیثیں شوافع وغیرہ کے خلاف ہیں کیونکہ ان حدیثوں میں سورہ فاتحہ کے علاوہ سورہ ملانا ضروری ہے، احناف کا یہی مذہب ہے کہ سورۂ فاتحہ اور ضم سورہ دونوں واجب ہیں۔

نیز پہلی حدیث یعنی حدیث ابوہریرہ رضہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ کی تعیین نہیں۔

دلائل احناف:۔ احناف کی سب سے پہلی دلیل قرآن حکیم کی یہ آیت ہے:۔

واذا قرئ القراٰن فاستمعوا لہٗ وانصتوا۔ (اعراف آیت ۲۰۴)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور خاموش رہو۔

یہ آیت تلاوتِ قرآن کے وقت استماع اور انصات کے وجوب پر صریح ہے کہ امام کا وظیفہ قرأت کرنا اور مقتدی کا وظیفہ خاموشی کے ساتھ توجہ کرنا ہے، مقتدیوں کے لئے آیت مذکورہ کی روشنی میں سننے اور خاموش رہنے کے علاوہ قرأت کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ الحمد سے لیکر والناس تک سب قرآن ہے لیکن قرآن حکیم اور صحیح احادیث کی روشنی میں دیکھنا یہ ہے کہ قرآن مجید کا خاص اطلاق کس سورت پر ہوا ہے اور قرآن کا اولین اور بالذات مصداق کونسا حصہ ہے ؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

ولقد اٰتیناک سبعا من المثانی والقراٰن العظیم۔ (پ۱۴ ع ۶)

اور البتہ دی ہیں ہم نے آپ کو سات آیتیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور دیا قرآن بڑے درجہ کا۔

حضرت ابوہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

besturdubooks.wordpress.com

اُمّ القرآن ھی السبع المثانی والقرآن العظیم۔ امّ القرآن (سورہ فاتحہ) سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے (یعنی ان سات آیتوں اور قرآن عظیم کا مصداق سورہ فاتحہ ہے)۔

(بخاری شریف جلد ثانی ص ۶۸۳)

بہرحال آیت مجمل اور حدیث پاک اس کی تفسیر ہے کہ اس سے مراد سورہ فاتحہ ہے۔

اس سے مسئلہ بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ واذا قرئ القرآن کا اصلی اور بالذات مصداق صرف سورہ فاتحہ ہے لہٰذا یہ حکم سورہ فاتحہ پر خصوصاً اور دیگر سورتوں پر عموماً حاوی ہے۔

حنفیہ کی دوسری دلیل

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتمّ بہ فاذا کبّر فکبروا واذا قرأ فانصتوا (نسائی ص ۱۰۶) تحت تاویل قولہ عزوجلّ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔

(مسلم اول ص ۱۷۴، ابن ماجہ ص ۶۱)

شوافع کا اعتراض

شوافع وغیرہ کی طرف سے یہاں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ "اذا قرأ فانصتوا" کی زیادتی صحیح نہیں، کیونکہ یہی حدیث حضرت انس رضؓ سے مروی ہے (بخاری اول ص ۵۵ اور ابن ماجہ ص ۴۷)۔ اور حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے (بخاری اول ص ۱۵۰) فلمّا انصرف قال انما جعل الامام لیؤتمّ بہ فاذا رکع فارکعوا واذا رفع فارفعوا۔

ان میں سے (یعنی حضرت انس رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ میں سے) کوئی بھی "واذا قرأ فانصتوا" ذکر نہیں کرتا، لہٰذا اس روایت سے استدلال درست نہیں۔

جواب :۔ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں اور نہ تردّد کی گنجائش ہے اس لئے کہ ذخیرۂ احادیث میں ایسی بے شمار مثالیں جن میں کسی صحابی نے ایک زیادتی ذکر کی ہے اور کسی نے ذکر نہیں کی، ایسے ہی مواقع کے لئے زیادۃ الثقۃ مقبولۃ کا قانون بنایا گیا ہے۔

علامہ انور شاہؒ کی عجیب ونادر تحقیق

اس سلسلے میں حضرت شاہ صاحبؒ نے ایک عجیب تحقیق بیان فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انما جعل الامام لیؤتمّ بہ کی حدیث چار صحابہ کرام سے مروی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ، حضرت انس رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ۔ ان میں سے حضرت ابوہریرہ رضؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ کی حدیثوں میں واذا قرأ فانصتوا کی زیادتی موجود ہے۔ اور حضرت انس رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ کی حدیثوں میں یہ زیادتی موجود نہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

احادیث کے تتبع اور غور کرنے سے اس امر کا یہ سبب معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث دو مرتبہ ارشاد فرمائی۔ ایک مرتبہ "واذا قرأ فانصتوا" بھی شامل تھا اور ایک مرتبہ شامل نہیں تھا پہلی مرتبہ آپ صنے یہ حدیث سقوط عن الفرس کے واقعہ میں ارشاد فرمائی جب آپ ص نے بیٹھ کر نماز پڑھائی صحابہ کرام نے اس وقت آپ ص کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کی تو آپ نے ان کو بیٹھنے کا اشارہ فرمایا اور نماز کے بعد یہ حدیث ارشاد فرمائی اور آخر میں فرمایا واذا صلّی جالساً صلّوا جلوسا۔ کما فی روایۃ عائشۃ رض بخاری اول ص۹۵ تا ص۹۶، ابوداؤد اول ص۸۹۔

اور حضرت انس رض کی روایت میں یہ الفاظ ہیں واذا صلی قاعدا فصلوا قعوداً اجمعون (ترمذی ج ۱ ص۴۷) اس موقعہ پر چونکہ آپ ص کا اصل منشا یہ مسئلہ بیان کرنا تھا کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھا رہا ہو تو مقتدیوں کو بھی بیٹھ کر ہی نماز پڑھنی چاہیئے اس لئے آپ ص نے ذکر میں تمام ارکانِ صلوٰۃ کا استیعاب نہیں فرمایا البتہ ضمناً بعض دوسرے ارکان کا بھی ذکر آگیا۔ بہر حال استیعاب چونکہ مقصود نہیں تھا اس لئے اس موقعہ پر آپ ص نے واذا قرأ فانصتوا کا جملہ ارشاد نہیں فرمایا۔ پھر اس موقعہ پر چونکہ حضرت انس رض اور حضرت عائشہ رض دونوں موجود تھے اس لئے انھوں نے " انما جعل الامام لیوتم بہ " کی حدیث کو "واذا قرأ فانصتوا" کی زیادتی کے بغیر روایت کیا۔

اس موقعہ پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رض اور حضرت ابوہریرہ رض مدینہ طیبہ میں موجود نہیں تھے کیونکہ حافظ ابن حجر کی تصریح کے مطابق سقوط عن الفرس کا واقعہ ۵ھ میں پیش آیا اس وقت تک حضرت ابوہریرہ رض مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے اس لئے کہ وہ ۷ھ میں اسلام لائے، اسی طرح حضرت ابوموسیٰ اشعری رض بھی اس وقت حبشہ میں تھے اور وہ بھی ۷ھ میں حبشہ سے واپس آئے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رض اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رض میں سے کوئی بھی سقوط عن الفرس کے موقعہ پر موجود نہیں تھے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ حضرات جس حدیث کی روایت کر رہے ہیں وہ سقوط عن الفرس کے واقعہ کے بہت بعد یعنی ۷ھ میں یا اس کے بھی بعد ارشاد فرمایا گیا ہے اور اس وقت چونکہ اس حدیث کا منشا صرف بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم بیان کرنا نہیں تھا بلکہ یہ قاعدہ کلیہ بیان کرنا تھا کہ مقتدی کو امام کی متابعت کرنی چاہیئے اس لئے اس موقعہ پر آپ ص نے تمام ارکان میں متابعت کا طریقہ بتایا اور واذا قرأ فانصتوا کا بھی اضافہ فرمایا لہٰذا حضرت انس رض اور حضرت عائشہ رض کی حدیث کا واقعہ بالکل جدا ہے اور اس کا سیاق بھی مختلف ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رض اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رض کی احادیث کا سیاق اور واقعہ بالکل دوسرا ہے اور پہلے واقعہ میں واذا قرأ فانصتوا کے موجود نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت ابوموسیٰ رض اور حضرت ابوہریرہ رض کی حدیث میں بھی یہ زیادتی ضعیف ہو۔

besturdubooks.wordpress.com

بالغرض اس زیادتی کو چھوڑ کر بھی دیکھا جائے تو "انما جعل الامام لیؤتم بہ" مقتدی کے احکام کو بیان کرنے کے لئے ہے کہ مقتدی کو کیا کرنا چاہیئے ! اگر مقتدی پر قراءت ضروری ہوتی تو یہ ضرور بیان کیا جاتا کہ جب امام قراءت کرے تو تم بھی قراءت کرو، پس معلوم ہوا کہ مقتدی کیلئے قراءت ضروری نہیں ۔

احادیث کے ذخائر میں غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ کسی ایک صحیح حدیث میں بھی مقتدی کے لئے قراءت خلف الامام کے حکم کا ثابت نہ ہونا اس بات کی قوی اور واضح دلیل ہے کہ شریعت مقتدی کیلئے قراءت کو پسند نہیں کرتی۔ چنانچہ ایسی احادیث موجود ہیں جو صراحت کے ساتھ مقتدی کو قراءت سے منع کرتی ہیں ۔

تیسری دلیل حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصرف من صلوٰۃ جھر فیھا بالقراءۃ فقال ھل قرأ معی منکم احد آنفا فقال رجل نعم انا یارسول اللہ قال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اقول مالی انازع القرآن فانتھی الناس عن القراءۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما جھر فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالقراءۃ حین سمعوا ذٰلک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مؤطا امام مالک ص۲۹ تا ص۳۰، ترمذی اول ص۴۲ وابوداؤد اول ص۱۲۰)

یہ حدیث حنفیہ کے مسلک پر صریح ہونے کے ساتھ اس بات کو بھی واضح کررہی ہے کہ قراءت خلف الامام کو منازعۃ القرآن قرار دیئے جانے کے بعد صحابہ کرام نے قراءت خلف الامام کو ترک کردیا تھا۔

اس حدیث میں یہ تاویل بھی نہیں ہوسکتی کہ اس میں قراءت سورہ خلف الامام سے منع کیا گیا ہے نہ کہ قراءت خلف الامام سے کیونکہ اس میں آپ نے مخالفت کی علت بھی بیان فرمادی ہے اور وہ ہے منازعۃ القرآن، اور یہ علت جس طرح قراءتِ سورہ میں پائی جاتی ہے اسی طرح قراءت فاتحہ میں بھی پائی جاتی ہے لہذا دونوں کا حکم ایک ہے اس حدیث پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس کا مدار ابن اکیمۃ اللیثی پر ہے جو مجہول ہے، لہذا یہ روایت قابل استدلال نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن اکیمہ لیثی ثقہ راوی ہیں اور بہت سے محدثین نے ان کی توثیق کی ہے، اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی راوی کی محدثین توثیق کریں تو اس پر جہالت کا الزام نہیں رہتا۔ اور ابن اکیمہ کے غیر مجہول اور ثقہ ہونے کی اس سے بڑی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ امام مالکؒ نے مؤطا میں ان کی یہ روایت ذکر کی ہے اور امت کا اس پر اتفاق ہے کہ مؤطا کی تمام روایات صحیح ہیں ۔

چوتھی دلیل حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ کی حدیث ہے:۔ قال محمد اخبرنا ابوحنیفۃ قال حدثنا ابوالحسن موسیٰ بن ابی عائشۃ عن عبداللہ بن شداد بن الھاد عن جابر بن عبداللہؓ رضؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من صلّٰی خلف الامام فانّ قراءۃ الامام لہٗ قراءۃ۔

besturdubooks.wordpress.com

(مؤطا امام محمد صـ۹۸)۔

یہ حدیث صحیح بھی ہے اور حنفیہ کے مسلک پر صریح بھی کیونکہ اس حدیث میں ایک قاعدہ کلیہ بیان کردیا گیا ہے کہ امام کی قراءت مقتدی کے لئے کافی ہوجاتی ہے لہذا مقتدی کو قراءت کی ضرورت نہیں۔

پھر اس حدیث میں مطلق قراءت کا حکم بیان کیا گیا ہے جو قراءت فاتحہ اور قراءۃ سورہ دونوں کو شامل ہے لہذا دونوں میں امام کی قراءت حکماً مقتدی کی قراءت سمجھی جائے گی۔

مسلک احناف اور آثار صحابہ کرامؓ مختلف فیہ مسائل میں فیصلہ اس بنیاد پر بھی ہوتا ہے کہ اس بارے میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مسلک اور معمول کیا تھا اس رخ سے اگر دیکھا جائے تو بھی حنفیہ کا پلہ بھاری نظر آتا ہے اور بہت سے آثار صحابہ ان کی تائید میں ملتے ہیں۔

تنبیہ کتب حدیث میں مؤطا امام مالکؒ کا مقام و درجہ ذہن نشین کرلیا جائے کہ امت کا اس پر اتفاق ہے کہ مؤطا کی تمام روایات صحیح ہیں۔

حضرت ابن عمرؓ کا اثر مؤطا امام مالک میں حضرت ابن عمرؓ کا اثر ان الفاظ سے منقول ہے:۔

مالك عن نافع ان عبد الله بن عمر كان اذا سئل هل يقرأ احد خلف الامام قال اذا صلى احدكم خلف الامام فحسبه قراءة الامام واذا صلى وحده فليقرأ وكان عبد الله بن عمر لا يقرأ خلف الامام۔

امام مالکؒ نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے جب یہ پوچھا جاتا کہ کیا امام کے پیچھے قراءت کرنی چاہئے؟ تو فرماتے کہ جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کو امام کی قراءت کافی ہے اور جب تنہا نماز پڑھے تو قراءت کرے اور خود حضرت عبداللہ بن عمرؓ امام کے پیچھے قراءت نہیں کرتے تھے۔

(مؤطا امام مالک صـ۲۹ مطبوعہ اشرفی بکڈپو دیوبند)

حضرت زید بن ثابتؓ کا اثر:۔

بسنده عن عطاء بن يسار انه سأل زيد بن ثابت عن القراءة مع الامام فقال لا قراءة مع الامام في شئ

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ سے قراءت خلف الامام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ امام کے ساتھ کسی بھی نماز میں قراءت نہیں ہے۔

(مسلم اول صـ۲۱۵)

حضرت جابر بن عبداللہؓ کا اثر مؤطا امام مالک میں امام مالک رحمۃ اور امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی میں موقوفاً ذکر کیا ہے اور امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار میں مرفوعاً

besturdubooks.wordpress.com

حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ سے روایت کیا۔ واللفاظ للمؤطا :۔

مالك عن ابن نعيم وهب بن كيسان انه سمع جابر بن عبد الله يقول من صلى ركعة لم يقرأ فيها بام القرآن فلم يصل الا وراء الامام۔ (مؤطا امام مالک ص۲۸)

امام مالکؒ وہب بن کیسان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے نماز کی کوئی رکعت پڑھی اور اس میں ام القرآن (سورہ فاتحہ) کو نہیں پڑھا تو اس نے نماز نہیں پڑھی مگر یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔ (یعنی امام کے پیچھے ہو تو سورہ فاتحہ نہ پڑھے)

علامہ عینی رحؒ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ " ترك القراءة خلف الامام " کا مسلک تقریباً اسّی صحابۂ کرام رضؓ سے ثابت ہے جن میں حضرات خلفاء اربعہ رضؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ، حضرت زید بن ثابت رضؓ، حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ اور حضرت جابر رضؓ وغیرہ تھے۔

قراءت خلف الامام کی مذمت کے آثار

یہ بات انتہائی قابلِ توجہ ہے کہ جہاں روایات و آثار سے قراءت خلف الامام کی ممانعت معلوم ہوتی ہے وہیں کچھ اکابر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے قراءت خلف الامام پر سخت نکیر اور مذمت پر مشتمل آثار بھی ثابت ہیں۔

حضرت عمر رضؓ سے منقول ہے :۔

قال ليت فى فم الذى يقرأ خلف الامام حجراً۔ (مؤطا امام محمد ص۱۰۲)

سیدنا حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا کہ جو شخص قراءت خلف الامام کا عمل کرتا ہے کاش اس کے منھ میں پتھر ڈال دیئے جائیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ سے منقول ہے :۔

وددت ان الذى يقرأ خلف الامام فى فيه جمرة۔ (مؤطا امام محمد ص۱۰۱ تا ص۱۰۲)

میری خواہش یہ ہے کہ جو لوگ قراءت خلف الامام کرتے ہیں ان کے منھ میں انگارے ہوں۔

قراءت خلف الامام کے مسئلہ میں اپنے طرز و مزاج کے خلاف طویل بحث کردی ہے صرف اس لئے کہ ایک صحیح مسلک کی تحقیق و تشریح طلبہ کے سامنے آجائے اور اس نصر الباری کی تالیف صرف طلبہ کے لئے ہے۔

مزید تفصیل کے لئے عربی میں اعلاء السنن جلد چہارم اور معارف السنن جلد سوم کا مطالعہ کیجئے اور اردو میں مولانا محمد سرفراز خاں صاحب دامت فیوضہم و برکاتہم کی ضخیم کتاب " احسن الکلام فی ترک القراءت خلف الامام " کا مطالعہ کیجئے۔

besturdubooks.wordpress.com

باب ۴۸۶ القراءة فی الظهر

۷۲۸ ـ حدثنا ابو النعمان قال حدثنا ابو عوانة عن عبد الملك بن عمير عن جابر بن سمرة قال سعد "كنت اصلى بهم صلوٰة رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاتى العشاء لا اخرم عنها كنت اركد فى الاوليين واحذف فى الاخريين فقال عمر ذلك الظن بك ـ

باب ، ظہر کی نماز میں قرات کا بیان ـ

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن سمرہ رضی سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی نے فرمایا (یعنی کوفہ والوں نے حضرت عمر رضی سے حضرت سعد رضی کی شکایت کی تو حضرت سعد رضی نے شکایت کے جواب میں فرمایا) میں ان کوفہ والوں کو شام کی دو نمازیں (ظہر و عصر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی طرح نماز پڑھاتا تھا میں اس میں کوئی کمی نہیں کرتا تھا پہلی دونوں رکعتوں میں دیر تک ٹھہرتا تھا (یعنی دو رکعتوں کو لمبا کرتا تھا) اور پچھلی دو رکعتوں میں تخفیف کرتا تھا تو حضرت عمر رضی نے فرمایا آپ کے بارے میں میرا بھی یہی خیال ہے ـ

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "كنت اركد فى الاوليين" لان ركود فيهما للقراءة ـ

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۱۰۵ وقد مضى ص۱۰۴ ويأتى ص۱۰۶ ومسلم اول ص۱۸۶ ، ابوداؤد اول ص۱۱۷

۷۲۹ ـ حدثنا ابو نعيم قال حدثنا شيبان عن يحيى عن عبد الله بن ابى قتادة عن ابيه قال كان النبى صلى الله عليه وسلم يقرأ فى الركعتين الاوليين من صلوٰة الظهر بفاتحة الكتاب وسورتين يطول فى الاولى ويقصر فى الثانية ويسمع الاية احيانا وكان يقرأ فى العصر بفاتحة الكتاب وسورتين وكان يطول فى الاولى وكان يطول فى الركعة الاولى من صلوٰة الصبح ويقصر فى الثانية ـ

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ رضی نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں (ہر رکعت میں ایک سورۃ) پڑھتے تھے ، پہلی رکعت میں طویل قرات

besturdubooks.wordpress.com

کرتے تھے اور دوسری رکعت میں چھوٹی سورۃ پڑھتے تھے اور کبھی کبھی آیت سنادیتے تھے اور آپ ﷺ عصر کی نماز میں بھی سورہ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے (ہر رکعت میں ایک سورت) اور پہلی رکعت (دوسری رکعت سے) طویل پڑھتے تھے اور صبح کی نماز میں بھی پہلی رکعت میں لمبی قراءت کرتے تھے اور دوسری رکعت میں اس سے کم۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی "يقرأ فی الركعتين الاوليين من صلوٰة الظهر"

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۱۰۵ و ياتی الحديث فی باب القراءة فی العصر ص۱۰۵ وفی باب يقرأ فی الاخريين بفاتحة الكتاب ص۱۰۶ وفی باب اذا اسمع الامام الآية ص۱۰۶ وايضا ص۱۰۷ ومسلم اول ص۱۸۵، ابوداؤد اول ص۱۱۶ ۔

۷۳۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمَارَةُ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ قَالَ سَاَلْنَا خَبَّابًا اَكَانَ النَّبِیُّ صلی الله عليه وسلم يَقْرَأُ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْنَا بِاَیِّ شَیْءٍ كُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهٖ۔

ترجمہ ابومعمر عبداللہ بن سخبرہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت خباب رض سے پوچھا کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و عصر میں قراءت کرتے تھے؟ حضرت خباب رض نے فرمایا "ہاں" ہم نے کہا آپ لوگ کس چیز سے جانتے تھے؟ انھوں نے فرمایا آپ ﷺ کی ریش مبارک کی حرکت سے۔

مطابقۃ للترجمۃ: مطابقة الحديث للترجمة "يقرأ فی الظهر الخ"

تعدد موضعہ: والحديث ههنا ص۱۰۵ ومر ص۱۰۳ وياتی ص۱۰۷، ابوداؤد ص۱۱۶ ۔

مقصد ترجمہ حافظ عسقلانی رح فرماتے ہیں کہ امام بخاری رح کا مقصد اس ترجمہ اور بعد والے ترجمہ سے نمازِ ظہر و عصر میں اثباتِ قراءت ہے۔

(۲) ويحتمل ان يراد به تقدير المقروء الخ یعنی یہ بھی احتمال ہے کہ بخاری رح کا مقصد مقدارِ قراءت کو بیان کرنا ہو پھر خود ہی فرماتے ہیں والاول اظہر، چونکہ روایت سے احتمال ثانی کی تائید نہیں ہوتی ہے۔

(۳) علامہ عینی رح نے مختلف روایات نقل کرکے بتلا دیا ہے کہ حضرت ابن عباس رض ظہر و عصر کی نمازوں میں قراءت کے قائل نہیں تھے۔

علامہ عینی رح فرماتے ہیں والیٰ هذه الاحاديث ذهب قوم منهم سويد بن غفلة الخ تو ہو سکتا ہے کہ امام بخاری رح کا مقصد سوید بن غفلہ، حسن بن صالح اور ابراہیم بن علیہ وغیرہ کی تردید ہو۔

besturdubooks.wordpress.com

تشریح اس حدیث میں ہے کہ ابو معمر نے حضرت خباب رض سے نماز ظہر و عصر میں قرأت کے متعلق دریافت کیا تھا اس پر خباب نے فرمایا کہ ہاں حضور اقدس ﷺ قرأت کرتے تھے اور اس پر قرینہ و علامت ریش مبارک کی حرکت کو بیان کیا۔

سوال:۔ اضطرابِ لحیہ تو اذکار و دعا سے بھی ہو سکتا ہے؟

جواب:۔ بخاری رح نے اس کو ابو قتادہ رض کی روایت سے جس کو پہلے نقل کر چکے ہیں اس سے واضح کر دیا کیونکہ حضرت ابو قتادہ رض کی روایت میں صراحۃً قرأت کا تذکرہ ہے پھر چونکہ صحابی کا بیان ہے کہ حضور ﷺ قرأت کرتے تھے، بس کافی ہے۔ واللہ اعلم

بابٌ ۴۸۷ القِرَاءَةِ فِی العَصْرِ

۷۳۱۔ حَدَّثَنا محمّدُ بنُ یوسُفَ قال حَدَّثَنا سُفْیٰنُ عَنِ الاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بنِ عُمَیْرٍ عن اَبِی مَعْمَرٍ قلتُ لِخَبَّابِ بْنِ الاَرَتِّ اَکانَ النَّبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَقْرَأُ فِی الظُّھْرِ وَالعَصْرِ قال نَعَمْ قلتُ بِاَیِّ شَیْءٍ کُنْتُمْ تَعْلَمُونَ قِرَاءَتَہٗ قال بِاضْطِرَابِ لِحْیَتِہٖ۔

باب، عصر کی نماز میں قرأت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو معمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت خباب بن ارت رض سے پوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت کرتے تھے؟ فرمایا "ہاں" میں نے عرض کیا کہ آپ لوگ کس طرح آپ ﷺ کا پڑھنا معلوم کر لیتے تھے فرمایا آپ ﷺ کی ڈاڑھی کی حرکت سے۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "یقرأ فی الظھر والعصر"۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰہنا ص۱۰۵ و مرّ ص۱۰۳ و یاتی ص۱۰۷۔

۷۳۲۔ حَدَّثَنا المَکِّیُّ بنُ اِبْرَاھِیْمَ عن ھِشَامٍ عن یَحْیَی بنِ اَبِی کَثِیْرٍ عن عبدِ اللّٰہِ بنِ اَبِی قَتَادَةَ عن اَبِیْہِ قال کان النَّبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَقْرَأُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ مِنَ الظُّھْرِ وَالعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الکِتَابِ وَ سُوْرَةٍ سُوْرَةٍ وَیُسْمِعُنَا الاٰیَةَ اَحْیَانًا۔

ترجمہ حضرت ابو قتادہ رض روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی (پہلی) دو ۲ رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور ایک ایک سورہ پڑھتے تھے اور کبھی کبھی ہمیں بھی کوئی آیت سنا دیتے۔

besturdubooks.wordpress.com

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى "يقرأ فى الركعتين من الظهر والعصر"

تعدد موضعہ والحديث هٰهنا صـ۱۰۵ ومرّ ايضا صـ۱۰۵ و ياتى صـ۱۰۷ و مسلم اول صـ۱۸۵ ، ابو داؤد اول صـ۱۱۶ ۔

مقصد اس باب کا مقصد وہی ہے جو باب سابق کا مقصد ہے ، یعنی جو حضرات سرّی نمازوں میں قراءت کے منکر ہیں بخاری رح نے روایات سے ان کی تردید کردی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز ظہر اور نماز عصر میں قراءت ثابت ہے اور یہ دونوں سرّی نمازیں ہیں ۔

ویسمعنا الاٰیۃ احیاناً اس سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قراءت فرمایا کرتے تھے اور اسماعِ آیت تعلیماً ہوا کرتا تھا ہوسکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے کبھی تعلیماً آمین بھی زور سے ہوجاتی تھی ، واللہ اعلم ۔

بَابُ [۴۸۸] الْقِرَاءَةِ فِى الْمَغْرِبِ ۔

۷۳۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ اُمَّ الْفَضْلِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فَقَالَتْ يَا بُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ اِنَّهَا لَاٰخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ بِهَا فِى الْمَغْرِبِ ۔

باب ، نماز مغرب میں قراءت کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ (میری والدہ) امّ الفضل نے ان کو (یعنی حضرت ابن عباس رض کو) والمرسلات عرفاً پڑھتے سنا تو کہنے لگیں کہ اے میرے بیٹے تو نے یہ سورہ پڑھ کر مجھے یاد دلادیا بلاشبہ یہی آخری سورت ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ اس سورت کو مغرب کی نماز میں پڑھ رہے تھے ۔

مطابقتہ للترجمۃ :۔ مطابقة الحديث للترجمة فى " يقرأ بها فى المغرب "

تعدد موضعہ :۔ والحديث هٰهنا صـ۱۰۵ و ياتى فى المغازى صـ۶۳۷ ، ابوداؤد اول صـ۱۱۷ ۔

۷۳۴ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ قَالَ لِىْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَالَكَ

besturdubooks.wordpress.com

تَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارٍ وَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ بِطُولَى الطُّولَيَيْنِ۔

ترجمہ مروان بن حکم سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت زید بن ثابت رضؓ نے فرمایا کیا بات ہے کہ تم مغرب میں قصارِ مفصل (چھوٹی چھوٹی سورتیں) پڑھتے ہو حالانکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو لمبی سورتوں میں سے زیادہ لمبی سورت پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰہنا صـ۱۰۵، ابو داؤد اول صـ۱۱۸۔

مقصد ترجمہ اس باب سے امام بخاری رحؒ کا مقصد مغرب کی نماز میں مقدارِ قراءت کو بیان کرنا ہے چونکہ نماز مغرب میں نفس قراءت کا ہونا متفق علیہ ہے۔

تشریح لقد ذکرتنی بقراءۃ تلک الخ اس روایت ام الفضل رضؓ سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری نماز مغرب کی پڑھی ہے۔ نیز ام الفضل رضؓ کی یہ روایت کتاب المغازی میں ہے ثم ماصلی لنا بعدھا حتی قبضہ اللہ (بخاری ج ۲ صـ۶۳۷)
پھر اس کے بعد حضور اکرم صؐ نے ہمیں کوئی نماز نہیں پڑھائی۔

لیکن ام المؤمنین حضرت عائشہ رضؓ کی روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں جو آخری نماز ادا کی وہ ظہر کی نماز ہے (بخاری اول صـ۹۵) فی باب انما جعل الامام لیؤتم بہ، بظاہر تعارض ہے۔

علامہ عینی رحؒ وغیرہ نے تطبیق دی ہے کہ اس روایت ام الفضل میں جس نماز کا ذکر ہے وہ گھر میں پڑھی گئی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ نسائی شریف میں حضرت ام الفضل رضؓ کی روایت ہے فرماتی ہیں "صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتہ المغرب فقرأ المرسلات ماصلی بعدھا صلوٰۃ حتی قبض صلی اللہ علیہ وسلم (نسائی صـ۱۱۳ فی "للقراءۃ فی المغرب بالمرسلات")

اشکال اشکال یہ ہے کہ ترمذی شریف کی روایت میں ہے قالت خرج الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وھو عاصب رأسہ فی مرضہ فصلی المغرب فقرأ بالمرسلات فما صلّٰھا بعد حتی لقی اللہ عز وجل (ترمذی اول صـ۴۱)۔

اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صؐ بیماری میں ہمارے پاس نکل کر آئے اور بیماری کی وجہ سے سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے تھے آپ صؐ نے مغرب کی نماز پڑھی جس میں مرسلات پڑھا۔

جواب:۔ خروج سے مراد خروج الیٰ موضع الصلوٰۃ من موضع الاستراحت ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

یعنی یہ مطلب نہیں ہے کہ حجرۂ مبارکہ سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے، فلا اشکال۔

طولی الطولیین طولی بضم الطاء وسکون الواؤ بروزن فعلیٰ اطول کی تانیث ہے جیسے کبریٰ اکبر کی تانیث ہے ومعناہ اطول السورتین الطویلتین۔

مصداق کے سلسلے میں اقوال مختلف ہیں راجح قول یہ ہے کہ سورہ اعراف مراد ہے، قصار سے مراد قصارِ مفصل ہے۔

قرآن کے مختلف اجزاء شروع کی سات طویل سورتیں سورۂ بقرہ سے سورہ براءۃ تک یا سورہ انفال تک سبع طوال کہلاتی ہیں اگرچہ اس میں اقوال مختلف ہیں۔ اس کے لئے اتقان کا مطالعہ فرمایئے۔ سبع طوال کے بعد مئین وہ سورتیں کہلاتی ہیں جو سو آیتوں سے زائد پر مشتمل ہوں۔

مئین کے بعد واقع ہونے والی سورتیں مثانی کہلاتی ہیں۔ چونکہ یہ سورتیں سبع طوال اور مئین کی بہ نسبت بہت زیادہ دہرائی جاتی ہیں نیز ان میں اخبار وقصص کے ساتھ امثال کو دہرایا گیا ہے۔

اور مثانی کے بعد والی سورتیں ختم تک یعنی سورہ الناس تک مفصلات کہلاتی ہیں۔ مثانی ان سورتوں کو کہتے ہیں جن میں آیت کی تعداد سو سے کم ہو۔

پھر مفصلات کی ابتداء میں اختلاف ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے الاتقان میں بارہ اقوال نقل فرمائے ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک طوالِ مفصل کی ابتداء سورۂ حجرات سے آخر سورۂ بروج تک ہے۔ اور اوساطِ مفصل سورۂ طارق سے سورہ البلد یعنی لم یکن کے ختم تک، اور قصارِ مفصل سورہ اذا زلزلت سے سورہ ناس تک۔

مستحباتِ نماز اس پر تو حضرات ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ کسی نماز میں کسی سورہ کی تخصیص واجب نہیں نیز اس پر بھی اتفاق ہے کہ صبح کی نماز میں طوالِ مفصل اور مغرب میں قصارِ مفصل مندوب و مستحب۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی المغرب قل یایہا الکفرون و قل ھو اللہ احد (ابن ماجہ ص۶۰)

ظہر و عصر میں اختلاف ہے مالکیہ کے نزدیک عصر میں قصار مثل مغرب قصار افضل ہے۔

اور ظہر میں بھی اختلاف ہے طوال مفصل ہوگا اور بعض احناف نے اس میں اوساط فرمایا ہے۔

بہر حال یہ اقوال صرف افضلیت میں ہیں پھر اوقات و احوال کے اختلاف کو دخل ہے واللہ اعلم۔

باب (۴۸۹) الجھر فی المغرب

besturdubooks.wordpress.com

۷۳۵ ۔ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰہِ بنُ یُوسُفَ قال اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عن ابنِ شِہابٍ عن محمّدِ بنِ جُبَیْرِ بنِ مُطْعِمٍ عن اَبِیْہِ قال سمعتُ رسولَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَرَأَ فِی المَغْرِبِ بِالطُّوْرِ۔

باب ، مغرب (کی نماز) میں بلند آواز سے پڑھنے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت جبیر بن مطعم رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب (کی نماز) میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا۔

مطابقتہ للترجمۃ ۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ۔ چونکہ حضرت جبیر بن مطعم رضؓ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے مغرب کی نماز میں شریک بھی نہیں تھے بلکہ یہی سورہ طور سننے کا واقعہ قبولِ اسلام کا ذریعہ بنا ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ بلند آواز سے سورہ طور پڑھ رہے تھے ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا صـ۱۰۵ و یاتی صـ۴۲۸ و فی المغازی صـ۵۷۳ و فی تفسیر الطور صـ۷۲۰ و مسلم اول صـ۱۸۷ و ابوداؤد اول صـ۱۱۸ مسند امام احمد ، حدیث ۱۶۸۵۵ ۔

مقصد :۔ مقصد بالکل واضح ہے کہ مغرب کی نماز صلوٰۃ جہریہ میں سے ہے ۔

تشریح علامہ عینی رحؒ فرماتے ہیں کہ مغرب کی نماز میں تطویلِ قرات مثلاً سورہ اعراف یا سورہ طور یا سورہ مرسلات بیانِ جواز کے لئے تھا ۔ ۲ لعلمہ بعدم المشقۃ (عمدہ) ، ۳ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پوری سورہ مراد نہ ہو بلکہ ان سورتوں کی کچھ آیات مراد ہوں جیساکہ حضور اقدس ﷺ نے لمبی قرات کی بناء پر حضرت معاذ رضؓ پر عتاب فرمایا ہے ۔

بہرحال صلوٰۃ جہریہ مثلاً مغرب ، عشاء اور فجر میں اگر کسی نے بھول سے بالسّر پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہوگا ۔

بابٌ ۴۹۰ الجَھْرِ فِی العِشَاءِ

۷۳۶ ۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعمانِ قال حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عن اَبِیْہِ عن بَکْرٍ عن اَبِی رَافِعٍ قال صَلَّیْتُ مَعَ اَبِی ھُرَیْرَۃَ العَتَمَۃَ فَقَرَأَ اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فَقُلْتُ لَہٗ قال سَجَدْتُ خَلْفَ اَبِی القَاسِمِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَلَا اَزَالُ اَسْجُدُ بِہَا حتی اَلْقَاہُ ۔

باب ، عشاء (کی نماز) میں بلند آواز سے پڑھنے کا بیان ۔

besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ حدیث ابو رافع (تابعی) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضؓ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو انھوں نے اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدۂ تلاوت کیا تو میں نے ان سے کہا (یعنی سجدہ کے بارے میں پوچھا)، تو فرمایا کہ میں نے (اس سورہ میں) حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سجدہ کیا ہے لہذا میں اس میں ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ (میں مرجاؤں اور) ان سے جا ملوں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ تفھم من قولہ "سجدت خلف ابی القاسمؐ" کیونکہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے قراءت نہ کرتے تو ابوہریرہؓ حضورؐ کے پیچھے سجدہ نہ کرتے، اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءت بالجہر فرمایا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۵ ویاتی فی باب القراءۃ فی العشاء بالسجدۃ ص۱۰۶ وایضاً ص۱۴۶ وص۱۴۷۔

۷۳۲ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوالوَلِیْدِ قال حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عن عَدِیٍّ قال سَمِعتُ البَرَاءَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ فِی سَفَرٍ فَقَرَأَ فِی العِشَاءِ فِی اِحْدَی الرَّکْعَتَیْنِ بِالتِّیْنِ و الزَّیْتُوْنِ ۔

ترجمہ عدی بن ثابت (تابعی) کا بیان ہے کہ میں نے حضرت براءؓ سے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے آپؐ نے نماز عشاء کی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورہ والتین والزیتون پڑھی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی "فقرأ فی العشاء الخ" یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں سورۃ التین کی قراءت بلند آواز سے کی تھی جب ہی تو حضرت براءؓ کو معلوم ہوا کہ آپؐ نے سورہ والتین والزیتون پڑھی ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۵ ویاتی الحدیث فی باب القراءۃ فی العشاء ص۱۰۶ وفی التفسیر ص۷۳۹ وفی التوحید ص۱۱۲۶ ومسلم اول ص۱۸۷۔

مقصد: مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ عشاء کی نماز میں قراءت جہری ہوگی۔

تشریح حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ نماز مغرب سے متعلق تراجم میں قراءت کا ترجمہ پہلے تھا اور جہر کا ترجمہ اس کے بعد۔ لیکن یہاں عشاء کی نماز کا معاملہ برعکس کر دیا اور ظاہر ہے کہ مغرب اور صبح کی ترتیب ہی اولیٰ ہے، جہر فی العشاء کی ترتیب لعلہ من النساخ یعنی شاید کاتب کا تصرف ہو۔

besturdubooks.wordpress.com

لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جہر فی المغرب کا ترجمہ چونکہ آیا تو جہر فی العشاء کو بھی ساتھ کر دیا۔ (عمدہ)

باب ۴۹۱ القراءة في العشاء بالسجدة

۷۳۸ ۔ حدثنا مسدد قال ثنا يزيد بن زريع ثنا التيمي عن بكر عن ابي رافع قال صليت مع ابي هريرة العتمة فقرأ إذا السماء انشقت فسجد فقلت ما هذه قال سجدت فيها خلف ابي القاسم صلى الله عليه وسلم فلا ازال اسجد فيها حتى القاه ۔

باب ، عشاء کی نماز میں سجدہ ، والی سورت پڑھنے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث ابو رافع رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو انہوں نے اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدۂ تلاوت کیا تو میں نے عرض کیا "یہ سجدہ کیا ہے ؟" تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس سورت میں (نماز میں) سجدہ کیا ہے اس لئے میں اس میں ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ آپ سے جا ملوں ۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في "فقرأ اذا السماء انشقت" فسجد يعني سجدة التلاوة ۔

تعدد موضعه :۔ والحديث هٰهنا ص۱۰۶ ومرّ ص۱۰۵ و ياتي ص۱۴۶ و ص۱۴۷ ۔

مقصد حضرت امام مالکؒ سے منقول ہے کہ صلوٰۃ مفروضہ میں سورِ سجدہ (جن سورتوں میں سجدہ ہے) کا پڑھنا مکروہ ہے امام بخاریؒ اس پر رد کرنا چاہتے ہیں اور فرمانا چاہتے ہیں کہ سورِ سجدہ کی تلاوت جائز اور ثابت ہے، احناف و شوافع بھی بلا کراہت جائز کہتے ہیں ۔

اور بعض روایات میں اس کی تصریح ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ مفروضہ میں سجدہ والی سورت پڑھی ہے ۔

باب ۴۹۲ القراءة في العشاء

۷۳۹ ۔ حدثنا خلاد بن يحيى ثنا مسعر ثنى عدي بن ثابت انه سمع البراء قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقرأ في العشاء بالتين

besturdubooks.wordpress.com

وَالزَّيْتُوْنِ وَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ اَوْ قِرَاءَةً ۔

باب ، عشاء کی نماز میں قرات کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت براء رضؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز میں سورہ والتین و الزیتون پڑھتے ہوئے سنا ہے اور میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچھی آواز یا اچھی قرات والا نہیں سنا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " یقرأ فی العشاء بالتین والزیتون "۔

والحدیث ھٰھنا ص۱۰۶ ومر الحدیث ص۱۰۵ ویاتی ص۷۳۹ وص۱۱۲۶ مسلم اول ص۱۸۷۔

مقصد امام بخاری رح کا مقصد واضح ہے کہ عشاء کی نماز میں قرات ثابت ہے۔ روایت وہی ہے جو ص۱۰۵ میں باب الجہر فی العشاء کے تحت دوسری حدیث گذر چکی ہے البتہ اس روایت میں اور کتاب التوحید ص۱۱۲۶ کی روایت میں وما سمعتُ احدًا الخ کا اضافہ ہے ترجمہ گذر چکا ہے۔

صلوٰۃ جہریہ میں جہر کا حکم منفرد کو اختیار ہے کہ قرات بالجہر کرے یا بالسر لیکن امام کے لئے صلوات جہریہ میں جہر واجب ہے۔ امام بخاری رح کا بھی یہی مسلک معلوم ہوتا ہے جیسا کہ باب الجہر فی المغرب اور باب الجہر فی العشاء کے تراجم ابواب سے ظاہر ہے۔

حافظ عسقلانی رح اس مقام پر یعنی فتح الباری جلد ثانی ص۱۹۹ میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں دما سمعتُ احدًا احسن صوتًا منہ، اس پر کلام یعنی اس کی شرح کتاب التوحید کے آخر میں آئے گی انشاء اللہ، مگر وہاں پہنچکر یعنی فتح الباری تیرہویں جلد ص۴۴۵ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الماھر بالقرآن الخ کے تحت جب یہ حدیث آئی تو فرماتے ہیں وقد تقدم شرحہ فی کتاب الصلوٰۃ یعنی کتاب الصلوٰۃ میں اسکی شرح ہو چکی۔

حافظ عسقلانی رح سے فتح الباری میں متعدد مقام پر ایسا ہوا ہے کہ وعدہ کر لیا کہ آگے بیان کرونگا مگر پھر مقام پر پہونچ کر بھول گئے ہیں، واللہ اعلم۔

باب ۴۹۳ يُطَوِّلُ فِي الْاُوْلَيَيْنِ وَيَحْذِفُ فِي الْاُخْرَيَيْنِ

۷۴۰ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي عَوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ لَقَدْ شَكَوْكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الصَّلٰوةِ قَالَ اَمَّا اَنَا فَاَمُدُّ فِي الْاُوْلَيَيْنِ وَاَحْذِفُ فِي الْاُخْرَيَيْنِ وَلَا آلُو

besturdubooks.wordpress.com

مَا اقْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ صَدَقْتَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ اَوْ ظَنِّيْ بِكَ ۔

باب، پہلی دو رکعتوں میں (قرأت) طویل کرنے اور آخری دو رکعتوں میں مختصر کرنے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن سمرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ سے فرمایا کہ (کوفہ کے) لوگوں نے تمہاری ہر چیز میں شکایت کی ہے یہاں تک کہ نماز میں بھی، حضرت سعدؓ نے کہا بہرحال میں تو پہلی دو رکعتوں میں طول دیتا تھا اور آخری دو رکعتوں میں اختصار کرتا تھا اور میں نے نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس طرح اقتداء کی ہے اس میں کوئی کوتاہی نہیں کی حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ نے بالکل سچ کہا آپ کے بارے میں یہی گمان ہے یا (یہ کہا) میرا خیال یہی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في "فامدّ في الاوليين واحذف في الاخريين"۔

تعدد موضعہ والحديث هٰهنا ص۱۰۶ ومرّ ص۱۰۴ بطوله وص۱۰۵ مسلم اول ص۱۸۶، ابوداؤد اول ص۱۱۷ ۔

مقصد امام بخاری رحؒ کا مقصد صاف ہے کہ پہلی دو رکعتوں میں ضمّ سورت ضروری ہے اور آخری دو رکعتوں میں ضم سورت نہیں ہے اس لئے ان میں اختصار ہو جائیگا اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے، امام بخاری رحؒ بھی جمہور کے ساتھ ہیں ۔

امام بخاری رحؒ نے یہاں کسی نماز کی تخصیص و تعیین نہیں کی اس سے ممکن ہے کہ ہر رباعی نماز مراد ہو کہ ہر چار رکعت والی نماز میں پہلی دو رکعتیں ضم سورہ کی وجہ سے طویل ہونگی اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ ہوگی اس لئے نسبۃً اختصار ہوگا، یہ روایت دو مرتبہ گذر چکی ہے۔

باب ۴۹۴ الْقِرَاءَةِ فِي الْفَجْرِ، وَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ قَرَأَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِالطُّوْرِ ۔

۷۴۱ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبِيْ عَلٰى اَبِيْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّي الظُّهْرَ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَيَرْجِعُ الرَّجُلُ اِلٰى اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَلَا يُبَالِيْ بِتَاخِيْرِ الْعِشَاءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَلَا

besturdubooks.wordpress.com

يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيثَ بَعْدَهَا وَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَعْرِفُ جَلِيسَهُ وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ أَوْ إِحْدَاهُمَا مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ

باب ، فجر (کی نماز) میں قراءت کا بیان ۔ اور حضرت ام سلمہ رضؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (فجر کی نماز میں) سورۂ طور پڑھی ۔

ترجمہ حدیث سیار بن سلامہ کا بیان ہے کہ میں اور میرے والد حضرت ابو برزہ اسلمی رضؓ کے پاس گئے اور ان سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب آفتاب ڈھل جاتا تھا اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے کہ آدمی نماز کے بعد مدینہ کے آخری کنارے تک پہونچ جاتا اور ابھی آفتاب زندہ ہوتا، سیار کہتے ہیں کہ میں بھول گیا کہ مغرب کے بارے میں حضرت ابو برزہ رضؓ نے کیا فرمایا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں تہائی رات تک مؤخر کرنے کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے اور یہ کہ آپ ؐ اس (عشاء) سے پہلے سونے کو اور عشاء کے بعد بات چیت کرنے کو پسند نہیں فرماتے تھے اور آپ ؐ فجر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ آدمی نماز سے فارغ ہوتا تو اپنے پاس بیٹھنے والے کو پہچان لیتا تھا اور آپ ؐ دونوں رکعتوں میں یا دونوں رکعتوں میں سے ایک رکعت میں ساٹھ آیتوں سے لیکر سو آیات تک پڑھتے تھے ۔

مطابقتہ للترجمۃ : مطابقة الحديث للترجمة في "وكان يقرأ في الركعتين الى آخره" ۔

تعدد موضعه : والحديث ههنا ص۱۰۶ ومر ص۷۷ و ص۷۸ و ص۸۰ و ص۸۰ ۔

۷۴۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ فِي كُلِّ صَلٰوةٍ يُقْرَأُ فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَخْفَى عَنَّا أَخْفَيْنَا عَنْكُمْ وَإِنْ لَمْ تَزِدْ عَلَى أُمِّ الْقُرْآنِ أَجْزَأَتْ وَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ ۔

ترجمہ حدیث عطاء ابن ابی رباح رحؒ (تابعی) کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر نماز میں (قرآن مجید کی) قراءت کی جاتی ہے پس جن (نمازوں) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بلند آواز سے پڑھ کر ہم کو سنایا ہم نے بھی تم کو سنایا اور جن نمازوں میں ہم سے چھپایا ہم نے بھی تم سے چھپایا (یعنی آہستہ قراءت کی) اور اگر تم سورہ فاتحہ سے زیادہ نہ پڑھو

besturdubooks.wordpress.com

تو یہ کافی ہے اور اگر زیادہ پڑھ لو (یعنی سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورہ بھی پڑھ لو) تو یہ بہتر ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تفهم من قوله " فی كل صلوٰة يقرأ " اس لئے کہ ترجمۃ الباب ہے "باب القراءة فی الفجر وهو داخل فی قوله فی كل صلوٰة يقرأ "۔

تعدد موضعه:۔ والحديث ههنا صـ۱۰۶ ـ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ نے گذشتہ ابواب میں ہر نماز میں الگ الگ قرات ثابت کیا ہے جس کی ابتداء باب القراءة فی الظهر سے کی۔

اب اس باب میں باب قراءة الفجر سے فجر کی نماز میں قرات کا ثابت کرنا مقصود ہے اور یہ اجماعی ومتفق علیہ مسئلہ ہے کہ فجر کی نماز میں قرات ہے۔

تشریح وان لم تزد على ام القرآن اجزأت اس سے حضرات شوافع رحؒ نے استدلال کیا ہے جو ضمّ سورت کے استحباب کے قائل ہیں ضمّ سورت کو واجب نہیں مانتے ہیں۔

جوابؔ۱ :۔ یہ حضرت ابو ہریرہ رضؓ کا قول ہے جو روایاتِ مرفوعہ کے مقابلے میں حجت نہیں۔

ضمّ سورہ میں اقوالِ ائمہ حنفیہ اور بعض مالکیہ مثلاً ابن کنانہ اور امام احمد رحؒ فی روایةٍ کے نزدیک پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ ضمّ سورہ یا تین آیات کا ملانا واجب ہے۔

(۲) امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک مستحب ہے۔

جوابؔ۲ :۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضؓ اخریین کے متعلق فرماتے ہوں کہ صرف سورہ فاتحہ کافی ہے۔ ضمّ سورہ کے متعلق علامہ عینی رحؒ نے بہت سی احادیث وروایات نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ ضمّ سورہ واجب ہے۔ مثلاً ترمذی صـ۳۲ پر حضرت ابو سعید خدری رضؓ کی روایت ہے مفتاح الصلوٰة الطهور وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم ولا صلوٰة لمن لم يقرأ بالحمد وسورة فی فريضة اوغيرها۔

مزید روایات کے لئے عمدۃ القاری دیکھئے۔

بابٌ ۴۹۵ الجَهْرِ بِقِرَاءَةِ صَلوٰةِ الفَجْرِ وقالت اُمُّ سَلَمَةَ طُفْتُ وَرَاءَ النَّاسِ وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يصلّي يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ۔

۷۴۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عن اَبِي بِشْرٍ عن سَعِيْدِ بنِ جُبَيْرٍ عن ابنِ عَبَّاسٍ قال انْطَلَقَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي طَائِفَةٍ مِن اَصْحَابِهٖ عَامِدِيْنَ اِلٰى سُوْقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيْلَ بَيْنَ الشَّيَاطِيْنِ

besturdubooks.wordpress.com

وبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِيْنُ إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا مَا لَكُمْ قَالُوا حِيْلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالُوا مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا شَيْءٌ حَدَثَ فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هٰذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَانْصَرَفَ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ بِنَخْلَةَ عَامِدِيْنَ إِلَى سُوْقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ اسْتَمَعُوا لَهُ فَقَالُوا هٰذَا وَاللّٰهِ الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَهُنَالِكَ حِيْنَ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِيْ إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهٖ صلى الله عليه وسلم قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ، وَإِنَّمَا أُوْحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ۔

باب، نمازِ فجر کی قراءت میں بلند آواز سے پڑھنے کا بیان۔

اور حضرت ام سلمہ رضؓ نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کے پیچھے سے (کعبہ کا) طواف کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (اس وقت) نماز پڑھا رہے تھے اور سورہ طور پڑھ رہے تھے۔

تشریح کتاب الحج صہ ۲۱۹ کی روایت میں ہے حضرت ام سلمہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیماری کی شکایت کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کر لے الخ

امام بخاری رحؒ نے حضرت ام سلمہ رضؓ کا اثر پیش کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس خبر میں جہر کا کوئی ذکر نہیں ہے؟

جواب:۔ حضرت ام سلمہ رضؓ کا یہ بیان کہ آپؐ سورہ طور پڑھ رہے تھے یہ ام سلمہ رضؓ نے اس وقت سنا جبکہ قراءت بالجہر ہو رہی تھی۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ بازار عُکاظ میں جانے کے ارادہ سے چلے اور (اس وقت) شیاطین اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو گئی تھی اور ان پر شہابِ ثاقب پھینکے جانے لگے تھے تو شیاطین اپنی قوم کی طرف لوٹ کر آئے تو قوم نے کہا تمہارا کیا حال ہے؟ شیاطین نے کہا کہ ہمارے اور آسمان کی خبر کے درمیان

besturdubooks.wordpress.com

رکاوٹ ہو رہی ہے اور ہم پر شہاب ثاقب (انگارے) پھینکے جا رہے ہیں تو قوم نے کہا تمہارے درمیان اور آسمان کی خبروں کے درمیان جو رکاوٹ ہوئی ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ کوئی اہم نئی بات پیش آئی ہے اس لئے زمین کے مشرق و مغرب (یعنی ہر طرف) سفر کرو اور دیکھو کہ وہ کیا چیز ہے جو تمہارے درمیان اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہوئی ہے (یہ سن کردہ جنات چاروں طرف پھرنے لگے) ان میں سے جو جنات تہامہ کی طرف نکلے تھے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچ گئے اور آپ ؐ اس وقت مقام نخلہ میں تھے اور آپ ؐ بازار عکاظ جانے کا ارادہ رکھتے تھے اور آپ ؐ اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے، جب ان جنات نے قرآن مجید سنا تو ادھر کان لگا دیا (یعنی پوری طرح متوجہ ہو گئے) اور کہنے لگے خدا کی قسم یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہوئی ہے چنانچہ وہیں سے اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گئے تو کہنے لگے اے ہماری قوم ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے بس ہم اس پر ایمان لے آئے اور (اب) ہم ہرگز اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر وحی نازل فرمائی قل اوحی الیّ، اور آپ ؐ پر جنوں کی گفتگو نقل کی گئی (یعنی جنوں نے جو بات اپنی قوم سے کہی تھی وہ وحی کے ذریعہ آپ ؐ کو بتلا دی گئی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " وھو یصلی باصحابہ صلوٰۃ الفجر فلما سمعوا القرآن استمعوا لہ "۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۱۰۶ ویاتی فی التفسیر ص۷۳۲ ومسلم اول ص۱۸۴ ترمذی ثانی فی التفسیر ص۱۶۷۔

۷۴۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْمَا أُمِرَ وَسَكَتَ فِيْمَا أُمِرَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا وَلَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

ترجمہ حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن نمازوں میں (جہر کا) حکم دیا گیا ان میں آپ ؐ نے قراءت کی اور جن نمازوں میں حکم ہوا (آہستہ پڑھنے کا) ان میں آپ ؐ نے سکوت کیا (یعنی آہستہ پڑھا) اور تمہارا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے اور بیشک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں قابل تقلید نمونہ ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ تظہر من قولہ " قرأ النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم فیما امر " لان معناہ جہر بالقراءۃ فیما امر بالقراءۃ وانما صح

besturdubooks.wordpress.com

ان یقال معنی قرأ جهر بالقراءة لان معنی قسیمه وهو قوله "سکت فیما امر" ای اسرّ فیما امر بالاسرار القراءة ولا یقال معنی سکت ترك القراءة لانه صلی الله علیه وسلم کان لا یزال اماماً فلا بدّ له من القراءة سرا او جهرا وقد تظاهرت الاخبار وتواترت الآثار انه کان یجهر فی اولی العشاء والمغرب وفی الصبح فناسب الحدیث الترجمة من حیث ان الفجر داخل فی الذی جهر فیه و مما یؤکد ما قلنا قول ابن عباس فی آخر الحدیث "لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة" لانه قد ثبت بالروایات انه صلی الله علیه وسلم قرأ فی الصبح جهرا فهو کان مامورا بالجهر ونحن مامورون بالاسوة به فتبیّن لنا الجهر وهو المطلوب ، (عمدہ) ۔

والحدیث ههنا ص۱۰۶ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے بالکل واضح ہے کہ فجر کی نماز میں جہری قرارت ہوگی کیوں کہ جنوں کا سننا بتلا رہا ہے کہ حضور اقدس ﷺ بلند آواز سے قرارت کر رہے تھے اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کا حکم ہے اس لئے فجر کی نماز میں جہری قرارت کی جائیگی ۔

تحقیق الفاظ حدیث ۷۴۳ عکاظ بضم العین المہملۃ وتخفیف الکاف ، عرب کے بازاروں میں سے ایک بازار کا نام ہے جس میں خرید و فروخت کے علاوہ اہل عرب ہر سال اظہارِ فخر کے لئے جمع ہوتے اور شعراء کبار اپنا تازہ کلام پیش کرتے ۔

اس کے علاوہ دو بازار اور تھے مجنّہ اور ذوالمجاز ۔

شیاطین شیاطین شیطان کی جمع مکسر ہے ، اہل بصرہ کے نزدیک اس کا وزن فیعال ہے اور نون اصلی ہے از شطن یشطن باب نصر سے مشتق ہے جس کے معنی دور ہونے کے ہیں ، تو چونکہ شیطان اللہ کی رحمت سے دور ہے اس لئے شیطان کو شیطان کہتے ہیں ۔

کوفیوں کے نزدیک اس کا وزن فعلان ہے اور نون زائد ہے اس صورت میں شاط یشیط سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں جلنے اور ہلاک ہونے کے ۔ چونکہ شیطان دنیا میں غصہ اور حسد میں جلا بھنا رہتا ہے اس لئے اس کو شیطان کہتے ہیں اور آخرت میں دوزخ میں جلے گا اور ہلاک ہوگا ۔

عربی زبان میں ہر سرکش شیطان ہے خواہ جن میں سے ہو یا انسان میں سے یا چوپایوں میں سے ہو ہر خبیث سرکش کو شیطان کہتے ہیں ، شیاطین مسلمان نہیں ہوتے ہیں ۔ اور جن عام ہے جن میں اگرچہ اکثر بدطینت ہوتے ہیں مگر جنات میں نیک طینت اور نیک طبیعت مسلمان بھی ہوتے ہیں بلکہ عابد و زاہد بھی ہوتے ہیں ، البتہ شیطان اور جن دونوں کی پیدائش آگ سے ہے کما فی القرآن الحکیم "خلق الجانّ من

besturdubooks.wordpress.com

مارج من مار، (سورۃ رحمان)

شہب انگارے شہاب کی جمع ہے جیسے کتب کتاب کی جمع ہے، وہ تارے جو فضاء میں ٹوٹتے نظر آتے ہیں۔

تشریح حدیث اول

یہ واقعہ سنہ ۱۰ نبوی کا ہے جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس آرہے تھے اور سنہ ۱۱ نبوی میں معراج ہوئی۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے وہ نماز پنجگانہ کی فرضیت سے پہلے کا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ آپ ؐ طائف سے کبیدہ خاطر اور زخمی ہو کر مکہ مکرمہ کی طرف واپس تشریف لا رہے تھے اور آپ کا ارادہ بازار عکاظ کا تھا کہ آپ ؐ نے مقام نخلہ میں قیام فرمایا اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھا رہے تھے تو شہر نصیبین کے سات یا نو جن وہاں سے گذرے جو اس تلاش میں نکلے ہوئے تھے کہ آسمانی خبروں میں رکاوٹ کی وجہ کیا ہے؟۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے یہ شیاطین آسانی کے ساتھ آسمانی خبریں لے آتے تھے آسمان میں تکوینی امور کے متعلق جو باتیں فرشتوں کے درمیان ہوتیں ان کو سنکر زمین کی طرف آتے اور کاہنوں کو بتایا کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اس طرح کے استراق سمع (یعنی شیاطین کا چوری چھپے فرشتوں کی بعض باتیں سننا) قدرت خداوندی نے بند کردیا اب جو بھی جن یا شیطان آسمان کا رُخ کرتا شہاب ثاقب اس کو مجروح یا ہلاک کر دیتا اس پر جنوں میں ایک بے چینی پھیل گئی اور یہ طے پایا کہ روئے زمین کا کونہ کونہ چھان ڈالو اور تلاش کرو کہ کیا ایسی نئی چیز پیش آئی ہے کہ اب ہم آسمان کی کوئی بات نہیں سُن سکتے تو ایک جماعت شہر نصیبین کے جنوں کی بھی نکلی ہوئی تھی اس کا گذر اس مقام سے ہوا جہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھا رہے تھے اور اس میں قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے، جیسے ہی ان کے کان میں قرآن حکیم کی آواز پڑی تو سب کہنے لگے یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے ہمارا آسمان پر جانا بند ہوگیا، یہ لوگ اس پر فریفتہ ہو کر صدق دل سے ایمان لے آئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دل چھیر دینے والی قراءت تھی اور پھر سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا کلام تھا۔

پھر اپنی قوم کو بالخصوص ابلیس کو جاکر سب ماجرا سنایا، بیان کیا انا سمعنا قرآنا عجبا یهدی الی الرشد فامنا به ولن نشرك بربنا احداً۔

ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو اپنی فصاحت و بلاغت، شیریں بیانی میں بے مثال ہے معرفت ربانی اور رشد و فلاح کی طرف رہبری کرتا ہے اس وجہ سے ہم تو سنتے ہی اس پر ایمان لے آئے ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس طرح بیان فرمایا قل اوحی الیّ، الآیۃ

ایک چیستان یہاں ایک چیستان (پہیلی) یہ ہے کہ وہ حدیث بتلائے جس کو محدثین نے اپنے اساتذہ سے سنا اور انہوں نے اپنے اساتذہ سے یہاں تک کہ وہ حدیث صحابہ کرام رضؓ سے سنی گئی اور پھر صحابہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور حضور اقدس صؐ نے اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے سنی وہ یہی حدیث ہے۔

اشکال:۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ کا بیان ہے کہ مجھ سے ایک انصاری صحابی نے بیان کہ یہ لوگ ایک رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک ستارہ پھینکا گیا اور خوب چمکا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ کیا کہتے تھے زمانہ جاہلیت میں جب ستارہ پھینکا جاتا؟ تو لوگوں نے عرض کیا اللہ ورسولہ اعلم۔ لیکن ہم زمانہ جاہلیت میں یہ کہتے تھے کہ آج کی رات کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے یا مرا ہے الحدیث (مسلم ثانی ص۲۳۲، وترمذی جلد ثانی کتاب التفسیر سورہ سبا ص۱۵۴ وغیرہ۔

اشکال یہ ہوتا ہے کہ اس حدیثِ مسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ ارسالِ شہب کا سلسلہ پہلے سے چلا آرہا ہے۔

جواب:۔ ستاروں کا ٹوٹنا پہلے سے تھا لیکن ان ستاروں سے رجم شیاطین کا کام بعثت سے ہوا ہے اس سے پہلے اور وجہ سے ہوگی۔

۲ بعض حضرات نے جواب دیا ہے کہ بعثت سے پہلے قلیل تھا بعثتِ نبوی کے بعد اس میں کثرت وزیادتی ہوئی واللہ اعلم۔

اشکال:۔ یہاں ایک اشکال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ نماز کی فرضیت لیلۃ المعراج میں ہوئی ہے اور یہ واقعہ معراج سے قبل کا ہے۔

جواب:۔ لیلۃ المعراج سے پہلے بھی دو نمازیں فرض تھیں کمافی القرآن فسبّح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب، فلا اشکال۔

باب ۲۹۶ الجَمعِ بَینَ السُّورَتَینِ فِی رَکعَۃٍ وَالقِرَاءَۃِ بِالخَوَاتِیمِ وَ بِسُورَۃٍ قَبلَ سُورَۃٍ وَ بِاَوَّلِ سُورَۃٍ۔

وَیُذکَرُ عن عبدِ اللہِ بنِ السَّائِبِ قَرَأَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم المُؤمِنُونَ فِی الصُّبحِ حتی اِذَا جَاءَ ذِکرُ موسیٰ وَھَارُونَ اَو ذِکرُ عِیسٰی اَخَذَتہُ سَعلَۃٌ فَرَکَعَ وَقَرَأَ عُمَرُ فِی الرَّکعَۃِ الاُولٰی بِمِائَۃٍ وَ عِشرِینَ اٰیۃً مِنَ البَقَرَۃِ وَفِی الثَّانِیَۃِ بِسُورَۃٍ مِنَ المَثَانِی وَقَرَأَ

besturdubooks.wordpress.com

الأَحْنَفُ بِالْكَهْفِ فِي الأُولَىٰ وَفِي الثَّانِيَةِ بِيُوسُفَ اَوْ يُونُسَ وَذَكَرَ اَنَّهُ صَلَّى مَعَ عُمَرَ الصُّبْحَ بِهِمَا وَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُودٍ بِأَرْبَعِينَ آيَةً مِنَ الأَنْفَالِ وَفِي الثَّانِيَةِ بِسُورَةٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ وَقَالَ قَتَادَةُ فِيمَنْ يَقْرَأُ بِسُورَةٍ وَاحِدَةٍ فِي رَكْعَتَيْنِ اَوْ يُرَدِّدُ سُورَةً وَاحِدَةً فِي رَكْعَتَيْنِ كُلٌّ كِتَابُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يَؤُمُّهُمْ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَكَانَ كُلَّمَا افْتَتَحَ سُورَةً يَقْرَأُ بِهَا لَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ مِمَّا يُقْرَأُ بِهِ افْتَتَحَ بِقُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا ثُمَّ يَقْرَأُ بِسُورَةٍ أُخْرٰى مَعَهَا وَكَانَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَكَلَّمَهُ اَصْحَابُهُ وَقَالُوا اِنَّكَ تَفْتَتِحُ بِهٰذِهِ السُّورَةِ ثُمَّ لَا تَرٰى اَنَّهَا تُجْزِئُكَ حَتّٰى تَقْرَأَ بِأُخْرٰى فَاِمَّا تَقْرَأُ بِهَا وَاِمَّا اَنْ تَدَعَهَا وَتَقْرَأَ بِأُخْرٰى فَقَالَ مَا اَنَا بِتَارِكِهَا اِنْ اَحْبَبْتُمْ اَنْ اَؤُمَّكُمْ بِذٰلِكَ فَعَلْتُ وَاِنْ كَرِهْتُمْ تَرَكْتُكُمْ وَكَانُوا يَرَوْنَ اَنَّهُ مِنْ اَفْضَلِهِمْ وَكَرِهُوا اَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ فَلَمَّا اَتَاهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اَخْبَرُوهُ الْخَبَرَ فَقَالَ يَا فُلَانُ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَفْعَلَ مَا يَأْمُرُكَ بِهِ اَصْحَابُكَ وَمَا يَحْمِلُكَ عَلٰى لُزُومِ هٰذِهِ السُّورَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَقَالَ اِنِّي اُحِبُّهَا قَالَ حُبُّكَ اِيَّاهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ۔

باب، ایک رکعت میں دو سورتوں کو ایک ساتھ پڑھنے اور سورتوں کے آخری آیات پڑھنے اور ترتیب کے خلاف سورتیں پڑھنے (یعنی قرآن مجید کی ترتیب کے خلاف پڑھنا مثلاً پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس، اور دوسری میں قل اعوذ برب الفلق۔ یا پہلی رکعت میں سورہ کہف اور دوسری رکعت میں سورہ یونس جو سورہ کہف سے پہلے ہے اس کو پڑھنا، اور سورہ کی ابتدائی آیات کے پڑھنے کا بیان۔

اور حضرت عبد اللہ بن سائب رضؓ (صحابی) سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں سورہ مؤمنون کی قرات شروع کی یہاں تک کہ جب حضرت موسیٰ عؑ و حضرت ہارون عؑ یا حضرت عیسیٰ عؑ کے ذکر پر پہنچے تو کھانسی آگئی اور آپ رکوع میں چلے گئے، اور حضرت عمرؓ نے (صبح کی نماز میں) پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کی ایک سو بیس (۱۲۰) آیتیں پڑھیں اور دوسری رکعت میں مثانی کی ایک سورت پڑھی، اور احنف بن قیس (مخضرمی) نے فجر کی پہلی رکعت میں سورہ کہف اور دوسری رکعت میں سورہ یوسف یا سورہ یونس پڑھی اور

besturdubooks.wordpress.com

بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ فجر کی نماز ان ہی دو سورتوں سے پڑھی اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے سورہ انفال کی چالیس آیات اور دوسری رکعت میں مفصل کی ایک سورہ پڑھی، اور قتادہ رحمہ نے اس شخص کے بارے میں جو دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کو (آدھی آدھی تقسیم کرکے) پڑھے یا ایک ہی سورت پوری کو دونوں رکعتوں میں دہرائے فرمایا کہ یہ سب اللہ عزوجل کی کتاب ہے (یعنی کوئی قباحت نہیں) اور عبید اللہ عمری نے ثابت سے انہوں نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ قبیلہ انصار کا ایک شخص مسجد قباء میں لوگوں کی امامت کرتا تھا اس کی عادت تھی کہ جن نمازوں میں قراءت (بلند آواز سے) کی جاتی ہے ان میں جب وہ کوئی سورہ شروع کرنا چاہتا تو پہلے قل ھو اللہ احد سے قراءت شروع کرتے یہاں تک کہ جب اس (سورہ اخلاص) سے فارغ ہو جاتے تو اس کے ساتھ دوسری سورت پڑھتے اور وہ ہر رکعت میں یہی کرتے تو ان کے ساتھیوں نے ان سے اس سلسلے میں گفتگو کی اور کہا کہ آپ اسی سورہ سے نماز شروع کرتے ہیں پھر آپ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ سورت آپ کے لئے کافی ہے یہاں تک کہ آپ پھر دوسری سورت پڑھتے ہیں اس لئے آپ آئندہ یا تو اسی سورہ کو پڑھا کریں اور یا اس کو چھوڑ دیں اور کوئی دوسری سورہ پڑھیں، اس پر انہوں نے یہ جواب دیا کہ میں قل ھو اللہ احد کو نہ چھوڑوں گا، اگر تمہیں پسند ہو کہ میں اس طرح تم لوگوں کی امامت کرتا رہوں تو کروں گا اور اگر تمہیں ناپسند ہو تو میں امامت چھوڑ دوں گا، اور مقتدیوں کا ان کے بارے میں یہ خیال تھا کہ وہ ان میں سب سے افضل ہیں اور اس کے علاوہ کسی دوسرے کو امام بنانا گوارہ نہ تھا پھر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس (یعنی قباء والوں کے پاس) تشریف لائے تو انھوں نے آپ م سے یہ حال عرض کیا تو آپ نے فرمایا اے فلاں تمہارے اصحاب تم سے جو بات کہتے ہیں اس کے کرنے سے کیا چیز مانع ہے اور ہر رکعت میں اسی سورہ کی پابندی کرنے پر تمہیں کیا چیز آمادہ کرتی ہے؟ تو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اس سورت سے محبت ہے آپ م نے فرمایا اس سورت کی محبت تمہیں جنت میں داخل کر دے گی۔

۷۴۵۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ فَذَكَرَ عِشْرِيْنَ سُوْرَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ سُوْرَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ۔

ترجمہ ابو وائل (شقیق بن سلمہ) کا بیان ہے کہ ایک شخص (نہیک بن سنان) حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ آج کی رات میں نے مفصل کی ساری سورتیں ایک رکعت میں پڑھی ہے

besturdubooks.wordpress.com

تو حضرت ابن مسعود رضؓ نے فرمایا کہ شعر کی طرح جلدی جلدی پڑھا ہوگا اور میں ان مماثل سورتوں کو جانتا ہوں جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (ایک ایک رکعت میں) ملا کر پڑھتے تھے پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ نے مفصل کی بیس سورتیں بیان کیں کہ ہر رکعت میں آپ دو دو سورتیں پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ " کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرن بینھن الخ " یعنی ترجمۃ الباب کا پہلا جزء جمع بین السورتین ہے۔ اس حدیث کی مطابقت جزء اول سے ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۷ ویاتی الحدیث فی فضائل القرآن ص۷۴۷ وص۷۵۴ ومسلم اول ص۲۷۴۔ ابوداؤد اول ص۱۹۸۔

مقصد ترجمہ یہ ترجمۃ الباب چار اجزاء پر مشتمل ہے یعنی بخاری رحؒ نے اس ترجمہ میں چار مسائل ذکر فرمائے ہیں، مقصد واضح ہے کہ ذکر کردہ تمام صورتیں جائز ہیں اور نماز بلا شبہ درست ہوگی۔

۲ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جن لوگوں نے ناجائز کہا ہے امام بخاری رحؒ کا مقصد ان لوگوں پر رد کرنا ہے۔

تشریح ترجمۃ الباب کا پہلا مسئلہ ہے ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضؓ کی حدیث تحت الباب سے ثابت ہے، نیز حضرت انس رضؓ کی حدیث سے بھی۔

یہ صورت ائمہ اربعہ کے یہاں جائز ہے لیکن فرائض میں ایک سورہ پر اکتفاء کرنا اولیٰ ہے یہی جمہور ائمہ (امام اعظم رحؒ، امام مالک رحؒ اور احمد بن حنبل رحؒ) کا مذہب فلا کراھۃ ایضا عند الجمھور وعن مالک فی المشھور کراھتہ۔ (عمدہ ۵)

دوسرا مسئلہ ہے القراءۃ بالخواتیم یعنی سورت کے آخری آیات کا پڑھنا اور اوائل کا چھوڑ دینا یہ صورت بھی ائمہ اربعہ کے نزدیک جائز ہے، علامہ عینی رحؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحؒ کا ترجمہ چار اجزاء پر مشتمل ہے جس میں سے اس دوسرے جزء (یعنی دوسرے مسئلہ القراءۃ بالخواتیم) کی کوئی دلیل پیش نہیں کی ہے اور لکھا کہ بعض نے (یعنی حافظ عسقلانی رحؒ نے) جو یہ کہا کہ اوائل سورۃ کے پڑھنے سے اس کی دلیل بن جاتی ہے کیونکہ اوائل ہو یا اواخر سورت کا بعض ہے، علامہ فرماتے ہیں کہ اس توجیہ سے بہتر یہ ہے کہ قتادہ کے قول سے اس کی دلیل لی جائے کل کتاب اللہ سب ہی کتاب اللہ ہے، اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

تیسرا مسئلہ بسورۃ قبل سورۃ یعنی قرآن مجید کے خلاف ترتیب بدل کر پڑھنا، احناف و حنابلہ کے نزدیک یہ مکروہ تنزیہی ہے۔

چوتھا مسئلہ باوّل سورۃ یعنی سورہ کے ابتدائی آیات کو پڑھنا یہ بھی عند الجمہور جائز ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

اب امام بخاری رحمہ کے پیش کردہ دلائل ملاحظہ فرمائیے۔

ویذکر عن عبداللہ بن السائب الخ یہ تعلیق مسلم اول ص ۱۸۶ میں موصولاً مذکور ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ میں پیش آیا ہے کہ صبح کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ مؤمنون کی تلاوت فرمائی جب اس سورہ کی پینتالیسویں آیت ثم ارسلنا موسیٰ واخاہ ھٰرون الآیۃ یا پچاسویں آیت وجعلنا ابن مریم وامہ الآیۃ پر پہونچے تو کھانسی کی وجہ سے آپ نے رکوع فرمالیا۔

وقرأ عمر الخ اس سے ترجمۃ الباب کا آخری جز یعنی چوتھا مسئلہ ثابت ہوا کہ اوائل سورت کا پڑھنا جائز ہے۔ مثانی سے مراد وہ سورتیں ہیں جن میں آیات کی تعداد سو سے کم ہو۔

اجزاء قرآنی سبع طول اور مئین وغیرہ کی تفصیل باب ۴۸۸ میں گذر چکی ہے۔

وقرأ الاحنف الخ ترجمہ گذر چکا ہے۔ امام بخاری رحمہ نے اس سے ترجمۃ الباب کا تیسرا مسئلہ ثابت کیا ہے لیکن ائمہ مجتہدین کے یہاں اس میں تفصیل ہے۔

ہمارے یہاں اور حنابلہ کے یہاں مکروہ ہے کہ ترتیب قرآنی کے خلاف پڑھا جائے وعند اصحابنا ھذا الصنیع مکروھا (عمدہ)۔

امام مالک رحمہ اور امام شافعی رحمہ کے نزدیک بھی خلاف اولیٰ ہے واللہ اعلم۔

احنف :- احنف بن قیس اسمہ ضحاک والاحنف لقب ادرک النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یسلم (یعنی اسلام کی حالت میں زیارت نہیں ہوئی)۔ تہذیب التہذیب جلد اول ص ۱۹۱۔

والاحنف بن قیس مخضرم وقد رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولکن قبل اسلامہ (فتح جلد اول ص ۱۷)۔ لیکن علامہ عینی رحمہ نے صحابی لکھا ہے (عمدہ جلد ۶ ص ۴۱)

حدیث ۷۴۵ جاء رجل یہ نہیک بن سنان بجلی ہیں کما فی روایۃ مسلم ص ۲۷۴۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضہ سے کہا کہ آج رات میں نے مفصل کی تمام سورتیں (یعنی چھیاسٹھ سورتیں سورہ حجرات سے ختم قرآن تک) ایک ہی رکعت میں پڑھ لی اس پر حضرت ابن مسعود رضہ نے فرمایا ھذاً کھذ الشعر " علامہ عینی رحمہ فرماتے ہیں ھذاً " بفتح الھاء وتشدید الذال من ھذ یھذ ھذاً۔ والتقدیر اتھذ ھذا وحرف الاستفہام فیہ محذوف الخ۔

ھذ کے معنی اسراع شدید کے ہیں یعنی جلدی جلدی پڑھنا۔ حضرت ابن مسعود رضہ نے فرمایا کہ یہ کوئی خوبی کی بات نہیں ہے کہ جلدی جلدی پڑھ لی جیسے اشعار یاد کرتے ہیں، اگرچہ جائز تو ہے لیکن خوبی کی بات یہ ہے کہ غور و فکر سے پڑھنا چاہیے۔

besturdubooks.wordpress.com

اشکال: یہاں اشکال یہ ہے کہ شعر تو ترتیل کے ساتھ اطمینان سے پڑھا جاتا ہے اس میں جلدی کہاں ہوتی ہے؟ اس اشکال کے پیش نظر حضرت شیخ الحدیث رح فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ بال کاٹنے کی طرح سے جلدی جلدی پڑھ کر ڈالا مگر مجھ کو کہیں اس کی تائید نہیں ملی (تقریر بخاری جلد سوم صـ ۴۳۶)

اقول: اس صورت میں بجائے شِعر بکسر الشین کے بفتح الشین پڑھنا پڑیگا جو کسی روایت یا ناقلین روایت سے ثابت نہیں جبکہ معلوم ہے کہ روایات کے باب میں سماع ہی اصل ہے، اور نہ ہی یہ مطلب شروح بخاری میں کہیں ملتا ہے، واللہ اعلم۔

اصل جواب یہ ہے کہ یہاں مراد وہ اشعار ہیں جو اپنے اساتذہ یا بڑے بڑے شعراء کے اشعار یاد کرتے ہیں اور جو اشعار مجلس میں سنانے کے لئے پڑھتے ہیں وہ ترتیل و ترنم کے ساتھ اطمینان سے پڑھتے ہیں فلا اشکال۔

بابُ^۴۹۷ يَقْرَأُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

۷۴۶ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُولَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ وَيُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى مَا لَا يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهٰكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهٰكَذَا فِي الصُّبْحِ۔

باب، آخری دو رکعتوں میں (صرف) سورہ فاتحہ پڑھنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں (ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ ایک سورت) پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور (کبھی) کوئی آیت ہم کو سنا دیتے تھے اور پہلی رکعت کو اتنا طول دیتے تھے جتنا دوسری رکعت کو نہیں دیتے تھے اور اسی طرح عصر اور فجر کی نماز میں کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وفی الرکعتین الأخریین بأم الکتاب"۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھھنا صـ ۱۰۷ ومر صـ ۱۰۵، مسلم اول صـ ۱۸۵، ابوداؤد صـ ۱۱۶۔

مقصد ترجمہ: ع۱ امام بخاری رح کا مقصد ان حضرات کی تردید ہے جو اخریین میں قرأت کے قائل نہیں

besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ جس کی تفصیل باب ۴۸۶ القراءۃ فی الظہر میں گذر چکی ہے۔
بخاری رح ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اخریین میں سورہ فاتحہ کی قرارت ثابت ہے۔
جمہور ائمہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ اخریین میں سورہ فاتحہ کی قرارت ہے۔

ع۲ یہ بھی مقصد ہو سکتا ہے کہ اخریین میں صرف سورہ فاتحہ کی قرارت ہوگی ضمِ سورہ نہیں ہوگا، جمہور ائمہ امام اعظم رح، امام مالک رح، امام احمد رح وغیرہ کا مذہب یہی ہے کہ اخریین میں صرف سورہ فاتحہ پر اکتفاء ہوگا۔ امام شافعی رح کا ایک قول یعنی قولِ جدید میں ضمِ سورہ کے قائل ہیں، امام بخاری رح اس قول کا رد کرنا چاہتے ہیں۔ اکثر فقہاءِ شافعیہ کے یہاں قولِ قدیم ہی مفتی بہ ہے جو جمہور کے مطابق ہے۔

باب ۴۹۸ مَن خَافَتَ القِرَاءَةَ فِي الظُّهْرِ وَالعَصْرِ۔

۷۴۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ قُلْنَا لِخَبَّابٍ أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْنَا مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ۔

باب، ان لوگوں کا بیان جنھوں نے ظہر اور عصر میں آہستہ قرارت کی۔

ترجمہ حدیث ابو معمر رح نے بیان کیا کہ ہم نے حضرت خباب رض سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر میں قرارت کرتے تھے؟ حضرت خباب رض نے فرمایا کہ ہاں قرارت کرتے تھے۔ ہم نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ تو فرمایا آپ ص کی ڈاڑھی کی حرکت سے۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " یقرأ الظہر والعصر الی آخر الحدیث "

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھہنا ص۱۰۷ ومرّ الحدیث ص۱۰۳ وص۱۰۵۔ ابوداؤد ص۱۱۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ ظہر و عصر کی نماز میں اخفاء ہوگا یعنی قرارت سرّی ہوگی اور فجر میں جہر ہے اور مغرب وعشاء کے اولیین میں جہر ہوگا۔

لیکن اگر کسی نے صلوٰۃ سریہ میں جہر کر دیا یا برعکس تو اس میں اختلاف ہے، حنفیہ ومالکیہ کے نزدیک چونکہ صلوٰۃ جہریہ میں جہراً اور صلوٰۃ سریہ میں سراً پڑھنا واجب ہے اس لئے خلاف کرنے پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔ اور حضرات شوافع کے نزدیک سری نمازوں میں سراً اور جہری نمازوں میں جہراً پڑھنا سنت ہے

besturdubooks.wordpress.com

اس لئے سجدہ سہو لازم نہ ہوگا، واللہ اعلم۔

بابٌ ۴۹۹ إِذَا أَسْمَعَ الْإِمَامُ الْآيَةَ۔

۷۴۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ مَعَهَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَكَانَ يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى۔

باب، اگر امام (سرّی نمازمیں) کوئی آیت سنادے؟ (تو کوئی مضائقہ نہیں)

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ ایک اور سورہ پڑھا کرتے تھے اور کبھی کبھی کوئی آیت ہمیں سنادیتے تھے اور آپ پہلی رکعت میں طول دیتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ویسمعنا الآیۃ احیاناً"۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰہنا صـ۱۰۷ ومرّ الحدیث صـ۱۰۵ و یاتی صـ۱۰۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگر کوئی شخص سرّی نماز میں ایک آدھ آیت جہر کردے تو نہ نماز فاسد ہوگی اور نہ مکروہ۔

روایت گذر چکی ہے اور یہ بھی مذکور ہو چکا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک اگر صلوٰۃ سرّیہ میں جہراً قراءت کی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ لیکن یسمعنا الآیۃ سے مراد اگر ایک آدھ لفظ ہو تو کوئی اشکال نہیں اس لئے کہ روایت بالمعنی کی وجہ سے راوی کی تفسیر کا احتمال ہے۔

نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد تعلیم ہو کہ سرّی نمازوں میں بھی قراءت ہے، واللہ اعلم۔

بابٌ ۵۰۰ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى۔

۷۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم

besturdubooks.wordpress.com

كَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلَى مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ۔

باب، پہلی رکعت کو طویل کرنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوقتادہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی رکعت میں (قراءت) طویل کرتے تھے اور دوسری رکعت کو (پہلی رکعت کے اعتبار سے) کم کرتے تھے اور صبح کی نماز میں بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " کان یطول فی الرکعۃ الاولیٰ "۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا ص۱۰۷ و مر ص۱۰۵ " ص۱۰۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ تمام نمازوں کی پہلی رکعت میں تطویل ہوگی یہی مذہب ہے امام احمد بن حنبلؒ اور امام محمدؒ کا یعنی امام بخاریؒ امام احمدؒ وغیرہ کی موافقت و تائید کر رہے ہیں۔

(۲) امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک صرف نماز فجر کی پہلی رکعت میں تطویل ہوگی۔

ویطیل الرکعۃ الاولیٰ من الفجر علی الثانیۃ اعانۃ للناس علی ادراک الجماعۃ و رکعتا الظھر سواء وھٰذا عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رح وقال محمد رح احب الیّ ان یطیل الرکعۃ الاولیٰ علی الثانیۃ فی الصلوات کلھا الخ۔ (ھدایۃ کتاب الصلوٰۃ)

اور صاحب ہدایہؒ فرماتے ہیں کہ حق قراءت میں دونوں رکعتیں برابر ہیں چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے اَنّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی صلوٰۃ الظھر فی الرکعتین الاولیین فی کل رکعتین قدر ثلاثین اٰیۃ الخ (مسلم شریف اول ص۱۸۶)

صحیح مسلم شریف کی حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ ظہر کی پہلی دونوں رکعتوں میں قراءت برابر ہے۔ اب رہا جن روایتوں میں پہلی رکعت کے طویل ہونے کی بات کہی گئی ہے اس کا جواب صاحب ہدایہؒ نے دیا ہے

والحدیث محمول علی الاطالۃ من حیث الثناء والتعوذ والتسمیۃ الخ۔

البتہ نماز صبح کی تطویل پر سب کا اتفاق ہے کہ نوم اور غفلت کا وقت ہے اور عہد رسالت سے یہ عمل متوارث ہے، واللہ اعلم۔

باب ۵۰۱ جَهْرِ الْإِمَامِ بِالتَّامِيْنِ

besturdubooks.wordpress.com

وقال عطاءٌ آمین دُعاءٌ اَمَّنَ ابنُ الزُّبَیرِ وَمن وَرَاءَهُ حتی إِنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً وَکانَ ابو هُرَیرَۃَ یُنادِی الإمامَ لاَ تَفُتْنِی بِآمِینَ وَقالَ نَافِعٌ کانَ ابنُ عُمَرَ لایَدَعُهُ وَیَحُضُّهُم وَسَمِعتُ مِنْهُ فِی ذٰلِکَ خَبَراً ۔

۷۵۰ ۔ حَدَّثنا عبدُ اللہِ بنُ یُوسُفَ قال اَخبَرَنا مَالِکٌ عن ابنِ شِہابٍ عن سَعِیدِ بنِ المُسَیَّبِ وَ اَبِی سَلَمَۃَ بنِ عبدِ الرَّحمٰنِ اَنَّہُما اَخبَرَاہُ عن اَبِی ھُرَیرَۃَ اَنَّ رَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال إِذا اَمَّنَ الإمامُ فَاَمِّنُوا فَإِنَّہُ مَن وَافَقَ تَامِینُہُ تَامِینَ المَلائِکَۃِ غُفِرَ لَہُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِہٖ قال ابنُ شِہابٍ وَکانَ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولُ آمِینَ ۔

باب ، امام کا بلند آواز سے آمین کہنے کا بیان ۔

اور عطاء (ابن ابی رباح) نے کہا کہ آمین دعا ہے ، حضرت ابن زبیرؓ اور ان لوگوں نے جو ان کے پیچھے (یعنی مقتدی حضرات نے) آمین کہی (اتنے بلند آواز سے) کہ مسجد گونج اٹھی ، اور حضرت ابو ہریرہ رضؓ امام کو آواز دیتے (یعنی کہدیا کرتے) کہ (یہ خیال رکھنا کہ) میری آمین فوت نہ ہونے دینا اور نافع رحؒ نے کہا حضرت ابن عمرؓ آمین نہیں چھوڑتے تھے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دیا کرتے تھے اور میں نے ان سے اس بارے میں ایک حدیث سنی ہے ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم لوگ بھی آمین کہو اس لئے کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہو جائے گا اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے ۔ ابن شہاب (امام زہریؒ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہا کرتے تھے ۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ لانہ صلی اللہ علیہ وسلم امر القوم بالتامین عند تامین الامام (عمدہ) ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۸ و یاتی فی الدعوات ص۹۴۷ ومسلم اول ص۱۷۶ ابوداؤد اول ص۱۳۵ ۔ ترمذی اول ص۳۴ ۔

مقصد ترجمہ : ۔ امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے بالکل واضح ہے کہ آمین امام اور مقتدی سب

besturdubooks.wordpress.com

کو کہنا ہے اور بالجہر یعنی بلند آواز سے کہنا ہے اور اس مقصد کو ثابت کرنے کے لئے چند آثار اور ایک روایت ذکر کی ہے لیکن اس مقصد کو ثابت کرنے کے جو دلائل پیش فرمائے ہیں تقریباً ناکام رہے ہیں جیسا کہ تشریحات سے معلوم ہوگا۔

تشریح آمین کے بارے میں سات مباحث ہیں ۱ آمین عربی ہے یا غیر عربی؟ ۲ قرآن کا جز ہے یا نہیں؟ ۳ لغوی تحقیق، ۴ آمین کے معنی ۵ اس کا حکم کیا ہے یعنی مذاہب ائمہ ۶ کیسے کہیگا؟ ۷ جہراً یا سراً؟ اور یہی ساتویں بحث معرکۃ الآراء مسائل میں سے ہے۔

اب ہر ایک کو بالاختصار بیان کیا جا رہا ہے۔

(۱) عربی ہے یا غیر عربی؟ بعض حضرات نے اسے عربی زبان کا لفظ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ اسم فعل ہے اس کی تحقیق ۳ میں ہوگی۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ فارسی ہے اور معرب ہے ہمین کا۔ مفتی تقی صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں "لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ سریانی زبان کا لفظ ہے اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ بائبل کے مختلف صحیفوں میں یہ کلمہ بعینہا اسی طرح موجود ہے۔

نیز حافظ ابن حجرؒ نے "المطالب العالیہ" میں ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لفظ آمین سنکر مسلمان ہوا تھا۔ (درس ترمذی ج ۲ ص ۵۱۳)

(۲) قرآن مجید کا جز ہے یا نہیں؟ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں لا اختلاف ان آمین لیس من القرآن حتی قالوا بارتداد من قال انہ منہ (عمدۃ پاکستانی جلد ۶ ص ۴۸)

(۳) آمّین ہمزہ کے مد اور تشدید میم کے ساتھ۔ ۲ اَمین قصر ہمزہ اور تخفیف میم ۳ آمین ہمزہ کے مد اور تخفیف میم کے ساتھ اور یہی لغت فصیح تر ہے وفی آمین لغتان المد والقصر والمد افصح۔ (شرح مسلم ص ۱۷۴)

اور پہلا یعنی آمّین بتشدید المیم شاذ اور مردود ہے۔ علامہ عینیؒ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ ان التشدید لحن العوام وھو خطأ فی المذاھب الاربعۃ۔

نیز بعض حضرات سے منقول ہے کہ اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ مفتی بہ قول یہی ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ یہ لفظ قرآن مجید میں آیا ہے ولا آمّین البیت الحرام (پارہ ۶، رکوع ۵)

اور مسئلہ یہ ہے کہ اگر قرآن مجید کا لفظ ہو اور معنی میں فساد نہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۴) آمین کے معنی، علامہ قسطلانیؒ لکھتے ہیں ومعناہ عند الجمھور "اللھم استجب" وقیل ھو اسم من اسماء اللہ تعالیٰ رواہ عبد الرزاق عن ابی ھریرۃ باسناد ضعیف وانکرہ

besturdubooks.wordpress.com

جماعة منهم النووی الخ (قس)

(۵) شرعی حکم کیا ہے؟ جمہور کے نزدیک ہر نماز میں آمین کہنا سنت ہے وانہ مسنون فی حق المنفرد والامام والماموم والقاری خارج الصلوٰۃ الخ (عمدہ)

مطلب یہ ہے کہ جمہور (امام اعظمؒ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ وفی روایۃ امام مالکؒ) کے نزدیک سورہ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا منفرد، امام اور مقتدی سب کے حق میں سنت ہے۔

امام مالکؒ کا مشہور قول یہ ہے کہ آمین غیر امام کے لئے ہے یعنی صرف مقتدی کا وظیفہ ہے اور استدلال کرتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضؓ کی اس مرفوع حدیث سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا آمین الخ (بخاری صـ۱۰۸)

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اس میں تقسیم کار کردی گئی ہے کہ امام کا کام یہ ہے کہ ولا الضالین کہے اور مقتدی کا کام یہ ہے کہ آمین کہے والقسمة تنافی الشرکة (عمدہ)

امام محمدؒ نے مؤطا میں امام ابوحنیفہؒ کا مسلک بھی امام مالکؒ کے مسلک کے مطابق نقل کیا ہے فاما ابوحنیفة فقال یؤمّن من خلف الامام ولا یؤمّن الامام (مؤطا امام محمد صـ۱۰۵)

لیکن خود امام محمدؒ نے ہی کتاب الآثار میں امام صاحبؒ کا مسلک جمہور کے مطابق بیان کیا ہے، چنانچہ کتاب الآثار میں لکھتے ہیں عن ابی حنیفة عن حماد عن ابراھیم النخعی قال اربع یخافت بھن الامام سبحانک اللھم والتعوذ وبسم اللہ وآمین ثم قال وبھذا ناخذ وھو قول ابی حنیفة رحؒ۔ (التعلیق الممجد حاشیہ مؤطا امام محمد صـ۱۰۵)

اور کتاب الآثار ہی کے قول کو ظاہر الروایہ قرار دیکر عام اصحاب متون نے بھی اختیار کیا ہے وھو المختار للفتویٰ۔

جمہور مالکیہ کے استدلال کا جواب یہ دیتے ہیں کہ درحقیقت حدیث کا مقصد وظائف کی تقسیم نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ امام اور مقتدی دونوں بیک وقت آمین کہیں اس کا طریقہ یہ بتایا گیا کہ جس وقت امام ولا الضالین کہکر فارغ ہو اسی وقت فوراً آمین کہدیا جائے تاکہ دونوں کی تامین ایک ساتھ واقع ہو اس لئے کہ امام بھی اسی وقت آمین کہیگا چنانچہ سنن نسائی کی روایت میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں فانّ الملائکة تقول آمین وان الامام یقول آمین، نیز بخاری کی تحت الباب حدیث میں تصریح ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا امّن الامام فامّنوا الخ اس میں تامین امام کی تصریح ہے نیز اس میں یہ بھی مصرح ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول آمین۔ یہ تمام روایات جمہور کے مسلک پر بالکل واضح ہیں۔

واوجبہ الظاھریة الخ (اوجز جلد اول صـ۲۵)

besturdubooks.wordpress.com

یعنی اکثر ظاہریہ نے یہ واجب قرار دیا ہے۔ اور فرقہ امامیہ کہتے ہیں کہ آمین کہنا بدعت ہے چونکہ کلام ناس ہے اس سے نماز فاسد ہوجائے گی۔

اور ابن حزم ظاہری رح سے منقول ہے کہ امام کے لئے تو سنت ہے اور مقتدیوں کے لئے فرض (عمدہ)

(۶) مذکورہ تقریر سے اس کا بھی جواب معلوم ہوگیا کہ آمین امام، مقتدی اور منفرد سب کا وظیفہ ہے اور سب کے حق میں سنت ہے۔

(۷) کیسے کہیگا یعنی جہراً یا سراً ؟ اس باب کے مباحث میں سے یہی مسئلہ یعنی آمین کے جہر و اخفاء کا مسئلہ معرکۃ الآراء مسائل میں سے کہلاتا ہے بقول حضرت شیخ الحدیث رح کے کہ جہلاء نے اس مسئلہ کو حد سے زائد بڑھادیا ورنہ دراصل اتنا اہم مسئلہ نہیں تھا۔

اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ آمین سراً و جہراً دونوں طرح سے جائز ہے صرف افضلیت میں اختلاف ہے نیز اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ سری نمازوں میں آمین بالسر ہے اختلاف صرف صلوات جہریہ کے اندر ہے کہ جہری نمازوں میں جہراً آمین کہنا افضل و بہتر ہے یا سراً ؟۔

امام اعظم ابوحنیفہ رح اور سفیان ثوری رح و جملہ فقہاء کوفہ و فی قول امام مالک رح اور امام شافعی رح فی قول جدید آمین بالسر کے قائل ہیں جیساکہ کتاب الام میں ہے ولا احب ان یجہروا بہا الخ (کتاب الام ج ۱ ص ۹۵)۔ یعنی آمین اس طرح کہیں کہ وہ اپنے آپ کو سنائیں اور مجھے یہ پسند نہیں کہ آمین بلند آواز سے کہیں اور اگر کہہ بھی لیں تو کوئی حرج نہیں۔

واضح رہے کہ کتاب الام امام شافعی رح کی آخری تالیف ہے جب مصر آگئے تھے اور تادم حیات مصر ہی میں رہے جیساکہ قراءت خلف الامام میں مذکور ہوچکا۔

امام شافعی رح کا قول قدیم آمین بالجہر ہی کا تھا پھر مصر میں آپ نے اپنے قول قدیم سے رجوع فرمالیا، بہت ممکن ہے کہ بعد میں جب احناف کے دلائل پر غور فرمایا تو رجوع کرلیا یا اور وجہ ہو مگر رجوع ثابت ہے۔

حیرت ہے کہ حضرات شوافع رح نے امام شافعی رح کے آخری اور جدید قول کو چھوڑ کر قدیم قول کو اختیار کرکے اختلاف کو باقی رکھا فیا للعجب واللہ اعلم۔

وقال جماعة يخفيها وهو قول ابى حنيفة والكوفيين واحد قولى مالك والشافعى فى الجديد وفى القديم يجهر (عمدہ)

حافظ عسقلانی رح فرماتے ہیں امام شافعی رح کا قول قدیم یہ ہے کہ جہری نمازمیں آمین جہراً کہے والجهر للمأموم ذهب اليه الشافعى فى القديم وعليه الفتوى (فتح)

besturdubooks.wordpress.com

خلاصہ یہ ہے کہ امامین الہمامین (امام اعظمؒ اور امام مالکؒ) آمین بالسر کے قائل ہیں اور حنابلہ بالجہر کے قائل ہیں یہی امام بخاریؒ کا مذہب ہے کہ امام اور مقتدی دونوں جہری نماز میں جہراً کہیں گے اس دعوی کے اثبات میں بخاریؒ نے چند آثار موقوفہ اور ایک مرفوع حدیث سے استدلال فرمایا ہے مع جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

پہلا استدلال: حضرت عطاء ابن ابی رباحؒ کے اثر سے ہے، عطاء فرماتے ہیں آمین دعاء ہے۔

جواب: ظاہر ہے کہ دعاء میں اصل اخفاء ہے لقولہ تعالیٰ "ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃ" معلوم ہوا کہ آمین جب دعاء ہے تو خفیۃً یعنی سراً ہونی چاہیے۔ پس امام بخاریؒ کا آمین بالجہر کے لئے استدلال تعجب خیز ہے یہ حنفیہ کی دلیل ہے۔

دوسرا استدلال امن ابن الزبیر ترجمہ گذر چکا ہے۔ امام بخاریؒ کے ذکر کردہ دلائل میں سے یہی ایک اثر ہے جس میں آمین بالجہر کی تصریح ہے یعنی اس اثر سے آمین بالجہر کا ثبوت مل گیا۔

جواب ۱: آمین بالجہر کے ثبوت کا کوئی بھی منکر نہیں ہے نفس ثبوت کے قائل جمہور (حنفیہ و مالکیہ وغیرہ) بھی ہیں بحث تو افضلیت میں ہے جو اس اثر سے ثابت نہیں۔

اس لئے کہ امام بخاریؒ نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کا عمل ذکر فرمایا ہے "امن ابن الزبیر" ترجمہ گذر چکا ہے۔ یہاں تو تعلیق ہے لیکن اس اثر کو عبد الرزاق نے اپنے مُصَنَّف میں موصولاً ذکر کیا ہے۔ (عمدہ)

جواب ۲: حضرت علامہ کشمیریؒ فرماتے ہیں لعلہ حین کان یقنت فی الفجر الخ (فیض) یعنی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ کا یہ عمل اس زمانے کی بات ہو جب عبد الملک کے خلاف فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھتے تھے اور عبد الملک بھی ان کے خلاف قنوت پڑھوا رہا تھا یعنی دونوں طرف قنوت پڑھا جا رہا تھا ایسے وقت میں انتہائی جوش و خروش کے ساتھ بآواز بلند سب کے سب آمین کہتے ہوں گے جس سے مسجد گونج جاتی ہوگی۔

معلوم ہوا کہ یہ وقتی بات تھی اور قنوت نازلہ کا موقع تھا۔

۳۔ اگر مان لیا جائے کہ یہ ولا الضالین کے بعد والی آمین ہے جیسا کہ مصنف عبد الرزاق وغیرہ میں ہے تو زیادہ سے زیادہ جہر کرنا معلوم ہوا لیکن نفس جہر موضوع بحث نہیں ہے اولویت و افضلیت پھر بھی ثابت نہیں۔

۴۔ حضرت ابن زبیرؓ کے کچھ تفردات ہیں جو اکابر صحابہ سے الگ ہیں مثلاً عیدین میں اذان و اقامت کے قائل تھے تو ہو سکتا ہے کہ آمین بالجہر بھی ان کے تفردات میں سے ہو واللہ اعلم۔

تیسرا استدلال وکان ابو ہریرۃ ینادی الامام الخ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ تعلیق مصنف ابن ابی شیبہ میں موصولاً مذکور ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

عن ابی هریرۃ رض انه کان یؤذن بالبحرین الخ (عمدہ)

خلاصہ یہ ہے کہ بحرین میں حضرت ابوہریرہ رض مؤذن تھے اور علاء بن حضرمی امام تھے حضرت ابوہریرہ رض نے امام سے یہ شرط کر رکھی تھی کہ دیکھئے میری آمین فوت نہ ہونے پائے، اور بیہقی میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رض مروان کے مؤذن تھے، چونکہ مروان نماز شروع کرنے میں عجلت کرتا تھا تو حضرت ابوہریرہ رض نے یہ شرط رکھی کہ آپ نماز شروع میں اتنی جلدی نہ کریں کہ میری آمین فوت ہو جائے کیونکہ مقتدی کی آمین کا امام اور فرشتوں کے ساتھ موافقت مغفرتِ ذنوب کا موجب ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس سے آمین بالجہر کا اثبات کہاں ہوتا ہے؟ اس سے تو یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رض کو امام کے پیچھے فاتحہ کی فکر نہ تھی بلکہ صرف آمین کی فکر تھی۔

بہرحال اس اثر سے بھی آمین بالجہر کا اثبات نہیں چہ جائیکہ افضلیت ثابت ہو۔

چوتھا استدلال

وقال نافع کان ابن عمر لا یدعه الخ ترجمہ گذر چکا ہے۔ اس سے بھی آمین بالجہر کا اثبات ممکن نہیں البتہ نفس آمین کا اثبات ضرور ہے جس کا انکار نہیں۔

سمعت منه فی ذالك خیراً الخ اس میں دو نسخہ ہے ۱ خیراً بالیاء آخر الحروف معنی ہوگا میں نے حضرت ابن عمر رض سے اس کی فضیلت سنی ہے۔ ۲ دوسرا نسخہ ہے خبراً بفتح الباء الموحدہ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا میں نے حضرت ابن عمر رض سے اس بارے میں ایک حدیث سنی ہے، (عمدہ)

پانچواں استدلال حدیث

اذا امن الامام فامنوا الخ یعنی جب امام آمین کہے تو تم لوگ بھی آمین کہو اس لئے کہ جس کی تامین (آمین کہنا) ملائکہ کی تامین کے موافق ہوگا اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

بلاشبہ حدیث صحیح ہے لیکن اس سے اصل مقصد تامین کی فضیلت کا بیان ہے اور مقتدیوں کو آمین کہنے کی ترغیب دی جا رہی ہے چنانچہ امام ترمذی رح اس حدیث کو باب ماجاء فی فضل التامین کے ذیل میں لائے ہیں اور اس سے تامین کی فضیلت ہی مراد لی ہے اس سے آمین بالجہر پر استدلال کرنا محلِ نظر ہے۔

اگر امام بخاری رح کی طرف سے یہ تشریح کی جائے کہ اذا امن الامام کے معنی ہیں جب امام آمین کہے تو تم لوگ بھی آمین کہو اس سے ثابت ہو گیا کہ امام آمین بالجہر (یعنی زور سے) کہے تاکہ مقتدیوں کو امام کے آمین کہنے کا علم ہو جائے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اصولِ مسلمہ ہے کہ الحدیث یفسر بعضه بعضاً خود امام بخاری رح ایک باب کے بعد حضرت ابوہریرہ رض ہی سے حدیث نقل فرما رہے ہیں اذا قال الامام غیر المغضوب علیهم

besturdubooks.wordpress.com

ولا الضالین فقولوا آمین (بخاری ص۱۰۸)
معلوم ہوا کہ امام کے ولا الضالین پڑھنے سے مقتدیوں کو آمین کہنے کا وقت معلوم ہو جائیگا لہذا اس کا زور سے کہنا ضروری نہ ہوا۔

ع۲ اس حدیث کا صاف مطلب یہ ہے کہ اذا امّن الامام ای اذا اراد الامام التامین فامّنوا جیسے اذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ کے معنی ہیں اذا اردت القرآن الخ نیز اذا قمتم الی الصلوٰۃ ای اذا اردتم الی الصلوٰۃ وغیرہ۔

امام نووی رح فرماتے ہیں انہ ینبغی ان یکون تامین الماموم مع تامین الامام لا قبلہ ولا بعدہ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم واذا قال ولا الضالین فقولوا آمین واما روایۃ اذا امّن فامنوا فمعناھا اذا اراد التامین، (شرح مسلم ص۱۷۶)
اور اس صورت میں جملہ احادیثِ صحاح میں تطبیق بھی ہو جائے گی، واللہ اعلم۔

ع۳ امام بخاری رح نے اس باب میں جو حضرت ابو ہریرہ رض کی حدیث پیش کی ہے اس حدیث میں ہے من وافق تامینہ تامین الملائکۃ غفر لہ الخ۔
اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آمین کہنے میں فرشتوں کی موافقت میں بہت بڑی اور عظیم فضیلت ہے کہ تمام گذشتہ گناہوں کی معافی ہو جائے گی۔
اور معلوم ہے کہ فرشتے آہستہ آمین کہتے ہیں تو فرشتوں کی تامین سے پوری موافقت کا تقاضا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو وقت اور فعل کی موافقت کے ساتھ ساتھ وصف میں بھی موافقت ہو کہ جیسے فرشتے آہستہ آمین کہتے ہیں تمام نمازی آہستہ آمین کہیں۔
سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ ائمہ مجتہدین بالخصوص متبوعین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف احادیث کے اختلاف کا عکس ہوا کرتا ہے۔ اختلافِ روایات کی وجہ سے ائمہ کے اقوال مختلف ہوتے ہیں
یہاں آمین بالجہر والسر کے سلسلے میں بھی دونوں طرح کی روایات ہیں ائمہ کرام رح نے اپنے اپنے اصول کے مطابق ایک کو اصل قرار دیا اور دوسرے کو عارض پر محمول کیا۔
احناف کے اصول میں یہ ہے کہ روایاتِ متعارضہ میں اوفق بالقرآن کو لیتے ہیں۔
امام مالک رح کے اصول میں یہ ہے کہ وہ اہلِ مدینہ کے عمل کو لیتے ہیں چونکہ مدینہ منورہ مہبطِ وحی ہے۔
شافعیہ اور حنابلہ کے اصول میں یہ ہے کہ جس روایت میں وسائط کم ہوں اس کی صحت وقوت دیکھکر لیتے ہیں بس ائمہ کرام اپنے اصول کے پیشِ نظر اپنے اصول کے موافق ترجیح دیتے ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

آمین بالسر کے دلائل

امامین الہامین (امام اعظمؒ اور امام مالکؒ) کے نزدیک آمین بالسر افضل ہے
دلیل ۱ آمین بالسر اوفق بالقرآن ہے، قال اللہ تعالیٰ :-

ادعوا ربکم تضرعاً خفیۃً انہ لا یحب المعتدین - (الاعراف) اپنے پروردگار سے دعا کرو عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے بیشک وہ حد سے نکل جانیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔

اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ آمین دعا ہے۔

(۲) دوسری دلیل حضرت سمرہ بن جندب رضؓ کی حدیث ہے انہ حفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکتتین سکتۃ اذا کبر وسکتۃ اذا فرغ من قراءۃ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین الخ (ابوداؤد اول ص ۱۱۳ فی "باب السکتۃ عند الافتتاح") ترمذی اول ص ۳۴ ومسند احمد بن حنبل حدیث ۲۰۳۴۱۔
یعنی حضرت سمرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکتے یاد رکھا ایک سکتہ تکبیر تحریمہ کے بعد (یہ سکتہ تو ثنا پڑھنے کے لئے تھا) اور ایک سکتہ (یعنی دوسرا سکتہ) غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کے بعد (یہ سکتہ آمین کہنے کے لئے تھا)۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ ولا الضالین کے بعد سکتہ ہوتا تھا اگر آمین بالجہر ہوتا تو سکتہ کا کوئی مطلب نہیں رہتا، نیز یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ ولا الضالین کے بعد جو سکتہ تھا وہ امام کے لئے آمین کہنے کے لئے نہ تھا بلکہ سانس درست کرنے کے لئے تھا۔ اور یہ کہا جائے کہ امام کو آمین بالجہر کہنی ہے اس سکتہ کے بعد تو تقدم المقتدی علی الامام فی التامین لازم آئے گا یعنی مقتدی پہلے آمین کہے اور امام بعد میں اور یہ حدیث صحیح اور صریح کے معارض ہے جو بخاری اسی ص ۱۰۸ میں ابوہریرہ رضؓ کی حدیث آرہی ہے کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھ لے فقولوا آمین فاء تعقیب بلا تاخیر کے لئے ہے یعنی تم بھی آمین کہو تو جب مقتدی کی تامین سورہ فاتحہ کے ختم پر سکتہ امام کے وقت میں ہوجائے گی اور امام اسی سکتہ کے بعد آمین کہیگا تو تقدم علی الامام کا پایا جانا ظاہر ہے جو بالاتفاق ممنوع ہے پس ماننا پڑیگا کہ یہ سکتہ آمین کے لئے تھا۔

(۳) تیسری دلیل حضرت وائل بن حجر رضؓ کی حدیث ہے جو دو سندوں سے مروی ہے :
ایک حضرت سفیان رحؒ، دوسرے امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت شعبہؒ۔ امام ترمذی رحؒ نے دونوں کا ذکر کیا (ترمذی اول ص ۳۴)

حضرت سفیان رحؒ کی حدیث میں ومدّ بہا صوتہ ہے، اور حضرت شعبہ رحؒ کی روایت کے الفاظ ہیں (خفض بہا صوتہ۔

شافعیہ اور حنابلہ سفیان ثوری رحؒ کی روایت کو ترجیح دیکر شعبہ رحؒ کی روایت کو چھوڑ دیتے ہیں جبکہ

besturdubooks.wordpress.com

حنفیہ و مالکیہ شعبہ کی روایت کو اصل قرار دیکر سفیان کی روایت میں تاویل کرتے ہیں کہ اس میں مَدّ سے مراد جہر نہیں بلکہ آمین کو بالمد پڑھا۔ ع۲ آمین کی یاء کو کھینچ کر پڑھا البتہ یہ بھی احتمال ہے جیسا کہ حضرات شوافع فرماتے ہیں کہ مدّ بہا صوتہ کے معنی ہیں بلند آواز سے آمین کہا۔

تو معلوم ہوا کہ مدّ بہا کے معنی میں تین احتمال ہے فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

بخلاف خفض بہا صوتہ کے کہ بالاتفاق ایک ہی معنی متعین ہیں۔

امام ترمذی شافعیؒ نے سفیان رح کی روایت کو ترجیح دینے کے لئے شعبہ کی روایت پر چار اعتراضات نقل کئے ہیں جن میں تین اعتراض تو اس مقام پر (یعنی باب ماجاء فی التامین میں) نقل کئے ہیں جو دراصل امام بخاری رح کی طرف ہیں اور ایک اعتراض یعنی چوتھا اعتراض امام ترمذیؒ نے "عللِ کبیر" میں ذکر کیا ہے۔

(۱) امام شعبہ سے سلمہ بن کہیل کے استاذ کا نام ذکر کرنے میں غلطی ہوئی ہے سلمہ نے عن حجر العنبس فرمایا ہے حالانکہ وہ حجر بن العنبس ہے مطلب یہ ہے کہ حجر کی کنیت ابوالعنبس نہیں بلکہ ابوالسکن ہے۔

(۲) امام شعبہ رح نے حجر بن العنبس اور صحابیِ رسول حضرت وائل بن حجر رض کے درمیان علقمہ بن وائل کا واسطہ بڑھا دیا ہے حالانکہ ان دونوں کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے کما رواہ سفیان رح۔

(۳) شعبہ نے حدیث کے متن میں مد بہا صوتہ کے بجائے خفض بہا صوتہ روایت کیا ہے حالانکہ روایت مدّ بہا صوتہ ہے۔

(۴) چوتھا اعتراض امام ترمذی رح نے اپنی کتاب "العلل الکبیر" میں امام بخاری رح کے ہی حوالہ سے نقل کیا ہے کہ علقمہ بن وائل کا اپنے والد حضرت وائل رض سے سماع ثابت نہیں اس لئے کہ حضرت وائل رض علقمہ کی پیدائش سے چھ ماہ قبل وفات پا چکے تھے۔ علامہ عینی رح نے عمدۃ القاری میں ان تمام اعتراضات کا تفصیل سے جواب دیا ہے (عمدہ ج۶ ص۵۱)

جوابات

پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ دراصل حجر کے باپ اور بیٹے دونوں کا نام عنبس تھا لہٰذا ان کو حجر ابوالعنبس کہنا بھی صحیح ہے اور حجر بن العنبس بھی۔

(یہ بات اگرچہ ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش وغیرہ میں معیوب ہے لیکن عرب میں پسندیدہ اور بکثرت رائج تھی)۔

چنانچہ امام ابوداؤد رح نے اپنی سنن میں یہ روایت سفیان کے طریق سے نقل کی ہے اور اس میں حجر بن العنبس کے بجائے حجر ابی العنبس ذکر کیا ہے جیسا کہ امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ نے ذکر کیا ہے۔ (دیکھئے ابوداؤد اول ص۱۳۴)۔ چنانچہ حافظ عسقلانی نے بھی تہذیب التہذیب میں اس کا اعتراف کیا ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

نیز عرب میں ایک شخص کی دو کنیتیں ہوا کرتی تھیں، ابو التراب اور ابو الحسن حضرت علی رضؓ کی کنیتیں تھیں اسی طرح حجر کی کنیت ابو العنبس بھی ہے اور ابو السکن بھی۔

لہٰذا شعبہ کی روایت پر اس اعتبار سے اعتراض صحیح نہیں۔

دوسرے اعتراض کا جواب دوسرا اعتراض یہ ہے کہ شعبہ نے سند میں علقمہ کا اضافہ کر دیا ہے۔

جواب:۔ ایسا بکثرت ہوتا ہے کہ ایک راوی کسی روایت کو بالواسطہ سنتا ہے پھر بلا واسطہ بھی، اور دونوں طرح سے اسے روایت کرتا ہے، یہاں بھی ایسا ہی ہوا ہے حجر بن العنبس کو حدیث کا سماع علقمہ بن وائل اور وائل بن حجر دونوں سے متحقق ہے حضرت حجر خود فرماتے ہیں کہ میں نے اوّلاً علقمہ کے واسطہ سے سنا جیسا کہ مسند احمد مجلد بیک جلد ص ۲۰۳۰ میں متعدد روایات ہیں۔

تیسرے اعتراض کا جواب یہ اعتراض تعجب خیز ہے کہ حضرات محدثین نے شعبہ کو امیر المؤمنین فی الحدیث قرار دیا ہے اور ان کی امامت و ثقاہت مسلّم ہے۔

ممکن ہے کہ بجائے حضرت شعبہ کے حضرت سفیان ثوریؒ سے متنِ حدیث بیان کرنے میں غلطی ہوئی ہو چونکہ سفیان ثوریؒ اپنی جلالتِ قدر کے باوجود کبھی کبھی تدلیس بھی کرتے تھے قال الذهبي في الميزان انه ربما كان يدلس عن الضعفاء الخ۔ وقال الحافظ في التقريب كان ربما دلس، حاشیہ آثار السنن جلد اول ص۹۷ اور عن کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

اور حضرت شعبہؒ کی عادت مطلقاً تدلیس کی نہ تھی اس کے باوجود اخبار سے روایت کر رہے ہیں نیز سفیان ثوریؒ اگرچہ آمین بالجہر کے راوی ہیں لیکن خود ان کا مذہب شعبہ کی روایت کے مطابق آمین بالسر کا ہے۔

علامہ شوق نیموی عظیم آبادی کی رائے علامہ شوقؒ نے نہایت عمدہ تحقیق بیان فرمائی ہے کہ مدِّ صوت رفعِ صوت سے مراد رفع یسیر لیا جائے یعنی معمولی سا جہر کہ قریب کے لوگ سن لیں، اور خفضِ صوت سے مراد لیا جائے کسی قدر آہستہ یعنی زیادہ شور نہ ہو بلکہ دونوں کے درمیان ہو۔

ان تمام مباحث و قیل و قال کے بعد یہ یاد رکھنا بھی ضروری ہے کہ اس مسئلہ میں جواز و عدم جواز کا اختلاف نہیں ہے بلکہ بالاتفاق جہراً و سراً تامین جائز ہے صرف اولویت و افضلیت کا اختلاف ہے، واللہ اعلم۔

بابٌ ۵۰۲ فَضْلِ التَّامِيْنِ۔

۷۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ

besturdubooks.wordpress.com

إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِينَ وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ آمِينَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

باب، آمین کہنے کی فضیلت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں پھر ان دونوں میں سے ایک کی آمین دوسرے کے موافق ہوگئی تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاهرۃ اس لئے کہ آمین کہنے کی فضیلت موجب مغفرت ہے۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ههنا ص۱۰۸ وخرجہ النسائی فی فضل التامین ص۱۰۷ تا ص۱۰۸۔

مقصد ترجمہ مقصد ترجمۃ الباب سے بالکل واضح ہے کہ آمین کہنے کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے کہ اس سے بڑی فضیلت کیا ہوگی کہ ایک مختصر اور آسان لفظ پر گناہ کی مغفرت کا انتظام ہو جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے بھی امام بخاری رح کا مقصد آمین بالجہر ہو چونکہ آمین پر قول کا اطلاق کیا گیا ہے اور قول سے متبادر الی الجہر ہی ہوتا ہے۔

لیکن یہ بعید ہے چونکہ روایت میں اس کی کوئی تصریح نہیں ہے، نیز لفظ قول سے جہر ہی کا مراد ہونا کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔

فوافقت احدٰہما الاخری، اب موافقت فی الاخلاص ہے یا موافقت فی الوقت؟

ظاہر ہے کہ فرشتوں کا اخلاص نہایت اعلیٰ ہے عام مسلمانوں کے لئے اس کا حاصل کرنا نہایت مشکل ہے اس لئے موافقت فی الوقت آسان ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ ۵۰۳ جَهْرِ الْمَأْمُومِ بِالتَّأْمِينِ

۷۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَنُعَيْمٌ الْمُجْمِرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم۔

باب، مقتدی کا بلند آواز سے آمین کہنے کا بیان۔

besturdubooks.wordpress.com

باب، صف میں پہونچنے سے پہلے رکوع کر لینے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوبکرہ رضؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی حالت میں پہونچے کہ آپؐ رکوع میں تھے تو ابوبکرہ رضؓ نے صف تک پہونچنے سے پہلے رکوع کر لیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے شوق کو اور زیادہ کرے لیکن دوبارہ ایسا نہ کرنا۔

مطابقة للترجمة: مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی " فركع قبل ان يصل الى الصف "۔

تعدد موضعه والحديث ههنا صـ۱۰۸ والنسائی صـ۱۰۱ فی " الركوع دون الصف "۔
ابوداؤد صـ۹۹ باب الرجل يركع دون الصف ۔

مقصد ترجمہ یہاں امام بخاریؒ کا ترجمة الباب ہے اذا ركع دون الصف۔
یعنی اگر کوئی شخص صف تک پہونچنے سے پہلے نیت باندھ کر رکوع کرے تو کیا حکم ہے؟ یعنی یہ رکعت معتبر ہوگی یا نہیں؟

امام بخاریؒ نے حکم کو حذف کر دیا یعنی حکم بیان نہیں کیا، غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اختلاف مشہور ہے۔ جمہور کے نزدیک انفراد خلف الصف مکروہ تنزیہی ہے اور امام احمد بن حنبلؒ و اسحاقؒ کے نزدیک مفسد صلوٰۃ ہے۔ امام بخاریؒ کا مقصد جمہور کی تائید و موافقت ہے چنانچہ حضرت ابوبکرہ رضؓ کی روایت لاکر تائید کر دی۔

تشریح امام بخاریؒ نے اس باب میں حضرت ابوبکرہ رضؓ کی حدیث نقل فرمائی ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکرہ رضؓ وضو کرکے مسجد پہونچے تو نماز شروع ہو گئی تھی اور آنحضرتؐ رکوع میں تھے، تو حضرت ابوبکرہ رضؓ کو یہ خوف ہوا کہ اگر میں نے صف تک پہونچنے کے بعد نماز کی نیت باندھی تو میری رکعت فوت ہو جائے گی اس لئے ابوبکرہ رضؓ نے صف تک پہونچنے سے پہلے صف کے پیچھے نماز کی نیت باندھ لی اور رکوع کر لیا اور رکوع ہی کی ہیئت میں چل کر صف میں شامل ہو گئے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرہ سے فرمایا زادك الله حرصا ولا تعد، یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شوق اور حرص علی الخیر کی تحسین فرمائی اور نماز کے اعادہ کا حکم نہیں فرمایا، معلوم ہوا کہ نماز ہو گئی اعادہ واجب نہیں۔ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں اذا ركع المصلى دون الصف ای قبل وصوله الى الصف جاز مع الكراهة (قس)،
لیکن خلافِ قاعدہ ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوگا چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرہ سے فرمایا کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ امام بخاری رضؓ نے یہ حدیث ذکر کرکے جمہور ائمہ ثلاثہ رحؒ کی موافقت کی۔

besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم لوگ آمین کہو اس لئے کہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو جائے گا اس کے پچھلے گناہ بخشدیئے جائیں گے۔ اس روایت میں سُمَیّ مولیٰ ابی بکر کی متابعت محمد بن عمرو نے بہ سند ابوسلمہ عن ابی ہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور نعیم المجمر نے بہ سند ابوہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم متابعت کی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فقولوا آمین"۔
علامہ عینی رح لکھتے ہیں "قال ابن المنیر مناسبۃ الحدیث للترجمۃ من جہۃ ان فی الحدیث الامر بقول آمین الخ (عمدہ)۔

یعنی ابن المنیر رح نے ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت اس طرح بتلائی کہ حدیث میں "فقولوا" ہے یعنی آمین کہنے کو کہا گیا ہے اور قول جب مقام خطاب میں ہو تو جہر ہی پر محمول ہوتا ہے۔

لیکن علامہ عینی رح نے اس کو نقل کرکے اس پر نقد کیا ہے کہ مطلق قول کا اطلاق جہر اور اخفاء دونوں پر ہوتا ہے، نیز علامہ عینی رح کے علاوہ اور حضرات نے بھی تنقید کی ہے چنانچہ تشہد، ربنا لک الحمد اور درود کے بارے میں بھی لفظ قولوا آیا ہے۔

پس یہ بات کہ جب قول بولا جائے تو بالجہر ہی مراد ہو مسلّم نہیں ہے جیساکہ حدیث میں آیا ہے اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا لک الحمد، تو زور سے کہنا چاہیئے۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھہنا ص۱۰۸ ویاتی فی تفسیر الفاتحۃ ص۶۴۲ ومسلم اول ص۱۷۶۔

مقصد امام بخاری رح کا مقصد واضح ہے کہ مقتدی کو جہراً آمین کہنا چاہیئے۔
لیکن اشکال یہ ہے کہ حدیث سے امام بخاری رح آمین بالجہر ثابت کرسکے یا نہیں؟ علامہ عینیؒ کے نقد سے معلوم ہوگیا کہ بالجہر ثابت نہیں کرسکے واللہ اعلم۔

بَابٌ ۵۰۴ اِذَا رَكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ۔

۷۵۳۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنِ الْاَعْلَمِ وَهُوَ زِيَادٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ اَنَّهُ انْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ اَنْ يَّصِلَ اِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ۔

besturdubooks.wordpress.com

فائدہ حافظ عسقلانی رح نے یہاں امام بخاری رح پر نقد کیا ہے کہ اس باب کا مناسب موقع ابواب الامامۃ تھا جیساکہ بہت پہلے ص۱۰۰ پر ایک مستقل باب گذرا "المرأۃ وحدھا تکون صفاً" وہیں اس باب کو لانا چاہئے تھا۔ علامہ عینی رح نے تو بہت تعاقب کیا ہے لیکن علامہ قسطلانی رح نے نہایت مختصر اور عمدہ جواب دیا ہے فرماتے ہیں اجیب بان المناسبۃ بینھا وبین السابق من حیث ان الرکوع یکون بعد القراءۃ۔ (قس)

لاتعُدُ اس لفظ کو تین طرح پڑھا گیا ہے ۱۔ بفتح التاء وضم العین عاد یعود عوداً سے صیغہ نہی مطلب یہ ہوگا کہ دوبارہ ایسا نہ کرنا یعنی صف میں شامل ہونے سے پہلے رکوع نہ کرنا یہی روایت اشہر ہے۔ علامہ عینی رح فرماتے ہیں "فی جمیع الروایات بفتح التاء وضم العین من العود" (عمدہ)۔

۲۔ لاتَعْدُ عدا یعدو عدواً سے صیغۃ النہی، یعنی آئندہ نماز کے لئے دوڑ کر مت آنا جیساکہ حضرت ابوہریرہ رض سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تاتوھا وانتم تسعون الخ (ابن ماجہ ص۵۶ تا ص۵۷) یعنی جب نماز کی اقامت کہدی جائے تو دوڑ کر مت آؤ الخ۔

۳۔ لاتُعِدْ، اعاد یعید اعادۃ سے نہی کا صیغہ ای لاتعد تلک الصلوٰۃ یعنی اس نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

باب ۵۰۵ اِتْمَامِ التَّکْبِیْرِ فِی الرُّکُوْعِ قالہ ابنُ عبّاسٍ عنِ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم وَفِیْہِ مَالِکُ بنُ الْحُوَیْرِثِ۔

۷۵۴۔ حَدَّثَنا اِسحٰقُ الوَاسِطِیُّ قال حَدَّثَنا خالِدٌ عَنِ الْجُرَیْرِیِّ عن اَبِی الْعَلَاءِ عن مُطَرِّفٍ عن عِمْرَانَ بنِ حُصَیْنٍ قال صَلّٰی مَعَ عَلِیٍّ بِالْبَصْرَۃِ فقال ذَکَّرَنا ھٰذَا الرَّجُلُ صَلٰوۃً کُنَّا نُصَلِّیْھَا مَعَ رسولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فذَکَرَ اَنَّہٗ کَانَ یُکَبِّرُ کُلَّمَا رَفَعَ وَکُلَّمَا وَضَعَ۔

باب، رکوع میں تکبیر کو پورا کرنے کا بیان۔ اس کو حضرت ابن عباس رض نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اور اس سلسلے میں مالک بن حویرث نے بھی روایت کی ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت عمران بن حصین رض سے روایت ہے کہ انہوں نے بصرہ میں حضرت علی رض کے ساتھ نماز پڑھی تو فرمایا کہ اس شخص (حضرت علی رض) نے ہمیں وہ نماز یاد دلادی جو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے پھر حضرت عمران رض نے بیان کیا کہ حضرت علی رض جب بھی اٹھتے تھے اور جب بھی جھکتے تھے تو تکبیر کہتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "کان یکبر کلما رفع" فانہ عبارۃ عن تکبیر الرکوع (عمدہ)

besturdubooks.wordpress.com

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۸ و یاتی فی باب اتمام التکبیر فی السجود ص۱۰۸ . وفی باب یکبر وھو ینھض من السجدتین ص۱۱۴ ۔

۷۵۵ ۔ حدثنا عبد اللہ بن یوسف اخبرنا مالک عن ابن شھاب عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ انہ کان یصلی بھم فیکبر کلما خفض و رفع فاذا انصرف قال انی لاشبھکم صلوٰۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو جب جھکتے تھے اور جب اٹھتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو فرماتے کہ میری نماز بہت مشابہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے بہ نسبت تمہاری نماز کے ۔

مطابقتہ للترجمۃ :- مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فیکبر کلما خفض و رفع"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۸ و یاتی ص۱۰۸ تا ص۱۰۹ و ص۱۱۰ فی باب یھوی بالتکبیر حین یسجد و مسلم ص۱۶۹ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد اتمام تکبیر سے کیا ہے ؟ اقوال مختلف ہیں ۔
۱ شیخ المشائخ محدث دہلوی رح فرماتے ہیں "المراد بالاتمام الاتیان بہ من غیر ان یحذف کما شاع ذلک فی امارۃ بنی امیۃ الخ (شرح تراجم)
یعنی نماز کے تمام تکبیرات انتقالات کو بغیر حذف و ترک کے عدد کو پورا کیا جائے جس میں ایک تکبیر رکوع کی بھی ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ قیام سے رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہو اور رکوع سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد سجدہ میں جاتے وقت بھی تکبیر کہو۔
امام بخاری رح نے اتمام التکبیر فی الرکوع ، اور اس کے بعد اتمام التکبیر فی السجود پر مستقل باب قائم کیا ہے ۔ چونکہ خلافت بنی امیہ کے دور میں رکوع میں جاتے وقت اسی طرح قومہ سے سجدہ میں جاتے وقت تکبیرات ترک کر دیتے تھے اس لئے بخاری رح نے ترک تکبیر پر رد کرنے کے لئے فرمایا کہ تکبیر تحریمہ جو شرط صلوٰۃ ہے اس کے علاوہ تکبیرات رفع و خفض بھی سنت ہے ترک نہ کیا جائے ۔
۲ ابوداؤد جلد اول ص۱۲۲ میں حضرت عبد الرحمٰن ابن ابزیٰ رضؓ سے روایت ہے انہ صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان (ص) لا یتم التکبیر یعنی جب سجدہ میں جاتے تو تکبیر نہیں کہتے اور جب سجدہ سے اٹھتے تو تکبیر نہیں کہتے ۔
امام بخاری رح نے اس باب سے اس روایت کی تضعیف کی اور رد فرمادیا وقد نقل البخاری

besturdubooks.wordpress.com

فی التاریخ عن ابی داؤد الطیالسی انه قال هذا عندنا باطل (حاشیہ لامع)

تشریح ظاہریہ اور امام احمدؒ کے نزدیک تکبیراتِ انتقالات واجب ہیں۔ اور ائمہ ثلاثہ یعنی امام اعظمؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک سنت ہیں۔ چنانچہ حدیث الباب کی دونوں حدیث میں حضرت علی رضؓ اور حضرت ابوہریرہ رضؓ کی نماز کا ذکر ہے کہ ہر خفض ورفع کے وقت تکبیر کہا کرتے تھے۔

۲ اتمام تکبیر کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ تکبیر کو لمبا کرکے پوری حرکتِ انتقالیہ پر ممتد کردیا جائے یعنی لفظ اللہ کو دراز کیا جائے کہ قیام سے رکوع تک اسی طرح قومہ سے سجدہ تک کے پورے وقت کا احاطہ کرلے کہ رکوع یا سجدہ میں جانے تک تکبیر دراز ہونی چاہئے البتہ یہ ضرور خیال رکھنا چاہئے کہ لفظ اللہ کے پہلے الف کو ہرگز دراز نہ کرے ورنہ جملہ سوالیہ ہوجائے گا اور فسادِ معنی کی وجہ سے نماز فاسد ہوجائے گی۔ صرف لفظ اللہ کے لام کو دراز کرے۔

بعض حضرات نے ابوداؤد کی روایت لایتم التکبیر کی توجیہ یہ کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بیانِ جواز کے لئے ایسا کیا ہو یا پوری طرح جہر نہ کیا ہو اور راوی حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضؓ کے پیچھے ہونے کی وجہ سے آواز نہ پہونچی ہو۔ واللہ اعلم۔

بابٌ۵۰۶ اِتْمَامِ التَّكْبِيْرِ فِي السُّجُوْدِ۔

۷۵۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قال حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن غَيْلَانَ بنِ جَرِيْرٍ عن مُطَرِّفِ بنِ عبدِ اللهِ قال صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيِّ بنِ اَبِي طالبٍ اَنَا وَعِمْرَانُ بنُ حُصَيْنٍ فكانَ اِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ كَبَّرَ وَ اِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ اَخَذَ بِيَدِيْ عِمْرَانُ بنُ حُصَيْنٍ فقال قد ذَكَّرَنِيْ هٰذَا صَلٰوةَ محمدٍ صلى الله عليه وسلم اَوْقال لَقَدْ صَلّٰى بِنَا صَلٰوةَ محمّدٍ صلى الله عليه وسلم۔

باب، سجدوں (کے وقت) میں تکبیر کے پورا کرنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت مطرف بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے اور عمران بن حصین نے حضرت علی بن ابی طالب کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ (حضرت علی رضؓ) جب سجدہ میں جاتے تو تکبیر (اللہ اکبر) کہتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور جب دو رکعتوں کے بعد (قعدہ کرکے تیسری رکعت کے لئے) اٹھتے تکبیر کہتے پھر جب حضرت علی رضؓ نماز پڑھا چکے تو عمران بن حصین رضؓ نے

besturdubooks.wordpress.com

میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ اس شخص (حضرت علی رض) نے مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلادی یا یہ کہا کہ بیشک انہوں نے ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھائی۔

مطابقتہ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " اذا سجد کبّر"۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا ص۱۰۸ ومرّ آنفا ص۱۰۸ و یاتی ص۱۱۴۔

۷۵۷ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قال اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عن اَبِی بِشْرٍ عن عِكْرِمَةَ قال رَأَيْتُ رَجُلاً عِنْدَ المَقَامِ يُكَبِّرُ فِی كُلِّ خَفْضٍ وَّ رَفْعٍ وَ اِذَا قَامَ وَ اِذَا وَضَعَ فَاَخْبَرْتُ ابنَ عَبَّاسٍ فقال اَوَ لَيْسَ تِلْكَ صَلٰوةَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم لَا اُمَّ لَكَ۔

ترجمہ حضرت عکرمہ رح کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو مقام (یعنی مقام ابراہیم) کے پاس (نماز پڑھتے) دیکھا کہ وہ ہر جھکنے اور اٹھنے میں تکبیر کہتے اور جب کھڑے ہوتے اور جب سجدہ میں جاتے (تو بھی ہر مرتبہ تکبیر کہتے)، میں نے (بطور تعجب) حضرت ابن عباس رض سے بیان کیا تو انھوں نے فرمایا تیری ماں نہ رہے کیا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز نہیں ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاهرۃ فی " یکبر فی کل خفض و رفع و اذا قام و اذا وضع (ای اذا سجد "۔
والحدیث ھٰھنا ص۱۰۸۔

مقصد ترجمہ مقصد کی وضاحت باب سابق میں گذر چکی ہے اور مزید اس باب سے امام بخاری رح تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ قومہ سے سجدہ میں جاتے وقت تکبیر کو سجدہ تک ممتد و حاوی ہونا چاہیے۔

تشریح: رایت رجلاً رجل سے مراد حضرت ابوہریرہ رض ہیں۔

بابُ التَّكْبِيرِ اِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ۔

۷۵۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ اِسْمٰعِيلَ قال حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ عن عِكْرِمَةَ قال صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ تَكْبِيْرَةً فقلتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ اَحْمَقُ فقال ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ سُنَّةُ اَبِی القَاسِمِ صلی اللہ علیه وسلم وقال مُوسٰی حَدَّثَنَا اَبَانُ قال حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ۔

besturdubooks.wordpress.com

باب ، سجدوں سے اٹھتے وقت تکبیر کہنے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ میں نے مکہ میں ایک بوڑھے شخص یعنی حضرت ابوہریرہ رضؓ) کے پیچھے (ظہر کی) نماز پڑھی تو انھوں نے بائیس ۲۲ مرتبہ اللہ اکبر کہا تو میں نے حضرت ابن عباس رضؓ سے کہا کہ یہ بزرگوار احمق معلوم ہوتے ہیں تو حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ تیری ماں تجھ پر روئے یہ تو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ۔

اور موسیٰ ابن اسماعیل نے کہا کہ ہم سے یہ حدیث ابان نے بیان کی انھوں نے کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا قتادہ نے کہا ہم سے عکرمہ نے بیان کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ :۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فکبر ثنتین وعشرین تکبیرۃ" والحدیث ھٰھنا ص۱۰۸ ۔

۷۵۹ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِي ثُمَّ يُكَبِّرُ حين يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حتى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُومُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بعدَ الْجُلُوسِ وقال عبدُ اللهِ بنُ صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ وَلَكَ الْحَمْدُ ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے (یعنی تکبیر تحریمہ) پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے پھر جب رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر کھڑے ہونے کی حالت میں ربنا لک الحمد کہتے پھر جب (سجدہ کے لئے) جھکنے لگتے تو تکبیر کہتے پھر جب سجدہ سے سر اٹھاتے تکبیر کہتے پھر دوسرے سجدہ میں جاتے وقت تکبیر کہتے پھر جب (سجدہ سے) سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر آپ ؐ پوری نماز میں اسی طرح کرتے یہاں تک کہ آپ ؐ نماز سے فارغ ہو جاتے اور آپ ؐ جب دو رکعتوں سے بیٹھ کر (یعنی تشہد میں بیٹھنے کے بعد) اٹھتے تو تکبیر کہتے۔ اور عبداللہ بن صالح نے لیث سے اس حدیث میں یوں نقل کیا ہے "ربنا ولک الحمد"

besturdubooks.wordpress.com

مطابقتہ للترجمۃ :- مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " ثم یکبر حین یرفع راسہ "۔

تعدد موضعہ :- والحدیث ھٰہنا صـ۱۰۸ تا صـ۱۰۹ ومسلم اول صـ۱۶۹۔

مقصد ترجمہ مقصد بالکل واضح ہے کہ امام بخاری رہ بتلانا چاہتے ہیں کہ انتقالاتِ نماز میں تکبیر ہوگی بالخصوص سجدہ سے اٹھتے وقت تکبیر لوگوں نے چھوڑ رکھا تھا، بخاری رہ نے تصریح کردی کہ سجدہ سے اٹھتے وقت تکبیر ہوگی۔

اشکال :- صـ۱۱۴ پر ایک باب ہے " باب یکبر وھو ینھض من السجدتین "۔

اب اشکال یہ ہے کہ بظاہر تکرار معلوم ہو رہا ہے کیونکہ یہاں من السجود ہے اور صـ۱۱۴ میں من السجدتین ہے اور ظاہر بات ہے کہ نہوض (اٹھنا) سجدتین ہی سے ہوگا ایک سجدہ کرکے اٹھنا نہیں ہوگا لہٰذا دونوں باب میں کوئی فرق بظاہر نہیں ہے۔

جواب :- امام بخاری رہ نے یہاں تو صرف یہ بیان کیا ہے کہ سجدہ سے اٹھتے ہوئے تکبیر کہی جائیگی اور صـ۱۱۴ پر آنے والے باب میں محلِ تکبیر بیان کیا گیا ہے چونکہ اس میں اختلاف ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اٹھنے کے بعد کھڑے ہونے کی حالت میں تکبیر ہوگی جیسے پہلی رکعت میں قیام کی حالت میں تکبیر تحریمہ ہے امام بخاریؒ ان حضرات کے خلاف فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تشہد سے اٹھنے کے ساتھ ساتھ تکبیر ہوگی۔

نیز دونوں باب میں یہ فرق ہے کہ یہاں پہلی رکعت میں اٹھنے کا بیان ہے اور صـ۱۱۴ کے باب میں رکعتین کے بعد اٹھنے کا بیان ہے، فلا اشکال۔

تشریح باب کی پہلی روایت میں ہے یکبر ثنتین وعشرین تکبیرۃ "۔ بائیس ۲۲ تکبیرات کا مطلب یہ ہوا کہ یہ چار رکعت والی نماز تھی چنانچہ بعض روایت میں ظہر کی صراحت ہے ہر رکعت میں پانچ تکبیریں ہوں گی تو چار رکعت میں بیس ہوئیں اور ایک تکبیر تحریمہ اور دوسری دو رکعتین کے بعد تشہد سے اٹھتے ہوئے، اس لئے ہر چار رکعت والی نماز میں تعداد بائیس ۲۲ ہوجائے گی۔

اور تین رکعت والی نماز میں سترہ ۱۷ اور دو رکعت والی نماز میں کل گیارہ تکبیر ہونگی۔

وقال موسیٰ حدثنا ابان الخ اس سند کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قتادہ کا سماع عکرمہ سے معلوم ہو جائے چونکہ قتادہ میں تدلیس کی شکایت ہے، واللہ اعلم۔

باب ۵۰۸ وَضْعِ الْأَكُفِّ عَلَى الرُّكَبِ فِي الرُّكُوعِ وقال أَبُو حُمَيْدٍ فِي أَصْحَابِهِ أَمْكَنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ۔

۷۶۰ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ قال سَمِعْتُ

besturdubooks.wordpress.com

مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي فَطَبَّقْتُ بَيْنَ كَفَّيَّ ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَيْنَ فَخِذَيَّ فَنَهَانِي أَبِي وَقَالَ كُنَّا نَفْعَلُهُ فَنُهِينَا عَنْهُ وَأُمِرْنَا أَنْ نَضَعَ أَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكَبِ۔

باب ، رکوع میں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا بیان ۔ اور حضرت ابو حمید رضؓ نے اپنے ساتھیوں کے سامنے (جو صحابہ تھے) یہ بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (رکوع میں) اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر جما دیئے ۔

ترجمہ حدیث مصعب بن سعد سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ) کے پہلو میں نماز پڑھی تو میں نے (رکوع میں) اپنے دونوں ہتھیلیوں کو ایک دوسرے سے ملایا اور انہیں اپنی دونوں رانوں کے درمیان دبالیا تو میرے والد نے (اس عمل سے) منع کیا اور فرمایا کہ ہم پہلے ایسا کرتے تھے پھر ہم اس سے منع کر دیئے گئے اور ہمیں یہ حکم دیا گیا کہ اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں ۔

مطابقة للترجمة:۔ مطابقة الحديث للترجمة في " وأمرنا أن نضع ايدينا على الركب "۔

تعدد موضعه والحديث ههنا ص۱۰۹ ، مسلم اول ص۲۰۲ ، ابوداؤد اول ص۱۲۶ باب تفريع ابواب الركوع والسجود ووضع اليدين على الركبتين ۔ والترمذی ص۳۵ ۔

مقصد امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ رکوع میں امساک بالرکب یعنی اپنے دونوں ہتھیلیوں سے گھٹنوں کو مضبوط پکڑنا مسنون ہے اور تطبیق منسوخ ہے ۔

تشریح تطبیق یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کے کفین کو ملا کر ایک کی انگلیاں دوسرے میں داخل کر کے قینچی کر لیں جیسے تشبیک میں ہوتا ہے اور پھر دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں کے بیچ میں دبالیا جائے ۔

امام بخاری رحؒ نے ابو حمید ساعدی رضؓ کے بیان سے یہ ثابت کیا ہے کہ رکوع میں سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر دونوں گھٹنوں کو مضبوط پکڑ لیں اور اس مسئلہ میں جمہور ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے ۔

البتہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ اور ان کے بعض اصحاب تطبیق کے قائل تھے ۔

بعض حضرات سے منقول ہے کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ کو نسخ کا علم نہ ہو سکا ہو ! لیکن علامہ عینی رحؒ اس جواب سے خوش نہیں ہیں ۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضؓ تخییر کے قائل ہوں کہ دونوں صورتوں میں اختیار ہے بہر حال حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ سے جب نقل کیا گیا تو فرمایا " صدق اخی " میرے بھائی نے سچ کہا ہے کنا نفعله فنهينا عنه ۔ اور ظاہر ہے کہ جب صحابی کہے نُهينا تو حکماً مرفوع ہوگا یعنی ہمیں حضور اکرم ﷺ نے منع کر دیا ۔

besturdubooks.wordpress.com

بہرحال جمہور کے یہاں تطبیق منسوخ ہے کسی کے یہاں معمول بہا نہیں ہے واللہ اعلم۔

بابٌ ۵۰۹ اِذَا لَمْ يُتِمَّ الرُّكُوْعَ۔

۷۶۱ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ رَأَى حُذَيْفَةُ رَجُلًا لَا يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ وَقَالَ مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللهُ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم۔

باب (نمازی) جب پوری طرح رکوع نہ کرے؟

ترجمہ حدیث زید بن وہب رح نے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ رض نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رکوع اور سجدہ کو پوری طرح ادا نہیں کر رہا ہے حضرت حذیفہ رض نے اس سے کہا "تو نے نماز نہیں پڑھی اور اگر تم (اس حالت میں) مر گئے تو تمہاری موت اس طریق پر نہیں ہوگی جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "لا یتم الرکوع"۔
حدیث الباب میں رکوع کے ساتھ سجود کا ذکر بھی ہے لیکن چونکہ صـ۱۱۲ پر مستقل باب آرہا ہے "باب اذا لم یتم سجودہ" اس لئے امام بخاری رح نے ترجمۃ الباب میں صرف رکوع کے ذکر پر اکتفا فرمایا ہے۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا صـ۱۰۹ و مرّ صـ۵۶ و یاتی صـ۱۱۲۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح نے ترجمہ میں کوئی حکم نہیں لگایا جیسا کہ ان کی اکثر عادت ہے کہ مسائل مختلفہ میں کوئی حکم نہیں لگاتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب رح شرح تراجم میں فرماتے ہیں "والمؤلف ساق الکلام علی وجہ یحتمل المذہبین"۔

ع۲ یا اذا کا جواب اس لئے ذکر نہیں فرمایا چونکہ آئندہ باب (یعنی ایک باب کے بعد باب امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی لا یتم رکوعہ بالاعادۃ) سے معلوم ہو جائیگا کہ اتمام رکوع نہ کرنے سے اعادۂ صلوٰۃ ہوگا۔

تشریح یہاں سے امام بخاری رح تعدیل ارکان کا مسئلہ بیان فرما رہے ہیں اور اسی کی اہمیت بتلانے کے لئے یہ ترجمہ قائم کیا ہے۔

مذاہب ائمہ ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک تعدیل ارکان یعنی رکوع و سجود اطمینان سے ادا کرنا فرض ہے مثلاً رکوع کے بعد مکمل طور پر پورا کھڑا ہونے کے بعد سجدہ میں جانا

besturdubooks.wordpress.com

اسی طرح ایک سجدہ کے بعد دوسرے سجدہ میں جانے سے قبل پورے طور پر بیٹھ کر سجدہ کرنا فرض ہے اگر ایک سجدہ کے بعد ہاتھ سجدہ گاہ میں ہے صرف سر اٹھا کر دوسرا سجدہ کر لیا تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک تعدیل ارکان واجب ہے اور ما صلیت یا فصل فانک لم تصل کو نفی کمال پر محمول کرتے ہیں جیسے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ اور لا دین لمن لا عہد لہ۔

ولو مت مت علیٰ غیر الفطرۃ، فطرۃ سے مراد یہاں سنت ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تو اسی حالت میں مرگیا تو تارک سنت ہو کر مرے گا، واللہ اعلم۔

باب ۵۱۰ اِسْتِوَاءِ الظَّهْرِ فِي الرُّكُوعِ وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ فِي أَصْحَابِهِ رَكَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ۔

باب، رکوع میں پیٹھ کو (سر کے) برابر رکھنے کا بیان۔

اور حضرت ابوحمید رضؓ نے اپنے ساتھیوں کے درمیان بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا تو اپنی پیٹھ کو اتنا جھکا دیا کہ سر کے برابر کر دیا۔

مقصد یہ باب سابق کا تکملہ ہے مقصد بالکل واضح ہے کہ رکوع میں صرف کمر کو ذرا سا جھکا دینا کافی نہیں ہے بلکہ اتنا جھکا دیا جائے کہ پیٹھ سر کے برابر ہو جائے۔

تشریح اس تعلیق کو امام بخاریؒ نے آگے صـ۱۱۴ پر باب سنۃ الجلوس فی التشہد میں موصولاً ذکر فرمایا ہے۔

باب ۵۱۱ حَدِّ إِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَالْاِعْتِدَالِ فِيهِ وَالْاِطْمَأْنِينَةِ۔

۷۶۲ - حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عليه وسلم وَسُجُودُهُ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُودَ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ۔

باب، رکوع کے پورا کرنے اور اس میں اعتدال و اطمینان کی حد کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت براءؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور آپؐ کے سجدے اور دونوں سجدوں کے درمیان کی نشست اور جب آپؐ رکوع سے اٹھتے تھے (یعنی قومہ) سب قریب قریب برابر ہوتے تھے سوائے قیام اور تشہد کے قعود کے۔

مطابقۃ للترجمۃ:۔ یہاں بخاری کے نسخے مختلف ہیں بعض نسخہ میں مثلاً بخاری کی قدیم شرح کرمانی میں

besturdubooks.wordpress.com

یہ حدیث حضرت براء رضؓ باب سابق استواء الظھر فی الرکوع ہی کے تحت ہے اور یہاں یہ باب حدّ اتمام الرکوع الخ نہیں ہے۔

اس صورت میں مطابقت اس طرح ہوگی کہ بخاری نے یہاں دو مسئلہ بیان کیا ہے ۱۔ رکوع میں اس طرح جھکنا چاہئے کہ پیٹھ، کمر سب سر کے برابر ہو جائے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ رکوع کی حدِ معتبر یہ ہے کہ اس میں اعتدال اور طمانینت ہونی چاہئے۔

پہلے مسئلہ کو حضرت ابو حمید ساعدی رضؓ کی روایت سے ثابت کیا ہے، اور دوسرے مسئلہ کو حضرت براء رضؓ کی روایت سے ثابت کیا کہ رکوع، جلسہ اور قومہ سب برابر ہوتے تھے۔

معلوم ہوا کہ سب میں اعتدال تھا اس سے صرف قیام للقراءۃ اور قعود للتشہد مستثنیٰ ہے کہ یہ طویل ہوتے تھے۔ برابری ممکن نہیں۔

اس تقریر سے علامہ ناصر الدین بن منیر کا اعتراض بھی جاتا رہا چونکہ نسخے مختلف ہیں تو یہ حدیث براء رضؓ دوسرے باب کے مطابق ہے۔

اور اگر ہمارے نسخہ کا اعتبار ہو کہ حضرت براء رضؓ کی حدیث کے لئے مستقل باب ہے "حدّ اتمام الرکوع الخ" کا اس صورت میں مناسبت بالکل واضح ہے کہ رکوع، سجدہ وغیرہ ایک دوسرے کے مساوی و برابر ہوتے تھے یہ بھی تو ایک حد ہے۔

تعدد موضع: والحدیث ھٰہنا ص۱۰۹ وص۱۱۰ وص۱۱۳ ومسلم شریف ص۱۸۹۔

مقصد | باب سابق سے معلوم ہوا تھا کہ ارکانِ نماز (رکوع، سجدہ وغیرہ) میں اعتدال و اتمام مطلوب ہے۔ اب یہ بتلا رہے ہیں کہ اس اتمام کی حد کیا ہے؟ یعنی رکوع کرنے والے کو یا سجدہ کرنے والے کو کس حد پر کہا جائیگا کہ اس نے رکوع کی سنت پوری کرلی یا سجدہ کا اتمام کرلیا۔

حاصل یہ ہے کہ نمازی جب رکوع میں جائے تو جھکنے کی حرکت بالکل ختم ہو جائے اور رکوع میں اس طرح سکون ہو جائے کہ سر سے لیکر پیٹھ اور کمر بالکل برابر ہو جائے علیٰ ہٰذا سجدہ وغیرہ۔

بعد والے ابواب بھی اسی تعدیل ارکان سے متعلق ہیں جو آرہے ہیں۔ عغ چلمل۔

باب ۵۱۲ أَمْرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم الَّذِي لَا يُتِمُّ رُكُوعَهُ بِالْإِعَادَةِ۔

۷۶۳ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ

besturdubooks.wordpress.com

عَلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم فردَّ عَلَيْهِ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فقال ارْجِعْ فصَلِّ فإنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فصَلّى ثمّ جاءَ فسَلَّمَ عَلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم فقال ارْجِعْ فصَلِّ فإنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثلٰثاً فقال وَالّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ فعَلِّمْنِي فقال إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فكَبِّرْ ثمّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ القُرْآنِ ثمّ ارْكَعْ حتى تَطْمَئِنَّ رَاكِعاً ثمّ ارْفَعْ حتى تَعْتَدِلَ قائماً ثمّ اسْجُدْ حتّى تَطْمَئِنَّ سَاجِداً ثمّ ارْفَعْ حتى تَطْمَئِنَّ جالِساً ثمّ اسْجُدْ حتى تَطْمَئِنَّ سَاجِداً ثمّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلٰوتِكَ كُلِّهَا۔

باب، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص کو جس نے رکوع کو پوری طرح ادا نہیں کیا دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دینا۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے پھر ایک شخص (حضرت خلاد بن رافع رضی) مسجد میں آئے اور انھوں نے نماز پڑھی پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سلام کیا آپؐ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ تم لوٹ کر جاؤ اور نماز پڑھو اس لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی چنانچہ اس نے پھر نماز پڑھی پھر آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا (آپؐ نے سلام کا جواب دے کر) پھر فرمایا تم لوٹ کر جاؤ اور نماز پڑھو اس لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی اسی طرح تین مرتبہ (آپؐ نے) فرمایا پھر اس شخص نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں تو اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا اس لئے آپ مجھے تعلیم فرما دیجئے تو آپؐ نے فرمایا " جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر (اللہ اکبر) کہو پھر قرآن مجید کے جس حصہ کا پڑھنا تمہارے لئے آسان ہو (یعنی جو تجھ کو یاد ہو) وہ پڑھو پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں اطمینان ہو جائے پھر رکوع سے اٹھ جاؤ یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان پیدا ہو جائے پھر سجدہ سے اٹھ جاؤ اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان پیدا ہو جائے پھر پوری نماز میں اسی طرح کرو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان امر النبي صلى الله عليه وسلم لذلك الرجل بقوله " ارجع فصلّ فانك لم تصلّ " امر بالاعادة لانه لم يتم الركوع والسجود۔

تعدد موضعه :- والحديث ههنا ص۱۰۹ ومر ص۱۰۴ تا ص۱۰۵ ويأتي ص۹۲۴ و ص۹۸۶

besturdubooks.wordpress.com

مسلم اول صـ۱۷۰، ابوداؤد اول صـ۱۲۴، ترمذی اول صـ۴۰ وآثار السنن جلد اول صـ۱۱۳۔

مقصد ترجمہ یہ ترجمہ شارحہ ہے اسی صـ۱۰۹ میں ایک باب بخاری رہ نے قائم کیا تھا "باب اذا لم یتم الرکوع" وہاں اذا کا جواب ذکر نہیں کیا تھا اس باب میں اس کو بیان کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدوی صحابی (خلاد بن رافع رض) کو رکوع اور سجدہ وغیرہ میں تعدیل و اطمینان میں کوتاہی دیکھ کر اعادہ کا حکم دیا جس سے معلوم ہوا کہ تعدیل ارکان فرض ہے یہی امام بخاریؒ اور ائمہ ثلاث کا مذہب ہے احناف کے نزدیک فرض نہیں ہے۔

تشریح طرفین کے نزدیک تعدیلِ ارکان واجب ہے دلیل آیت قرآنی ہے کہ صرف رکوع کا حکم ہے اور رکوع کے معنی مطلقاً انحناء کے ہیں پس قرآن مجید سے ثابت شدہ فرض اور حدیث پاک سے واجب، چونکہ اخبار احاد سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تعدیلِ ارکان چھوڑ دے تو ذمہ سے فریضۂ صلوٰۃ تو ساقط ہو جائیگا لیکن نماز واجب الاعادہ رہے گی۔ امام صاحب رح سے ایک روایت فرضیت کی اور ایک روایت سنیت کی بھی ہے لیکن مذہب مختار وجوب ہی کا ہے۔

فصلی الخ حافظ نے نسائیؒ سے نقل کیا ہے کہ یہ دو رکعتیں تحیۃ المسجد تھیں۔

اس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ نفل شروع کر کے باطل کرنے پر اعادہ واجب ہے لقولہ تعالیٰ "لا تبطلوا اعمالکم"۔

رہا فرضیت پر استدلال فانک لم تصل سے ؟

جواب: نفی کمال پر محمول ہے کما مرّ، اور اس کی دلیل حضرت خلاد رض ہی کا واقعہ ہے جو ترمذی جلد اول صـ۴۰ میں حضرت رفاعہ بن رافع رض کی روایت ہے جس کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے فاذا فعلت ذٰلک قد تمت صلوٰتک وان انتقصت منہ شیئًا انتقصت من صلوٰتک الخ۔

اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعدیلِ ارکان کے ترک پر بطلان صلوٰۃ کا حکم نہیں لگا بلکہ نقصان کا حکم لگایا اور صحابہ کرام رض نے بھی اس کا مطلب یہی سمجھا کہ تعدیلِ ارکان کے ترک سے پوری نماز باطل نہیں ہوگی البتہ اس میں نقصان آجائیگا اگر تعدیل فرض ہوتا تو نماز ناقص نہیں باطل ہو جاتی، واللہ اعلم۔

باب ۵۱۳ الدُّعاءِ فِی الرُّکُوعِ۔

۷۶۴۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ

besturdubooks.wordpress.com

اَبِی الضُّحٰی عن مَسْرُوقٍ عن عائِشَۃَ رضہ قالتْ کان النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول فِی رُکُوعِہٖ وَسُجُودِہٖ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ۔

باب ، رکوع میں دعاء کرنے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور اپنے سجدوں میں یہ پڑھتے تھے سبحانک اللھم ربنا وبحمدک اللھم اغفرلی ۔

اے اللہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور اے ہمارے پروردگار میں تیری حمد بیان کرتا ہوں اے اللہ مجھے بخشدے ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۹ ویاتی ص۱۱۳ ویاتی فی المغازی ص۶۱۵ وفی کتاب التفسیر ص۷۴۲ ومسلم اول ص۱۹۲ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ رکوع کی حالت میں بھی دعاءِ مغفرت جائز ہے جیسا کہ حدیث الباب سے ثابت ہوا۔

اگر منفرد ہے تو بلاشبہ درست ہے لیکن اگر امام ہے تو مقتدی کی رعایت کرنی ہوگی ۔

حضرت امام مالک رح سے منقول ہے کہ سجدہ میں تو دعا درست ہے اور رکوع میں مکروہ ، چونکہ مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے فاما الرکوع فعظموا فیہ الرب واما السجود فاجتھدوا فی الدعاء (مسلم ج ۲ ص۱۹۱) (رکوع میں خدا کی تعظیم بجالاؤ اور سجدہ میں دعا کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرو)۔

بخاری رح بتانا چاہتے ہیں کہ اس حدیث مسلم سے رکوع میں دعا کا عدم جواز یا مکروہ ہونا معلوم نہیں ہوتا ہے یعنی بخاری رح اس وہم کو دور کرنا چاہتے ہیں واللہ اعلم ۔

باب ۵۱۴ مَایَقُولُ الْاِمَامُ وَمَنْ خَلْفَہٗ اِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ

۷۶۵ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قال حَدَّثَنَا اِبْنُ اَبِی ذِئْبٍ عن سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عن اَبِی ھُرَیْرَۃَ قال کَانَ النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا قال سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ قال اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ وَکَانَ النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا رَکَعَ وَرَفَعَ رَأْسَہٗ یُکَبِّرُ وَ اِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَیْنِ قال اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔

باب ، رکوع سے سر اٹھانے کے بعد امام اور مقتدی کیا دعاء پڑھیں ؟

ترجمہ حدیث :۔ حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سمع اللہ لمن

besturdubooks.wordpress.com

حمدہ کہتے تو (اس کے بعد) اللّٰھم ربنا ولک الحمد (بھی) کہتے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور جب دونوں سجدوں سے (فارغ ہوکر) کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ، ترجمۃ الباب دُو چیزوں پر مشتمل ہے ۱ مایقول الامام، ۲ مایقول مَن خلفہ ای المقتدی۔

حدیث الباب کی مطابقت جزءِ اول سے تو ظاہر ہے۔ اور جزءِ ثانی کے سلسلے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ابواب سابقہ میں گذر چکا ہے "انما جعل الامام لیؤتم بہ" بس اس سے جزءِ ثانی کی مطابقت و مناسبت نکالی جا سکتی ہے، یا مطابقت بالالتزام یوں بھی ہو سکتی ہے کہ ارشادِ نبوی ہے صلوا کما رأیتمونی اُصلّی یعنی جیسے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح تم لوگ بھی نماز پڑھو۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰہنا صـ۱۰۹۔

مقصد ترجمہ اس مسئلہ میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے کہ تومہ یعنی رکوع سے اٹھنے کے بعد امام کیا کہے؟ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ یعنی امامین الہامین کے نزدیک امام فقط سمع اللہ لمن حمدہ کہے، اور مقتدی فقط اللّٰھم ربنا ولک الحمد کہے۔

لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام "اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا اللّٰھم ربنا ولک الحمد" (بخاری صـ۱۰۹)۔ اگلے باب میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت آرہی ہے جس میں وظائف کی تقسیم ہے کہ امام کا وظیفہ تسمیع (سمع اللہ لمن حمدہ) ہے اور مقتدی کا وظیفہ تحمید (اللّٰھم ربنا ولک الحمد) ہے۔

امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور صاحبینؒ کے نزدیک امام تسمیع و تحمید دونوں کہے گا۔

امام بخاریؒ بھی اسی کے قائل ہیں یعنی شوافعؒ کی موافقت کر رہے ہیں۔

تشریح امام بخاریؒ نے اس باب میں جو حدیث نقل فرمائی ہے اس میں فقط امام کا ذکر ہے حدیث میں مقتدی کا کوئی ذکر نہیں ہے لیکن امام بخاریؒ نے اس حدیث پر مَن خلفہ کا اضافہ کر کے اپنا رجحان ظاہر فرمایا ہے، البتہ منفرد دونوں (تسمیع و تحمید) کو جمع کریگا اور اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

بابٌ ۵۱۵ فَضلِ اللّٰھُمَّ رَبَّنا وَلَکَ الحَمدُ۔

۷۶۶۔ حَدَّثَنا عبدُ اللہِ بنُ یُوسُفَ قال اَخبَرَنا مَالِکٌ عن سُمَیٍّ عن اَبِی صَالِحٍ عن اَبِی ھُرَیرَۃَ اَنَّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا

besturdubooks.wordpress.com

قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

باب ، اللهم ربنا ولك الحمد کی فضیلت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم لوگ اللّٰھم ربنا لك الحمد کہو اس لئے کہ جس کا قول فرشتوں کے قول سے موافق ہو جائیگا اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاهرۃ فی قوله " غفرله ما تقدم من ذنبه "

تعدد موضعہ: والحدیث ههنا ص ۱۹ ویاتی ص ۴۵۸۔

مقصد امام بخاری رحؒ کا مقصد تو ترجمہ ہی سے ظاہر ہے کہ ان کا مقصد ان کلمات کے کہنے کی فضیلت وثواب کو بیان کرنا ہے۔

لیکن حیرت ہے کہ حدیث پاک میں تقسیم وظیفہ کی تصریح ہے کہ امام کا وظیفہ تسمیع اور مقتدی کا وظیفہ تحمید ہے۔ یعنی حدیث میں وظائف کی تقسیم ہے والقسمۃ تنافی الشرکۃ، اور یہ دلیل ہے امام مین الهامین کی، کما مر۔

تشریح اور امام بخاری رحؒ اور حضرات شوافع کے قول کے مطابق اگر امام تسمیع وتحمید دونوں کو جمع کرے گا تو عظیم اشکال یہ ہے کہ امام جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے گا اور مقتدی ربنا لك الحمد پھر امام ربنا لك الحمد کہے گا تو امام کی تحمید مقتدی کی تحمید سے مؤخر ہو جائے گی اور یہ وظیفہ اقتداء کے خلاف ہے۔

دوسری بحث یہ ہے کہ تحمید کن الفاظ میں افضل ہے عند الاحناف سب سے افضل اللّٰھم ربنا ولك الحمد ہے یعنی جن کے الفاظ زیادہ ہوں وہ اعلیٰ وافضل ہوگا واللہ اعلم۔

باب ۵۱۶

۷۶۷۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَاُقَرِّبَنَّ صَلٰوةَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَكَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يَقْنُتُ فِى الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَصَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَصَلٰوةِ الصُّبْحِ بَعْدَ مَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَيَدْعُوْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

besturdubooks.wordpress.com

وَ يَلْعَنُ الْكُفَّارَ ۔

باب ، بلا ترجمہ ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ میں تمہاری نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے قریب کردوں گا (یعنی میں تم لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دکھلاؤنگا) چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضؓ نماز ظہر اور نماز عشاء اور نماز فجر کی آخری رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد دعاء قنوت پڑھتے تھے اور اہل ایمان کے لئے دعا کرتے تھے اور کافروں پر لعنت کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ قال الحافظ "كذا للجميع بغير ترجمة الا للاصيلي فحذفه" یعنی بخاری شریف کے جملہ نسخ میں یہ باب بلا ترجمہ ہے، اصیلی نے تو لفظ باب کو بھی حذف کر دیا ہے۔

حافظ عسقلانی رحؒ فرماتے ہیں کہ راجح یہ ہے کہ لفظ باب ہونا چاہئے کیونکہ اس باب کے تینوں روایات میں سے کسی روایت میں اللهم ربنا ولك الحمد کی فضیلت کا اثبات نہیں ہے اس لئے یہاں لفظ باب ہونا چاہئے تاکہ یہ باب کالفصل من الباب السابق ہوجائے۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۱۰۹ تا ص۱۱۰ ايضا ص۱۱۰ و ياتى ص۱۳۶ و ص۲۱۰ تا ص۴۱۱ و ص۴۷۹ و ص۶۵۵ و ص۶۶۱ و ص۹۱۵ و ص۹۴۶ و ص۱۰۲۶ ۔

۷۶۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ اَبِى الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِى قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ الْقُنُوْتُ فِى الْفَجْرِ وَ الْمَغْرِبِ ۔

ترجمہ حضرت انس رضؓ نے فرمایا کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) فجر اور مغرب (کی نماز) میں قنوت پڑھی جاتی تھی۔

مطابقۃ للترجمہ :۔ یہ باب بلا ترجمہ ہے کمامرّ۔

تعدد موضعہ :۔ والحديث ههنا ص۱۱۰ و ياتى فى الوتر ص۱۳۶ ۔

۷۶۹ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ كُنَّا يَوْماً نُصَلِّى وَرَاءَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَلَمَّا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهٗ رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ حَمْداً كَثِيْراً طَيِّباً مُبَارَكاً فِيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ

besturdubooks.wordpress.com

قال مَنِ الْمُتَكَلِّمُ قال انا قال رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلٰثِيْنَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ۔

ترجمہ حدیث حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضؓ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو جب آپ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا تو سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو آپ ؐ کے پیچھے ایک شخص (خود رفاعہ رضؓ) نے ربنا ولک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کہا پھر جب آپ ؐ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا "یہ کلمات کہنے والا کون تھا؟" تو اس شخص نے عرض کیا کہ میں تھا، آپ ؐ نے فرمایا کہ میں نے کچھ اوپر تیس (۳۰) فرشتوں کو دیکھا کہ وہ ان کلمات کے سلسلے میں مسابقت کر رہے تھے کہ اس کو کون پہلے لکھے۔

مطابقۃ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "قد بیناہ فی اول الباب"

تعدد موضعہ:۔ الحدیث ھٰھنا صـ۱۱۰۔

مقصد ترجمہ باب کے تحت مذکور ہو چکا ہے کہ یہ باب بلا ترجمہ ہے اور کالفصل من الباب السابق ہے۔ یعنی من وجہٍ باب سابق سے تعلق ہے کہ اللّٰھم ربنا لک الحمد کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے جیسا کہ تیسری روایت حضرت رفاعہ بن رافع رضؓ کی روایت تحمید موجود ہے البتہ کچھ مزید کلمات ہیں۔ اور من وجہٍ باب سابق سے الگ ہے کہ تحت الباب کی دو روایات میں تحمید کا ثبوت نہیں ہے بلکہ قنوت کا ذکر ہے اس لئے لفظ باب بڑھا کر باب سابق سے فصل کر دیا ہے۔

حاشیہ کا نسخہ "باب القنوت" ہے حافظ عسقلانی رحؒ کا رجحان یہ ہے کہ یہ درست نہیں (فتح)۔ شیخ الحدیث رحؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں بلکہ یہ تو (یعنی باب القنوت) ابواب الوتر میں ہونا چاہئے۔ (تقریر بخاری)۔

تشریح اگر باب القنوت کا نسخہ صحیح مان لیا جائے جیسا کہ شیخ المشائخ شاہ ولی اللہؒ کا رجحان ہے تو اس کی توجیہ یہ ہوگی یعنی بخاری رحؒ کا مقصد یہ بتانا ہوگا کہ قنوت بعد الرکوع ہونا چاہئے۔

قنوت نازلہ تفصیل تو اپنی جگہ آئیگی انشاء اللہ۔ یہاں صرف یہ عرض ہے کہ احناف و مالکیہؒ کے نزدیک عند النوازل و حوادث فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھا جائے گا۔

(۲) حضرات شوافع فرماتے ہیں کہ تمام نمازوں میں ہوگا۔

دراصل قنوت نازلہ کا مدار حوادث کی شدت وضعف، قلت و کثرت پر ہے اگر حالات زیادہ سے زیادہ خراب ہوں تو عند الاحناف بھی تمام جہری نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے حالات سے حفاظت فرمائے آمین۔

besturdubooks.wordpress.com

باب ۵۱۷ الطُّمَانِيْنَةِ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَقَالَ أَبُوْحُمَيْدٍ رَفَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَاسْتَوٰى حتى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ۔

۷۷۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ كَانَ أَنَسٌ يَنْعَتُ لَنَا صَلٰوةَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَكَانَ يُصَلِّي فَإِذَا رَفَعَ رَأسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَامَ حتى نَقُوْلَ قَدْ نَسِيَ۔

باب، رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قومہ میں اطمینان کا بیان (یعنی بالکل سیدھا کھڑا ہونا) اور حضرت ابو حمید رضؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا اور سیدھے کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ پیٹھ کا ہر جوڑ اپنی جگہ پر آگیا

ترجمہ حدیث ثابت بنانی سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضؓ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بتاتے تھے چنانچہ آپ نماز پڑھتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو کھڑے ہوتے یہاں تک کہ ہم دل میں کہتے کہ آپ (سجدہ میں جانا) بھول گئے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فاذا رفع راسه من الركوع قام حتى نقول قد نسي"۔

تعدد موضعه: والحديث ههنا ص۱۱۰ و ياتي ص۱۱۳۔

۷۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَسُجُوْدُهُ وَإِذَا رَفَعَ رَأسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَاءِ۔

ترجمہ حضرت براء رضؓ (ابن عازب) سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور آپؐ کا سجود اور جب آپؐ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تھے (یعنی قومہ) اور دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ یہ سب قریب قریب برابر ہوتے تھے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه لما كان ركوعه صلى الله عليه وسلم ورفع راسه منه قريبا من السواء وكان يطمئن في ركوع الخ (عمدة)

تعدد موضعه: والحديث ههنا ص۱۱۰ ومر ص۱۰۹ وياتي ص۱۱۳۔

۷۷۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ يُرِيْنَا كَيْفَ كَانَ صَلٰوةُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَذَالِكَ فِي غَيْرِ وَقْتِ صَلٰوةٍ فَقَامَ فَأَمْكَنَ الْقِيَامَ

besturdubooks.wordpress.com

ثُمَّ رَكَعَ فَأَمْكَنَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَانْصَبَّ هُنَيَّةً قَالَ فَصَلَّى بِنَا صَلوٰةَ شَيْخِنَا هٰذَا أَبِي يَزِيْدَ وَكَانَ أَبُو يَزِيْدَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الْآخِرَةِ اسْتَوٰى قَاعِدًا ثُمَّ نَهَضَ ۔

ترجمہ ابوقلابہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن حویرث رضؓ ہمیں (نماز پڑھ کے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت دکھلاتے تھے اور یہ دکھانا نماز کے وقت کے علاوہ میں تھا چنانچہ (ایک روز) حضرت مالک بن حویرث رضؓ کھڑے ہوئے اور اچھی طرح سیدھے کھڑے ہوئے پھر رکوع کیا اور اچھی طرح سے رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور تھوڑی دیر سیدھے کھڑے رہے ابوقلابہ نے بیان کیا کہ حضرت مالک بن حویرث رضؓ نے ہمارے اس شیخ ابویزید کی طرح نماز پڑھی اور ابویزید جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو اچھی طرح بیٹھ جاتے تھے پھر کھڑے ہوتے تھے ۔

مطابقۃ للترجمۃ :- مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی " ثم رفع راسہ فانصب ھنیۃ "

تعدد موضعہ :- والحدیث ھٰھنا صـ۱۱۰ ومر صـ۹۳ و یاتی صـ۱۱۳ وصـ۱۱۴ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح ابواب سابقہ میں رکوع اور سجود میں طمانینت (اطمینان و اعتدال) کو بیان کر چکے ہیں اب اس باب سے قومہ میں اطمینان کو ثابت فرمارہے ہیں اور اسی اطمینان کے مفہوم کو واضح کرنے کے لئے حضرت ابوحمید ساعدی رضؓ کی تعلیق کو ذکر فرمایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا تو سیدھے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ پیٹھ کا ہر جوڑ اپنی جگہ پر آگیا ۔

تشریح امام بخاری رح نے حضرت ابوحمید ساعدی رضؓ کی مذکورہ تعلیق کو آگے چل کر صـ۱۱۴ میں "باب سنۃ الجلوس فی التشہد" کے تحت موصولاً ذکر فرمایا ہے ۔

حتی نقول قد نسی یعنی اعتدال و اطمینان طویل کرتے تھے الخ

حنفیہ کے نزدیک بھی یہ اعتدال جائز ہے جبکہ مقتدی نہ گھبرائیں ۔

حضرات شوافع رح کے نزدیک فی قول مفسد صلوٰۃ ہے اور یہی شوافع رح کے نزدیک مشہور ہے ۔

حنابلہ کے یہاں مستحب ہے ۔

حنفیہ و مالکیہ فرماتے ہیں کہ نماز باطل نہیں ہوگی بلکہ جائز ہے کبھی کبھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خاص تجلی ہوتی تو ایسا ہوا کرتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ صحابہ قد نسی کہتے تھے ورنہ اگر ہمیشہ یا اکثر عادت شریفہ یہ ہوتی تو قد نسی کہنے کی کیا ضرورت ہوتی کیونکہ وہ تو روز کی عادت ہوتی ۔

صلوٰۃ شیخنا ھٰذا اس سے مراد حضرت عمرو بن سلمہ رضؓ ہیں جن کی کنیت ابویزید ہے ۔

besturdubooks.wordpress.com

روایت میں جلسۂ استراحت کا تذکرہ ہے جو عند الشوافع مستحب ہے لیکن احناف کے نزدیک مستحب نہیں ہے الا لعذر ۔ چونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرات صحابہؓ ینھضون علیٰ صدور قدمیہ ۔ واللہ اعلم

باب ۵۱۸ يَهْوِيْ بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ يَسْجُدُ وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔

۷۷۲ - حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْبَكْرِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِيْ كُلِّ صَلٰوةٍ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ وَغَيْرِهَا فِيْ رَمَضَانَ وَغَيْرِهٖ فَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ قَبْلَ اَنْ يَّسْجُدَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ حِيْنَ يَهْوِيْ سَاجِدًا ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الْجُلُوْسِ فِي الْاِثْنَتَيْنِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ يَقُوْلُ حِيْنَ يَنْصَرِفُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَقْرَبُكُمْ شَبَهًا بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِنْ كَانَتْ هٰذِهٖ لَصَلٰوتَهٗ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا قَالَا وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ يَدْعُوْ لِرِجَالٍ فَيُسَمِّيْهِمْ بِاَسْمَائِهِمْ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ وَاَهْلُ الْمَشْرِقِ يَوْمَئِذٍ مِنْ مُضَرَ مُخَالِفُوْنَ لَهٗ۔

باب ، جب سجدہ کرے تو اللہ اکبر کہتا ہوا جھکے اور نافع رح نے کہا کہ حضرت ابن عمر رض اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے رکھتے تھے۔

ترجمہ حدیث ابو بکر بن عبد الرحمان اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رض ہر نماز میں تکبیر کہتے تھے فرض ہو یا غیر فرض، رمضان میں ہو یا غیر رمضان۔

besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر سجدہ کرنے سے پہلے ربنا ولک الحمد کہتے پھر جب سجدہ کے لئے جھکتے تو اللہ اکبر کہتے پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے تو اللہ اکبر کہتے پھر جب دوسرا سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے پھر سجدہ سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے پھر جب دو رکعتیں پڑھ کر قعدہ کر کے کھڑے ہونے لگتے تو اللہ اکبر کہتے اور وہ نماز کی ہر رکعت میں ایسا ہی کیا کرتے تھے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاتے پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرماتے " قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے ساتھ مشابہت میں تم سب سے زیادہ قریب ہوں بلاشبہ آپ ﷺ کی نماز اسی طرح تھی یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے، ابوبکر اور ابوسلمہ دونوں نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہ چند لوگوں کے لئے دعا فرماتے اور ان کا نام لے کر فرماتے اے اللہ ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو نجات عطا فرما، اے اللہ کفار مضر پر اپنی پکڑ سخت کر دے اور ان کو ایسے قحط میں مبتلا کر دے جیسا قحط حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا تھا (حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ) مشرق میں رہنے والے کفار مضر اس زمانہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " ثم یقول اللہ اکبر حین یھوی ساجداً "۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۱۰، مرّ الحدیث ص۱۰۸ وص۱۰۸ تا ص۱۰۹، ابوداؤد ص۱۲۱ فی باب اتمام التکبیر، وقال ابوھریرۃ الخ مرّ ص۱۱۰ ویاتی ص۱۳۶ وص۴۱۰ و ص۴۷۹ وفی التفسیر ص۶۵۵ وص۶۶۱ وص۹۱۵ وص۹۴۶ وص۱۰۲۶۔

۷۷۴۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ غَیْرَ مَرَّۃٍ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ سَقَطَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ فَرَسٍ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْیٰنُ مِنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّہُ الْاَیْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَیْہِ نَعُوْدُہٗ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَصَلّٰی بِنَا قَاعِدًا وَّقَعَدْنَا وَقَالَ سُفْیٰنُ مَرَّۃً صَلَّیْنَا قُعُوْدًا فَلَمَّا قَضَی الصَّلٰوۃَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا رَکَعَ

besturdubooks.wordpress.com

فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَكَذَا جَاءَ بِهٖ مَعْمَرٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَقَدْ حَفِظَ كَذَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَكَ الْحَمْدُ حَفِظْتُ مِنْ شِقِّهِ الْأَيْمَنِ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ الزُّهْرِيِّ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَأَنَا عِنْدَهٗ فَجُحِشَ سَاقُهُ الْأَيْمَنُ ۔

ترجمہ امام زہری رح نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رض کو فرماتے ہوئے سنا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گر پڑے اور کبھی سفیان نے عن فرس کے بجائے من فرس کہا، تو آپ ص کی داہنی جانب چھل گئی تو ہم لوگ آپ ص کی عیادت کے لئے حاضر خدمت ہوئے اتنے میں نماز کا وقت آگیا تو آپ ص نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی جب آپ ص نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ امام اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے اس لئے جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو (سفیان نے علی بن مدینی سے پوچھا کیا) معمر نے اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا ہے؟ تو علی بن مدینی کہتے ہیں کہ میں نے کہا "جی ہاں" اس پر سفیان نے کہا کہ بیشک معمر نے یاد رکھا۔ اسی طرح زہری رح نے ولک الحمد کہا اور مجھے یاد ہے کہ زہری نے من شقہ الایمن (یعنی آپ ص کا داہنا پہلو چھل گیا تھا) کہا تھا، پھر جب ہم زہری کے پاس سے نکلے تو ابن جریج نے کہا کہ امام زہری رح نے فجحش ساقہ الایمن کہا تھا جبکہ میں (سفیان) زہری کے پاس تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "واذا سجد فاسجدوا"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صـ۱۱۰ تا صـ۱۱۱، مرّ الحدیث صـ۵۵ وصـ۹۶ وصـ۱۰۱ ویاتی صـ۱۵۰ وصـ۲۵۶ وصـ۳۳۵ وصـ۴۸۳ وصـ۴۹۷ وصـ۹۸۹۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد ھوی اور تکبیر کی معیت کا لزوم بتلانا ہے۔
ھوی یہوی ھوِیًّا کے معنی ہیں اوپر سے نیچے اترنا، جھکنا۔

ترجمہ ہے یہوی بالتکبیر حین یسجد یعنی جب سجدہ کرے تو اللہ اکبر کہتا ہوا جھکے اور حدیث پاک کے الفاظ ہیں یقول اللہ اکبر حین یہوی ساجداً یعنی جب سجدہ کے لئے جھکے تو اللہ اکبر کہے۔ پس صاف معلوم ہوا کہ جھکنے کا فعل اور تکبیر کا قول بالکل ساتھ ساتھ ہوگا تقدیم و تاخیر نہ ہوگی۔

چنانچہ شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح فرماتے ہیں "غرضہ من ھٰذا العقد ان

besturdubooks.wordpress.com

التکبیر ینبغی ان یکون مقارناً للھوی من غیر تقدیم وتاخیر۔ (شرح تراجم)

تشریح امام بخاری رحؒ نے ترجمہ میں حضرت ابن عمرؓ کا اثر نقل فرمایا ہے یضع یدیہ قبل رکبتیہ۔ اب سوال یہ ہے کہ ترجمۃ الباب اور اثرِ ابنِ عمر میں مناسبت کیا ہے؟

جواب:۔ علامہ عینی رحؒ فرماتے ہیں "لان للھوی الی السجود صفتین صفۃ قولیۃ وصفۃ فعلیۃ الخ (عمدہ)۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہوی یعنی سجدہ کے لئے جھکنے کی دو صفتیں ہیں ۱ قولی، ۲ فعلی۔

امام بخاری رحؒ نے جب ترجمہ میں صفتِ قولیہ کو بیان کیا کہ اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں جائے تو یہ صفت قولیہ کو بیان کرنے کے بعد سجدہ میں جانے کی دوسری صفت کی وضاحت کے لئے حضرت ابن عمرؓ کا اثر پیش کر کے صفتِ فعلیہ کو بیان کردیا کہ فعل سجدہ اس طرح ہو گا کہ پہلے دونوں ہاتھ رکھے جائینگے پھر دونوں گھٹنے۔

وضع الرکبتین قبل الیدین او بالعکس رکوع سے فراغت کے بعد سیدھے کھڑے ہو کر سجدہ میں جانے کا طرز کیا ہو گا؟ اس میں تین اقوال ہیں:۔

(۱) امام مالکؒ اور فی روایۃ امام احمدؒ کے نزدیک وضع الیدین قبل الرکبتین ہو گا۔

(۲) امام اعظم ابو حنیفہ رحؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ فی المشہور وجمہور فقہاء کے نزدیک وضع الرکبتین قبل الیدین ہو گا۔

(۳) امام مالکؒ کا ایک قول یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں مصلی کو اختیار ہے۔

حضرات مالکیہؒ کا استدلال ایک تو حضرت ابن عمرؓ کے اس اثر سے ہے جس کو بخاریؒ نے ترجمہ میں تعلیقاً ذکر کیا ہے دوسرا استدلال حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے ہے ولیضع یدیہ قبل رکبتیہ۔ ابوداؤد ج ۱ ص ۱۲۲ ونسائی اول ص ۱۲۳۔

جواب:۔ حضرت گنگوہی رحؒ فرماتے ہیں ذلک لانہ کان ثقیلاً الخ (لامع ج ۱ ص ۳۱۹)۔ یعنی حضرت ابن عمرؓ سجدہ میں جاتے ہوئے گھٹنوں سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا بدن بھاری تھا اور پیروں میں بھی ضعف تھا اسی وجہ سے حضرت ابن عمرؓ تشہد میں چار زانو ہو کر بیٹھتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ۱ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کی حدیث سے منسوخ ہے جس میں ہے کنا نضع الیدین قبل الرکبتین فامرنا بوضع الرکبتین قبل الیدین۔ (ابن خزیمہ)۔

۲ یہ روایت مقلوب ہے کیونکہ مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں ابوہریرہؓ کی اسی حدیث کے الفاظ اسی کے برخلاف ہیں اذا سجد احدکم فلیبدأ برکبتیہ قبل یدیہ ولا یبرك کبروك الفحل۔

ائمہ ثلاثہ رحؒ وجمہور کا استدلال حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت سے ہے جو ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ میں ہے، شارح بخاری علامہ کرمانی رحؒ فرماتے ہیں کہ جمہور کہتے ہیں "یضع اولاً فی الارض من اعضاء السجود ما ھو اقرب الی الارض" یعنی اعضاءِ سجود میں سے جو عضو زمین سے قریب ہو

besturdubooks.wordpress.com

اس کو عمل سجدہ میں مقدم رکھا جائیگا اور سجدہ سے اٹھتے وقت اس کے برعکس ہوگا یعنی اٹھتے وقت جو عضو آسمان سے قریب ہوگا اس کو مقدم رکھا جائے گا واللہ اعلم۔

اللّٰھم انج الولید الخ یہاں دو مسائل ہیں ۱ قنوت نازلہ کا ؟ اس کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری آٹھویں جلد یعنی کتاب المغازی ص ۱۴۰۔

دوسرا مسئلہ اللھم اجعلھا علیھم سنین کسنی یوسف الخ یہ بحث کتاب الاستسقاء میں آئیگی انشاء اللہ۔

باب کی دوسری روایت میں ہے کذا جاء بہ معمر یہ سفیان بن عیینہ کا مقولہ ہے، سفیان نے جب اپنے شاگرد علی بن مدینی سے یہ روایت بیان کیا تو بیان کرنے کے بعد سفیان نے علی بن مدینی سے پوچھا کہ تم نے یہ روایت معمر سے بھی سنی ہے تو کیا جیسے میں نے بیان کیا ہے اسی طرح معمر نے بھی بیان کیا ؟ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ میں نے جواباً کہا "جی ہاں" سفیان کو جب تائید ملی تو سفیان نے معمر کی تعریف کی قال لقد حفظ یعنی سفیان نے کہا کہ معمر نے یاد رکھا یعنی اس کو صحیح یاد ہے۔

قال الزھری ولک الحمد یعنی زہریؒ نے اس روایت میں "ولک الحمد" واؤ کی زیادتی کیساتھ فرمایا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زہری کے بعض شاگردوں نے بغیر واؤ کے صرف لک الحمد نقل کیا ہے۔

حفظت من شق الایمن سفیان کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ زہریؒ سے شق الایمن ہی یاد کیا ہے، لیکن ہمارے سبق کے ایک ساتھی ابن جریج بھی تھے جب ہم دونوں سبق سے اٹھ کر چلے تو ابن جریج نے فجحش ساقہ الایمن نقل کیا حالانکہ مجھے خوب یاد تھا کہ شق الایمن کہا ہے۔

قال ابن جریج وانا عندہ الخ وانا عندہ یہ مقولہ سفیان کا ہے اور عندہ کی ضمیر کا مرجع زہری ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ سفیان کہتے ہیں کہ میں زہری کے قریب تھا اور ابن جریج پیچھے دور میں تھے اس لئے میں پورے وثوق و اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ زہری نے شق الایمن ہی کہا تھا۔ کیونکہ میں زہری کے قریب تھا۔

عندہ کے مرجع میں یہ احتمال بھی ہے کہ مرجع ضمیر ابن جریج ہوں، مطلب یہ ہے کہ میں ابن جریج کے پاس تھا الگ نہیں تھا اس لئے یہ وہم بھی ختم ہوگیا کہ شاید بعد میں ابن جریج نے کچھ سن لیا ہو۔

واللہ اعلم۔

besturdubooks.wordpress.com

فہرست عناوین نصر الباری جلد سوم

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

❁ ❁ ❁